

تذکرہ سرائف

مع

حل لغات و ترکیب

از:

مولانا حسین احمد صاحب ہمدرد کواری
استاذ دارالعلوم دیوبند

ترجمہ

تشریح

لغات

ترکیب

اجراء





ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ

استعداد ساز تفسیر

تدریس قرآن

مع حل لغات و ترکیب

یہ تحریر ہے جیسے گنگ و جمن ● کھلے پھول جیسے چمن در چمن

تَبٰرَكَ الَّذِي ۲۹

تالیف —————

حضرت مولانا حسین احمد رضا قاسمی ہردواری

استاذ دارالعلوم دیوبند، فون 01336-221671

ناشر —————

مکتبۃ الطہر

دارالعلوم دیوبند

تفصیلات

نام کتاب :	تدریس قرآن مع حل لغات و ترکیب (پارہ تبارک الذی)
مصنف :	مولانا حسین احمد ہردواری، مدرس دارالعلوم دیوبند
نظر ثانی :	فخر المحدثین و رئیس المحققین حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب (استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند)
باہتمام :	عزیز محمد اسجد ہردواری متعلم دارالعلوم دیوبند
کمپیوٹر کتابت :	(محمد عیاض قاسمی) المحرم کمپیوٹر انسٹی ٹیوٹ، دیوبند، فون 09927003897
سن طباعت :	۱۴۲۸ھ ماہ رمضان المبارک

مؤلف کی چند دیگر تالیفات

- ۱۔ درس نحو میر: اس کتاب کے اندر نحو میر میں استعمال شدہ اصطلاحی الفاظ کی جامع مانع تعریفات بیان کی گئی ہیں، اس کو اگر نحو میر کی جگہ پڑھایا جائے تو ان شاء اللہ بہترین نتیجہ برآمد ہوگا۔ نیز بعض اردو کتب میں بعض تعریفات یا تو بالکل غلط لکھی ہوئی ہیں یا پھر ناقص۔ نیز بعض تراکیب غلط تسلط رائج ہیں، اس کتاب میں صحیح تعریف و ترکیب پیش کر رہی تھی اور کوشش کی گئی ہے، تاہم بشریوں اور طبی کا امکان ہے اسلئے اگر کسی اہل علم کو کوئی غلطی نظر آئے تو بغرض اصلاح مطلع فرمائیں۔
- ۲۔ نجوم الحواشی شرح اصول الشاشی ۳۔ تدریس قرآن (پارہ ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰) ۴۔ مشکل ترکیبوں کا حل ۵۔ مصطلحات النحو عربی مع اردو ۶۔ قواعد الصرف و خاصیات الابواب ۷۔ آپ ترکیب نحوی کیسے کریں؟

تصانیف حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالنپوری (استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند)

- (۱) رحمۃ اللہ الواسعہ شرح حجۃ اللہ البالغۃ (۲) فیض المنعم شرح مقدمہ مسلم شریف (۳) مفاح العوالم شرح شرح مآۃ عامل (۴) الفوز الکبیر (۵) العون الکبیر شرح الفوز الکبیر عربی (۶) کیا مقتدی پر فاتحہ واجب ہے؟ (۷) مبادی الفلفہ (۸) معین الفلفہ شرح مبادی الفلفہ (۹) گنجینہ صرف شرح پنج گنج (۱۰) حیات امام طحاوی (۱۱) مشاہیر محدثین و فقہاء کرام (۱۲) آپ فتویٰ کیسے دیں؟ (۱۳) حجۃ اللہ البالغۃ عربی مع حاشیہ (۱۴) تحفۃ الاسعی شرح سنن الترمذی (۱۵) ڈاڑھی اور انبیاء کی سنتیں (۱۶) تحفۃ الدردر شرح نخبۃ الفکر (۱۷) تفصیل ہدایت القرآن (۱۸) حرمت مصاہرت (۱۹) آسان نحو (۲۰) آسان صرف (۲۱) اسلام تغیر پذیر دنیا میں (۲۲) زبدۃ الطحاوی شرح طحاوی عربی (۲۳) شرح عل الترمذی (۲۴) مبادیہ شرح کافیہ (۲۵) اصلاح معاشرہ (۲۶) مفاح التہذیب شرح شرح تہذیب۔

۱۷	شیطان کا مشتق منہ (حاشیہ)	۵	تقارینہ
۱۸	فائدہ: فرق مربیہ کا مقیدہ	۸	صنعت مقابلہ
۱۹	سوال: واحد کے لئے جمع کا صیغہ	۸	صنعت طباق، لفظ و نشر
۲۰	نکتہ بکتہ	۸	تفریع، جنیس
۲۳	شمر غفر اس کو	۸	جمع و رعایت فواصل
۲۶	نکتہ صافات و یقین	۸	تقدیم مفعول و مفعول
۲۹	فائدہ: ان تافید کے بعد الاضروری نہیں	۸	الغاث، عطف الحمر علی الانشاء
۳۰	فائدہ: حواس خمسہ میں سے صرف دو کا ذکر کیوں؟	۸	فانصیحہ
	نکتہ: آیت میں السمع واحد، ابصار اور الفیدہ	۹	مضارع کے بجائے ماضی
۳۱	جمع کیوں؟	۹	لام مزحلہ، الخطاب
۳۱	فائدہ: قیامت کی تین قسمیں	۹	استفہام انکاری، ابطالی
۳۳	بہر تکرار کچھ کا پانی خشک (حاشیہ)	۹	استفہام تقریری
		۹	ہائے سکتہ، تضمین، مصدر مبنی للفاعل
۳۶	سورة القلم	۹	مصدر مبنی للمفعول
	رسول اللہ کا خلق عظیم	۹	قرینہ ظرف مستقر و لغو
۳۷	شعر راہ میں کانٹے	۹	استعارہ تمثیلیہ، تشبیہ مرسل، تشبیہ تمثیل
۳۸	جن، جن، جنین، معجون، معجنہ، خون (حاشیہ)	۹	استعارہ ملکیہ
۴۰	فائدہ: ولید کی اپنی ماں سے عجیب گفتگو	۱۰	
۴۲	لو کے چند استعمالات (حاشیہ)	۱۱	سورة الملک:
۴۲	لفظ خیر اسم تفصیل اور اسم دونوں (حاشیہ)	۱۱	لیلوکم..... امتحان کے دو مقصد (حاشیہ)
۴۳	باغ والوں کا قصہ	۱۱	سوال (۱): کیا اللہ اپنی ذات و صفات میں تصرف پر قادر ہیں؟
۴۵	سوال: باغ کو کھیت کیوں کہا؟	۱۱	سوال (۲): موت کے لئے خلق کا استعمال؟
۴۸	قال اوسطھم اوسط کے دو معنی (حاشیہ)	۱۱	خلق کے متعدد معانی (حاشیہ)
۴۹	لولا کے تین استعمالات (حاشیہ)	۱۱	نکتہ: خلق الموت و الحیوة میں موت کو مقدم کیوں کیا؟
۵۲	ساق کے کیا معنی	۱۱	نکتہ: احسن غملاً کہا نہ کہ اخصر غملاً
۵۲	سوال: کیا آخرت میں سجدہ کا حکم ہوگا؟	۱۲	فضائل سورة الملک
۵۶	فائدہ: و انملی لہم	۱۲	اللہ کے لئے بند (ہاتھ) کا اثبات ضمن لغات
۵۸	قصہ یونس ضمن تشریح	۱۲	لفظ انی کے متعدد معانی (حاشیہ)
۵۹	فائدہ: نظر بد کا علاج (حاشیہ)	۱۳	عمل اور فعل میں فرق (حاشیہ)
		۱۳	کیا آسمان نظر آتا ہے؟ (حاشیہ)
۶۱	سورة الحاقة:	۱۵	سوال: تیری نگاہ کو دوسری کیوں کہا؟
	قوم عاد و ثمود	۱۵	ستارے آسمان میں ہے یا نیچے؟ (حاشیہ)
۶۲	ایران، روم، عرب، حبش، چین، اور ہند	۱۵	شباب ثاقب کیا چیز ہے؟ (حاشیہ)
۶۳	کے بادشاہ کا لقب (حاشیہ)	۱۷	لفظ دنیا کے معنی (حاشیہ)
۶۸	نفع صورتی مرتبہ ہوگا (حاشیہ)		
۶۸	حاملین عرش کتنے فرشتے ہیں (حاشیہ)		

۱۲۳ علم غیب کل اللہ کا خصوصی وصف ہے (حاشیہ)

سورة المزمل:

۱۲۸ مزمل کی وجہ تسمیہ بغضن تشریح

۱۳۳ شعر جو عاصی کو مکمل

۱۳۳ حسن بصری کا خوف خدا (حاشیہ)

۱۳۹ سوال و جواب

۱۴۱ فائدہ: ہ ضمیر یا ہا ضمیر

۱۴۱ سوال و جواب: ضمیر فصل کا استعمال

سورة المدثر:

۱۴۶ ابو جہل اور ولید بن مغیرہ کا مکالمہ

۱۴۷ ولید بن مغیرہ کے بیٹوں کا نام (حاشیہ)

۱۵۱ ملائکہ جہنم کے ۱۹ ہونے میں نکتہ (حاشیہ)

۱۵۶ لوگوں کی تین قسمیں ہیں (حاشیہ)

۱۵۶ سوال و جواب: اہل جنت و جہنم کی گفتگو

۱۶۱ نفس امارہ، نواہ، مطمئنہ (حاشیہ)

۱۶۲ شروع قسم کا لازائدہ یا غیر زائدہ (حاشیہ)

۱۶۵ سوال: مبتداء کر، خبر مؤنث

۱۶۶ واقعہ

سورة الدهر:

۱۷۳ سوال: اسم فاعل کے مقابلہ میں اسم مبالغہ کیوں ...

۱۷۵ اما حرف شرط کے پانچ معانی (حاشیہ)

۱۷۵ سوال: موصوف صفت میں بظاہر عدم مطابقت

۱۸۲ سوال: جنت میں مردوں کو کنگن پہنائے جائیں گے

سورة المرسلات:

۱۸۹ محرفا کے منصوب ہونے کی چار وجہیں (حاشیہ)

۱۹۹ ایک حدیث

۷۲ کفار کو زنجیر میں جکڑنے کی صورت بغضن تشریح

۷۷ فائدہ: اللہ کے قسم کھانے کا مقصد (حاشیہ)

سورة المعارج:

۷۹ شان نزول بغض بن حارث کی جرأت

۸۱ روز قیامت آسمان کا رنگ سیاہ ہوگا یا سرخ (حاشیہ)

۸۴ اعتراض: ضمیر جمع اور مرجع ثنیہ

۸۴ اعتراض و جواب: کمرہ تحت الھی ذوالحال

۸۴ نکتہ: قرآن کا رسم الخط توقیفی

۸۶ ایک شبہ اور اس کا جواب

۸۷ اعم فائدہ: حد و مشت زنی وغیرہ کا حکم

۸۷ عہد و وعدہ میں فرق بغضن تشریح

۹۰ سوال و جواب: مستثنیٰ مفرغ کلام مثبت میں

۹۲ ظرف غیر کمور الھین سے کمور الھین (حاشیہ)

۹۲ مشارق و مشرقین کہنے کی حکمت (حاشیہ)

سورة نوح:

۹۵ عمر میں کی زیادتی اور تقدیر کی دو قسمیں (حاشیہ)

۹۶ نوح کے والد کا نام بغضن لغات

۹۶ انسان میں روح ڈالتے وقت چار باتیں لکھ دی جاتی ہیں

۹۹ (حاشیہ)

۱۰۲ چاند آسمان پر ہے یا نیچے خلا میں؟ (حاشیہ)

۱۰۴ قوم نوح کے پانچ بت (حاشیہ)

۱۰۷ دوسرے پانی میں، لکھے آگ میں (حاشیہ)

۱۰۸ فائدہ: طوقاں نوح کہاں آیا تھا؟

۱۰۸ اہم بات: کیا نوح کے والدین مؤمن تھے؟

۱۰۸ خطبہ اور سببہ میں فرق (حاشیہ)

سورة الجن:

۱۱۰ جنات کا ایمان لانا بغضن تشریح

۱۱۰ فائدہ

۱۱۲ فائدہ

ارشاد عالی محدث کبیر حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب ر محدث دارالعلوم دیوبند

بے پایاں ستائش اس رب کریم کے لیے ہے جس نے قرآن کریم کو ہادی (راہ نما) اور امام (پیشوا) بنایا، اور اس کی عبادت و تعلیم کو لازمی فریضہ قرار دیا اور بے حد رحمتیں نازل ہوں، اس برگزیدہ بندے پر جس کو اپنی کتاب کی تشریح کا ذمہ دار بنایا اور سزاوارتہ تحسین امت کا وہ پہلا قافلہ ہے جس نے تعلیمات قرآنی کو پروان چڑھایا اور اس کو چاروں ملک عالم میں پھیلا دیا، الہی ان حضرات کو امت کی طرف سے بہترین بدلہ عطا فرما، اور امت کو ان کے نقش قدم پر گامزن ہونے کی توفیق عطا فرما۔ (آمین)

حمد و صلوة کے بعد: قرآن کریم وہ سدا بہار کتاب ہے جس کی حیرت زبا توں کی نہایت نہیں، عربی میں اس کی خدمت مختلف پہلوؤں سے کی گئی ہے، اور جاری ہے، اور جاری رہے گی، البتہ اردو میں اس کی خدمت کے بہت سے پہلو تشنہ تکمیل ہیں، ایک پہلو: تفسیر مع حل لغات و ترکیب بھی ہے عربی محدث رکھنے والے قارئین قرآن عام طور پر اور مدارس عربیہ کے طلباء خاص طور پر اس کے محتاج ہیں کہ ان کے لیے ایک ایسی تفسیر لکھی جائے، جس کے ذریعہ وہ اللہ کی کتاب کو کا حق حل کر سکیں، قرآن فہمی کے لیے حل لغات اور ترکیب ایک لازمی چیز ہے، یہ وہ دروازہ ہے جس کے ذریعہ قرآن کریم کی اتمہا گہرائی تک رسائی ہو سکتی ہے، اس کے بغیر ترجمہ کا بخوبی ادراک ممکن نہیں۔ مجھے بے حد خوشی ہے کہ دارالعلوم دیوبند کے استاذ جناب مولانا حسین احمد صاحب ہر دواری زید مجدہم نے اس طرف توجہ مبذول کی، اور ایک سہل الحصول تفسیر مرتب کی، جس سے امت کی یہ ضرورت بخوبی پوری ہو سکتی ہے۔ آپ نے کام آخری پارہ سے شروع کیا، کیوں کہ اس کے لغات اہم ہیں اور جملے مختصر ہیں، جن کی ترکیب آسان ہے، جب قارئین کرام یہ حصہ محفوظ کر لیں گے، تو طویل آیات کی ترکیب آسان ہو جائے گی۔ مولانا حسین احمد صاحب نے پارہ عجم اور پارہ قلم وَمَا خُطْبَتُكُمْ کی تفسیر کے بعد پارہ قَدْ نَمُنِعُ اللہ اور پارہ تَذَكُّرُ الذِّمَّی کی مکمل تفسیر مع حل لغات و ترکیب تحریر فرمائی، جو آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ مولانا موصوف نے طریقہ یہ اختیار کیا ہے کہ مضمون کے لحاظ سے آیات کا ایک حصہ لیا ہے، پہلے اس کی عام فہم تفسیر کی ہے، پھر حل لغات اور ترکیب بیان کی ہے اور آپ نے اس تفسیر کا نام: "تدریس قرآن مع حل لغات و ترکیب" رکھا ہے، یہ نہایت موزوں نام ہے، مجھے امید ہے کہ مولانا حسین احمد صاحب کی دیگر کتابوں کی طرح یہ تفسیر بھی ہاتھوں ہاتھ لی جائے گی، اور امت اس سے خوب خوب استفادہ کرے گی، سو ما شاء اللہ علیہ بجزیر۔

ارشاد عالی نمونہ اسلاف حضرت مولانا سید ارشد مدنی صاحب ناظم تعلیمات و استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند

احمد واصلی علی رسولہ الکریم اور س نکاحی میں جو آج کل مدارس عربیہ میں رائج ہے، قرآن کریم سے متعلق کتابیں بہت کم ہیں، تفسیر کی ایک ہی کتاب ہے جو کہیں پانچویں سال اور کہیں چھٹے سال میں پڑھائی جاتی ہے، اس کے علاوہ کوئی اور کتاب جو قرآن فہمی میں معین و مددگار ہو نصاب میں نہیں پائی جاتی، دارالعلوم دیوبند کے ارباب حل و عقد نے اس کی کودور کرنے کے لیے مختلف مراحل میں پورے حلیہ کے ترجمہ کو نصاب میں داخل کیا ہے، جس میں پڑھاتے ہوئے معنی، مطلب اور حل لغت کو ملحوظ رکھا جاتا ہے، چوں کہ یہ عمل مختلف مراحل میں انجام پاتا ہے، اس لیے آہستہ آہستہ طالب علم میں استعداد بڑھتی رہتی ہے، اور اس کا رشتہ قرآن بہین سے مضبوط ہوتا رہتا ہے، ابتدائی مراحل میں ۲۹ مارچ ۳۰ سپتامبر سے اگرچہ حافظہ و غیر حافظہ سب کے درون میں رہتے ہیں لیکن حل لغات اور ترکیب نحوی کے اعتبار سے بالخصوص مبتدی طلبہ کے لیے الجھن کا سبب بنتے ہیں۔ موجودہ دور میں طلبہ کی استعداد کو دیکھتے ہوئے اس کی ضرورت تھی کہ مختصر اور آسان زبان میں ایسی کتاب مرتب کی جائے جو ترجمہ قرآن کریم کی تعلیم میں طلبہ کے لیے مذکورہ پریشانی کو دور کرنے والی ہو، اللہ تعالیٰ مولانا حسین احمد صاحب کو جزائے خیر عطا فرمائے انھوں نے پیش قدمی فرمائی اور مناسب انداز میں طلبہ کی ضرورت کو سامنے رکھتے ہوئے ترجمہ و تفسیر مع حل لغات اور نحوی و صرفی ضرورت کو پورا کیا، زبان بھی آسان ہے، جس سے امید کی جاتی ہے کہ انشاء اللہ یہ کتاب طلبہ عزیز کے لیے مفید ثابت ہوگی چوں کہ مولانا انشاء درس طلبہ کی پریشانیوں اور ضرورتوں سے واقف ہیں، اس لیے ان کا یہ عمل ضرور انشاء اللہ طلبہ کی ضرورت و احتیاج کے مطابق ثابت ہوگا۔ راقم الحروف دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرمائے اور مفید سے مفید تر بنائے۔ آمین!

ارشاد گرامی رئیس الادب حضرت مولانا ریاست علی صاحب بخنوری
استاذ دارالعلوم دیوبند

باسمہ تعالیٰ شلہ قرآن کریم انسانوں کی ہدایت کے لئے حضور ﷺ پر نازل
کی گئی خدا کی آخری کتاب ہے، اور اس کی کسی بھی طرح خدمت انسان کی سب
سے بڑی سعادت ہے، جو خدا کے برگزیدہ اور نیک بندوں کے حصے میں آتی ہے۔
خدا کا فضل ہے، کہ دارالعلوم دیوبند کے مدرس جناب مولانا حسین
احمد صاحب قاسمی ہر دوری زید محمد ہم نے تدریس قرآن کے نام سے
قرآن کی ایک مبارک خدمت انجام دی ہے۔

مدارس عربیہ کے نصاب تعلیم میں بھی ترجمہ قرآن بڑی اہمیت
کے ساتھ پڑھایا جاتا ہے اور اکثر مدارس میں حل لغات اور ترکیب
نحوی کا اہتمام کیا جا رہا ہے، اس لئے امید ہے کہ موصوف محترم کی
یہ کاوش طلبہ کیلئے بہت فائدہ بخش ہوگی۔

دعا ہے کہ پروردگار عالم ان کے اس عمل صالح کو شرف قبول عطا
کرے اور علی طباق میں اس کو قبول عام حاصل ہو۔ واللہ اولاد و آخر
ریاست علی غفرلہ (خادم تدریس دارالعلوم دیوبند)

رائے گرامی: حضرت مولانا مفتی حبیب الرحمن صاحب خیر آبادی
(مفتی دارالعلوم دیوبند)

الحمد لله رب العالمين و الصلوة و السلام على سيد
الانبياء و المرسلين و على آله و صحبه اجمعين اما بعد اقرآن
الله کی مقدس کتاب، دینِ سادہ کا آخری قانون، اور امت مسلمہ کے لئے
کھل دستہ رجیات ہے، یہ تفسیر مولانا حسین احمد صاحب استاذ دارالعلوم دیوبند
نے محنت شاقہ کے بعد لکھی ہے، یہ تفسیر قرآنی خدمت کے سلسلہ میں نئی تو نہیں
ہے، لیکن بعض مباحث کے اعتبار سے بڑی حد تک بدلت رکتی ہے، اس میں
تفسیر کے ساتھ ساتھ آیات کی نحوی ترکیب کا التزام کیا گیا ہے، نیز علم
اشتقاق، مثل لغات، علم معانی و بیان، اسباب نزول کو ذکر کر کے کتاب کی
اقادیت کو دوبالا کر دیا گیا ہے، اس جامعیت کے ساتھ یہ تمام خصوصیات کجا
شاید اسی کتاب کا حق ہے۔ دلی دعا ہے کہ اللہ اسے قبولیت عامہ سے نوازے
اور مؤلف کے لئے ذخیرہ آخرت بنائے۔ (آمین)

حبیب الرحمن خیر آبادی غفرلہ

رائے عالی حضرت مولانا مفتی عبدالحق صاحب
استاذ کاشف العلوم مجمل پور

باسمہ تعالیٰ: قرآن کریم کا نزول ایسے زمانے میں ہوا کہ اس وقت کم
کردہ راہ انسانیت کو راہ دکھانے والا کرۂ ارضی پر کوئی نہ تھا، زمانہ چونکہ تفسیر
پنہ پر ہے اس لئے سابقین کی محنت پر استغفار کرنا قوی غفلت اور عوام الناس
کی ضروریات سے ناواقفیت کی دلیل ہے۔

وہ انھوں سعادت مند ورثہ الانبیاء، جو اس عظیم الشان امر سے بہرہ
ور ہوئے انہی محققین و شارحین میں مولانا حسین احمد صاحب زید محمد کو بھی
منا جاسکتا ہے جیدہ جیدہ مقامات سے احقر نے "تدریس قرآن" کو
پڑھا، سمجھا۔ تو مجھے تحقیق و تشریح و تفسیر کتاب کریم میں کوئی کمی و فہم طالب میں
کوئی وقت محسوس نہیں ہوئی، بلکہ قی نو اور بھی دیکھنے میں آئے، تاہم یہ صدق
ہوں کہ کتاب بلا خامی و عام ہر دو کے لئے نافع نام ہوگی، ان شاء اللہ۔

عبدالحق (استاذ کاشف العلوم مجمل)

تقریر: فصیح اللسان حضرت مولانا عبدالحق صاحب سنبھلی
استاذ دارالعلوم دیوبند

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم و بعد: سب جانتے ہیں کہ قرآن پاک
سرچشمہ ہدایت ہے، اس کو سینہ سے لگانے سے دل کو سکون حاصل ہوتا
ہے؛ لیکن اس کی تہ تک پہنچنے کے لئے وسیع علوم کی ضرورت ہے۔
عزیز مکرم جناب مولانا حسین احمد صاحب قاسمی ہر دوری حفظہ اللہ۔
استاذ دارالعلوم دیوبند، فکر یہ کے مستحق ہیں کہ موصوف نے تدریس قرآن
کے نام سے ہم دست کتاب مرتب فرمائی، کتاب بہت پسند آئی، واقعہ
بچوں کے لئے قرآن پاک کا درس جس انداز سے ہونا چاہئے، اس کتاب
سے بہترین رہنمائی ہوتی ہے کہ قرآن پاک کا ترجمہ، تفسیر اور آیات کی
پوری نحوی ترکیب اس میں سمجھائی ہے۔

طلبہ اور اہل علم کو ان شاء اللہ اس سے بہت فائدہ ہوگا، اللہ تعالیٰ
مؤلف کی دیگر کتب کی طرح اس کو بھی قبول عام عطا فرمائے اور مزید
علی خدمات کی توفیق بخشے، آمین یا رب العالمین۔ والسلام
خیر خواہ: عبدالحق سنبھلی (مدرس دارالعلوم دیوبند)

سخن خود

حامداً و مصلیاً و مسلماً و بعد: اللہ تعالیٰ شانہ و عم نوالہ کا بے پایاں فضل و کرم ہے کہ اس نے مجھ کو دیگر کتابوں کی طرح اس کتاب کے لکھنے کی بھی سعادت بخشی، الحمد للہ اولاً تذریع قرآن پارہ عم منظر عام پر آئی، پھر تذریع قرآن پارہ قال لہما خطبکم، پھر تذریع قرآن پارہ قد سمع اللہ، اور اب پارہ تبارک الذی آپ کے مبارک ہاتھوں میں ہے، اب سال سوم کا یہ نصاب مکمل ہو گیا، اور اللہ تعالیٰ شانہ نے اس تفسیر کو سید مقبولیت سے نوازا ہے، اس تفسیر کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں ترجمہ (ترجمہ حضرت تھانویؒ) تفسیر، ضماۓ کے مراجع، لغات، ترکیب، اجزاء، بلاغت اور دیگر تمام ضروری امور کو یکجا کر دیا گیا ہے، اور اس سے بفضلہ تعالیٰ شانہ طلبہ عزیز کی کوئی ضرورت تشنہ طلب نہیں رہتی، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ احقر کی دیگر کتابوں کی طرح اس کتاب کو بھی مقبولیت عامہ و تامہ نصیب فرمائے، احقر نے تفسیر، معارف القرآن، روح المعانی، مظہری، ابن کثیر وغیرہ سے اخذ کی ہے اور کوشش کی ہے کہ اپنی طرف سے کسی طرح کی کمی و زیادتی نہ کروں، اور لغات، لغات القرآن، قاموس القرآن، معجم مفردات الفاظ القرآن، مصباح اللغات، القاموس الوحید، المعجم الوسیط، اعراب القرآن، روح المعانی، مظہری وغیرہ سے اخذ کی ہے، اور ترکیب، اعراب القرآن، محی الدین الدرولیش، اعراب القرآن و صرفہ و بیانہ، روح المعانی، مظہری وغیرہ سے اخذ کی ہے، یاد رہے کہ احقر نے حل لغات کے دوران باب نصر کی طرف اشارہ کرنے کے لئے نون یعنی اس طرح (ن)، اور باب ضرب کے لئے (ض)، اور باب سمع کے لئے (س)، اور باب فتح کے لئے (ف)، اور باب کرم کے لئے (ک) استعمال کیا ہے۔

میں نے مزید فیہ کے صیغوں کی وضاحت کرتے ہوئے مجرد میں بھی جس صیغہ کا استعمال جہاں ضروری سمجھا بیان کر دیا، طلبہ عزیز مناسب سمجھیں تو یاد کریں، ورنہ مزید فیہ کے یاد کرنے پر ہی اکتفا کریں، آخر میں ان مخلصین، محبین، مشفقین کا نصیم قلب شکر گزار ہوں جو تذریع قرآن کی تصنیف کے سبب بنے یا معاون بنے، بطور خاص مخد و منا المحترم حضرت الاستاذ مولانا مفتی سعید احمد صاحب محدث کبیر دارالعلوم دیوبند، اور مخد و منا المحترم حضرت الاستاذ حضرت مولانا سید ارشد مدنی ناظم تعلیمات و استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند کہ جن کے حکم اور مشوروں اور ہدایت کے مطابق احقر نے تذریع قرآن کی ان تمام جلدوں کو تالیف کیا، اور عزیز محترم مولوی محمد طیب سہارنپوری کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے اپنا قیمتی وقت خرچ کر کے کتاب کی تکمیل میں کافی تعاون کیا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہ احقر کی اس خدمت قرآن کو قبول فرمائے اور مجھے اور جملہ قارئین کو صلاح و تقویٰ اور فلاح داریں سے سرفراز فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔

حسین احمد قاسمی ہر دواری، مدرس دارالعلوم دیوبند

نوٹ: اللہ تعالیٰ نے اگر توفیق بخشی تو قرآن شریف کی یہ خدمت بطرزد تذریع قرآن آئندہ بقیہ پاروں کی بھی جاری رہے گی۔

ضروری معلومات

نوٹ: بہت سی ضروری باتیں تدریس قرآن پارہ عم، تدریس قرآن پارہ قال، لفظ خطبکم، تدریس قرآن پارہ قد سمع اللہ میں مذکور ہیں، چند ضروری باتیں جن کی اس کتاب کے مطالعہ کے دوران ضرورت پڑ سکتی ہے وہ یہاں پر درج فرما کر کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔

صنعت مقابلہ: مقابلہ یہ ہے کہ دو یا زیادہ لفظ لائے جائیں پھر علی الترتیب ہر لفظ کا مقابل لایا جائے، جیسے فلیضحکوا قلیلاً ولیسکوا کثیراً یہاں فلیضحکوا کا مقابل ولیسکوا ہے اور قلیلاً کا کثیراً۔
صنعت طباق: اس کو صنعت تضاد بھی کہتے ہیں یعنی کلام میں ضدین کا جمع کرنا، یعنی ایسے دو الفاظ لانا جس کے معنوں میں فی الجملہ تقابل اور ضد ہو، جیسے اردو میں اس کی مثال یہ شعر ہے۔
نے گل کو یاں ثبات نہ شبنم کو ہے قرار کیا روئے اس چمن میں کوئی اور کیا ہنسے

یہاں ”روئے“ اور ”ہنسے“ میں تقابل ہے۔

لَفَّ وَنَشَرَ: لغت میں لف کے معنی لپیٹنے کے ہیں اور نشر کے معنی پھیلانے کے، اور اصطلاحی تعریف یہ ہے کہ پہلے کئی چیزیں ذکر کریں یہ لف ہے، پھر ان کے تعلقات ذکر کریں، یہ نشر ہے، اس کی دو قسمیں ہیں (۱) لف و نشر مرتب۔ (۲) لف و نشر غیر مرتب۔

لَفَّ وَنَشَرَ مرتب: جس ترتیب سے لف یعنی اجمال ہو اسی ترتیب سے نشر یعنی تفصیل ہو۔

لَفَّ وَنَشَرَ غیر مرتب: نشر کی ترتیب لف کی ترتیب کے موافق نہ ہو۔

تفویج: کسی امر کے متعلق کیلئے کوئی حکم ثابت کریں پھر وہی حکم دوسرے امر کے متعلق کے لئے ثابت کریں۔

تجنیس: دو لفظ تلفظ میں مشابہ ہوں اور معنی میں مختلف ہوں اس کی کئی قسمیں ہیں جن کی یہاں ضرورت نہیں۔

سجع و رعایت فواصل: دو فقرے آخری حرف میں موافق ہوں، یعنی پہلے فقرہ کا جو آخری حرف ہے وہی

دوسرے فقرہ کا بھی ہو، اس کی تین قسمیں ہیں (۱) مُطَرَّف یعنی دونوں فقروں کے کلمے وزن میں مختلف ہوں جیسے مَا لَكُمْ لَا تَرْجُونَ لِلَّهِ وَقَارًا وَقَدْ خَلَقَكُمْ أَطْوَارًا (۲) ترصیع یعنی دونوں فقروں کے کل یا اکثر الفاظ وزن اور قافیہ میں برابر ہوں جیسے إِنَّ الْإِنْرَادَ لَفِي نَعِيمٍ وَإِنَّ الْفَجَارَ لَفِي جَحِيمٍ (۳) متوازی یعنی دو فقروں کے کل یا اکثر الفاظ ہم وزن اور ہم قافیہ نہ ہوں جیسے فِيهَا سُرُورٌ مَرْلُوعَةٌ، وَأَنْكَوَابٌ مَوْضُوعَةٌ۔

تقديم مفعول ومعمول: کبھی مفعول بہ یا فعل کے دوسرے معمول مثلاً جار مجرور وغیرہ کو فعل سے مقدم کرتے ہیں تو کبھی بغرض حصر و تخصیص مقدم کرتے ہیں اور کبھی رعایت فواصل اور وزن کی موافقت مقصود ہوتی ہے۔

التفات: کلام کو تکلم، خطاب اور غیبت کی حالتوں میں سے ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل کرنا۔

عطف الخبر على الانشاء: کوال بیان منع کرتے ہیں مگر دیگر حضرات اس کی اجازت دیتے ہیں (معنی

المليب) اور عطف الاسمية على الفعلية وبالعكس کی بھی معنی الملیب کی عبارت سے گنجائش معلوم ہوتی ہے۔
فا نصيحة: افصاح کے معنی اظہار کے ہیں یعنی وہ فاجو عبارت مقدرہ کے جواب میں ہوتی ہے خواہ وہ عبارت

مقدّرہ شرط ہو یا معطوف علیہ، اگر شرط ہے تو یہی فاجزائے کہلائے گی۔

مضارع کے بجائے ماضی: کبھی کسی چیز کے وقوع اور تحقق کو بتلانے کے لئے بجائے مضارع کے ماضی استعمال کرتے ہیں، اور کبھی نیک فالی کی غرض سے ایسا کرتے ہیں، اور کبھی ماضی کی جگہ مضارع کا استعمال کرتے ہیں، تفصیل مع مثال تدریس قرآن پارہ ۴م میں۔

لام مَزْحَلَقَہ: وہ لام جس کو اس کے مقام سے پھسلادیا گیا ہو مثلاً اِنْ خود تاکید کے لئے آتا ہے تو اگر اس لام کو بھی شروع کلام میں لاتے تو ابتداء کلام میں دو تاکیدوں کا اجتماع لازم آتا اور یہ مکروہ ہے اس لئے اس لام کو تھوڑا آگے بڑھا دیا، جیسے اِنْ رَبَّكَ لَيَحْكُمُ بَيْنَهُمُ الْخ.

إِطْنَاب: معنی مرادی کو ظاہر کرنے کے لئے الفاظ زیادہ لائے جائیں اور یہ زیادتی کسی فائدہ کے لئے ہو۔

استفہام انکاری: اس کی دو قسمیں ہیں: (۱) ابطالی (۲) توغی۔

إِبْطَالِی: وہ ہے کہ ہمزہ کا مابعد ثابت اور واقع نہیں ہے اور اس کا مدعی کاذب ہے، اور توغی یہ ہے کہ اس کا فاعل قابل ملامت و توغی ہے۔ (تفصیل تدریس قرآن پارہ ۴م میں)

استفہام تقریری: یعنی مخاطب کو کسی ایسے امر کے اقرار و اعتراف پر ابھارتا کہ جس کا اس کے نزدیک ثبوت

ہے۔

ہانے سکتہ: وہ ہاء ہے جو عموماً حالت وقف میں آخر کی حرکت ظاہر کرنے کے لئے آتی ہے جیسے حسابیہ،

سلطانیہ، ماہیہ۔

تضمین: کسی فعل یا شبہ فعل کے بعد دوسرے فعل یا شبہ فعل کو ملحوظ ماننا جس پر متعلقات فعل یا شبہ بالفعل دلالت کر

رہے ہوں۔

مصدر مبنی للفاعل: یعنی مصدر معروف، اور وہ وہ ہے جس سے فاعلیت کا اظہار ہو۔

مصدر مبنی للمفعول: یعنی مصدر مجہول اور وہ وہ ہے جس سے مفعولیت کا اظہار ہو۔

قرینہ: وہ شئی ہے جو بلا وضع تعین مقصود پر دلالت کرے، اس کی دو قسمیں ہیں: بلفظیہ و معنویہ۔

ظرف مستقر و لغو: ظرف مستقر وہ ہے جس کا متعلق منہ محذوف ہو، اور ظرف لغو وہ ہے جس کا متعلق منہ

مذکور ہو۔

استعارہ تمثیلیہ: کسی کلام کا استعمال معنی غیر موضوع لہ میں علاقہ مشابہت کی بناء پر کیا جائے جیسے کسی

آدی سے کہا جو کسی کام میں متردد ہو اَرَآكَ تُقَدِّمُ رَجُلًا وَتُزَخُّ اُنْحُوٰی میں تجھے دیکھ رہا ہوں کہ تو اپنا ایک قدم آگے بڑھاتا ہے، اور دوسرا قدم پیچھے ہٹاتا ہے۔ (یہاں حیرت میں تشبیہ ہے)

تشبیہ مرسل: وہ تشبیہ ہے جس میں اداة تشبیہ کو ذکر کیا گیا ہو۔

تشبیہ تمثیل: وہ تشبیہ ہے جس میں وجہ شبہ کئی چیزوں سے اخذ کی گئی ہو، جیسے ثریا کو تشبیہ دینا انگور کے کلمے

ہوئے خوشہ سے۔

استعارہ مکنیہ: وہ ہے جس میں مشبہ بہ کو حذف کر دیا گیا ہو اور اس کی جانب اس کے لوازم میں سے کسی ایک

لازم کے ذریعہ اشارہ کر دیا گیا ہو، جیسے وَاِذَا الْمَنۡیَةُ اَنۡشَبَتْ اَطْفَارَهَا (وضاحت پارہ ۲۷ میں)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سُورَةُ الْمَلِكِ مَكِّيَّةٌ

تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝

• وہ بڑا عالی شان ہے جس کے قبضے میں تمام سلطنت ہے • اور وہ ہر چیز پر قادر ہے •

الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ۝

جس نے موت اور حیات کو پیدا کیا تاکہ تمہاری آزمائش کرے کہ تم میں کون کون شخص عمل میں زیادہ اچھا ہے •

وَهُوَ الْعَزِيزُ الْغَفُورُ ۝

• اور وہ زبردست بخشنے والا ہے •

رہنمائی سورت میں رسالت کا بیان تھا اس سورت میں توحید کا بیان ہے اور حق تعالیٰ کی عظمت اور اس کے علم و قدرت کو دلائل سے ثابت کیا گیا ہے اور ضمناً کچھ مضامین کفار و مومنین کی جزا و سزا کے بھی آگئے ہیں۔

تفسیر ان آیات میں اللہ تعالیٰ شانہ کی عظمت و قدرت اور اس کے عالیشان ہونے کو بیان کیا جا رہا ہے چنانچہ تفسیر ملاحظہ فرمائیں، تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ لفظ تَبَارَكَ سے مشتق ہے جس کے لفظی معنی: بڑھنے اور زیادہ ہونے کے ہیں یہ لفظ جب اللہ تعالیٰ کی شان اقدس میں بولا جاتا ہے تو اس کے معنی سب سے بالا و برتر اور عالیشان ہونے کے آتے ہیں لہذا معنی اس طرح کریں گے کہ وہ خدا بڑا عالیشان ہے جس کے قبضہ میں سلطنت ہے یعنی جس کے قبضہ میں زمین و آسمان اور دنیا و آخرت کی حکمرانی ہے، وہ اپنے علم و حکمت سے جس طرح چاہے تصرف کرے کوئی اس سے پوچھنے والا نہیں۔ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، یہ آیت بطور دعویٰ کے ہے اس لئے اگلی آیات میں اللہ تعالیٰ کے وجود و توحید اور اس کے علم و قدرت پر دلائل پیش کئے گئے ہیں۔ الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ تمہاری آزمائش کرے کہ تم میں کون کون شخص عمل کے اعتبار سے اچھا ہے یعنی زندگی کو تو اس لئے بنایا کہ آدمی زندہ رہ کر عمل کرے، اگر زندگی نہ ملتی تو آدمی عمل کس وقت کرتا، اور موت کو اس لئے پیدا کیا کہ اگر موت نہ آیا کرتی تو لوگ آخرت سے بے فکر ہو کر عمل چھوڑ بیٹھتے اور دوسری بات یہ ہے کہ اگر موت نہ ہوتی اور دوبارہ زندہ نہ کئے جاتے تو اچھے برے اعمال کا بدلہ کہاں ملتا، پس خشن عمل کے لئے موت بمنزلہ

شرط کے ہے اور حیات بمنزلہ ظرف کے۔ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْغَفُوْرُ اور وہ زبردست ہے کہ اس کی پکڑ سے کوئی بچ نہیں سکتا اور بخشنے والا بھی بہت بڑا ہے کہ اعمالِ حسنہ پر مغفرت اور ثواب مرتب فرماتا ہے (اے اللہ اس حقیر فقیر کی بھی اپنی رحمت عامہ و عطائے خاصہ سے مغفرت فرمادے، آمین)

سوال ۱۔ سائل یہ کہہ سکتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ شانہ ہر چیز پر قادر ہے تو کیا وہ اپنی ذات و صفات میں تصرف کرنے پر بھی قادر ہے مثلاً اپنی ذات یا کسی صفت کو ختم کرنا چاہے تو کر سکتا ہے؟ یا کیا معصیات پر بھی اس کو قدرت ہے مثلاً اپنے جیسا دوسرا پیدا کر سکتا ہے؟

جواب شیء کا اطلاق ممکن پر ہوتا ہے لہذا اشکال میں پیش کردہ دونوں چیزیں یعنی واجب (اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات) اور ممتنع شیء کے مفہوم میں داخل ہی نہیں کہ اشکال مذکورہ پیش آئے۔

سوال ۲۔ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ حیات کے لئے پیدا کرنے کا لفظ تو اپنی جگہ ظاہر ہے کہ حیات ایک وجودی چیز ہے لیکن موت جو بظاہر ایک عدم کا نام ہے اس کے لئے خَلَقَ یعنی پیدا کرنے کا لفظ استعمال کرنا کس طرح صحیح ہے؟

جواب ائمہ تفسیر سے اس کے جواب میں متعدد اقوال منقول ہیں سب سے زیادہ واضح بات یہ ہے کہ موت عدم محض کا نام نہیں بلکہ روح اور بدن کا تعلق منقطع کر کے روح کو ایک مکان سے دوسرے مکان میں منتقل کرنے کا نام ہے اور یہ ایک وجودی چیز ہے لہذا اس کے لئے خلق کا لفظ بولنا صحیح ہے۔ بعض نے کہا کہ خَلَقَ بمعنی جَعَلَ ہے، لہذا ترجمہ ہوگا کہ جس نے موت اور زندگی بنائی۔ (تفسیر حقانی)

نکتہ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ۔ موت کو مقدم کیوں کیا گیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اصل کے اعتبار سے موت ہی مقدم ہے کیوں کہ ہر چیز جو وجود میں آتی ہے پہلے وہ کچھ نہ تھی (اے موت ہی سمجھو) پھر اس کو حیات ملی، قرآن میں ہے وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ لَيَبْلُوْكُمْ اَيْكُمُ اَحْسَنُ عَمَلًا سے پتہ چلا کہ موت و حیات کی تخلیق کی وجہ انسان کی

۱۔ قولہ لیلوکم تاکہ وہ تمہاری آزمائش کرے سوال یہ ہے کہ آزمائش اور امتحان لینا اس بات کا تقاضہ کرتا ہے کہ امتحان لینے والے کو اس شخص کی استعداد اور صلاحیت کا علم نہیں جس کا امتحان لیا جا رہا ہے اب یہ بات اللہ تعالیٰ کی شان میں کیسے درست ہوگی جبکہ اسکو کائنات کے ذرہ ذرہ کا علم حاصل ہے۔

۲۔ جواب امتحان کے دو مقصد ہوتے ہیں ایک تو مخاطب کی استعداد اور صلاحیت کو جاننا یہ امتحان تو مخلوق کے ساتھ خاص ہے دوسرا مقصد امتحان جزا و سزا کا اظہار و اثبات، مذکورہ آیت اور اس طرح کی تمام آیات میں یہی مراد ہوتا ہے، گو یا یہاں حقیقت امتحان مراد نہیں بلکہ صورت امتحان مراد ہے۔ (روح)

۳۔ اعتراض مذکور کا ایک جواب یہ ہے کہ یہاں خلق بمعنی تقدیر ہے (مقرر کرنا) اور اس کا تعلق جس طرح وجودی شیء سے ہے اسی طرح عہدی سے بھی ہے یا یہ کہا جائے کہ خلق یہاں انشاء و اثبات کے معنی میں ہے یا پھر کلام تقدیر مضاف کے ساتھ مانا جائے، اسی خلق اسباب الموت (روح المعانی) حضرت عبداللہ ابن عباس اور بعض دوسرے ائمہ سے جو یہ منقول ہے کہ موت و حیات دو مجسم مخلوق ہیں، موت ایک مینڈھے کی شکل میں اور حیات ایک گھوڑے کی شکل میں ہے اس سے بظاہر اس صحیح حدیث کا بیان ہے جس میں یہ ارشاد ہے کہ بروز قیامت جب جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں داخل ہوں گے تو موت کو ایک مینڈھے کی شکل میں لایا جائے گا اور ہلے صراط کے پاس اسکو ذبح کر کے اعلان کیا جائے گا کہ اب جو جس حالت میں ہے وہ دائمی حالت ہے اب کسی کو موت نہیں آئے گی مگر اس حدیث سے یہ لازم نہیں آتا کہ دنیا میں موت کوئی جسم ہو بلکہ یہ ایک تمثیل ہے کہ جس طرح دنیا کے بہت سے احوال و اعمال قیامت میں مجسم و متشکل ہو جائیں گے اسی طرح موت بھی قیامت میں مجسم ہو کر مینڈھے کی شکل میں ذبح کر دی جائے گی۔ (معارف بحوالہ قرطبی)

آزمائش ہے اور یہ آزمائش بہ نسبت حیات کے موت میں زیادہ ہے کیوں کہ جس کو اپنی موت کا استحضار ہوگا وہ اعمال حسہ کی پابندی زیادہ سے زیادہ کرے گا۔

نکتہ: أَحْسَنُ عَمَلًا فرمایا نہ کہ أَكْثَرُ عَمَلًا اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے نزدیک عمل کی کثرت اور مقدار کا زیادہ ہونا قابل توجہ نہیں بلکہ عمل کا اچھا ہونا معتبر ہے، اسی لئے قیامت میں اعمال کو گنا نہیں جائیگا بلکہ تو لا جائیگا جس میں بعض ایک ہی عمل کا وزن ہزاروں اعمال سے وزنی ہوگا۔

فضائل سورۃ الملک حدیث میں اس سورت کو وَاٰقِبْہ اور مُنْجِبِہ بھی فرمایا ہے، وَاِقِبْہ بمعنی بچانے والی اور مُنْجِبِہ بمعنی نجات دلانے والی، کیونکہ یہ سورت اپنے پڑھنے والے کو عذاب سے بچانے والی اور نجات دلانے والی ہے۔ (حدیث) حضرت عبداللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ سورہ ملک ہر مومن کے دل میں ہو۔ (ذکرہ العلی)

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سورۃ الم سجده اور سورۃ تبارک الذی روزانہ رات کو ہمیشہ پڑھتے، سفر و حضر میں بھی نہیں چھوڑتے تھے۔

لغات نوٹ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کی لغات اور ترکیب تدریس قرآن پارہ ۴ عم میں ملاحظہ فرمائیں!

تَبَارَكَ: (تفاعل) ماضی واحد مذکر غائب، بلند و برتر ہونا، عالیشان ہونا۔ اس فعل کی گردان نہیں ہوتی، اور صرف ماضی کا ایک ہی صیغہ ہے، اور وہ بھی صرف اللہ تعالیٰ کے لئے آتا ہے، اس لئے بعض لوگ اس کو اسم فعل کہتے ہیں، مادہ بَرَّكَ، مجرد میں دوسرے معنی آتے ہیں۔ (لغات القرآن) يَذُّ: لغوی معنی ہاتھ جمع آید، جمع الجمع آید، لیکن يَذُّ مجازاً دوسرے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے جیسے قبضہ و ملک، قوت۔ اس میں اختلاف ہے کہ قرآن میں جہاں یہ لفظ اللہ تعالیٰ کے لئے استعمال ہوا وہاں حقیقی معنی مراد ہیں یا مجازی لیکن اگر حقیقی معنی بھی مراد لئے جائیں تو اس کی حقیقت و کیفیت خدا تعالیٰ ہی جانتے ہیں اس میں غور و خوض کرنا بندہ کے لئے مناسب نہیں، اور یہ مشابہات میں سے کہلائے گا دوسرا قول یہ ہے کہ ہاتھ سے مراد قدرت اور اختیار ہے۔ الْمَلِكُ: اسم، حکومت و بادشاہت جمع املاک، (۲) مصدر ہے، مَلَكَ الشَّيْءَ (ض) مَلَكَ: مالک ہونا۔ قَدِيرٌ: صفت مشبہ، قدیر اس کو کہتے ہیں جو حکمت کے مطابق جو کچھ چاہے کرے، اسی لئے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو قدیر نہیں کہہ سکتے، البتہ قادر عام ہے۔ الْمَوْتُ: مصدر، مَاتَ (ن) مَوْتًا: مرنا۔ الْحَيٰوةُ: مصدر از باب مع۔ حَيٌّ: (س) حَيَاةٌ وَخَيَوَانًا: زندہ رہنا (بمعنی زندگی حاصل مصدر ہے)۔ يَبْلُوْ: مضارع واحد مذکر غائب، يَبْلُوْ (ن) يَبْلُوْ: آزمائش کرنا۔ (مادہ بَلَّوْ)۔ اِنِّیْ اسم استفہام بمعنی کون۔

۱۔ علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ غیر خدا کی صفت بھی قدیر آ سکتی ہے مگر بہت کم، (مگر اصطلاح شرع میں غیر خدا پر قدیر کا اطلاق نہیں ہوتا۔ راغب)
۲۔ اِنِّیْ شرط کے لئے بھی آتا ہے لہذا اس وقت دو فعلوں کا تقاضا کرے گا اور دونوں کو جزم دے گا، نیز اِنِّیْ اسم موصول بھی ہوتا ہے، اور کبھی نکرہ کی صفت بن کر کمال پر دلالت کرتا ہے جیسے زید و جلّ اِنِّیْ ذنبی، زید کمال مرد ہے، اسی طرح اِنِّیْ حرف ندا اور منادی معرف باللام کے درمیان بھی آتا ہے جیسے یا ایہا المرسل، اسی طرح اِنِّیْ استفہام کے لئے بھی آتا ہے، جیسے ایہکم احسن عملاً۔

أَحْسَنُ: اسم تفضیل، زیادہ اچھا، خَسَنَ (ك) خُسْنًا: بہتر اور اچھا ہونا۔ عَمَلًا: اسم بمعنی کام جمع أعمال (۲) مصدر عَمِلَ (س) عَمَلًا: کام کرنا۔ الْعَزِيزُ: (زبردست) اسم مبالغہ بوزن فاعل بمعنی فاعل (العزيز الله کے صفاتی ناموں میں سے ایک ہے) دوسرا معنی ہے صاحب عزت، پیارا، جمع أعزّة، عَزَّ (ض) عِزًّا وَعِزَّةً: طاقت ور ہونا، صاحب عزت ہونا۔ الْغَفُورُ: (بڑا بخشنے والا) اسم مبالغہ، غَفَرَ (ض) غَفْرًا وَغُفْرَانًا وَمَغْفِرَةً: معاف کرنا (الغفور اسمائے حسنی میں سے ہے)

ترکیب تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ..... تَبَارَكَ فَعْلُ الَّذِي اسم موصول بیدہ ظرف مستقر ہو کر خبر مقدم الملک مبتدا مؤخر، مبتدا مع خبر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر صلہ، اسم موصول اپنے صلہ سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ..... جملہ اسمیہ خبریہ معطوف، (علیٰ کل شیء متعلق مقدم ہے قَدِيرٌ کے) معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ ابتدائیہ (لا محل لها)۔ الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا، وَهُوَ الْعَزِيزُ الْغَفُورُ (الذی خلق الخ بدل ہے ما قبل الذی سے) الذی اسم موصول خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ فعل بفاعل ومفعول بہ، لام لام کی برائے تعلیل اس کے بعد اُن مقدر، یَلْبُو فعل بفاعل کم ضمیر مفعول بہ اول، أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا..... جملہ اسمیہ مفعول بہ ثانی (محل منصوب) پھر لیلو کم الخ متعلق ہے خَلَقَ کے، اور خلق الموت الخ معطوف علیہ هُوَ الْعَزِيزُ الْغَفُورُ..... جملہ اسمیہ معطوف (العزيز خبر اول، الغفور خبر ثانی) معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر صلہ، اسم موصول مع صلہ بدل ما قبل الذی بیدہ الملک سے۔

فائدہ یَلْبُوكُمْ کے لئے دو مفعول آئے کیونکہ وہ یَعْلَمُ کے معنی کو مضمّن ہے اور یَعْلَمُ ظاہر ہے کہ دو مفعولوں کا تقاضا کرتا ہے (مظہری) اسی طرح رای یرئ اگر بمعنی عَلِمَ یا بمعنی أَخْبَرَنی ہو تو دو مفعولوں کا تقاضا کرتا ہے اور اگر کسی جگہ رُئیت یفیری مراد ہو تو صرف ایک مفعول کافی ہوتا ہے۔

السّلافة اللہ کے قول الموت والحیاء میں اسی طرح آنے والی آیت اَسِرُوا قَوْلَكُمْ اَوِ اجْهَرُوا میں اسی طرح صافّات و یَقْبُضْنَ میں صنعت طباق ہے (صنعت طباق کی تعریف ص ۹ پر ملاحظہ فرمائیں)

ضروری بات کتاب میں جا بجا ہضمیر کے بجائے ہا ضمیر لکھا ہوا ہے، تو یاد رہے کہ صحیح تلفظ ہا ہے، ہضمیر کہنا غلط ہے، جیسے اِنَّہ میں ہا ضمیر کہیں گے، نہ کہ ہضمیر۔



۱۔ امام راغب اصفہانی فرماتے ہیں کہ عمل ہر وہ فعل ہے جو کسی جاندار سے بالقصد صادر ہو، یہ فعل سے انحصار ہے کیونکہ فعل کی نسبت کبھی ان حیوانات کی طرف بھی ہوتی ہے کہ جن سے بلا ارادہ فعل سرزد ہوتا ہے، اور کبھی جمادات کی طرف بھی فعل کو منسوب کر دیا جاتا ہے، مگر فعل کی نسبت ان چیزوں کی طرف بہت ہی کم ہے۔ حسین احمد غامدی کتب خانہ مدنی

الذی خَلَقَ سَبْعَ مَسَابِقٍ طِبَاقًا مَا تَرَىٰ فِي خَلْقِ الرَّحْمَنِ مِنْ تَفَوتٍ ط

جس نے سات سات آسمان اوپر تلے پیدا کئے، تو خدا کی اس صنعت میں کوئی خلل نہ دیکھے گا

فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرَىٰ مِنْ فُطُورٍ ۝ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ

سو تو پھر نگاہ ڈال کر دیکھ لے، کہیں تجھ کو کوئی خلل نظر آتا ہے • پھر بار بار نگاہ ڈال کر دیکھ نگاہ ذلیل اور در ماندہ ہو کر لوٹ آئے گی

إِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَهُوَ خَسِيرٌ ۝ وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا

تیری طرف • اور ہم نے قریب کے آسمانوں کو چراغوں سے آراستہ کر رکھا ہے

بِمَصَابِيحٍ وَجَعَلْنَاهَا رُجُومًا لِلشَّيْطَانِ وَاعْتَدْنَا لَهُمُ عَذَابَ السَّعِيرِ ۝

اور ہم نے ان کو شیطانوں کے مارنے کا ذریعہ بھی بنایا ہے اور ہم نے ان کے لئے دوزخ کا عذاب تیار کر رکھا ہے •

تشریح

پہلے عرض کر چکا ہوں کہ اس پوری سورت میں اصل مضمون حق تعالیٰ کی عظمت اور اس کے علم و قدرت کو

بیان کرنا ہے چنانچہ تفسیر ملاحظہ ہو! الذی خَلَقَ سَبْعَ مَسَابِقٍ الخ ترکیب نحوی کے اعتبار سے یہ آیت بدل ہے الذی بیدہ

الملک سے، جس نے سات سات آسمان اوپر تلے پیدا کئے، حدیث میں ہے کہ ایک آسمان کے اوپر دوسرا آسمان، دوسرے پر

تیسرا، اسی طرح سات سات آسمان اوپر نیچے ہیں اور ہر ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک پانچ سو برس کی مسافت ہے، مَا

تَرَىٰ فِي خَلْقِ الرَّحْمَنِ مِنْ تَفَوتٍ اس آیت میں آسمان کے استحکام کو بیان فرماتے ہیں کہ اے دیکھنے والے تو خدا

کے اس پیدا کرنے میں کوئی خلل اور فرق اور کسی طرح کا عدم تناسب نہ دیکھے گا۔ (یعنی ایسا نہیں کہ یونہی بے تکلف دیا

ہو)۔ فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرَىٰ مِنْ فُطُورٍ: اگر تجھ کو شک و شبہ ہو تو اب کی بار پھر نگاہ ڈال کر دیکھ لے، کہیں تجھ کو کوئی

خلل اور شکاف یعنی کوئی خرابی اور عیب نظر آتا ہے یعنی بلا تامل اور سرسری طور پر تو بہت بار دیکھا ہوگا اب کی بار تامل اور غور

فکر سے بالقصد نگاہ کر۔ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ إِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَهُوَ خَسِيرٌ پھر بار بار نگاہ ڈال کر

دیکھ، آخر کار تیری نگاہ ذلیل اور تھک کر تیری طرف لوٹ آئیگی، یعنی نگاہ دیکھتے دیکھتے تھک جائے گی لیکن آسمان میں

باوجود زمانہ دراز گزر جانے کے اس میں کسی طرح کا کوئی خلل اور شکاف نظر نہ آئیگا، یہ اللہ جل شانہ کی قدرت کی صاف

دلیل ہے۔ (خَاسِئًا بمعنی ذلیل، خَسِيرٌ بمعنی تھکی ہوئی)

۱۔ یعنی باوجود مہر و نور اور غلاظت و اذمان کے آج تک آسمان میں کوئی فرق اور تفاوت نہیں آیا بلکہ اسے مخاطب جب بھی تو آسمان کی طرف نظر اٹھا کر

دیکھے گا تو وہ تجھ کو ایک صاف، ہموار، مربوط و متصل نظر آئیگا، فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرَىٰ مِنْ فُطُورٍ سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ آسمان دنیا کو آنکھوں سے

دیکھا جاسکتا ہے اور ضروری نہیں کہ نیلگوں فضا جو دیکھائی دیتی ہے یہی آسمان ہو بلکہ ہو سکتا ہے کہ آسمان اس سے بہت اوپر ہو اور یہ نیلگوں رنگ ہو اور فضا کا ہو

جیسا کہ فلاسفہ کہتے ہیں مگر اس سے یہ بھی لازم نہیں آتا کہ آسمان انسان کو نظر ہی نہ آئے، ہو سکتا ہے کہ یہ نیلگوں فضا شفاف ہو نیلے سبب اصل آسمان کو دیکھنے

میں مانع نہ ہو اور اگر کسی دلیل سے یہ ثابت ہو جائے کہ دنیا میں رہتے ہوئے آسمان کو آنکھ سے نہیں دیکھا جاسکتا تو پھر اس آیت میں رویت سے مراد رویت عقلی

یعنی غور و فکر کرنا ہوگا (معارف)

سوال

ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْتَهِىٰ عَنْ مَّرَاجِعِهِ يَنْظُرُ عَلَىٰ ثُلُثِ ثَمَانٍ
کا لفظ کیونکر صحیح ہے۔

جواب

یہاں ثثنیہ سے مراد کثرت ہے جس کے معنی ہوں گے بار بار اور عرب کی زبان میں ثثنیہ کثرت کے لئے مستعمل ہے، جیسے لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ۔

وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ: یہ بھی ہماری قدرت کی دلیل ہے کہ ہم نے آسمان دنیا یعنی سب سے نیچے کے آسمان کو چراغوں یعنی ستاروں سے مزین اور آراستہ کیا (ظاہر ہے کہ رات کے وقت ستاروں کی جگہ گاہٹ سے کیسی رونق اور شان معلوم ہوتی ہے، جی چاہتا ہے کہ آنکھیں اس پُر لطف منظر کو دیکھتی ہی رہیں، اور ان قدرتی چراغوں سے دنیا کے بہت سے منافع بھی وابستہ ہیں۔ وَجَعَلْنَاهَا رُجُومًا لِلشَّيَاطِينِ: اور ہم نے ان ستاروں کو شیطان کے مارنے کا ذریعہ بھی بنایا ہے (قائدؒ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ستاروں کو تین چیزوں کے لئے بنایا (۱) زینتِ آسمان کے لئے (۲) شیاطین کو رجم کرنے کے لئے (۳) بطور علامات کے کہ جن سے بحر و بر میں راستہ کی رہبری حاصل کی جاتی ہے۔ (صفوۃ التفسیر)

وضاحت

ابلیس لعین کا تخلیق آدم علیہ السلام کے وقت آسمانوں میں ہونا اور آدم و حوا کو دھوکہ میں مبتلا کرنا وغیرہ، یہ سب حضرت آدم کے زمین پر نزول سے پہلے کے واقعات ہیں، اس وقت تک جنات و شیاطین کا داخلہ آسمانوں میں ممنوع نہیں تھا، نزول آدم اور اخراج شیطان کے بعد سے یہ داخلہ ممنوع ہوا، سورہ جن کی جو یہ آیات ہیں، وَاَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ اَلْحِ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ شیاطین آسمانوں میں داخل ہو کر فرشتوں کی باہمی گفتگو سنتے تھے بلکہ بعثت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے بھی جنات و شیاطین کا داخلہ آسمانوں میں ممنوع ہی تھا، تو ان کے سننے سے مراد ہے کہ فضاء آسمانی تک پہنچ کر جہاں بادل ہوتے ہیں چھپ کر بیٹھ جاتے ہوں اور کچھ باتیں سن لیا کرتے ہوں، بعثت نبوی ﷺ کے بعد حفاظت وحی کا یہ مزید سامان ہوا کہ شیاطین کو اس چوری سے بھی بذریعہ شہابِ ثاقب روک دیا گیا۔

۱۔ نیچے کے آسمان کو ستاروں سے مزین کرنے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ ستارے آسمان کے اندر یا اس کے اوپر لگے ہوئے ہوں بلکہ یہ تزیین اس صورت میں بھی صادق ہے جبکہ ستارے آسمان سے بہت نیچے خلا میں ہوں جیسا کہ تحقیق جدید سے اس کا مشاہدہ ہو رہا ہے، یعنی سماء سے مراد فضاء آسمانی بھی ہو سکتی ہے جسکو آج کل کی اصطلاح میں خلا کہا جاتا ہے اور لفظ سماء کا استعمال دونوں معنی میں عام و معروف ہے، قرآن میں جا بجا سماء سے فضاء آسمانی مراد لیا ہے جو آسمان سے بہت نیچے ہے خلاصہ یہ ہے کہ دونوں احتمال ہیں کہ ستارے آسمان پر لگے ہوئے ہوں یا آسمان سے بہت نیچے فضاء آسمانی پر ہوں اور احتمال کے ہوتے ہوئے کوئی قطعی فیصلہ قرآن کی طرف منسوب نہیں کیا جاسکتا، یہاں ایک اصولی بات سمجھ لینی چاہئے کہ قرآن کریم کوئی فلسفہ یا ہیئت کی کتاب نہیں کہ اس کا موضوع بحث تھا تو کائنات یا ستاروں کی ہیئت و حرکات کا بیان کرنا ہو اور نہ ہی اسکی تحقیق پر ہماری کوئی دینی یا دنیوی ضرورت موقوف ہے (معارف)

۲۔ اوپر آپ نے پڑھا کہ شیاطین فضاء آسمانی تک پہنچ کر چھپ کر باتیں سن لیتے ہوں تو اس میں یہ سوال ہو سکتا ہے کہ شیاطین فرشتوں کی گفتگو آسمانوں سے باہر رہ کر کس طرح سن سکتے تھے تو جواب یہ ہے کہ یہ بات بہت ممکن ہے کہ اجرام سماویہ سماعت اصوات سے مانع نہ ہوں، اور یہ بھی بعید نہیں کہ فرشتے کسی وقت آسمانوں سے نیچے اتر کر گفتگو کرتے ہوں اور شیاطین اس کو سن بھاگتے ہوں۔

دوسرا مسئلہ

ان آیات میں شہابِ ثاقب کا ہے کہ بغرض حفاظت وحی ان کے ذریعہ شیاطین کو دفع کیا جاتا ہے، تو اشکال یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے بھی ستارے ٹوٹنے کا مشاہدہ کیا جاتا تھا، اور اب تک بھی یہ سلسلہ جاری ہے تو پھر یہ کیسے کہا جاسکتا ہے کہ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

اور ان ستاروں کو شیاطین کے دفع کرنے کے لئے شہاب یعنی انکارے بنا دینے کا یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ ستاروں میں سے کوئی مادہ آتشی ان کی طرف چھوڑ دیا جاتا ہو اور ستارے اپنی جگہ رہتے ہوں اور عوام کی نظر میں چونکہ یہ شعلہ ستارہ کی طرح حرکت کرتا ہوا نظر آتا ہے اس لئے اسکو ستارہ ٹوٹنا کہہ دیتے ہیں وَاعْتَذِرْنَا لَهُمْ عَذَابَ الشَّعِيرِ اور ہم نے ان شیاطین کے لئے علاوہ شہاب کی مار کے جو دنیا میں ہوتی ہے، آخرت میں بوجہ ان کے کفر کے دوزخ کا عذاب بھی تیار کر رکھا ہے۔

نائدہ قوله ماترى الخطاب لكل احد ممن يصلح للخطاب، وجوز أن يكون لسيد المخاطبين

صلی اللہ علیہ وسلم (روح)

قوله فی خلق الرحمن، فیہن کے بجائے یعنی ضمیر کے بجائے خلق الرحمن کو رکھا بوجہ تعظیم، والمراد بخلق الرحمن السموات السبع، فالاضافة للعهد.

لغات خلق: ماضی واحد مذکر غائب، خَلَقَ الشَّيْءَ (ن) خَلَقًا: پیدا کرنا۔ مَبْع: سات، اسم عدد۔ سَمَوَات: سماء کی جمع، آسمان۔ طَبَاقًا: (اوپر تلے) مصدر از باب مفاعلت، طَابَقَ الشَّيْءُ عَلَى الشَّيْءِ مُطَابَقَةً: ایک کو دوسرے کے ساتھ ملا نا۔ تَفَاوُت: (فرق، بے ضابطگی، عدم تناسب) مصدر از باب تفاعل، تَفَاوَتَ تَفَاوُتًا: مختلف ہونا، باہم فرق ہونا۔ (مادہ فَوُت ہے) اِرْجِع: امر واحد مذکر حاضر، رَجَعَ الشَّيْءُ عَنْهُ أَوْ إِلَيْهِ (ض) رُجُوعًا: لوٹنا، پھیرنا، واپس کرنا۔ البَصَر: (آنکھ، بینائی، دنگاہ) جَمَعَ أَبْصَارَ (بَصُرَ) (ك) بَصَرَ (س) بَصْرًا وَبَصَارَةً: (دیکھنا، جاننا) فُطُور: خلل، شکاف یعنی پھن، دراڑیں فُطْر کی جمع، الفُطُورُ الشَّقُوقُ جمع فُطْرٍ وهو الشَّقُّ، فُطَرَ (ن، ض) فُطْرًا، پھاڑنا، فُطْرَ بمعنی پھن حاصل مصدر ہے۔ كَرَّتَيْنِ: کثرت، دوبارہ، مراد تکریر و تکثیر ہے، یعنی بار بار، (اور كَرَّة باب ضرب کا مصدر ہے، اور تا برائے وحدت ہے معنی ہوں گے ایک بار لوٹنا، كَرَّ (ض) كَرًا. يَنْقَلِبُ: مضارع واحد مذکر غائب، از باب انفعال، اِنْقَلَبَ اِنْقِلَابًا، لوٹنا۔ خَابَسْنَا: (ف) اسم فاعل ذلیل، در ماندہ، خَسًا سے مشتق ہے، جس کے معنی دھتکار پڑنے، اور تھک کر رہ جانے کے ہیں۔ (لغات القرآن) خَسِيرٌ:

(بقیہ صفحہ سابقہ سے) شہاب ثاقب شیاطین کو دفع کرنے کے لئے ہوتے ہیں جو کہ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے۔ اس سے تو بظاہر قول فلاسفہ کی تائید ہوتی ہے وہ کہتے ہیں کہ آفتاب کی قنات سے جو بخارات زمین سے اٹھتے ہیں ان میں کچھ آتش گیر مادے بھی ہوتے ہیں اور اوپر جا کر جب ان کو آفتاب کی دوسری وجہ سے حرید گری پہنچتی ہے تو وہ سنگ اٹھتے ہیں اور دیکھنے والوں کو یہ محسوس ہوتا ہے کہ کوئی ستارہ ٹوٹا ہے۔

جواب یہ ہے کہ ان دونوں باتوں میں کوئی تعارض نہیں، زمین سے اٹھنے والے بخارات مشتعل ہو جائیں یہ بھی ممکن ہے اور یہ بھی کوئی بعید نہیں کہ کسی ستارے یا ستارے سے کوئی شعلہ نکل کر گرے اور ایسا ہونا ہمیشہ سے جاری ہو مگر بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ان شعلوں سے کوئی خاص کام نہیں لیا جاتا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد ان شہابی شعلوں سے یہ کام لے لیا گیا کہ شیاطین جو فرشتوں کی باتیں سنتے ان کو اس شعلے سے مارا جائے (شیاطین فرشتوں کی باتوں کو چوری سے سن کر کانہوں کے پاس آتے اور اس میں اپنی طرف سے سو جھوٹ ملا کر ان کو اس کی اطلاع دیدیا کرتے)

طَبَاق کا استعمال بھی تو اس فی میں ہوتا ہے جو دوسری کے اوپر ہو، اور بھی اس فی کے لئے کہ جو دوسری فی کے موافق ہو۔ (مجم مفردات الفاظ القرآن) طَبَاق کو طَبَق کی جمع بھی قرار دیا جاسکتا ہے، جیسے لَوَّحَین طَبَقًا عن طَبَقٍ میں طَبَقٍ استعمال ہوا ہے، مجرد میں دوسرے معنی ہیں۔

ج رَجَعَ الشَّيْءُ رُجُوعًا وَمَرَجَعًا وَمَرَجَعَةً وَمَرَجَعًا وَمَرَجَعًا: لوٹنا، واپس آنا۔

صفت مشبہ واحد مذکر، بمعنی محسور، تھکی ہوئی، خسر البصر (ن، ض) خسوراً: نگاہ کا تھک جانا (مصابح اللغات) زیناً: ماضی جمع متکلم از باب تفعلیل، زین تزیننا: مزین کرنا، سجانا۔ (مادہ زین، زان، (ض) زینا، مزین کرنا) الدنيا: (بہت نزدیک) اسم تفصیل واحد مؤنث از باب نصر و جمع، دنا (ن) دنوا: نزدیک ہونا۔ دنی (س) دنا و دنایۃ: رومی ہونا (دینا بمقابلہ آخرت نزدیک تر بھی ہے اور رومی بھی جمع دنی (السماء الدنيا ای القرینی الی الارض) مضایح: مضایح کی جمع، چراغ، مراد آسمان کے ستارے۔ رجوما: (مارنے کے اسباب و آلات) رجم کی جمع (رجم دراصل مصدر ہے و جمع الرجم باعتبار انواعہ، رجم (ن) رجما، پتھراؤ کرنا۔ اور جن چیزوں سے مارا جائے اور پتھراؤ کیا جائے اس کے لئے بطور اسم مستعمل ہے) الشیاطین: شیطان کی جمع، سرکش، شریر۔ اعتدنا: (افعال) ماضی کا جمع متکلم، تیار کرنا۔ (مادہ عند، عند (ک) عتاداً و عتادۃ تیار ہونا) عذاب: تعذیب (تفعلیل) کا اسم مصدر، بمعنی سزا، دکھ، جمع أعذبه. السعیر: بروزن فعل بمعنی مفعول، دہکتی ہوئی آگ، دوزخ، جمع سعور، (سعر النار (ف) سعراً: آگ جلانا)

ترکیب الذی خلق سبع سموات طباقاً..... اسم موصول اپنے صلہ سے مل کر بدل ہے الذی بیدہ الملک سے، (طباقاً صفت ہے سبع سموات کی) ماتری فی خلق الرحمن من تفاوت..... ما نافیہ تری بمعنی تنظر باقی ترکیب ظاہر ہے، جملہ متانفہ، (من حرف جر زائد، تفاوت لفظاً مجرور، محل منصوب تری کا مفعول بہ) فأرجع البصر..... فا رابطہ اور شرط مقدر ہے ای ان کنت فی ریب من ذلك. ارجع البصر جملہ انشائیہ جواب شرط، هل تری من فطور..... مکمل جملہ فعل مقدر کا مفعول بہ ہے ای ارجع البصر وانظر هل تری الخ (من زائدہ فطور محل منصوب، تری کا مفعول بہ) ثم ارجع البصر کرتین یقلب الیک البصر خامساً وهو حسیر..... ثم حرف عطف ترتیب مع التراخی کے لئے۔ ارجع البصر: فعل مع فاعل ومفعول بہ کرتین مفعول مطلق ای رجعتین فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور مفعول مطلق سے مل کر امر، یقلب فعل الیک متعلق البصر ذوالحال خامساً شبہ جملہ ہو کر حال اول، وهو حسیر..... جملہ اسمیہ حال ثانی، ذوالحال مع حال فاعل، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر جواب امر، امر اپنے جواب امر سے مل کر ماقبل ارجع البصر پر معطوف۔

۱۔ جب دنیا کا استعمال آخرت کے مقابلہ میں ہو تو اس کے معنی عالم دنیا کے ہیں، اور جب اس کا استعمال قصویٰ کے مقابلہ میں ہو تو معنی ہوں کے زیادہ نزدیک، بالفاظ دیگر دنیا موجودہ زندگی، یا زمین سے آسمان تک یا پیدائش سے موت تک کے وقت کو کہتے ہیں، آسمان دنیا، یعنی وہ آسمان جو زیادہ نزدیک ہے، یعنی سب سے نیچے کا۔

۲۔ ویجوز ان يستعمل کمصدر بعد حذف مضایح ای ذات رجوم۔
۳۔ بھریوں کے نزدیک شیطان بروزن ثیعال ہے اور نون اصلی ہے، مشتق من الشیطان (ن) بمعنی دور ہونا، چونکہ شیطان غیر اور نیکی سے دور ہے اس لئے اس کو شیطان کہتے ہیں، اور گویوں کے نزدیک وہ شاط (ض) سے مشتق ہے، بمعنی جلنا، چونکہ وہ آگ میں جلے گا اور آگ سے ہی بنا ہے اس لئے اس کو شیطان کہتے ہیں۔

۴۔ وهو حسیر، خامس کی ضمیر سے بھی حال بن سکتا ہے، لہذا اب اس کو حال متداخلہ کہیں گے اور پہلی صورت میں حال مترادف، حال کی اقسام ملاحظہ ہوں۔ در "مشکل ترکیبوں کا حل"۔ مؤلف: ابن احمد مصر حواری۔

وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ وَجَعَلْنَاهَا رُجُومًا لِلشَّيَاطِينِ ۖ وَأَوْسَتْ فِيهَا لَامٍ قَاسِمٌ مَحذُوفٌ
 کے جواب میں ای وباللہ لقد زینا الخ قد حرف تحقیق زینا فعل بفاعل السماء الدنيا مرکب توصیفی مفعول بہ
 بمصابیح متعلق زینا کے، مکمل جملہ معطوف علیہ، جعلناها رجومًا للشیاطین معطوف علیہ معطوف
 (للشیاطین متعلق کائنۃ کے ہو کر رجومًا کی صفت اور وہ مفعول بہ ثانی) وَاَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيرِ.....
 مکمل جملہ معطوف، تمام معطوفات مل ملا کر جواب قسم، اور جملہ قسم جملہ مستانفہ۔

وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۝۱ اِذَا اُلْقُوا فِيهَا سَمِعُوا

اور جو لوگ اپنے رب کا انکار کرتے ہیں ان کیلئے دوزخ کا عذاب ہے اور وہ بری جگہ ہے • جب یہ لوگ اُس میں ڈالے جاویں گے تو اس کی ایک

لہا شہیقاً وَهِيَ تَفُورٌ ۝۲ تَكَادُ تَمَيِّزُ مِنَ الْغَيْظِ ۖ كُلَّمَا اُلْقِيَ فِيهَا فَوْجٌ سَأَلَهُمْ

بڑی زور کی آواز نہیں گے اور وہ جوش مارتی ہوئی • جیسے معلوم ہوتا ہے کہ غصہ کے مارے پھٹ پڑیگی • جب اس میں کوئی گروہ ڈالا جاویگا تو اسکے محافظان لوگوں سے پوچھیں گے

خَزَنَتُهَا اَلَمْ يَأْتِكُمْ نَذِيرٌ ۝۳ قَالُوا بَلَىٰ قَدْ جَاءَنَا نَذِيرٌ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ

کہ کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا • وہ کافر کہیں گے کہ واقعی ہمارے پاس ڈرانے والا آیا تھا • سو ہم نے جھٹلادیا اور کہہ دیا کہ خدا

مِنْ شَيْءٍ ۖ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِي ضَلَالٍ كَبِيرٍ ۝۴ وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْ

تعالیٰ نے کچھ نازل نہیں کیا تم بڑی غلطی میں پڑے ہو • اور کہیں گے کہ اگر ہم سنتے یا سمجھتے تو ہم

اَصْحَابِ السَّعِيرِ ۝۵ فَاعْتَرَفُوا بِذُنُوبِهِمْ ۖ فَنُحِقُّ لِّاصْحَابِ السَّعِيرِ ۝۶ اِنَّ الَّذِيْنَ

اہل دوزخ میں نہ ہوتے • غرض اپنے جرم کا اقرار کریں گے • سو اہل دوزخ پر لعنت ہے • بیشک جو لوگ

يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاجْرٌ كَبِيرٌ ۝۷ وَاَسِرُّوا قَوْلَكُمْ اَوْ اجْهَرُوا بِهِ ۖ

اپنے پروردگار سے بے دیکھے ڈرتے ہیں ان کے لئے مغفرت اور اجر عظیم ہے • اور تم لوگ خواہ چھپا کر بات کہو یا پکار کر کہو •

اِنَّهُ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝۸ اِلَّا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ۖ وَهُوَ اللّٰطِيفُ الْخَبِيْرُ ۝۹

وہ دلوں تک کی باتوں سے خوب آگاہ ہے • کیا وہ نہ جانے گا جس نے پیدا کیا ہے • اور وہ باریک بین پورا باخبر ہے •

تشریح

ان آیات میں کفار کے لئے عذاب اور پھر مومنین اور اطاعت شعار لوگوں کے لئے ثواب کا ذکر ہے۔ تفسیر

ملاحظہ فرمائیں! وَلِلَّذِيْنَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ: اور جو لوگ اپنے رب کی توحید کا انکار کرتے ہیں ان کے لئے دوزخ کا عذاب ہے اور وہ بری جگہ ہے، (یعنی کافروں کا ٹھکانا شیاطین کے ساتھ اسی دوزخ میں ہے)

فائدہ وَلِلَّذِيْنَ كَفَرُوا الخ کی وجہ سے مسلمانوں کا فرقہ مرجیہ کہتا ہے کہ جہنم میں کفار ہی جائیں گے، مومنین

نہیں، خواہ وہ کتنے ہی گناہگار ہوں، ان کا یہ عقیدہ عیسائیوں کے عقیدے کے قریب قریب ہے، اور یہ خیال غلط ہے، اس لئے کہ کُفَرُوا کا لفظ بہت وسیع ہے کفار شرعی کو بھی شامل ہے اور ایماندار ہو کر ناشکری کرنے والوں کو بھی، نیز دیگر آیات واحادیث سے ثابت ہے کہ ایماندار گناہگاروں کے لئے بقدر گناہ سزا و عذاب ہے۔ إِذَا الْقَوَا فِيهَا مَسْجُورًا لَهَا شَهِيقًا وَهِيَ تَفُورٌ تَكَادُ تَمَيِّزُ مِنَ الْغَيْظِ: جب یہ کفار اس دوزخ میں ڈالے جائیں گے تو اس کی ایک بڑی زور کی آوازیں سنیں گے اور وہ اس طرح جوش مارتی ہوگی جیسے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی غصہ کے مارے پھٹ پڑے گی، دوزخ کے غصہ کی دو صورتیں ہیں (۱) یا تو اللہ تعالیٰ اس میں اور اک اور غصہ پیدا کر دے گا کہ کفار پر اس کو بھی غصہ آئے گا۔ (۲) یا مقصود تمثیل ہے کہ جس طرح کوئی غصہ سے جوش میں آتا ہے تو اسی طرح دوزخ کی آواز ایسی سخت خوفناک ہوگی اور بے انتہا جوش و اشتعال سے ایسا معلوم ہوگا کہ گویا غصہ میں آ کر پھٹ پڑے گی۔

كُلَّمَا أَلْقَى فِيهَا فَوْجٌ سَأَلَهُمْ خَزَنَتُهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَذِيرٌ: جب اس میں کافروں کا کوئی گروہ ڈالا جائے گا تو جہنم کے محافظ ان لوگوں سے پوچھیں گے کہ کیا تمہارے پاس کوئی ڈرسانے والا پیغمبر نہیں آیا تھا۔ یہ سوال بطور توخ و تذلیل کے ہوگا کہ تم جو اس مصیبت میں پھنسے ہو کیا کسی نے تم کو متنبہ نہ کیا تھا کہ اس راستہ مت چلو ورنہ سیدھے جہنم رسید ہو جاؤ گے، قَالُوا بَلَىٰ قَدْ جَاءَنَا نَذِيرٌ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللَّهُ مِنْ شَيْءٍ إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا فِي ضَلَالٍ كَبِيرٍ: وہ کفار بطور اعتراف کے کہیں گے کہ واقعی ہمارے پاس ڈرسانے والا پیغمبر آیا تھا سو ہم نے اس کو جھٹلادیا اور کہہ دیا کہ خدا تعالیٰ نے از قبیل احکام و کتب کچھ نازل نہیں کیا اور تم بڑی غلطی میں جا پڑے ہو کہ خواہ مخواہ ہم کو عذاب سے ڈرا رہے ہو۔

سوال نذیر تو واحد ہے اور انتم جمع، جب کہ اس کا مصداق نذیر ہے، تو ایسا کیوں؟

جواب یہ ہے کہ ایک پیغمبر کی تکذیب سب پیغمبروں کی تکذیب ہے، کیونکہ اصول دین میں سب متفق ہیں اور ایک دوسرے کے مصدق ہیں یعنی ایک پیغمبر نے جو اپنی امت کو توحید و بعث وغیرہ سے متعلق جو بات بتلائی، دوسرے نے اس کی تصدیق کی اس لئے انتم کو جمع لایا گیا، گویا جملہ پیغمبروں نے اپنی اپنی امتوں کو متنبہ کیا کہ ۔

تمہیں ہے چلنی عدم کی منزل کہ جس میں کھٹکا قدم قدم ہے
حسین جاگو، کمر کو باندھو، اٹھاؤ بستر کہ رات کم ہے

وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي أَصْحَابِ السَّعِيرِ: وہ کافر فرشتوں سے یہ بھی کہیں گے کہ اگر ہم ڈرسانے والوں کی بات کو بیت اعتراف و قبول سنتے یا سمجھتے تو ہم دوزخ والوں میں سے نہ ہوتے۔

فَاعْتَرَفُوا بِذَنبِهِمْ فَسُحْقًا لِأَصْحَابِ السَّعِيرِ: غرض وہ لوگ اپنے جرم یعنی کفر کا اقرار کریں گے، سوالی دوزخ کے لئے لعنت ہے (اب ان کے لئے جو ار رحمت میں کوئی ٹھکانا نہیں، سُحْقًا بمعنی لعنت)

۱۔ بعض نے کہا کہ یہ اللہ کا غضب ہوگا یا عذاب دینے والے ملائکہ کا جس کی نسبت مجازاً جہنم کی طرف کر دی۔

۲۔ دوزخ کے اندر کفار کے فرشتے حسب تفاوت مراتب کیے بعد دیگرے جائیں گے۔

۳۔ وتقدم السمع على العقل لكون الأدلة السمعية أولى بالاتباع وأخرى بإصابة الحق من الأدلة العقلية والعقل غير كاذب بالاستقلال.

إِنَّ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُم بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ: بے شک وہ لوگ کہ جو اپنے پروردگار سے بے اس کو دیکھے ڈرتے ہیں یعنی انہوں نے اللہ کو دیکھا نہیں مگر اس پر اور اس کی صفات پر پورا یقین رکھتے ہیں اور ایمان و اطاعت اختیار کرتے ہیں تو ان کے لئے مغفرت اور اجر عظیم ہے۔

وَأَسِرُّوا قَوْلَكُمْ أَوِ اجْهَرُوا بِهِ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ: تمام مکلفین یعنی کفار و مومنین دونوں کو خطاب ہے یا پھر اس کے مخاطب بالقصد کفار ہیں کہ تم لوگ خواہ چھپا کر اپنی بات کہو یا کھول کر، اس کو سب خبر ہے کیونکہ وہ دلوں والی بات تک کو جاننے والا ہے، لہذا وہ ہر ایک کو مناسب جزا دے گا۔ (تفسیر مظہری میں لکھا ہے کہ امر بمعنی خبر ہے یعنی کھلی اور چھپی دونوں قسم کی باتیں اللہ کے علم میں برابر ہیں)

أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ: بھلا کیا وہ نہ جانے گا جس نے پیدا کیا ہے اور وہ باریک بین یعنی باریک امور کا جاننے والا ہے اور مخلوقات کے حالات سے پورا باخبر ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ وہ ہر چیز کا خالق اور مختار ہے کیونکہ کسی چیز کی تخلیق بغیر علم کے نہیں ہو سکتی، لہذا ثابت ہو گیا کہ اللہ کو ہر چیز کا علم ہے۔

نکتہ: قوله لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ: اس میں لفظ مغفرت کو لفظ اجر پر مقدم کیا گیا تو ایسا کیوں؟ مغفرت کا مطلب ہے جرم معاف کر کے سزا و مضرت کا دفع کرنا، اور اجر نام ہے نفع حاصل کرنے کا، اور دفع مضرت اہم اور مقدم ہوتی ہے جلب منفعت یعنی نفع حاصل کرنے سے۔ (روح)

نکتہ: قوله وَأَسِرُّوا قَوْلَكُمْ أَوِ اجْهَرُوا بِهِ: سر کو جہر پر کیوں مقدم کیا؟ اس لئے کہ سر کا مرتبہ جہر سے مقدم ہے کیونکہ ہر جہری شئی اظہار کرنے سے پہلے عموماً قلب میں مضمر ہوتی ہے لہذا سر پہلے ہوگا اور پھر اظہار۔ (روح)

لغات: كَفَرُوا: ماضی جمع مذکر غائب، كَفَرَ (ن) كُفِرُوا وَكُفِرْنَا، انکار کرنا، چھپانا۔ رَبٌّ: مالک، پروردگار، جمع ارباب، دراصل باب نصر کا مصدر ہے، بمعنی الترتیب، اور تربیت کے معنی ہیں کسی چیز کو دھیرے دھیرے درجہ کمال تک پہنچانا، پھر بطور مبالغہ مصدر (رَبٌّ) کو بطور صفت استعمال کیا جانے لگا، جیسے زَيْدٌ عَذْلٌ اِی عَادِلٌ، جَهَنَّمَ: (دوزخ) (۲) دوزخ کا ایک طبقہ، بوجہ علمیت و تانیت غیر منصرف ہے۔ بَنَسَ: فعل ذم ہے، بمعنی برا، خراب۔ المصیر: اسم ظرف مکان، لوٹنے کی جگہ، ٹھکانا، صَارَ (ض) صَبَرًا وَمَصِيرًا، وَصَيَّرُورَةً، لَوْثًا۔ (بعض آیات میں بطور مصدر بھی استعمال کیا گیا ہے بمعنی لَوْثًا) الْقَوَا: (افعال) ماضی مجہول جمع مذکر غائب، بمعنی ذالنا (مادہ لَقِيَ، لَقِيَ (س) لِقَاءً: ملاقات کرنا) سَمِعُوا: ماضی جمع مذکر غائب، سَمِعَ (س) سَمِعًا وَسَمَاعًا: سَنًا۔ شَهِيقًا: مصدر، شَهَقَ (ض، س، ف) شَهِيقًا: چیخا، چلا نا۔ اِی صَوْتًا مُنْكَرًا كَصَوْتِ الْحِمَارِ تَفْوُزٌ: مضارع واحد مؤنث غائب۔ فَارٌ: (ن) فَوْرًا، جوش مارنا، تَكَادُ: مضارع واحد مؤنث غائب (كَوَدٌ سے مشتق ہے، اور افعال مقاربہ میں سے ہے)

۱۔ قوله وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ: اللہ تعالیٰ لطیف و باریک بین ہے، اور لطافت دلیل ہے علم و انکشافات کی لہذا وہ دل کے خیالات سے بھی باخبر ہے۔
۲۔ دوزخ کے سات طبقے ہیں جہنم، جحیم، سقر، سعیر، خطمہ، ہاروبہ، لظی۔

فعل کو کرنے کے قریب ہونا اور نہ کرنا۔ تَمَيَّزُ: مضارع واحد مَوْنُث غائب، (تفعل) ایک دوسرے سے جدا ہونا، پھٹ جانا، دراصل تَمَيَّزُ تھا ایک تاء حذف ہو گئی (مادہ فَيَزُ، مَازَ (ض) فَيَزَا جدا کرنا) الْفَيْظُ: مصدر از ضَرْب، غصہ دلانا (بمعنی سخت غصہ، غضب، حاصل مصدر یعنی اسم ہے) لَوَّجَ: گردہ، جماعت، جمع الفواج. مَسَّالَ: ماضی واحد مذکر غائب، مَسَّالَ (ف) سَوَّالًا وَمَسَّالَةً: پوچھنا (۲) مَاتَكُنَا، خَزَنَةً: خازن کی جمع، محافظ، نگہبان۔ لَمْ يَأْتِ: نفی حمد بلم کا واحد مذکر غائب، أَتَى (ض) أَتَى وَاتَّيَانًا: آنا۔ نَذِيرُ: مصدر از باب افعال، بمعنی مُنْذِر اسم فاعل، ڈرانے والا (پیغمبر چونکہ عذاب الہی سے ڈراتا ہے اس لئے اس کو نذیر کہتے ہیں) بَلَّيَ: بمعنی ہاں، حروف ایجاب میں سے ہے، (مزید تفصیل در درس نحو میر) كَذَّبْنَا: ماضی جمع متکلم، (تفعل) جھٹلانا۔ ضَلَّالَ: مصدر (ض) گمراہ ہونا (بمعنی غلطی و گمراہی حاصل مصدر ہوگا) كَبِيرٌ: صفت مشبہ، كَبُرَ (ك) كَبُرًا: مرتبہ یا مقدار میں بڑا ہونا، جمع كِبَارٌ. نَعَقَلُ: مضارع جمع متکلم، عَقَلَ (ض) عَقَلًا سَجَمًا۔ أَصْحَابُ: صَاحِبٌ کی جمع، والے، (دوسرا معنی ہے ساتھی) اعْتَرَفُوا: ماضی جمع مذکر غائب (افعال) اقرار کرنا۔ (مادہ عَرَفَ، عَرَفَ (ض) عَرَفْنَا وَمَعْرِفَةٌ: پہچاننا) ذَنْبُ: جرم، گناہ، جمع ذُنُوب (ذَنْبُ کو جمع نہیں لایا گیا کیونکہ دراصل مصدر ہے۔ مظہری) مَسْحَقًا: دوری، لعنت، مصدر از مَسَحَ، مَسَحَقٌ (س) مَسْحَقًا: بہت زیادہ دور ہو جانا، يَخْشَوْنَ: مضارع جمع مذکر غائب۔ خَشِيَ: (س) خَشِيَةً: ڈرنا۔ الْغَيْبُ: دراصل باب ضَرْب کا مصدر ہے، غَابَ (ض) غَيًّا وَغَيْبَةً وَغَيْبُونَةً: پوشیدہ ہونا، غیر موجود ہونا، مختلف آیات میں اس کے مختلف معنی مراد لئے گئے ہیں، مجاز اسم فاعل یعنی بمعنی غائب بھی استعمال ہوتا ہے، آیت مذکورہ میں اس کے معنی ہیں بغیر اس کو دیکھے یعنی تنہائی میں۔ مَغْفِرَةٌ: مصدر، غَفَرَ (ض) غَفَرًا وَغُفْرَانًا وَمَغْفِرَةٌ: معاف کرنا (بمعنی معافی، بخشش حاصل مصدر یعنی اسم ہے) أَجْرٌ: ثواب، بدلہ، جمع أَجُورٌ. أَسْرُوا: امر جمع مذکر حاضر أَسْرُ إِسْرًا (افعال) چھپانا۔ اِجْهَرُوا: امر جمع مذکر حاضر، جَهَرَ بِالْكَلَامِ (ف) جَهَرًا ظَاهِرًا کرنا، کھولنا، عَلِيمٌ: اسم مبالغہ از باب مَع، خوب جاننے والا۔ (اللہ تعالیٰ کے مبارک ناموں میں سے ہے) جمع علماء (عِلْمٌ (س) عِلْمًا: جاننا) عَلِيمٌ: باب مَع سے اسم فاعل بھی آتا ہے) ذَاتُ الصِّدْرِ: بھید، الصِّدُور: واحد الصُّدُورِ (۲) دل۔ ذات بمعنی والی، صاحب، ذو کا مَوْنُث، جمع ذوات اللطیف: صفت مشبہ، باریک امور کو جاننے والا (۲) مہربان، جمع لُطَافٌ وَلُطْفَاءُ (اسمائے حسنی میں سے ہے) لُطْفٌ (ك) لُطْفًا وَلُطَافَةً: مہربان ہونا، دقیق امور کی تک پہنچنا۔ النَّخِيرُ: صفت مشبہ، خبر رکھنے والا، جمع خُبَرَاءُ (اللہ کا اسم صفت) خَبَرَ الشَّيْءَ (ن، ك) خُبْرًا: حقیقت حال سے پوری طرح باخبر ہونا۔

۱۔ كَادَ يَفْعُلُ (س) كَادَا، کرنے کے قریب ہونا، کبھی چاہنے اور ارادہ کرنے کے معنی میں بھی آتا ہے، اگر اس پر حرف نفی واقع ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ فعل واقع تو ہو گیا مگر قریب تھا کہ واقع نہ ہو سکے (لغات القرآن)

۲۔ مادہ سَرَّ سَرَّةً (ن) سَرَّوْزًا وَسَرَّةً: خوش کرنا، سَرَّ الشَّيْءَ: چھپانا، أَسْرُ السُّرِّ: بھید چھپانا، بھید کھولنا (اضداد میں سے ہے)

۳۔ قرآن پاک میں عِلْمٌ کا بیشتر استعمال اللہ تعالیٰ کی صفت میں ہوا ہے کیونکہ اصل علم اسی کا ہے، آج کل تو ہم جیسے لوگ دو چار حروف یکے کراپے کو حضرت سمجھنے اور لکھنے لگتے ہیں۔ اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا مِنَ الْكِبَرِ وَالرَّيَا حَسْبُنَا لِحُجْرَةِ دَارِ

ترکیب وَلِلَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَاوِ اسْتِغْفِرُ لِّلَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ ثَابِتٌ مَّحْذُوفٌ

کے متعلق ہو کر خبر مقدم، عذاب جہنم مرکب اضافی مبتدا مؤخر، مبتدا مع خبر جملہ مستانفہ، و بنس المصیر و او استغفیر بنس فعل جامد برائے انشاء ذم المصیر فاعل اور مخصوص بالذم محذوف ہے یعنی ہی، مکمل جملہ جملہ مستانفہ، إِذَا أَلْقُوا فِيهَا سَمِعُوا لَهَا شَهِيقًا وَهِيَ تَفُورُ إِذَا ظرفیہ مضمّن معنی شرط مضاف، أَلْقُوا فِيهَا مکمل جملہ مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر ظرف ہے اپنے جواب و جزا سمعوا کا، سَمِعُوا فعل بفاعل، لَهَا کائنات کا متعلق ہو کر شہیقہ سے حال کیونکہ لَهَا دراصل مفت تھی جو مقدم ہونے کی بنا پر حال بنے گی، شہیقہ مفعول بہ، وَهِيَ تَفُورُ جملہ اسمیہ حال ہے لَهَا کی ضمیر مجرور سے، سمعوا الخ مکمل جملہ شرط غیر جازم کا جواب، پھر جملہ مستانفہ۔ تَكَادُ تَمَيِّزُ مِنَ الْغَيْظِ تَكَادُ فعل مقارب ضمیر اس کا اسم، تَمَيِّزُ مِنَ الْغَيْظِ جملہ ہو کر خبر، فعل مقارب مع اسم و خبر حال ہے ما قبل تَفُورُ کے فاعل سے، كَلَّمَا أَلْقَى فِيهَا فَوْجٌ مَّالَهُمْ خَزَنَتُهُا أَلَم يَأْتِكُمْ نَذِيرٌ

کَلَّمَا ظرف زمان بمعنی حین مضمّن معنی شرط مضاف، أَلْقَى فِيهَا فَوْجٌ مکمل جملہ مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر ظرف ہے اپنے جواب و جزا، مَالَهُمْ خَزَنَتُهُا فعل مع مفعول بہ و فاعل الم یأتکم نَذِيرٌ نَذیر ہمزہ استفہامیہ توثیقی، پھر یہ جملہ استفہامیہ مفعول بہ ثانی ہے، فعل مذکور سال کا۔ سَأَلَ فَعِلَ اپنے فاعل اور دونوں مفعول بہ اور ظرف مقدم سے مل کر جملہ مستانفہ۔ قَالُوا بَلَىٰ قَدْ جَاءَنَا نَذِيرٌ قَالُوا فعل بفاعل، بَلَىٰ حرف

ایجاب، قَدْ جَاءَنَا نَذِيرٌ جملہ فعلیہ خبریہ معطوف علیہ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللَّهُ مِنْ شَيْءٍ حَسْبَ سَابِقِ مَعْطُوفٍ وَمَعْطُوفٍ عَلَيَّ (مَنْزِلَ اللَّهِ الْخِ مَقُولُهُ قُلْنَا كَا، مِنْ زَائِدَةٍ شَيْءٍ مَنْزِلَ مَنصُوبٍ مَفْعُولُ بِهِ نَزَّلَ كَا) إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا فِي ضَلَالٍ كَبِيرٍ إِنْ نَائِيهِ أَنْتُمْ مَبْتَدَا إِلَّا اِدَاعَةُ حَصْرٍ فِي ضَلَالٍ كَبِيرٍ ظرف مستقر ہو کر خبر، مبتدا مع خبر قُلْنَا کے

تحت مقولہ، الغرض تمام معطوفات مل ملا کر قَالُوا کا مقولہ پھر قَالُوا جملہ مستانفہ بیانیہ۔ وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي أَصْحَابِ السَّعِيرِ (ما قبل قَالُوا پر معطوف ہے) وَاوِ حرف عطف، قَالُوا فعل بفاعل، لَوْ حرف شرط، كُنَّا فعل ناقص، نَا ضمیر اسم، نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ خبر، فعل ناقص مع اسم و خبر شرط، مَا كُنَّا فِي أَصْحَابِ السَّعِيرِ، مکمل جملہ جواب شرط، شرط مع جواب شرط مقولہ قَالُوا کا، فَاعْتَرَفُوا بِذَنبِهِمْ فَاعْتَرَفُوا بِذَنبِهِمْ جملہ

مستانفہ (لامحل لَهَا) فَسُحِقًا لِأَصْحَابِ السَّعِيرِ فَاعْتَرَفُوا بِذَنبِهِمْ سُحِقًا مصدر لِأَصْحَابِ السَّعِيرِ مصدر کے متعلق، اور وہ مفعول مطلق آيَ أَسْحَقَهُمُ اللَّهُ سُحِقًا اِيْ اسْحَاقًا. إِنَّ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُم بِالْغَيْبِ لَهُمْ

۱۔ وجملہ سال الخ لامحل لَهَا جواب شرط غیر جازم، وجملہ الم یأتکم مفعول بہ لفعل سال المعلق عن العمل بالاستفہام اِی سَالُوْهُم عن معنی النذیر الیہم۔

۲۔ جواب سوال مقدر کاتہ لیل فماداً قَالُوا بعد السُّوَالِ؟ فقال قَالُوا بَلَىٰ قَدْ جَاءَنَا نَذِيرٌ الْخِ

مَغْفِرَةٌ وَآخِرُ كَبِيرٌ..... اِنَّ حرف مشبہ بالفعل الذین یخشون ربہم بالغیب اسم موصول مع صلہ اسم، (بالغیب متعلق کائنات کے ہو کر یخشون کے فاعل سے حال) لہم کائن کے متعلق ہو کر خبر مقدم مَغْفِرَةٌ وَآخِرُ كَبِيرٌ معطوف معطوف علیہ ہو کر مبتدا مؤخر، مبتدا مع خبر، خبر ان کی، اِنَّ حرف مشبہ بالفعل اپنے اسم و خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ مستانفہ۔
وَأَسِرُّوا قَوْلَكُمْ أَوِ اجْهَرُوا بِهِ..... واو استنافیہ باقی ترکیب ظاہر ہے جملہ مستانفہ انہ علیم بذات الصدور جملہ تعلیلیہ
الَا یَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللطیف الخبیر..... حمزہ حرف استفہام انکاری لَا یَعْلَمُ فعل مَنْ خَلَقَ اسم موصول مع صلہ فاعل، وَهُوَ اللطیف الخبیر جملہ اسمیہ حال از فاعل خَلَقَ (الخبیر خبر ثانی) الغرض لَا یَعْلَمُ مکمل جملہ، جملہ مستانفہ۔
البلاغۃ اللہ کے قول وللذین کفروا برہم عذاب جہنم اور اِنَّ الذین یخشون ربہم بالغیب لہم مَغْفِرَةٌ میں مقابلہ ہے اور یہ محسنات بدیعہ میں سے ہے۔ (مقابلہ کی تعریف صفحہ ۸) پر

هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ ذُلُولًا فَامْشُوا فِي مَنَاكِبِهَا وَكُلُوا مِنْ رِزْقِهَا
وہ ایسا ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو مسخر کر دیا سو تم اس کے رستوں میں چلو، اور خدا کی روزی میں سے کھاؤ۔
وَالِيهِ النُّشُورُ ۝۱۵ ءَامِنْتُمْ مِّنْ فِي السَّمَاءِ أَنْ يَخْسِفَ بِكُمُ الْأَرْضَ
اور اسی کے پاس دوبارہ زندہ ہو کر جانا ہے۔ کیا تم لوگ اس سے بخوف ہو گئے ہو جو کہ آسمان میں ہے کہ وہ تم کو زمین میں دھندلا دے
فَإِذَا هِيَ تَمُورُ ۝۱۶ أَمْ أَمِنْتُمْ مِّنْ فِي السَّمَاءِ أَنْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا
پھر وہ زمین تھر تھرانے لگے۔ یا تم لوگ اس سے بخوف ہو گئے ہو جو کہ آسمان میں ہے کہ وہ تم پر ایک ہوائے تند بھیج دے۔
فَسَتَعْلَمُونَ كَيْفَ نَذِيرِ ۝۱۷ وَلَقَدْ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ ۝۱۸
سو عنقریب تم کو معلوم ہو جاوے گا کہ میرا ڈرانا کیا تھا۔ اور ان سے پہلے جو لوگ ہو گزرے ہیں انہوں نے جھٹلایا تھا سو میرا عذاب کیا ہوا۔

تشریح ان آیات میں پھر اللہ تعالیٰ کے علم و قدرت کا بیان ہے، تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔

هو الذي الخ: وہ ایسا ہے کہ جس نے تمہارے لئے زمین کو ذلول یعنی مسخر کر دیا، یعنی زمین کو تمہارے سامنے
کیسا فرماں بردار، پست اور ذلیل بنا دیا کہ تم اس میں جو چاہو تصرف کر سکتے ہو مثلاً مکان بنانا، زراعت کرنا، نہریں اور
کنویں کھودنا وغیرہ۔ فَامْشُوا فِي مَنَاكِبِهَا الخ: سو تم اس کے کندھوں یعنی اس کے راستوں اور پہاڑوں پر چلو پھرو،
اور خدا کی روزی میں سے کھاؤ پیو، مگر آخرت سے بے فکر نہ رہو بلکہ یاد رکھو کہ جس نے روزی دی ہے اسی کی طرف لوٹ کر
جاتا ہے۔

۱۔ قولہ کُلُوا بعض نے کُلُوا کا ترجمہ کیا ہے "روزی تلاش کرو" یعنی طرہم ذکر کر کے لازم فرما دیا، اور کہا کہ اللہ کے قول "امشوا" کے بھی معنی مناسب ہے۔
(روح) قولہ مَنَاكِبِ مَنكَب کی جمع کندھا، اور کسی جانور کا کندھا سواری کی جگہ نہیں ہوتی بلکہ گریا گردن ہوتی ہے، اور جو جانور سوار ہونے والوں کے لئے اپنے
کندھے کو بھی نہیں کرے تو وہ بہت مطیع مانا جاتا ہے اس لئے آیت مذکورہ میں زمین کی تسخیر و اطاعت کے بارے میں فرمایا گیا کہ اللہ نے زمین کو ایسا مسخر و مطیع کر دیا کہ تم
اس کے کندھوں پر چلو۔

تاکید: هو الذی جعل لکم "لکم" جو کہ جار مجرور ہے اس کو مفعول بہ پر کیوں مقدم کیا؟ جب کہ اس کا حق مؤخر ہونے کا تھا۔

حساب: بوجہ اہتمام اس کو مقدم کیا گیا اور تاکہ اس چیز کی طرف شوق و رغبت پیدا ہو جو مؤخر ہے ای الارض ذلولاً (روح)
 اٰمَنْتُمْ مِّنْ فِی السَّمَاءِ اَنْ یَّخْصِفَ الْخ: انعامات یا دولا کر اب شان انتقام یا دلاتے ہیں کہ زمین بے شک تمہارے لئے مسخر کر دی گئی ہے مگر بد اعمالیوں پر کسی وقت بھی عذاب آ سکتا ہے، چنانچہ فرمایا کہ کیا تم لوگ اُس سے مامون و بے خوف ہو گئے ہو جو آسمان میں ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کہ وہ تم کو مثل قارون کے زمین میں دھنسا دے، پھر وہ زمین پر تھر تھرانے لگے، یعنی الٹ پلٹ ہونے لگے، کہ جس سے تم اس کے اندر اور نیچے اتر جاؤ۔

اَمْ اَمَنْتُمْ مِّنْ فِی السَّمَاءِ اَنْ یُّرْسِلَ الْخ: وعید ثانی ہے کہ یا تم لوگ اس سے بے خوف ہو گئے ہو جو آسمان میں ہے کہ وہ تم پر مثل قوم عاد کے ایک سخت آندھی بھیج دے جس سے تم ہلاک ہو جاؤ کہ تمہارے کفر کا تقاضا یہی ہے، اب بھی یہ دونوں آفتیں وقتاً فوقتاً قوموں پر آتی رہتی ہیں، مثلاً زلزلہ آیا تو شہر کے شہر زمین میں سما گئے، اسی طرح کبھی آسمان سے گلو بھر کے اولے پڑتے ہیں اور کہیں پتھر جس سے جان و مال کا زبردست نقصان ہوتا ہے، مطلب یہ ہے کہ زمین پر چلو پھرو، کھاؤ کماؤ مگر اس قادر مختار سے غرور و بے خوف ہو کر شرارتیں شروع کر دینا کسی بھی حال میں جائز نہیں۔

ظفر اس کو آدمی نہ جانے گا گو ہو کیسا ہی صاحب فہم و ذکا
 جسے عیش میں یاد خدا نہ رہی جسے طیش میں خوف خدا نہ رہا
 فَسَتَعْلَمُونَ کَیْفَ نَذِیْر: سو اگر دنیا میں کسی وجہ سے عذاب ٹل رہا ہے تو کیا ہوا، عنقریب مرتے ہی تم کو معلوم ہو جائے گا کہ عذاب سے میرا ڈرانا کیسا تھا یعنی کیسا واقع اور صحیح تھا۔

بطور نمونہ کے فرماتے ہیں کہ: وَلَقَدْ کَذَّبَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ اِنْ مَوْجُودَ کَفَّارِ مَکَہ سے پہلے جو لوگ ہو گزرے ہیں انہوں نے دین حق کو جھٹلایا تھا مثلاً قوم عاد و ثمود نے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر عذاب نازل کیا۔

فَکَیْفَ کَانَ نَذِیْر: سودیکھ لو اور ان سے عبرت پکڑو کہ ان پر میرا عذاب کیسا واقع ہوا، معلوم ہوا کہ کفر مبغوض ہے جس پر دنیا میں اگر عذاب نہ آیا تو آخرت میں ضرور عذاب ہوگا (اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی اور ان کی قوم کے لئے سخت تہدید ہے)

انقلابات جہاں واعظ رب ہیں سن لو ہر تغیر سے صدا آتی ہے فافہم فافہم

لغات: الْأَرْضُ: زمین (مؤنث سماعی) جمع أَرْضُونَ، أَرْضٍ، أَرْضٌ. ذُلُولاً: اسم مبالغہ، فرماں بردار، نرم، پست، جمع ذُلُلٌ، ذُلٌّ لَهُ (ض) ذُلًّا وَ ذِلَّةً: کسی کے سامنے جھکنا، فرماں بردار ہونا۔

۱۔ قولہ مِّنْ فِی السَّمَاءِ: الاستاذ الی السماء مجازی لانہ متعال عن المكان، او التاویل مِّنْ فِی السَّمَاءِ امرؤ وهو مہنی علی رُعب
 ۲۔ عرب حیث کانوا یزعمون انہ سبحانه وتعالیٰ فی السماء (روح المعانی)
 ۳۔ ذُلٌّ: (ض) ذُلًّا وَ ذِلَّةً: ذلیل ہونا، حقیر ہونا، کمزور ہونا۔

امشوا: امر جمع مذکر حاضر، مشی (ض) مشیا: چلنا (اس صیغہ میں تعلیل ہوئی ہے) منایب: منکب کی جمع، کندھا، موٹھا، کُلُوا امر جمع مذکر حاضر۔ اکل (ن) اکلأ: کھانا۔ وُزِق: روزی، جمع اَرْزَاق: النُّشُور: مصدر نشر (ن) نَشُورًا: زندہ ہو کر اٹھ کھڑا ہونا، پھیلنا۔ اَمِنْتُمْ: ماضی جمع مذکر حاضر، اَمِن (م) اَمِنَّا: بے خوف ہونا، مطمئن ہونا۔ یَخْشِف: مضارع واحد مذکر غائب، خَشَف (ض) خَشَفًا: دھنسا۔ تَمُور: مضارع واحد مؤنث غائب، مَارَ (ن) مَورًا: تھر تھراتا، حرکت کرنا، حَاصِبًا: اسم فاعل، کنکر کو اڑانے والی تیز ہوا، یعنی تھر برسانے والی آندھی، جمع حَوَاصِب، خَصَب (ض) خَصْبًا: کنکر یا تھرمارنا۔ کَیْفَ اسم، قائم مقام ظرف، برائے استفہام، (مزید تفصیل احقر کی دوسری کتاب دردرس غومیر) لَذِیو: مصدر سماعی از باب افعال، اَنْذَرُ اِنْذَارًا وَنَذِیْرًا وَنَذَرًا: ڈرانا۔ نَکِیْر: باب افعال کا مصدر غیر قیاسی، بمعنی انکار (۲) عبرتناک سزا یعنی عذاب (القاموس الوحید)

ترکیب هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ الْأَرْضَ ذُلُولًا فَامْشُوا فِي مَنَاكِبِهَا وَكُلُوا مِنْ رِزْقِهِ..... هُوَ مبتدا، الذی اسم موصول جعل فعل بفاعل لكم متعلق ذلولا کے، الارض مفعول بہ اول ذلولا مفعول بہ ثانی، فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے مل کر معطوف علیہ فا عاطفہ تعقیبیہ (لترتیب الامر علی الجعل المذکور) (روح المعانی) امشوا فی مَنَاکِبِهَا وَكُلُوا مِنْ رِزْقِهِ..... جملہ فعلیہ انشائیہ معطوف و معطوف علیہ ہو کر جعل پر معطوف، جعل جملہ فعلیہ ہو کر صلہ، اسم موصول مع صلہ خبر، مبتدا مع خبر جملہ متانفہ۔ والیہ النشور..... الیہ ظرف مستقر ہو کر خبر مقدم، النشور مبتدا مؤخر، پھر جملہ اسمیہ ہو کر معطوف ہے جعل لكم الارض پر۔ (روح) اَمِنْتُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ اَنْ يَخْشِفَ بِكُمْ الْأَرْضَ فَإِذَا هِيَ تَمُورُ..... همزہ برائے استفہام انکاری۔ اَمِنْتُمْ فعل بفاعل مَنْ اسم موصول فی السماء ظرف مستقر ہو کر صلہ، اسم موصول مع صلہ مبدل منہ، اَنْ يَخْشِفَ بِكُمْ الْأَرْضَ بتاویل مصدر بدل اشتمال، مبدل منہ اپنے بدل سے مل کر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر معطوف علیہ، فا عاطفہ اذا فجائیہ ہی تمور جملہ اسمیہ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ متانفہ اَمِنْتُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ اَنْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا..... اَمْ مقطوعہ بمعنی بل والهمزة اَنْ بَل اَمِنْتُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ الخ باقی ترکیب بعینہ حسب سابق، (اضراب عن الوعيد بما تقدم الى الوعيد بوجه آخر) فَسَتَعْلَمُونَ كَيْفَ نَذِيرٌ..... فا عاطفہ (معطوف علی مضمون ما سبق اَنْ اَنْذَرَكُمْ فَسَتَعْلَمُونَ الخ (تفسیر مظہری) سین حرف استقبال تعلمون فعل بفاعل کیف اسم استفہام خبر مقدم نذیر ای نذیری (رعایت فواصل کی بنا پر یا حذف ہوگئی) مرکب

۱۔ نشر الشی پھیلانا، منتشر کرنا، اوپر کا اشتمال اس طرح ہے، نشر الله النوفی نشرًا و نَشُورًا: مردوں کو زندہ کر کے اٹھانا۔

۲۔ قاموس القرآن میں ہے کہ نکیر خداوندی چونکہ عذاب شدید ہی کی صورت میں رونما ہوتی ہے اسلئے اس کے معنی عذاب شدید کے بھی کئے گئے ہیں، نَكَرَ الْأَمْرُ (ک) نکارة: سخت اور دشوار ہونا۔ (۲) برا اور اجنبی ہونا۔

۳۔ (بعض نے فامشوا کی فا کو فیسر لکھا ہے ای ان عرفتم ذلك فامشوا الخ اسی طرح بعض نے فا کو عاطفہ کہا مگر معطوف علیہ محذوف مانا ہے ای انشؤوا لهذا فامشوا اسی طرح الیہ النشور کو بعض نے امشوا یا کُلُوا کی ضمیر مخاطب سے حال مانا ہے، نیز واضح رہے کہ هو الذی جعل لكم میں اگر جعل بمعنی صبر ہو تو دو مفعولوں کا تقاضا کرے گا اور اگر جعل بمعنی خلق ہو تو ذلولا ترکیب میں حال بنے گا۔

اضافی مبتدا مؤخر، پھر جملہ اسمیہ فَعْلَمُونَ کے لئے بمنزلہ دو مفعولوں کے۔ وَلَقَدْ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ..... واو استثنائیہ لام لام القسم كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ جملہ جواب قسم، اور جملہ قسمیہ جملہ متانہ فكيف كان نكیر..... فا عاطفہ ای فَعَذَّبَهُمْ فكيف الخ كيف اسم استفہام خبر مقدم برائے کان، نكیر اسم مؤخر، ای نكیری فعل ناقص مع اسم خبر معطوف، معطوف علیا اپنے معطوف سے مل کر جملہ متانہ۔

أَوَلَمْ	يَرَوْا	إِلَى	الطَّيْرِ	فَوْقَهُمْ	صَفَبَتْ	وَيَقْبِضْنَ ط
کیا ان لوگوں نے اپنے اوپر پرندوں کی طرف نظر نہیں کی کہ پر پھیلائے ہوئے ہیں اور پر سمیٹ لیتے ہیں •						
مَا يُمَسِّكُهُنَّ إِلَّا الرِّحْمُنُ ۖ إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ بَصِيرٌ ۝۱۹						
بجز رحمن کے ان کو کوئی تھامے ہوئے نہیں ہے • بیشک وہ ہر چیز کو دیکھ رہا ہے •						

تشریح ما قبل میں اُن دلائل توحید و قدرت کا بیان تھا جن کا تعلق آسمان اور زمین سے تھا مثلاً خَلَقَ مَبْعَ سَمَوَاتٍ طِبَاقًا الخ اور هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ ذُلُولًا اب یہاں سے ان دلائل توحید و قدرت کا بیان ہے جن کا تعلق زمین و آسمان کی درمیانی چیز یعنی نضاء آسمانی سے ہے۔

تفسیر ملاحظہ فرمائیں! أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَى الطَّيْرِ الخ: کیا ان لوگوں نے اپنے اوپر پرندوں کی طرف نظر نہیں کی کہ پر پھیلائے ہوئے اڑتے پھرتے ہیں (یعنی پر پھیلاتے ہیں اور ان کو حرکت نہیں دیتے) اور کبھی اپنے پر سمیٹ لیتے ہیں (یعنی پر جھپکتے ہیں اور ان کو اپنے پہلو پر مارتے ہیں) یعنی خدا کی قدرت دیکھو کہ پرندے آسمان و زمین کے درمیان کبھی پر پھیلا کر اور کبھی باز و سمیٹ کر کس طرح اڑتے ہیں اور دونوں حالتوں میں باوجود ثقل اور وزنی ہونے کے زمین پر نہیں گرتے۔

تذکرہ قوله صَفَبَتْ وَيَقْبِضْنَ: صافات اسم فاعل کا صیغہ ہے اور اسم دوام و استمرار پر دلالت کرتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ اڑنے کے دوران پرندوں کا پر پھیلانا اکثر ہوتا ہے، جب کہ يَقْبِضْنَ فعل مضارع ہے اور فعل حدوث و تجدد پر دلالت کرتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ پرندوں کو سمیٹنا گاہے گاہے ہوتا ہے۔ (روح المعانی)

مَا يُمَسِّكُهُنَّ إِلَّا الرِّحْمُنُ: ان کو رحمن کے سوائے کوئی تھامے ہوئے نہیں ہے (بے شک اللہ رحمن و رحیم نے اپنی رحمت و حکمت سے انکی ساخت ایسی بنائی اور ان میں وہ قوت رکھ دی جس سے وہ بے تکلف گھٹنوں ہو میں ٹھہریں) إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ بَصِيرٌ بے شک وہ ہر چیز کو دیکھ رہا ہے اور جس طرح چاہے ان میں تصرف کر رہا ہے۔

دیکھئے یہاں تک اللہ کی توحید اور اس کے علم و قدرت کے ایسے دلائل بیان فرمادیئے گئے جن میں ذرا بھی غور

بعض نے فَعْلَمُونَ میں فا کو ضمیر لکھا ہے ای ان جاءكم العذاب فاستعلمون الخ

ترجمہ فتح الہند میں لکھا ہے کہ شاید پرندوں کی مثال بیان کرنے سے یہاں اس طرف اشارہ ہو کہ اللہ تعالیٰ آسمان سے عذاب بھیجے پر قادر ہے اور کفار پر کفر و شرارت کے اس کے مستحق بھی ہیں لیکن جس طرح اللہ نے پرندوں کو ہوا میں روک رکھا ہے اسی طرح کفار پر عذاب بھی اسی طرح رکھا ہوا ہے۔

کرنے والے کو حق تعالیٰ پر ایمان لانے کے سوا کوئی چارہ نہیں رہتا، (اللهم ثبت اقدامنا علی الایمان)

لغات یروا: مضارع جمع مذکر غائب، رای (ف) رؤیة: دیکھنا۔ الطیر: پرندے، طائر کی جمع۔ فوق: بمعنی اوپر، اسمائے ظروف میں سے ہے۔ صافات: اسم فاعل جمع مؤنث، صافۃ کی جمع، صف الطیر (ن) صفا: پرندوں کا دونوں بازو پھیلا کر اڑنا۔ یقبضن: مضارع جمع مؤنث غائب، قبض الطائر: (ض) قبضا: سینٹا۔ یمسک: مضارع واحد مذکر غائب، (افعال) تھامنا، روکنا (ماده مسک، (ض) تھامنا، پکڑنا)۔ بصیر: اسم فاعل از باب کرم، دیکھنے والا، (اسمائے حسنی میں سے ہے) بصر (ک) بصرًا وبصارة: دیکھنا۔

ترکیب اُولَمْ یَرَوْا اِلٰی الطَّیْرِ فَوْقَهُمْ صَفَّتْ وَیَقْبِضْنَ ہمزہ حرف استفہام انکاری و او حرف عطف اور معطوف علیہ محذوف ہے اِنیْ اَغْفَلُوْا وَلَمْ یَرَوْا النِّحْ یَرَوْا فعل بفاعل الی الطیر متعلق یَرَوْا فعل کے فوقہم ظرف مستقر ہو کر الطیر سے حال، صافات و یقبضن معطوف و معطوف علیہ ہو کر حال الطیر سے، الغرض معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ متانفہ والمراد بالرویۃ رویۃ البصر بقریۃ تعدیۃ بالی (مظہری) (ومفعول صافات محذوف ای اجبحتہن، وعطف یقبضن علی صافات لان المعنی یصففن ویقبضن اَر صافات وقابضات، وعطف الفعل علی الاسم فی مثله فصیح شائع، روح المعانی) ما یمسکھن الا الرحمن ما نافیہ یمسکھن فعل مع مفعول بہ الا اداة حصر، الرحمن فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ متانفہ۔ اِنَّہٗ بِکُلِّ شَیْءٍ بِصِیْرٌ جملہ تعلیلیہ (بکل شئی متعلق بصیر کے)

اٰمَنْ هٰذَا الَّذِیْ هُوَ جُنْدٌ لَّکُمْ یَنْصُرُکُمْ مِّنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِؕ اِنَّ الْکٰفِرُوْنَ

ہاں رحمن کے سوا وہ کون ہے کہ وہ تمہارا لشکر بن کر تمہاری حفاظت کر سکے • کافر

اِلَّا فِیْ غُرُوْرٍۙ ۝۲۱ اٰمَنْ هٰذَا الَّذِیْ یَرْزُقُکُمْ اِنْ اَمْسَکَ رِزْقُهٗؕ

نرے دھوکے میں ہیں • ہاں وہ کون ہے جو تم کو روزی پہنچا دے اگر اللہ تعالیٰ اپنی روزی بند کر لے •

بَلْ لَّجُّوْا فِیْ عُتُوٍّ وَنُفُوْرٍۙ ۝۲۲ اَفَمَنْ یَّمْشِیْ مُکِبًّا عَلٰی وَجْهِهٖۤ اَهْدٰی اَمَّنْ

بلکہ یہ لوگ سرکشی اور نفرت پر جم رہے ہیں • سو کیا جو شخص منہ کے بل گرتا ہوا چل رہا ہو وہ منزل مقصود پر زیادہ پہنچنے والا ہوگا

یَّمْشِیْ سَوِیًّا عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝۲۳

یادہ شخص جو سیدھا ایک ہموار سڑک پر چلا جا رہا ہو •

- ۱۔ بعض نے کہا کہ لفظ طیر اسم جنس ہے واحد اور جمع دونوں کے لئے آتا ہے، اور طیر کی جمع طیور و اطنیور، طار (ض) طیرا: اڑنا۔
- ۲۔ فاعل اور مفعول اور صلات وغیرہ کے بدلنے سے فعل کے عموماً معنی بدل جاتے ہیں، لہذا ذہن میں رہے کہ اس فعل کے اور بھی معانی ہیں۔
- ۳۔ یا بحر و یقبضن کے فاعل سے حال۔

تشریح ماقبل میں اللہ تعالیٰ شانہ کی توحید اور اس کے علم و قدرت پر دلائل کا بیان تھا اب ان آیات میں کفار و فجار اور بدعمل لوگوں کو عذاب الہی سے ڈرایا گیا ہے، تفسیر ملاحظہ فرمائیں! اَمِنْ هَذَا الَّذِي هُوَ جُنْدُ الْخ: ہاں رحمن کے سوا وہ کون ہے کہ وہ تمہارا لشکر بن کر آفات سے تمہاری حفاظت کر سکے یعنی اگر اللہ تعالیٰ کسی قوم پر عذاب نازل کرنا چاہیں تو دنیا کی کوئی طاقت اس کو روک نہیں سکتی، اِنَّ الْكَافِرُونَ الْخ: اور کفار جو اپنے باطل معبودوں، فرضی دیوتاؤں کے بارے میں ایسا خیال رکھیں تو وہ خالص دھوکہ میں ہیں، کیوں کہ رحمن سے الگ ہو کر کوئی کسی کی مدد نہ کر سکے گا۔

اَمِنْ هَذَا الَّذِي يَرْزُقُكُمْ الْخ: ہاں (یہ بھی تلاء) وہ کون ہے جو تم کو روزی پہنچائے اگر اللہ تعالیٰ اپنی روزی بند کر لے (یعنی بارش اور اس کے علاوہ جو اسباب رزق ہیں ان کو روک لے) مگر یہ لوگ اس سے بھی متاثر نہیں ہوتے بلکہ یہ لوگ سرکشی اور نفرت عن الحق پر جم رہے ہیں (یعنی معبودانِ باطل بُت وغیرہ نہ نقصان کے دفع کرنے پر قادر ہیں وھو المراد بقولہ ينصرونكم: اور نہ نفع پہنچانے پر قادر ہیں وھو المراد بقولہ يَرْزُقُكُمْ، پھر ان کی عبادت کرنا محض بے وقوفی ہے)

اَلْمَنْ يَمْشِي مُكِبًا الْخ: یہاں سے مومن اور کافر کی حالت کو ایک ظاہری مثال سے سمجھاتے ہیں، چنانچہ فرمایا کیا جو شخص اپنے منہ کے بل گرتا ہوا چل رہا ہو وہ منزل مقصود پر زیادہ پہنچنے والا ہوگا، یا وہ شخص جو سیدھا ایک ہموار سڑک پر چلا جا رہا ہو، ظاہر ہے کہ وہی شخص منزل مقصود پر پہنچے گا جو سیدھے راستے پر آدمیوں کی طرح سیدھا ہو کر چلے، اور جو شخص ناہموار راستے پر اونڈھا ہو کر منہ کے بل چلتا ہو اس کے منزل مقصود پر پہنچنے کی کیا توقع ہو سکتی ہے، پس یہی حال مومن اور کافر کا ہے کہ مومن کے چلنے کا راستہ دین مستقیم ہے اور وہ افراط و تفریط سے بچ کر سیدھا چلتا ہے، اور کافر کے چلنے کا راستہ ضلالت و گمراہی ہے پس وہ منزل مقصود پر کیسے پہنچے گا۔

ترسم نہ رسی بکعبہ اے اعرابی کیں رہ کہ تو می روی بترکستان است

لغات جُنْدُ: لشکر، جمع جُنُودٌ وَاَجْنَادٌ. دُونُ: اسم بمعنی سواء (۲) غیر، کم۔ اَلْكَافِرُونَ: اسم فاعل جمع مذکر، الکافر کی جمع، کَفَر (ن) کَفَرًا وَاُكْفِرَانًا: کافر ہونا، کفر کرنا، غُرُورٌ: مصدر، غَرَّ (ن) غَرًّا وَاُغْوِرُوا: دھوکہ دینا (بمعنی دھوکہ اسم ہے)۔ يَرْزُقُ: مضارع واحد مذکر غائب، رَزَقَ (ن) رَزَقًا: روزی دینا، لَجُؤًا: ماضی جمع مذکر غائب، لَجَّ فِي الْأُمُورِ (ض) لَجَّ: کسی کام میں لگے رہنا، جَمَّ رَهْنًا عَتُوًّا: مصدر، عَتَا (ن) عَتُوًّا: سرکشی کرنا، تکبر

۱۔ حضرت قتادہ نے فرمایا کہ یہ آیت آخرت میں مومن اور کافر کے حال کی خبر دینے کے لئے نازل کی گئی، پس کفار آخرت میں منہ کے بل چلیں گے اور مومنین سیدھے سیدھے۔ حدیث صحیح بخاری و مسلم میں حضرت انس کی روایت ہے کہ صحابہ کرام نے سوال کیا کہ کفار چہرے کے بل کیسے چلیں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس ذات نے ان کو پیروں پر چلایا ہے کیا وہ اس پر قادر نہیں کہ وہ ان کو پیروں اور سروں کے بل چلا دے۔

۲۔ قولہ اهدی یہاں تفضیل معنی مراد نہیں بلکہ نفی ہدایت مراد ہے، جیسے الغسل اخلی من الخلل میں بھی تفضیل معنی مراد نہیں ہے۔

والآیۃ علی ما روی عن ابن عباس نزلت فی ابی جہل علیہ اللعنة وحمزة رضی اللہ عنہ والمراد العموم. (روح المعانی)

۳۔ باب سچ سے بھی آتا ہے لَجَّ (س) لَجَّاجًا وَلَجَّاجَةً: جھے رہنا، اڑنا۔

کرنا، نَفُورٌ: مصدر، نَفَر (ض) نَفُورًا: نفرت کرنا، يَمْشِي: مضارع واحد مذکر غائب، يَمْشِي (ض) يَمْشِيًا: چلنا۔ مُكِبًا: اسم فاعل، اَوْنَدَهَا، سَرَّكَوْ (الفعال) اَكْبَ اِكْبَانًا: اَوْنَدَهَا ہونا، اَلثَّاهُونَا (مادہ كَبَّ (ن) اَوْنَدَهَا کرنا) وَجَهٌ: چہرہ، جَمْعٌ وَجُوَةٌ: اَهْدَى: اسم تفضیل، زیادہ راہ پانے والا، هَدَى (ض) هَدَايَةً: ہدایت پانا، ہدایت دینا (لازم و متعدی) سَوِيًّا: صفت مشبہ، سیدھا، جَمْعٌ اَسْوِيَاءَ، سَوَى الرَّجُلِ (س) سَوَى: درست کار ہونا۔ صِرَاطٌ: راستہ، جَمْعٌ صُرُطٌ (سیدھے اور آسان راستہ کو صِرَاطٌ کہتے ہیں، اصلہ صِرَاطٌ، س کا ص سے قلب ہے) مُسْتَقِيمٌ: اسم فاعل، سیدھا، (استعمال) اِسْتَقَامَ الشَّيْءُ اِسْتِقَامَةً: سیدھا ہونا، درست ہونا۔ (مادہ قَوَّم)

ترکیب اَمِنْ هَذَا الَّذِي هُوَ جُنْدٌ لَكُمْ يَنْصُرُكُمْ مِنْ دُونِ الرَّحْمَنِ..... اَمْ منقطعہ بمعنی بل مِنْ اسم استفہام مبتدا، هَذَا اسم اشارہ مبدل مِنْ الذی اسم موصول ہو مبتدا جُنْدٌ موصوف، لَكُمْ کائن محذوف کا متعلق ہو کر جُنْدٌ کی صفت اول يَنْصُرُكُمْ من دون الرحمن جملہ فعلیہ صفت ثانی (مِنْ دُونِ الرحمن حال از فاعل يَنْصُرُ) موصوف اپنی دونوں صفتوں سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ ہو کر صلہ، اسم موصول اپنے صلہ سے مل کر بدل یا صفت، مبدل مِنْ اپنے بدل سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ (لا محل لها استنافیہ) اِنْ الْكَافِرُونَ اِلَّا فِي غُرُورٍ..... اِنْ نافیہ الْكَافِرُونَ مبتداء الا اداة حصر، فِي غُرُورٍ متعلق ثابتون محذوف کے ہو کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔ اَمِنْ هَذَا الَّذِي يَرْزُقُكُمْ اِنْ اَمْسَكَ رِزْقَهُ..... ترکیب اَمِنْ هَذَا الَّذِي هُوَ جُنْدٌ لَكُمْ کی طرح ہے۔ اِنْ اَمْسَكَ رِزْقَهُ شرط اور جزا محذوف ہے اِنْ فمن یرزقکم بل لَجُؤًا فِي عَتُوٍّ وَنُفُورٍ۔ بل برائے اِضْرَابٍ فِي عَتُوٍّ وَنُفُورٍ متعلق لَجُؤًا کے، اور وہ جملہ متانفہ (لا محل لها) اَفَمِنْ يَمْشِي مُكِبًا عَلٰی وَجْهِهِ اَهْدٰی..... ہمزه برائے استفہام توئی، فا عاطفہ برائے ترتیب (یعنی مِنْ يَمْشِي والی مثال کفار کی سرکشی اور نصرت عن الحق پر مرتب ہے بنا بریں وہ ہدایت سے محروم ہیں، روح المعانی) مِنْ اسم موصول يَمْشِي فعل بفاعل مُكِبًا علی وجہہ شبہ جملہ حال از ضمیر يَمْشِي (علی وجہہ متعلق مکبا کے) يَمْشِي جملہ فعلیہ خبریہ صلہ، اسم موصول اپنے صلہ سے مل کر مبتدا، اَهْدٰی اسم تفضیل شبہ جملہ خبر، اَمْ مِنْ يَمْشِي سَوِيًّا علی صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ..... اَمْ حرف عطف مُعَادِلٌ للہمزہ (تفصیل تدریس قرآن پارہ ۷۷ میں) مِنْ اسم موصول يَمْشِي فعل بفاعل سَوِيًّا صیغہ صفت ضمیر فاعل علی صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ متعلق سَوِيًّا کے اور وہ حال از ضمیر يَمْشِي۔ يَمْشِي الخ جملہ خبریہ صلہ، اسم موصول مع صلہ معطوف ہے مَا قَبْلَ مَنْ يَمْشِي پر۔ (عطف المفرد علی المفرد۔)

نائدہ قَوْلُهُ اِنَّ الْكَافِرُونَ اِلَّا فِي غُرُورٍ: اِنْ نافیہ جملہ اسمیہ پر بھی داخل ہوتا ہے جیسے آیت مذکورہ

۱۔ قَامَ (ن) قَوْمًا وَقِيَامًا وَقَوْمَةً: کھڑا ہونا، سیدھا ہونا، اِسْتَقَامَ دراصل اِسْتَقْوَمَ تھا، واؤ متحرک ماقبل حرف صحیح ساکن، واؤ کی حرکت ماقبل کو دی، واؤ دراصل متحرک تھا اب اس کے ماقبل مفتوح، واؤ کو الف سے بدل دیا۔

۲۔ يَا اَمْرًا مِنْ يَمْشِي سَوِيًّا علی صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ کے بعد اَهْدٰی محذوف مانا جائے۔

میں اور جملہ فعلیہ پر بھی داخل ہوتا ہے جیسے اِنْ يَدْعُونَ اِلَّا اِنَّا. دوسری بات یہ ذہن نشین رہے کہ بعض حضرات یہ فرماتے ہیں کہ اِنْ نافیہ کے بعد اِلَّا ضرور آتا ہے مگر یہ قول اس دلیل سے رد ہو جائے گا کہ قرآن میں ہے اِنْ عِنْدَكُمْ مِنْ سُلْطَانٍ بِهَذَا، ہنکذا "اِنْ اَذْرٰی اَقْرِبَ مَا تُوْعَدُوْنَ" اکثر حضرات نحویین اِنْ نافیہ کو مکمل قرار دیتے ہیں کہ یہ کوئی عمل نہیں کرتا، بعض کہتے ہیں کہ لیس جیسا عمل کرتا ہے۔

البلاغۃ قول باری تعالیٰ اَمِنْ يَمْشٰی مَكْبًا عَلٰی وَجْهِهِ اَهْدٰی اَمِنْ يَمْشٰی سَوِيًّا عَلٰی صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ میں استعارہ پیش کی ہے۔

قُلْ هُوَ الَّذِي اَنْشَاَكُمْ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْنِدَةَ قَلِيلًا
آپ کہئے کہ وہی ہے جس نے تم کو پیدا کیا اور تم کو کان اور آنکھیں اور دل دئے • تم لوگ بہت کم
مَا تَشْكُرُوْنَ ﴿۳﴾ قُلْ هُوَ الَّذِي ذَرَاكُمْ فِي الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۴﴾ وَيَقُولُوْنَ
شکر کرتے ہو • آپ کہئے کہ وہی ہے جس نے تم کو روئے زمین پر پھیلایا اور تم اسی کے پاس اکٹھے کئے جاؤ گے • اور یہ
مَتٰی هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۵﴾ قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ وَاِنَّمَا
لوگ کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب ہوگا اگر تم سچے ہو • آپ کہہ دیجئے کہ یہ علم تو خدا ہی کو ہے اور میں تو محض
اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۶﴾ فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً سَيِّئَتْ وُجُوْهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقِيْلَ
صاف صاف ڈرانے والا ہوں • پھر جب اس کو پاس آتا ہوا دیکھیں گے تو کافروں کے منہ بگڑ جائیں گے۔ اور کہا جائیگا
هٰذَا الَّذِي كُنْتُمْ بِهٖ تَدْعُوْنَ ﴿۷﴾
یہی ہے وہ جس کو تم مانگا کرتے تھے •

تشریح ان آیات میں پھر دلائل توحید و قدرت کا بیان ہے (ایسے دلائل جو انسانی تخلیق میں ہیں)

تفسیر ملاحظہ فرمائیں! قُلْ هُوَ الَّذِي اَنْشَاَكُمْ الخ: آپ ان سے کہئے کہ وہی ہے یعنی وہی ایسا قادر و منعم ہے جس نے تم کو پیدا کیا تاکہ تم اپنے رب کو پہنچاؤ اور اس کی عبادت کرو، اور تم کو کان اور آنکھیں، اور دل دیئے، یعنی اللہ نے سننے کے لئے کان اور دیکھنے کے لئے آنکھیں، اور سمجھنے کے لئے دل دیا، تاکہ آدمی ان تمام قوتوں کو صحیح مصرف میں لگا کر اللہ کی اطاعت و فرماں برداری کرے، مگر تم لوگ ان نعمتوں کا بہت کم شکر کرتے ہو (کافروں کو دیکھ لیا جائے کہ ان نعمتوں کا کیا حق ادا کیا؟ اس لئے یہاں قلتِ شکر سے مراد نفی محض ہے، مظہری)

فائدہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حواس خمسہ (سنا، دیکھا، سونگھا، چکھنا، اور چھونا) میں سے صرف دو کا ذکر کیا یعنی کان اور آنکھ کا، وجہ یہ ہے کہ سونگھنے، چکھنے اور چھونے سے بہت کم چیزوں کا علم انسان کو حاصل ہوتا ہے، بیشتر معلومات

کان اور آنکھ کے ذریعہ ہی حاصل ہوتی ہیں، اور ان دو میں بھی کان کو مقدم کیا، کیونکہ سنی ہوئی چیزیں بہ نسبت دیکھی ہوئی چیزوں کے زائد ہوتی ہیں، اور تیسری چیز قلب کو بتلایا ہے کہ وہ اصل بنیاد اور علم کا مرکز ہے۔

نکتہ: آیت مذکورہ میں لفظ السَّمْعُ مصدر ہے اور مصدر کو جمع نہیں لایا جاتا اس لئے اس کو مفرد ذکر کیا گیا، برخلاف بصر اور فؤاد کے، دوسری بات یہ ہے کہ کان سے آواز سنائی دیتی ہے اور آواز و صوت نوع واحد ہے اور جو چیزیں آنکھ اور دل سے حاصل ہوتی ہیں وہ انواع مختلفہ ہیں۔ (مظہری)

قُلْ هُوَ الَّذِي ذَرَأَكُمْ فِي الْأَرْضِ وَإِلَيْهِ تُحْشَرُونَ: آپ ان سے یہ بھی کہئے کہ وہی ہے جس نے تم کو روئے زمین پر پھیلایا، اور تم قیامت کے دن اسی کے پاس اکٹھے کئے جاؤ گے، یعنی مطلب یہ ہے کہ ابتدا بھی اسی سے ہوئی، انتہاء بھی اسی پر ہوگی، جہاں سے آئے تھے وہیں جانا ہے، لہذا اس دن کے لئے تیاری کرنی چاہئے۔

وَيَقُولُونَ مَتَى هَذَا الْوَعْدُ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ: اور یہ لوگ جب قیامت کا ذکر سنتے ہیں جیسا ابھی آیت مذکورہ میں گذرا یعنی ”والیہ تحشرون“ میں، تو غایت درجہ سرکشی سے کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب ہوگا یعنی ہم کب اکٹھے کئے جائیں گے، اور کب آئے گی وہ قیامت، ذرا جلدی بلاؤ، اگر تم (یعنی پیغمبر اور آپ کے قبیعین مؤمنین) سچے ہو۔

قُلْ إِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللَّهِ الْخ: آپ جواب میں کہہ دیجئے کہ یہ علم تو خدا ہی کو ہے، یعنی قیامت کے وقت کی تعیین میں نہیں کر سکتا، یہ علم تو بس خدا ہی کو ہے، اور میں تو محض بطریق اجمال صاف صاف ڈرانے والا ہوں۔

فَلَمَّا رَأَوْهُ زُلْفَةً سَبَيْتَ وُجُوهَ الَّذِينَ كَفَرُوا الْخ: یہ لوگ اب تو جلدی مچار ہے ہیں لیکن پھر جب اس عذاب قیامت کو پاس آتا ہوا دیکھیں گے یعنی ان سے اعمال کا محاسبہ ہوگا اور دوزخ میں جانے کا حکم ہوگا، تو مارے غم کے کافروں کے منہ بگڑ جائیں گے کقولہ تعالیٰ وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ: اور ان سے کہا جائے گا یہی ہے وہ جس کو تم مانگا کرتے تھے کہ عذاب لاؤ، عذاب لاؤ۔

شانہ: قیامت کی تین قسمیں ہیں: (۱) قیامت صغریٰ یعنی ہر شخص کی اپنی موت۔ (۲) قیامت وسطیٰ یعنی ایک زمانہ اور تقریباً ایک عمر کے جتنے لوگ ہیں وہ سب مرجائیں تو گویا یہ ایک قرن والوں یعنی ایک طبقہ کے لوگوں کی قیامت ہے۔ (۳) قیامت کبریٰ یعنی اس دنیا ہی کا فنا ہو جانا۔

ضمانہ کے مراجع: قَوْلُهُ فَلَمَّا رَأَوْهُ: ہا ضمیر کا مرجع الوعد ہے جو ماقبل میں مذکور ہوا جس سے موعود مراد ہے اور وہ عذاب ہے، قَوْلُهُ وَقِيلَ هَذَا الَّذِي: ہذا کا اشارہ عذاب ہے بشرط مذکور۔

لغات: أَنْشَأَ: ماضی واحد مذکر غائب (افعال) پیدا کرنا (مادہ نَشَأَ) السَّمْعُ: اسم بمعنی کان جمع أَسْمَاعٌ. الْأَبْصَارُ: آنکھیں بَصَرٌ کی جمع۔ الْأَفْبَدَةُ: دل، فُؤَادٌ کی جمع۔ قَلِيلًا: صفت مشبہ، کم، تھوڑا جمع قَلِيلُونَ (قلیل)

بمعنی عدم بھی آتا ہے) قُلْ (ض) قِلَّةٌ کم ہونا، تھوڑا ہونا۔ تَشْكُرُونَ: مضارع جمع مذکر حاضر، شُكْرٌ (ن) شُكْرًا وَشُكْرَانًا: شکر ادا کرنا، احسان ماننا۔ ذَرَأَ: ماضی واحد مذکر غائب، ذَرَأَ (ف) ذَرَأًا: پھیلاتا، پیدا کرتا۔ تَحْشُرُونَ: مضارع جمع مذکر حاضر، حَشَرٌ (ن، ض) حَشَرًا: جمع کرنا، اکٹھا کرنا۔ مَتٰی: اسمائے شرطیہ میں سے ہے اور استفہام کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے جیسا کہ یہاں ہوا (بمعنی "کب") الْوَعْدُ: مصدر، وَعَدَ (ض) وَعَدًا وَعِدَةً وَمَوْعِدًا: وعدہ کرنا (الوعدہ بمعنی وعدہ حاصل مصدر یعنی اسم ہے، اور وعدہ سے مراد اکثر جگہ روز قیامت ہے) صَادِقِينَ: اسم فاعل جمع مذکر، صَدَقَ (ن) صِدْقًا: سچ بولنا۔ مُبِينٌ: اسم فاعل از باب افعال، ظاہر کرنے والا یعنی کھول کر صاف صاف بیان کرنے والا، اَبَانٌ اِبَانَةً: ظاہر ہونا، ظاہر کرنا (لازم ومتعدی) (مادہ بَيْنَ) زُلْفَةً: اسم بمعنی نزدیک، پاس، جمع زُلْفٌ زُلْفٌ (ن) زُلْفًا: نزدیک ہونا۔ (امام بغویؒ کہتے ہیں کہ زلفۃ اسم ہے بوصف مصدر، اس میں مذکر و مؤنث، واحد وثنیہ وجمع سب برابر ہیں) مَبِیْنٌ: ماضی مجہول واحد مؤنث غائب، سَاءَ (ن) سَوءًا: برا ہونا، بد شکل ہونا۔

(اسی کو حضرت تھانویؒ اور دیگر مفسرین نے بگڑنے سے تعبیر فرمایا ہے)۔ تَدْعُونَ: مضارع جمع مذکر حاضر (الفعال) اِدْعَاءُ بمعنی مانگنا، چاہنا، تائے افعال دال سے بدلی ہوئی ہے (مادہ دَعَوُ، دَعَا (ن) دَعَا وَدَعْوَةً: منگانا، بلانا، پکارنا)

ترکیب قُلْ هُوَ الَّذِي اَنْشَاَكُمْ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَةَ:..... قُلْ فعل امر بفاعل، هُوَ مبتدا الذی اسم موصول اَنْشَاَكُمْ وجعل الخ معطوف ومعطوف علیہ ہو کر صلہ، (لکم متعلق جعل کے یا السَّمْعَ وغیرہ سے حال، یا بمنزلہ مفعول ثانی اگر جعل بمعنی صَيَّرَ ہو، باقی ترکیب آسان ہے) اسم موصول مع صلہ خبر، مبتدا مع خبر مقولہ، قول مع مقولہ جملہ متانفہ، قَلِيلًا مَا تَشْكُرُونَ..... قَلِيلًا صفت ہے مصدر محذوف شُكْرًا کی، ما زائدہ برائے تاکید، تقلیل، موصوف مع صفت مفعول مطلق مقدم، تَشْكُرُونَ فعل بفاعل، پھر مکمل جملہ، جملہ متانفہ یا لکم کی ضمیر سے حال مقدرہ۔ قُلْ هُوَ الَّذِي ذَرَاكُمْ فِي الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ تُحْشَرُونَ:..... قُلْ فعل امر، ضمیر انت فاعل، هُوَ ضمیر مرفوع منفصل مبتدا، الَّذِي اسم موصول ذَرَاكُمْ فِي الْاَرْضِ جملہ فعلیہ معطوف علیہ واو حرف عطف الیہ متعلق مقدم تَحْشَرُونَ کے، اور وہ جملہ فعلیہ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر صلہ، اسم موصول مع صلہ خبر، مبتدا مع خبر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر مقولہ، قول مع مقولہ جملہ متانفہ (لا محل لها) وِيقُولُونَ مَتٰی هَذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ:..... واو استینافیہ (اعراب القرآن و صرفہ و بیانہ) وِيقُولُونَ فعل بفاعل، مَتٰی اسم استفہام کائن محذوف

۱۔ وعدہ کا استعمال خیر اور شر دونوں میں ہوتا ہے جیسے اَلَمْ يَعْذِبْكُمْ رَبُّكُمْ وَعَذَابُكُمْ حَسَنًا اور النَّارُ وَعَذَابُهَا الَّذِيْنَ كَفَرُوا جب کہ وعید کا استعمال صرف شر کے لئے ہے۔

۲۔ مبین لازم بھی آتا ہے بمعنی ظاہر یعنی کھلا ہوا، اور مجرد میں اس طرح ہے کہ بَانَ (ض) بَيْنًا: واضح ہونا، واضح کرنا، بَانَ بَيْنُونَهُ جِدَا ہونا، جدا کرنا۔

۳۔ اعراب القرآن و صرفہ و بیانہ میں لکھا ہے کہ زلفۃ اسم مصدر ہے اَزْلَفَ اِزْلَافًا سے، بمعنی اسم فاعل یعنی مَزْلَفَ قَرِيبًا

۴۔ قَلِيلًا کو تَشْكُرُونَ کا ظرف بنانا بھی صحیح ہے۔

کا ظرف زمان اور وہ خبر مقدم، هذا الوعد اسم اشارہ اپنے مثلاً الیہ یا بالفاظ دیگر مبدل منہ اپنے بدل سے مل کر مبتدا مؤخر، مبتدا مع خبر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر مقولہ، اور جملہ یقولون الخ جملہ متانفہ۔ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ جملہ شرطیہ اور جزا محذوف اِی فَبَیِّنُوا وَقْتَهُ، شرط جزا یقولون کے تحت واقع ہیں۔ قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللَّهِ وَاِنَّمَا اَنَا نَذِيرٌ مُّبِیْنٌ ترکیب ظاہر ہے (اِنَّمَا کافہ وکوفہ العلم عند اللہ مبتدا و خبر، اِنَّمَا انا نذیرٌ مُّبِیْنٌ ماقبل اِنَّمَا العلم الخ پر معطوف) فلما راوه زلفۃ سینت وجوه الذین کفروا وقیل هذا الذی کنتم به تدعون: فافصحیہ کیونکہ اس نے دو مقدر جملوں کو ظاہر کیا، کانه قیل ”وقد اتاهم الموعود فرأوه فلما الخ، لما ظرفیہ بمعنی حین، متضمن معنی شرط مضاف، راوه فعل بفاعل ومفعول بہ، جملہ فعلیہ مضاف الیہ زلفۃ حال راوه کی ضمیر مفعول سے، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر ظرف ہے اپنے جواب و جزاء سینت کا۔ سینت فعل ماضی مجہول وجوہ مضاف الذین کفروا اسم موصول مع صلہ مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر نائب فاعل سینت کا اور وہ جملہ ہو کر معطوف علیہ ہوا و حرف عطف قیل فعل مجہول هذا الذی کنتم به تدعون مبتدا و خبر ہو کر مقولہ۔ قیل کا عطف سینت پر، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ مقدرہ پر معطوف، (هذا مبتدا ما بعد خبر، بہ متعلق مقدم ہے تدعون کا)

فائدہ قولہ وجوہ الذین کفروا۔ ضمیر کی جگہ اسم ظاہر اسم موصول کو لائے تاکہ کفر کی مذمت پر صراحت ہو جائے اور ان کے اس عذاب دردناک کی علت کی طرف بھی اشارہ ہو جائے۔

اجراء حال مقدرہ وغیرہ کی تعریف یاد کریں اور اس کی تمام تر تحقیق مشکل ترکیبوں کا حل میں ملاحظہ فرمائیں۔

قُلْ اَرَاَیْتُمْ اِنْ اَهْلَکْنِیَ اللّٰهُ وَمَنْ مَّعِیْ اَوْ رَحِمَنَا فَمَنْ یُّجِیْرُ الْکَافِرِیْنَ

آپ کہئے کہ تم یہ بتلاؤ کہ اگر خدا تعالیٰ مجھ کو اور میرے ساتھ والوں کو ہلاک کر دے یا ہم پر رحمت فرمادے تو کافروں کو

مِنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ ۲۸ قُلْ هُوَ الرَّحْمٰنُ اَمَنًا بِهِ وَعَلِیْهِ تَوَكَّلْنَا

عذاب دردناک سے کون بچالے گا۔ آپ کہئے کہ وہ بڑا مہربان ہے ہم اس پر ایمان لائے اور ہم اس پر توکل کرتے ہیں

فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۲۹ قُلْ اَرَاَیْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ

سو عنقریب تم کو معلوم ہو جائے گا کہ صبح گرا ہی میں کون ہے۔ آپ کہہ دیجئے کہ اچھا یہ بتلاؤ کہ اگر تمہارا پانی

غَوْرًا فَمَنْ یَّاتِیْکُمْ بِمَآءٍ مُّعِیْنٍ ۳۰

نیچے کو غائب ہی ہو جاوے سو وہ کون ہے جو تمہارے پاس سوت کا پانی لے آئے۔

۱۔ بقول بعض ماقبل پر معطوف۔

۲۔ بعض نے زلفۃ کو اسم مصدر کہا ہے لہذا یہ اسم فاعل من زلفا کے معنی میں ہو کر حال۔ بعض نے کہا ہے کہ یہ ظرف واقع ہے۔ ای مکانا ذا زلفۃ، بعض نے اس کو مستقل اسم مانا ہے بمعنی نزدیک، لہذا اس صورت میں کسی تاویل کی ضرورت نہیں (روح المعانی)

تشریح کفار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہلاکت کی تمنا کرتے تھے کقولہ تعالیٰ اَمْ يَقُولُونَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهِ رَيْبَ الْمَنُونِ اور آپ کو نعوذ باللہ منسوب الی العلل قرار دیتے تھے تو مذکورہ آیت میں اس کے جواب کی تعلیم دی گئی ہے، تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔ **قُلْ اَرَاَيْتُمُ الْخ:** آپ ان سے کہئے کہ تم یہ بتلاؤ کہ اگر خدائے تعالیٰ مجھ کو اور میرے ساتھ والوں کو تمہاری تمنا کے موافق دنیا میں ہلاک کر دے یا ہمارے عقیدہ کے موافق ہم پر رحمت فرما دے اور ہم کو کامیاب و بامراد کر دے تو تم لوگ دونوں صورتوں میں اپنی خبر لو، اور یہ بتلاؤ کہ کافروں کو عذاب دردناک سے کون بچائے گا، یعنی ہمارا انجام دنیا میں جو کچھ ہو بہر حال آخرت میں بہتری ہے لیکن تم اپنی فکر کرو کہ اس کفر و سرکشی پر جو دردناک عذاب آنا یقینی ہے اس سے تمہاری جان کیسے بچے گی؟

قُلْ هُوَ الرَّحْمَنُ الْخ آپ ان سے یہ بھی کہئے کہ وہ بڑا مہربان ہے، ہم اس پر ایمان لائے، اور ہم اسی پر توکل کرتے ہیں، لہذا ایمان کی برکت سے ہماری نجات یقینی ہے، اور توکل کی برکت سے مقاصد میں کامیابی یقینی ہے، کقولہ تعالیٰ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ الْخ اور تمہارے اندر اے کافرو! دونوں چیزیں نہیں نہ ایمان اور نہ توکل، لہذا فرمایا فستعلمون الْخ سو عنقریب تم جان لو گے (یعنی جب اپنے کو عذاب میں مبتلا اور ہم کو اس سے محفوظ دیکھو گے) کہ صریح گمراہی میں کون ہے، یعنی تم ہو جیسا کہ ہم کہتے ہیں، یا ہم ہیں جیسا کہ تم کہتے ہو۔

قُلْ اَرَاَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَاؤُكُمْ الْخ اوپر ایک آیت گذری ہے **فَمَنْ يُجِيرُ الْكَافِرِينَ مِنْ عَذَابِ اَلِيمٍ:** یعنی تم کو عذاب الیم سے کوئی نہیں بچا سکتا، اور اگر تم کو اپنے فرض معبودوں پر گھمنڈ ہو کہ وہ بچالیں گے تو اس گمان کے ابطال و ازالہ کے لئے فرمایا کہ **قُلْ اَرَاَيْتُمْ الْخ** آپ ان سے یہ کہہ دیجئے کہ اچھا یہ بتلاؤ کہ اگر تمہارا پانی (جو کنوؤں میں ہے) نیچے کو اتر کر غائب ہی ہو جائے یعنی زمین کی گہرائی میں اتر جائے، جیسا کہ شدید گرمیوں میں یہ صورت پیش آ جاتی ہے تو وہ کون ہے جو تمہارے پاس سوت کا پانی لے آئے، یعنی کنویں کے سوت کو جاری کر دے، لہذا جب خدا کے مقابلہ میں کسی کو اتنی بھی قدرت نہیں کہ معمولی طبعی واقعات میں تصرف کر سکے تو عذاب آخرت سے بچانے کی کیا قدرت ہوگی۔

حدیث حدیث میں ہے کہ جب آدمی یہ آیت تلاوت کرے تو اس کو کہنا چاہئے اللہ رَبُّ الْعَالَمِينَ یعنی اللہ رب العالمین ہی پھر اس پانی کو لاسکتا ہے ہماری کسی کی طاقت نہیں۔

لغات رَجَمَ: ماضی واحد مذکر غائب، رَجَمَ (س) رَحْمَةً وَمَرَحْمَةً: رحم کرنا، معاف کرنا۔ يُجِيرُ: مضارع واحد مذکر غائب (افعال) اَجَارَ، اَجَارَهُ. پناہ دینا، بچانا (مادہ جَوَر) (ن) پناہ کا طالب ہونا) اَلِيمٌ: صفت مشبہ واحد مذکر بروزن فعلیل بمعنی فاعل، دردناک، دکھ دینے والا (اَلِيمٌ بمعنی مُوَلِم، اَلَمَ اِيْلَامًا: (افعال) تکلیف دینا، اَلَمَ (س) اَلَمًا: تکلیف میں ہونا) اَصْبَحَ: فعل ناقص از اَصْبَحَ، بمعنی صبح کرنا، کسی کام کا ہو جانا یعنی بمعنی صَارَ. مَاءٌ:

۱۔ مفسرات مفسرین نے بیان کیا کہ اس آیت کو بعض متکبرین نے سنا تو بڑی ہی گستاخی سے کہا ”ہم زمین سے کھود کر نکال لیں گے“ اسی وقت خدا نے ان کی آنکھوں کی رطوبت اور اس کا پانی جذب کر لیا اور غیب سے ندا سنائی، می کہ اسے گستاخ تو زمین کی تہوں سے پانی کیا نکال کر لائے گا تو اپنی آنکھ ہی کا پانی لے کر انہیں خداوندی میں گستاخی سے اندر ب العزت محفوظ رکھے۔

پانی، اصلہ مؤنۃ جمع میناء۔ غورًا: مصدر بمعنی اسم فاعل (غائرا) زمین میں اتر جانے والا، غار الماء (ن) غورًا: پانی کا زمین میں اترنا۔ معین: صیغہ صفت بروزن فعلیل بمعنی فاعل، جاری (الماء المعین، آب جاری) مَعَن الماء (ف) مَعَنًا: پانی کا جاری ہونا۔

ترکیب قُلْ اَرَاَيْتُمْ اِنْ اَهْلَكْنِي اللّٰهُ وَمَنْ مَعِيَ اَوْ رَحِمْنَا فَمَنْ يُجِيرُ الْكَافِرِينَ مِنْ عَذَابِ الْيَمِّ..... قُلْ فعل امر بفاعل۔ حمزہ حرف استفہام برائے انکار، اَرَاَيْتُمْ فعل بفاعل بمعنی اَخْبِرُونِي (ای الرویۃ علمیۃ) اِنْ شرطیہ اَهْلَكْنِي اللّٰهُ فعل مع مفعول بہ و فاعل، وَاو حرف عطف مَن اسم موصول معی مضاف و مضاف الیہ استقرّ محذوف کا ظرف، اور وہ صلہ، اسم موصول مع صلہ معطوف اهلکنی کے مفعول ی ضمیر پر، پھر جملہ اهلکنی الخ معطوف علیہ اَوْ حرف عطف رَحِمْنَا جملہ فعلیہ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر شرط، فَمَنْ يُجِيرُ الْكَافِرِينَ مِنْ عَذَابِ الْيَمِّ جزاء (مَنْ اسم استفہام مبتدا، يُجِيرُ الخ خبر) بعض نے جزاء محذوف مانی ہے ای فلا فائدہ لکم، اور پھر فَمَنْ يُجِيرُ الخ کے فاکو تعلیلہ کہا اِنّی لانہ لا مجیر لکم، الغرض شرط و جزا مل کر اَرَاَيْتُمْ کے لئے دو مفعولوں کے قائم مقام۔ اَرَاَيْتُمْ الخ مقولہ، قول مع مقولہ جملہ متانفہ۔ قُلْ ہو الرحمن اَمَنَّا بہ و علیہ تو کَلْنَا..... قُلْ فعل بفاعل ہو متبدا الرحمن خبر اول، اَمَنَّا بہ و علیہ تو کَلْنَا معطوف و معطوف علیہ ہو کر خبر ثانی (علیہ متعلق مقدم تو کَلْنَا کے) مبتدا اپنی دونوں خبروں سے مل کر مقولہ، قول مع مقولہ جملہ متانفہ۔ فَسَتَعْلَمُونَ مَنْ هُوَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ..... فَافْصِمِ اِنّی اِنْ جَاءَ كُمُ الْعَذَابُ، سِین حرف استقبال تعلمون فعل بفاعل مَن اسم استفہام مبتدا، ہو ضمیر فصل فی ضلال مبین متعلق ہو کر خبر، مبتدا مع خبر تعلمون کے لئے دو مفعولوں کے قائم مقام، پھر تعلمون الخ جزاء، شرط مع جزاء جملہ شرطیہ جزائیہ۔ قُلْ اَرَاَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَاءُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَاتِيكُمْ بِمَاءٍ مَعِينٍ..... قُلْ فعل بفاعل، اَرَاَيْتُمْ حسب سابق اِنْ اَصْبَحَ مَاءُكُمْ غَوْرًا شرط (ماء کم مرکب اضافی اَصْبَحَ فعل ناقص کا اسم، غورًا ای غائرا خبر) فَافْصِمِ مَن اسم استفہام مبتدا یاتیکم بماء معین خبر (بماء معین متعلق یاتی کے اور معین صفت ماء کی) شرط اپنی جزا سے مل کر اَرَاَيْتُمْ کے لئے دو مفعولوں کے قائم مقام، پھر حسب سابق۔



۱۔ بعض نے کہا کہ معین بروزن مبیع دراصل مفعول ہے بروزن مبیوع (اسم مفعول) عان (ض) غینا: دیکھنا، نظر لگانا، لہذا معین کے معنی ہوں گے وہ جس کو آنکھیں دیکھیں، اس صورت میں میم زائد ہوگا ماء معین آب جاری، لیکن اشکال یہ ہوگا کہ اس صورت میں اس کے اندر جاری ہونے کے معنی کس طرح ثابت ہوں گے لہذا وہ تفسیر جو لغات کے تحت لکھی ہے زیادہ صحیح ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سورۃ القلم مکیہ

ن وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ ۝۱ مَا أَنْتَ بِمُجْنُونٌ ۝۲
 ن قسم ہے قلم کی اور ان کے لکھنے کی • کہ آپ اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں ہیں •
 وَإِنَّ لَكَ لَأَجْرًا غَيْرَ مَمْنُونٍ ۝۳ وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ ۝۴
 اور بیشک آپ کے لئے ایسا اجر ہے جو ختم ہونیوالا نہیں • اور بیشک آپ اخلاق کے اعلیٰ پیمانہ پر ہیں •

وہم سورت سابقہ میں دلائل توحید و قدرت کا بیان تھا، اور کفار و منکرین پر عذاب شدید کا ذکر تھا، اس سورت میں کفار کے ان اعتراضات اور طعنوں کا جواب ہے جو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کیا کرتے تھے مثلاً کامل العقل و کامل العلم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ مجنون، کہتے تھے وغیرہ وغیرہ، اور چونکہ انکار نبوت کفر ہے اس لئے بعض آیات میں کفار کی سزا کا بھی ذکر ہے۔

تشریح اوپر ربط کی تقریر سے معلوم ہو گیا کہ مشرکین مکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مجنون و دیوانہ کہتے تھے، تو ان آیات میں اللہ تعالیٰ شانہ نے ان کے خیال باطل کی تردید اور آپ کی تسلی فرمادی، تفسیر ملاحظہ فرمائیں!

ن وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ: حرف نون حروف مقطعات میں سے ہے اور اس کے معنی اللہ ہی کو معلوم ہیں، یا اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو، امت کو اس کی تحقیق میں پڑنے سے روک دیا گیا ہے۔ (معارف القرآن)
 قسم ہے قلم کی، یعنی قلم تقدیر کی جس سے مخلوق کی تقدیریں لوح محفوظ پر لکھی گئیں، حضرت عبادہ بن الصامتؓ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے قلم کو پیدا کیا اور اس کو حکم دیا کہ لکھ، قلم نے عرض کیا کہ کیا لکھوں؟ تو حکم دیا کہ تقدیر الہی کو، چنانچہ قلم نے حکم کے مطابق ابد یعنی ہمیشہ ہمیش تک ہونے والے تمام واقعات اور حالات کو لکھ دیا۔ (رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث غریب)

وَمَا يَسْطُرُونَ: اور قسم ہے ان فرشتوں کے لکھنے کی، یعنی وہ فرشتے جو کہ کاتب اعمال ہیں (حضرت ابن عباسؓ نے الْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ کی یہی تفسیر بیان فرمائی ہے، بیان القرآن) اس تفسیر کے مطابق ما مصدریہ اور يَسْطُرُونَ

۱۔ معارف القرآن میں لکھا ہے کہ قلم سے مراد عام قلم بھی ہو سکتا ہے جس میں قلم تقدیر بھی داخل ہے جس کا اوپر ذکر ہوا اور فرشتوں اور انسانوں کے وہ سب قلم بھی جن سے کچھ لکھا جاتا ہے کما ہو قول ابی حاتم۔

علامہ بغویؒ فرماتے ہیں کہ قلم تقدیر نور کا تھا جس کی لمبائی زمین و آسمان کے مابین فاصلہ کے برابر تھی، حضور کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہ نے زمین و آسمان کی تخلیق سے پچاس ہزار سال قبل مخلوقات کی تقدیریں لکھ دی تھیں۔

کی ضمیر سے مراد ملائکہ ہیں جو لفظ القلم سے مفہوم ہے یا بالفاظ دیگر مسطورون کی ضمیر سے مراد ملائکہ ہی ہیں اس اعتبار سے کہ قلم سے مراد اصحاب قلم ہوں مجازاً (روح المعانی)

آگے جواب قسم ہے مَا أَنْتَ بِنِعْمَةٍ رَبِّكَ بِمُجْتَنُونَ کہ آپ اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں ہیں جیسا کہ منکرین نبوت کہتے ہیں (کما فی قوله تعالیٰ یا ایہا الذی نُزِّلَ عَلَیْهِ الذِّکْرُ أَنْتَ لَمُجْتَنُونَ) مطلب یہ ہے کہ آپ نبی برحق ہیں اور بنعمۃ ربک بوحا کر دعویٰ کی دلیل بھی دے دی کہ جس شخص پر اللہ کا فضل اور نعمت ہو وہ کیسے مجنون ہو سکتا ہے، اس کو مجنون کہنے والا خود مجنون ہے۔

قسم وجواب قسم میں مناسبت

یہ قسمیں دعویٰ مذکور مَا أَنْتَ بِنِعْمَةٍ رَبِّكَ کے نہایت مناسب ہیں مثلاً قلم کی قسم کھائی گئی جس سے مقادیر خلق لکھی گئیں اور منجملہ تقادیر کے نزول قرآن بھی ہے پس اس آیت میں اشارہ ہے کہ آپ کی نبوت علم الہی میں پہلے سے محقق ہے، پس ثبوت اس کا متیقن ہے، اور مَا یَسْطُرُونَ کی قسم کھائی گئی پس اس میں اشارہ ہے کہ اعمال لکھنے والے فرشتے صدقین و منکرین نبوت ہر دو کے اعمال کو لکھ رہے ہیں پس انکار نبوت پر سزا ہوگی، لہذا اس سے ڈر کر ایمان لانا واجب ہے۔

وَأَنَّ لَكَ لَا جَرَءًا غَيْرَ مَمْنُونٍ: اس میں مضمون مذکور کی تائید ہے کہ بے شک آپ کے لئے اس تبلیغ احکام پر ایسا اجر ہے جو کبھی ختم ہونے والا نہیں، مطلب یہ ہے کہ آپ کے جس کام کو یہ دیوانے لوگ جنون کہہ رہے ہیں وہ عند اللہ مقبول عمل ہے جس پر اجر عظیم ملنے والا ہے اس میں بھی اثبات نبوت ہے کیونکہ مجنون کے عمل پر مجنون کو اجر نہیں ملا کرتا اور اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی بھی ہے کہ آپ چند روز برداشت کر لیجئے کہ انجام اس کا اجر عظیم ہے۔

وَأَنَّكَ لَعَلَىٰ خَلْقٍ عَظِيمٍ: مزید تاکید و تائید کے لئے فرماتے ہیں کہ بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم اخلاق (حسنہ) کے اعلیٰ پیمانے پر ہیں، اور مجنون میں اخلاق کا کمال کہاں ہوتا ہے، یہ بھی طعن مذکور کا جواب ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا خلق عظیم واقعہ: حضرت انس فرماتے ہیں کہ میں نے دس سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی، اس پوری مدت میں جو کام میں نے کیا آپ نے کبھی یہ نہیں فرمایا کہ ایسا کیوں کیا، اور جو کام نہیں کیا اس پر کبھی یہ نہیں فرمایا کہ یہ کام کیوں نہیں کیا (حالانکہ ظاہر ہے کہ دس سالہ مدت میں بہت سے کام خلاف طبع ہوئے ہوں گے) (بخاری و مسلم)

واقعہ: حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اپنے ہاتھ سے کسی کو نہیں مارا، بجز جہاد فی سبیل اللہ کے کہ اس میں کفار کو مارنا اور قتل کرنا ثابت ہے۔

واقعہ: حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ فحش گو تھے، نہ فحش چیزوں کے پاس جاتے تھے، نہ لہو لہو و مہسٹرون: مسطورون کی ضمیر کا مرجع القلم بھی ہو سکتا ہے اور مراد اس سے قلم تقدیر لیا جائے، اب ضمیر کو جمع لانا اس قلم کی تعظیم کی فرض سے ہوگا فَإِنَّ الْقَلَمَ أَخُو اللِّسَانِ وَنِعْمَةٌ مِنَ الرَّحْمَنِ عَلَىٰ عِبَادِهِ۔ یا مرجع قلم ہی ہو اور مراد اس سے جس قلم ہو اب ضمیر کو جمع لانا بوجہ تعدد قلم ہوگا، مگر چونکہ قلم کا تب نہیں ہوتا بلکہ کتاب کا آل ہوتا ہے لہذا اس کی طرف اسناد مجازی ہوگی۔ (روح)

بازاروں میں شور و شغب کرتے تھے، برائی کا بدلہ کبھی برائی سے نہیں دیتے تھے بلکہ معافی اور درگزر کا معاملہ فرماتے تھے۔
(مزید کیا لکھوں، لکھنے کو تو بہت کچھ لکھا جاسکتا ہے لیکن بات یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق عظیمہ، اوصاف حسنہ، خصال محمودہ اور آپ کے علمی و عملی کارہائے عظیمہ، نیز علم و حلم، شدت حیا، کثرت عبادت و سخاوت، صبر و شکر، زہد و تواضع، رحمت و شفقت، حسن معاشرت و ادب وغیرہ کو قلم بند کرنے کے لئے ایک عمر طویل چاہئے۔

راہ میں کانٹے جس نے بچائے
گالی دی پتھر برسائے
اس پر چھڑکی پیار کی شبنم
صلی اللہ علیہ وسلم
حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں تند خوئی، بد مزاجی، اور ڈکثیر شپ نام کو بھی نہ تھی، یہی وجہ تھی کہ زمانہ آپ کا دلدادہ اور گرویدہ بنتا چلا گیا، اور اسلام دنیا میں تیز ہوا اور بڑھتے ہوئے سیلاب کی طرح پھیلتا چلا گیا۔

میں اکیلا ہی چلا تھا جانب منزل مگر
راہ رزواتے گئے اور کارواں بنتا گیا
لہذا جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اسلام تو بزرور شمشیر پھیلا ہے تو ان کی کم فہمی، غیر انصاف پسندی پر تعجب و افسوس کے سوا کوئی چارہ نہیں۔

لغات: الْقَلَمُ: قلم یعنی لکھنے کا آلہ، جمع أَقْلَام، يَسْطُرُونَ: مضارع جمع مذکر غائب، سَطَرَ (ن) سَطْرًا: لکھنا۔
نعمۃ: فضل و انعام، جمع نِعَم و أَنْعَم. مَجْنُونٌ: اسم مفعول، دیوانہ، پاگل، بے وقوف، جمع مَجَانِين، جُنَّ (ن) جُنًّا و جُنُونًا: دیوانہ ہونا، عقل زائل ہونا۔ أَجْرًا: بدلہ، ثواب، جمع أَجُورٌ، مَمْنُونٌ: اسم مفعول واحد مذکر، مَنْ (ن) مَنَّا: کاٹنا، کم کرنا، غیر ممنون کا مطلب ہوگا ایسا اجر جو نہ کم کیا ہوا ہوگا، اور نہ منقطع اور ختم ہوگا، خُلِقَ: عادت، خصلت، جمع أخلاق. عَظِيمٌ: صیغہ صفت بمعنی بڑا، جمع عَظَمَاء و عِظَام، عَظَمَ (ك) عِظْمًا و عِظَامَةً: بڑا ہونا۔

ترکیب: ن حروف مقطعات میں سے ہے، والقلم و ما یسطرون..... واو حرف قسم و جر، القلم: معطوف علیہ ما مصدریہ یسطرون: بتادیل مصدر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مجرور، جار مجرور متعلق فعل محذوف اُقْسِمَ کے، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر قسم۔

۱۔ جُنَّ (ن) جُنًّا: چھپنا، جُنَّ الشَّيْءُ (ن) جُنًّا و جُنُونًا: چھپا، جُنَّ کے معنی لغت میں چوں کہ چھپانے کے ہیں، اس لئے اس کے تمام مشتقات میں یہ معنی موجود ہیں جیسے جُنَّ پردہ، آرزو، قبر، جُنَّ انسان کے بالمقابل پوشیدہ مخلوق، جنین رحم مادر میں رہنے والا بچہ، مجنون، وہ شخص جس کی عقل اور حواس پر کسی قسم کا پردہ پڑ گیا ہو، مجننہ ذوال حال، جنون: دماغی خلل جو عقل کو حجاب لے، وغیرہ وغیرہ۔

۲۔ امام راغب مفردات القرآن میں فرماتے ہیں کہ عظم الشَّيْءِ کے معنی دراصل تَخْبُرُ عَظْمَہِ ہیں، یعنی اس کی بڑی بڑی ہوگئی، اس لئے عظیم کے اصل معنی ہوئے بڑی بڑی والا، پھر بطور استعارہ ہر کبیر کے لئے اس کا استعمال ہونے لگا، اور بجائے کبیر کے عظیم بولنے لگے، خواہ وہ شی محسوس ہو یا معقول، عین ہویا ذات، یا معنی ہو یعنی مفہوم، علامہ زحمری تفسیر کشاف میں رقمطراز ہیں کہ عظیم اور کبیر میں فرق یہ ہے کہ عظیم، حقیر کی نقیض ہے، اور کبیر، صغیر کی، لہذا عظیم کبیر سے بڑھ کر ہے جس طرح حقیر، کمتر ہے، صغیر سے، اور تاج العروس میں ہے کہ عظیم حق تعالیٰ شانہ کی صفات میں سے ہے جو بمعنی کبیر ہے۔ اور یہ دونوں مترادف لفظ ہیں، اور فخر الدین رازی کہتے ہیں کہ کبیر وہ ہے جو ذاتی طور پر بڑا ہو، اور عظیم وہ ہے جس کو دوسرے بڑا سمجھیں، اسی لئے اللہ کے وصف میں بجائے عظیم کے کبیر کا استعمال زیادہ ہے۔

۳۔ ما یسطرون: میں ما کو اسم موصول اور یسطرون کو مصلحتاً بھی درست ہے۔ حسین۔ احمد حمزہ داری

ما انت بنعمة ربك بمجنون . ما مشابہ بلیس انت ضمیر اس کا اسم، بنعمة ربك متعلق معنی نفی کے جس پر لفظ ما دال ہے اے انتفی عنك الجنون بسبب نعمة ربك (اس شکل میں باسیبہ ہوگا) بمجنون با زائدہ اور مجنون لفظا مجرور محلا منصوب خبر ماکی، ما مشابہ بلیس اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ، واو حرف عطف ان لك لا اجرا غیر ممنون . لك ثابت محذوف کے متعلق ہو کر خبر مقدم ان کی لام مزحلقة اجرا غیر ممنون مرکب تو صیغی ہو کر اسم، حرف مشبہ بالفعل اپنے اسم و خبر سے مل کر معطوف علیہ معطوف و انتك لعلی خلق عظیم معطوف (لعلی کا لام مزحلقة) تمام معطوفات مل ملا کر جواب قسم۔

اجزاء ما انت بنعمة ربك الخ ما مشابہ بلیس ہے، اب طلبہ عزیز کو یاد رکھنا چاہئے کہ اس کا عمل کتنی شکلوں میں باطل ہو جاتا ہے، بعض لوگوں کو ما والا مشبہتین بلیس کی ترکیب میں دھوکہ لگتا ہے، جس کو میں نے اپنی دوسری کتاب درس نحو میر میں بعنوان مغالطہ ذکر کیا ہے۔

فَسْتُبْصِرُ وَيُبْصِرُونَ ⑤ بَايَكُمْ الْمُفْتُونَ ⑥ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ

سو عنقریب آپ بھی دیکھ لیں گے اور یہ لوگ بھی دیکھ لیں گے • کہ تم میں کس کو جنون تھا • آپ کا پروردگار اس شخص کو بھی خوب جانتا ہے

بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ ⑦ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ⑧ فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِينَ ⑨

جو اس کی راہ سے بھٹکا ہوا ہے اور وہ راہ پر چلنے والوں کو بھی خوب جانتا ہے • تو آپ ان تکذیب کرنے والوں کا کہنا نہ مانئے •

وَذُؤَا لَوْ تَذْهِنُ فَيَذْهِنُونَ ⑩ وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ ⑪

یہ لوگ یہ چاہتے ہیں کہ آپ ڈھیلے ہو جاویں تو یہ بھی ڈھیلے ہو جاویں • اور آپ کسی ایسے شخص کا کہنا نہ مانیں جو بہت قسمیں کھانے والا ہو بے وقعت ہو •

هَمَّازٍ مَّشَاءً بِنَمِيمٍ ⑫ مَنَاعٍ لِلْخَيْرِ مُعْتَدٍ ⑬ اِثْمٍ ⑭

طعنہ دینے والا ہو، چغلیاں لگاتا پھرتا ہو • نیک کام سے روکنے والا ہو، حد سے گزرنے والا ہو، گناہوں کا کرنے والا ہو •

عُتْلٍ بَعْدَ ذَلِكَ زَنِيمٍ ⑮ أَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَبَنِينَ ⑯ إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِ آيَاتُنَا ⑰

خست مزاج ہو اس کے علاوہ حرامزادہ ہو • اس سبب سے کہ وہ مال و اولاد والا ہو • جب ہماری آیتیں اسکے سامنے پڑھ کر سنائی جاتی ہیں

قَالَ اسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ⑱ سَنَسِمْهُ عَلَى الْخُرُطُومِ ⑲

تو وہ کہتا ہے کہ یہ بے سند باتیں ہیں جو اگلوں سے منقول چلی آتی ہیں • ہم عنقریب اس کی ناک پر داغ لگا دیں گے •

تشریح مکررین رسالت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں مہمل باتیں بکتے تھے تو آپ ﷺ کو سلی دی

دوسری ترکیب یہ ہے کہ با برائے ملاہست ہو اور نعمة ربك، متلبسا کے متعلق ہو کر حال ہو مجنون کی ضمیر سے، اور بمجنون کی با چونکہ زائدہ ہے لہذا یہ مقدم میں عمل کرنے سے مانع نہ ہوگی۔ (دونوں ترکیب روح المعانی میں ہیں)

جاری ہے کہ آپ غم نہ کیجئے، سو عنقریب آپ بھی دیکھ لیں گے اور یہ لوگ بھی دیکھ لیں گے کہ تم میں کس کو جنون تھا (یعنی کل قیامت میں یہ لوگ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے کہ مجنون یہ خود ہی تھے)

إِنَّ ذَٰلِكَ هُوَ أَعْلَمُ الْخَبْرِ: آپ کا پروردگار اس شخص کو بھی جانتا ہے جو اس کی راہ سے بھٹکا ہوا ہے، اور وہ راہ راست پر چلنے والوں کو بھی خوب جانتا ہے، اس لئے ہر ایک کو اس کے مناسب جزا و سزا دے گا۔

فَلَا تُطِيعُوا الْمُكْذِبِينَ: جب آپ برحق ہیں اور یہ لوگ باطل پر ہیں تو آپ ان تکذیب کرنے والوں کا کہنا نہ مانئے، جیسا کہ اب تک نہیں مانا، اور وہ کہنا یہ ہے جو ابھی مذکور ہوتا ہے، یعنی وَذُؤْا لَّوْ تَفْعَلُونَ فَيَذَنُوهَا: یہ لوگ یہ چاہتے ہیں کہ آپ اپنے منہ سے تبلیغ میں ذرا کچھ نرم اور ڈھیلے ہو جائیں تو یہ بھی ڈھیلے ہو جائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ڈھیلا ہونا یہ کہ بت پرستی کی مذمت نہ کریں، اور ان کا ڈھیلا ہونا یہ کہ آپ کی مخالفت نہ کریں، (لہذا اس طرز عمل سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا کہ فَلَا تُطِيعُوا الْمُكْذِبِينَ، کیونکہ اس سلسلہ میں اگر آپ نرم روش اختیار کریں گے اور عقیدہ حق سے ہٹ کر نرمی برتیں گے، تو آپ کی بعثت کی اصل غرض حاصل نہیں ہو سکے گی، لہذا آپ تو کسی کی پرواہ کئے بغیر اپنے کام میں لگے رہیں اور ہر کسی کا فرک و ہدایت دینا یہ آپ کا کام نہیں بلکہ اللہ کا ہے)

تفسیر کفار نے جس طریقہ کار کی پیشکش کی اس پر راضی ہو جانا مذمت فی الدین ہے جو کہ حرام ہے، مذمت اور مدارات (ظاہری خوش خلقی) میں بہت باریک فرق ہے، اول الذکر مذموم ہے، اور آخر الذکر محمود۔

وَلَا تُطِيعُوا كُلَّ خَلَافٍ: اور آپ (بالخصوص) کسی ایسے شخص کا کہنا نہ مانیں جو بہت قسمیں کھانے والا ہو، مراد جھوٹی قسم کھانے والا ہے کہ اکثر جھوٹے لوگ قسمیں بہت کھاتے ہیں۔ مہین: جو اپنی بری حرکتوں کی بدولت عند اللہ وعند الناس بے وقعت اور ذلیل ہو۔ هَمَازٍ: دل دکھانے کے لئے طعنہ دینے والا ہو، مَشَاءُ بَنِيْمٍ: چغلیاں لگانا پھرنا ہو، مَنَاجِ بِالْخَمْرِ: نیک کام سے روکنے والا ہو، مُعْتَدٍ: حد اعتدال سے گزرنے والا ہو (یعنی ظلم و جور میں حد سے بڑھنے والا ہو) اَيْمٍ: بکثرت گناہ کرنے والا ہو، عُتْلٍ: سخت مزاج ہو۔ بَعْدَ ذَٰلِكَ زَيْمٍ: اس (مذکور یعنی سب صفات) کے علاوہ بدنام بھی ہو، (مراد ولد الزنا ہے مطلب یہ ہے کہ دیگر افعال و اخلاق بھی اس کے خبیث ہوں، چونکہ ولد الزنا کے اخلاق اچھے نہیں ہوتے اس لئے مجازاً اس سے یہ مراد لیا گیا)

تفسیر حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ یہ سب کافر کے وصف ہیں، اگر کوئی اپنے اندر یہ خصلتیں دیکھے تو چھوڑ دے، واضح رہے کہ زیم کے معنی بعض سلف کے نزدیک ولد الزنا اور حرام زادہ کے ہیں، اور جس کافر کی نسبت یہ آیتیں نازل ہوئیں وہ ایسا ہی تھا، یعنی ولید بن مغیرہ، جب یہ آیتیں نازل ہوئیں تو ولید نے اپنی ماں سے کہا کہ محمد نے میرے نو اوصاف بیان کئے ہیں، میں ان میں سے علاوہ نویں یعنی زیم کے سبکو جانتا ہوں، اگر تو مجھ کو اس کے متعلق صحیح صحیح نہیں بتلائے گی تو میں تیری گردن مار دوں گا تو اس کی ماں نے کہا کہ تیرا باپ نامرد تھا اور مجھے مال کے بارے میں تیرے چچا زاد بھائیوں سے خوف تھا کہ وہ میراث کے مستحق ہو جائیں گے تو میں نے فلاں غلام کو اپنے اوپر قدرت دے دی تھی جس

کے نتیجہ میں تو پیدا ہوا۔ (حاشیہ جلالین)

مسئلہ وَلَا تُطِيعْ كُلَّ حُلَافٍ سے مسئلہ ثابت ہوا کہ بہت قسمیں کھانا مکروہ ہے۔ (منظہری)

اَنْ كَانَ ذَا مَالٍ اِلٰی الخ: غرض جس میں مذکورہ اوصاف خبیثہ ہوں آپ اس کا کہنا نہ مانئے، اور وہ بھی محض اس سبب سے کہ وہ مال اور اولاد والا ہو، یعنی اگر کوئی شخص دنیا میں خوشحال نظر آتا ہے، صاحب مال و اولاد ہے تو محض اتنی سی بات پر وہ اس لائق نہیں ہو جاتا کہ اس کی بات مانی جائے، بلکہ اصل چیز انسان کے اخلاق اور اس کی شرافت ہے۔

اِذَا تَنَلٰی عَلَیْہِ اٰیٰتُنَا قَالَ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ: اور ایسے شخص کی اطاعت سے اس لئے منع کیا جاتا ہے کہ اس شخص کی عادت ہے کہ جب ہماری آیتیں اس کے سامنے پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو کہتا ہے کہ یہ بے سند باتیں ہیں جو انگوں سے منقول چلی آتی ہیں، یعنی وہ شخص قرآن کی آیات کی تکذیب کرتا ہے۔

خلاصہ ان کی اطاعت سے منع کرنے کی اصل علت ان کی تکذیب ہی ہے اسی بناء پر اولا و لا تطیع المکذبین فرمایا گیا، پھر بطور تخصیص بعد اعمیم کے ان مکذبین میں سے ایسے لوگوں کی اطاعت سے منع کیا گیا جو علاوہ تکذیب کے اور بری عادتیں بھی رکھتے ہوں۔

مَنْبِسْمُهُ عَلٰی الْخُرْطُوْمِ: مذکورہ اوصاف جس شخص کے اندر ہوں اس کی سزا یہ ہے کہ ہم عنقریب اس کی ناک پر داغ لگا دیں گے، یعنی قیامت کے دن اس کے کفر کی وجہ سے اس کی ناک پر داغ اور ذلت و رسوائی کی ایسی کوئی علامت و پہچان لگا دیں گے جس سے وہ خوب شرمندہ ہو۔ (بغرض حقارت اس کی ناک کو خرطوم سے تعبیر کیا گیا جو ہاتھی یا خنزیر کی ناک کے لئے مخصوص ہے)

لغات تَبْصُرُ: مضارع واحد مذکر حاضر، (افعال) أَبْصَرَ ابْصَارًا: دیکھنا (مادہ بَصَرٌ، بَصُرَ (ك) بَصْرًا وَبَصَارَةً: بینا ہونا، جاننا، دیکھنا۔ المفتون: مصدر بمعنی جنون، فتنَ (ض) فِتْنَةً وَفُتِنَ: دیوانہ بنانا، گمراہ کرنا (مفتون بمعنی جنون و دیوانگی و گمراہی، حاصل مصدر) نیز مفتون بروزن مفعول، اسم مفعول بھی ہے بمعنی مجنون، فتنَ (ض) فُتِنَ: مسکور کرنا، دیوانہ بنانا، اس صورت میں بایکم المفتون میں باء زائدہ ہوگا۔ ضَلَّ: ماضی واحد مذکر غائب، ضَلَّ (ض) ضَلًّا وَضَلَالًا وَضَلَالَةً: گمراہ ہونا، راہ حق سے بھٹکنا۔ سبیل: راستہ، مراد راہ حق، یہ لفظ مذکر مؤنث دونوں طرح استعمال ہوتا ہے، جمع مُسْبِلٌ مُهْتَدِیْنَ: اسم فاعل جمع مذکر، (المعتال، اہتداء) ہدایت پانا (مادہ هَدَى (ض) ہدایت پانا، ہدایت دینا)۔ لَا تُطِيعْ: نہی واحد مذکر حاضر از باب الفعال، أَطَاعَ إِطَاعَةً: فرماں برداری کرنا (مادہ طَوَعَ (ن) فرماں بردار ہونا) وَفُوا: ماضی جمع مذکر غائب، وَفَّ (س) وَفًّا وَوَفْدَةً: چاہنا، تمنا کرنا۔ لَوْ

۱۔ اگر کوئی شخص بہت سونا و خزانہ رکھتا ہو، مال و اولاد اور جاہ و عظم کا مالک ہو، دیکھنے میں چمکتا چمکتا اور فربہ ہو، چہ زبان اور بات بتاتا جاتا ہو، جھوٹ، بک بول کر اپنا الوسیدہ حاکر لیتا ہو اور اس کے اپنے محبوب پر گرد جمی ہو اور اس میں شرافت و خوش اخلاقی نام کو بھی نہ ہو تو اللہ والوں کا کام نہیں کہ اس کی آجہ فریب باتوں کی طرف التفات کریں۔

۲۔ ناک پر داغ لگانے کی سزا بطور خاص اس لئے تجویز ہوئی کہ عرف میں عزت و آبرو کو ناک سے تعبیر کرتے ہیں، اور بے عزتی کو ناک کٹنا کہتے ہیں۔

ہاتھی اور خنزیر کی ناک کے لئے بولا جاتا ہے)

ترکیب

فَسُبُّصِرُ وَيَصْرُونَ..... فا استثنائیہ باقی ترکیب آسان ہے، معطوف و معطوف علیہ ہو کر جملہ فعلیہ خبریہ، بایکم المفتون:..... بایکم ثابت کے متعلق ہو کر خبر مقدم المفتون بمعنی جنون مبتدا مؤخر، پھر یہ جملہ اسمیہ ماقبل فعل کا مفعول بہ، إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ:..... ترکیب ظاہر ہے، (لا محل لها استثنائیہ فیہا معنی التعلیل لِمَا قَبْلَهُ) فَلَا تُطِيعُ الْمَكْذِبِينَ..... فا جزائیہ اور شرط مقدم ہے أَيُّ إِنْ ضَلَّ الْمَكْذِبُونَ فَلَا تُطِيعُهُمْ، لَا تُطِيعُ فعل نہیں، ضمیر انت فاعل، الْمَكْذِبِينَ مفعول بہ، پھر یہ مکمل جملہ جزا وَذُؤَا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُونَ..... وَذُؤَا فعل، ضمیر واو فاعل لَوْ حرف مصدری تُدْهِنُ فعل، ضمیر انت فاعل، فَعَلْ بفاعل معطوف علیہ، فا عاطفہ يُدْهِنُونَ جملہ فعلیہ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر بتاویل مصدر مفعول بہ وَذُؤَا کا، اور وہ جملہ مستانفہ بیانیہ یا ماقبل نہیں کی تَغِيلُ۔ وَلَا تُطِيعُ كُلَّ حَلَّافٍ مَهِينٍ هَمَّازٍ مَشَاءٍ بِنَمِيمٍ مَنَاعٍ لِلْخَيْرِ مُعْتَدٍ أَيْمٍ عَتَلٍ بَعْدَ ذَلِكَ زَنِيمٍ..... واو عاطفہ ماقبل لَا تُطِيعُ پر عطف ہے لَا تُطِيعُ فعل نہیں بفاعل كُلِّ مضاف حَلَّافٍ موصوف مَهِينٍ اور هَمَّازٍ اور مَشَاءٍ بِنَمِيمٍ (متعلق مَشَاءٍ کے) اور مَنَاعٍ لِلْخَيْرِ اور مُعْتَدٍ اور أَيْمٍ اور عَتَلٍ اور بَعْدَ ذَلِكَ زَنِيمٍ سب صفات حَلَّافٍ کی (بعد ذلک طرف ہے زَنِيمٍ کا) كُلِّ حَلَّافٍ الْخ مضاف مضاف الیہ مفعول بہ فعل نہیں کا، أَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَبَنِينَ..... أَنْ مصدریہ كَانَ فعل ناقص ضمیر اس کا اسم، ذَا مَالٍ و بَنِينَ مرکب اضافی خبر، فعل ناقص مع اسم و خبر بتاویل مصدر مجرور، کیونکہ وہ منصوب بزور الخافض ہے اس کی اصل لَا أَنْ كَانَ ہے، جار مجرور متعلق فعل مذکور لَا تُطِيعُ کے۔ إِذَا تَتَلَّى عَلَيْهِ آيَاتُنَا قَالَ أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ..... إِذَا ظرفیہ متضمن معنی شرط مضاف، تَتَلَّى علیہ آیاتنا جملہ فعلیہ مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر ظرف ہے اپنے جواب و جزاء قَالَ کا، اور وہ جواب شرط، ہی مبتدا محذوف اساطیر الاولین مرکب اضافی خبر، مبتدا مع خبر مقولہ، قَالَ فعل اپنے فاعل اور مقولہ اور ظرف مقدم سے مل کر جملہ مستانفہ۔ (استثنا جار مجرور التعلیل روح) مَنْسِيْمُهُ عَلَى الْخُرُطُومِ..... ترکیب ظاہر ہے جملہ مستانفہ بیانیہ۔ سین برائے استقبال

اجزاء أَنْ كَانَ ذَا مَالٍ، أَنْ مصدریہ ماضی و مضارع دونوں پر داخل ہوتا ہے اور أَنْ چار قسم کا ہوتا ہے دیکھئے تدریس قرآن پارہ ۷ ص: ۶۰)



۱۔ بعض نے کہا کہ فسبصیر کا قاصد ہے ای ان جاء امر الله ای يوم القيامة.

۲۔ اُن یہاں لو کو برائے تمنا مراد لیں تو چونکہ اس کا جواب منصوب ہوتا ہے جب کہ یہاں نہیں ہے تو اب مبتدا محذوف مانیں گے ای فہم یدھنون.

۳۔ یا مجرور متعلق ہے فعل محذوف کے جس پر آنے والی شرط دلالت کر رہی ہے ای کذب بآیات الله لان كان ذا مال الخ.

إِنَّا بَلَوْنَهُمْ كَمَا بَلَوْنَا أَصْحَابَ الْجَنَّةِ إِذْ أَقْسَمُوا لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِينَ ۝۷

ہم نے انکی آزمائش کر رکھی ہے جیسا ہم نے باغ والوں کی آزمائش کی تھی جب کہ ان لوگوں نے قسم کھائی کہ اس کا پھل ضرور صبح چل کر توڑ لیں گے۔

وَلَا يَسْتَشِيرُونَ ۝۸ فَطَافَ عَلَيْهَا طَائِفٌ مِّن رَّبِّكَ وَهُمْ نَائِمُونَ ۝۹ فَأَصْبَحَتْ

انہوں نے استاء اللہ بھی نہیں کہا۔ سوس باغ پر آپ کے سب کی طرف سے ایک پھر نے والا پھر گیا اور وہ سو رہے تھے۔ پھر صبح کو وہ باغ بھاریا گیا

كَالْصَّرِيمِ ۝۱۰ فَتَنَّاوُا مُصْبِحِينَ ۝۱۱ أَنْ اِغْدُوا عَلَىٰ حَرْثِكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝۱۲

جیسے کتا ہوا کھیت۔ صبح کے وقت ایک دوسرے کو پکارنے لگے۔ کہ اپنے کھیت پر سویرے چلو اگر تم کو پھل توڑنا ہے۔

فَانْطَلَقُوا وَهُمْ يَتَخَفَتُونَ ۝۱۳ أَنْ لَا يَدْخُلْنَهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُمْ مَسْكِينٌ ۝۱۴

پھر وہ لوگ آپس میں چپکے چپکے باتیں کرتے چلے۔ کہ آج تم تک کوئی محتاج نہ آنے پاوے۔

تشریح سابقہ آیات میں کفار مکہ کی جانب سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر طعن و تشنیع کا جواب تھا۔ اب ان آیات

میں اللہ مکہ کو پچھلے زمانے کا ایک قصہ، (یعنی باغ والوں کا قصہ) سنا کر عذاب سے ڈرایا گیا ہے۔

باغ والوں کا قصہ:

یہ باغ بقول حضرت ابن عباسؓ ملک حبشہ میں تھا، اور بقول حضرت سعید بن جبیرؓ جین میں تھا، اور یہ لوگ مومن

تھے، بدعتی اور گناہ میں مبتلا ہو گئے تھے۔ (بیان القرآن) ان کے باپ کا اپنے وقت میں معمول تھا کہ ایک بڑا حصہ اس

باغ کے پھل کا مساکین میں صرف کیا کرتا تھا، جب وہ مر گیا تو ان لوگوں نے کہا کہ ہمارا باپ احمق تھا کہ اس قدر آمدنی

مسکینوں کو دے دیتا تھا، اگر یہ سب آمدنی ہم کو ہی ملے تو کتنی خوشحالی ہو، الغرض ان لوگوں نے نعمت کی ناشکری کی تو

ان کا وہ باغ قہر خداوندی سے جل کر خاک ہو گیا۔

تفصیلی قصہ بضمّن تفسیر ملاحظہ فرمائیں: إِنَّا بَلَوْنَهُمْ كَمَا بَلَوْنَا أَصْحَابَ الْجَنَّةِ، ہم نے آزمائش میں ڈالا

ان (اللہ مکہ) کو جس طرح آزمائش میں ڈالا تھا باغ والوں کو، مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل مکہ کو عیش و عشرت کا

خوب سامان دیا اور ان کو اپنی نعمتوں سے نوازا، مثلاً حق تعالیٰ نے اللہ مکہ پر سب سے بڑا انعام تو یہ فرمایا کہ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم کو ان کے اندر پیدا فرمایا، اس کے علاوہ ان کی تجارتوں میں برکت عطا فرمائی، تو ان نعمتوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ

نے ان کی آزمائش کی ہے کہ دیکھوں نعمتوں کے شکر میں ایمان لاتے ہیں یا ناشکری کر کے اپنے کفر و عناد پر جسے رہتے

ہیں۔ إِذْ أَقْسَمُوا لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِينَ وَلَا يَسْتَشِيرُونَ باغ والوں کی آزمائش کا واقعہ اس وقت ہوا جب کہ ان

لوگوں نے آپس میں قسم کھائی کہ وہ اس باغ کا پھل ضرور صبح سویرے ہی توڑ لیں گے تاکہ فقراء کو خیر نہ ہو اور وہ ہمارے

ساتھ نہ لگ لیں، اور ان کو اپنے اس منصوبے پر اتنا یقین تھا کہ انشاء اللہ بھی نہیں کہا ولا یستشیرون کا یہی مطلب ہے کہ

انہوں نے انشاء اللہ نہیں کہا (حالانکہ آئندہ وقت میں جب کسی کام کے کرنے کا ذکر کیا جائے تو انشاء اللہ کہنا چاہیے۔

بعض حضرات مفسرین نے ولا یستشیرون کا مطلب یہ لیا ہے کہ ہم پورا پورا اعتقاد اور پھل لے آویں گے، فقراء کا حصہ سستی نہ کریں گے (عظمیٰ)

فطاف علیہا طائف الخ سواں باغ پر آپ کے رب کی طرف سے ایک پھرنے والا پھر گیا، یعنی عذاب پھر گیا اور وہ ایک آگ تھی جیسا کہ بعض روایات میں ہے (خواہ خالص آگ ہو یا ہوا میں ملی ہوئی ہو) اور اس نے اس باغ کو جلا کر خاک کر دیا۔ وَهُمْ نَائِمُونَ: اور وہ لوگ سو رہے تھے، یعنی نزول عذاب کا یہ واقعہ رات کو اس وقت ہوا جب کہ یہ لوگ بخواب تھے۔ فَاصْبَحَتْ كَالصَّرِيمِ: پھر صبح کو وہ باغ ایسا رہ گیا جیسے کٹا ہوا کھیت، کہ کھیتی کاٹ لینے کے بعد زمین خالی اور صاف رہ جاتی ہے۔ فَتَنَادَوْا مُصْبِحِينَ الخ صبح کے وقت یعنی جب سو کر اٹھے تو ایک دوسرے کو پکار کر کہنے لگے کہ اپنے کھیت پر سویرے چلو اگر تم کو پھل توڑنا ہے۔

سوال کھیت کیوں کہا جب کہ وہ باغ تھا؟

جواب یہ ہے کہ یا تو مجازاً کہہ دیا، یا ممکن ہے اس میں انگور وغیرہ بھی لگتے ہوں جن کا تنہ نہیں ہوتا کہ اس پر کھیت کا اطلاق درست ہے) فَانْطَلَقُوا وَهُمْ يَتَخَفَتُونَ الخ پھر وہ لوگ چلے حال یہ کہ آپس میں چپکے چپکے یہ کہتے تھے کہ آج اس باغ میں تم تک کوئی مسکین فقیر نہ آنے پائے۔

ضمائم کے مراجع قوله اَنَا بَلَوْنَهُمْ۔ قوله فَانْطَلَقُوا ای اصحاب الجنة۔
قوله فطاف علیہا ای علی جنتہم۔ قوله فَانْطَلَقُوا ای اصحاب الجنة۔

لغات بَلَوْنَا: ماضی جمع متکلم، بَلَا (ن) بَلَاءٌ وَبَلَوْنَا: آزمانا۔ لَيَصْرِمُنَّ: مضارع لام تاکید بانون تاکید ثقیلہ صیغہ جمع مذکر غائب، پے در پے چند نونوں کی وجہ سے نون جمع محذوف ہے، صَرِمَ (ض) صَرِمْنَا: کاٹنا، پھل توڑنا۔ مُصْبِحِينَ: اسم فاعل جمع مذکر، از باب افعال، صبح کرنے والے، صبح کے وقت میں داخل ہوتے ہوئے، اَصْبَحَ اِصْبَاحًا: صبح کے وقت میں داخل ہونا۔ لَا يَسْتَنُونَ: مضارع جمع مذکر غائب، استفعال، اِسْتَنْتَنِي اِسْتِثْنَاءً: عام قاعدہ یا حکم سے نکالنا، مستثنیٰ کرنا۔ طَافَ: ماضی واحد غائب، طَافَ (ن) طَوَّفَا وَطَوَّافًا: گھومنا، پھرنا، چکر لگانا، (در اصل طَوَّفَ تھا) طَافَتْ اسم فاعل، چکر لگانے والا، یہاں عذاب مراد ہے۔ نَائِمُونَ: اسم فاعل جمع مذکر، نام (س) نَوْمًا وَنِيَامًا: سونا (نائمون میں ہمزہ حرف علت کے بدلہ میں ہے)۔ اَصْبَحَتْ: دیکھئے اَصْبَحَ رکوع ۲ میں۔ صَرِيمٌ: صیغہ مفت بروزن فعیل بمعنی مفعول، کٹا ہوا، باب لَيَصْرِمُنَّ کے تحت ابھی ابھی لکھا گیا ہے۔ تَنَادَوْا: ماضی جمع مذکر غائب، (تفاعل) تَنَادَى، تَنَادَى: ایک دوسرے کو پکارنا۔

۱۔ مادہ صَبَحَ (ف) کسی کے پاس صبح کے وقت میں آنا یہاں مصبحین اسم فاعل اَصْبَحَ مادہ سے مشتق ہے نہ کہ فعل ناقص سے۔
 ۲۔ مادہ قَتَلَ (ض) مَوَّنَا، اور يَسْتَنُونَ دراصل يَسْتَنُونَ تھا، ضمیر یاء پر نقل تھا مائل کو دیا، پھر بوجہ اجتماع ساکنین یاء محذوف ہو گئی۔
 ۳۔ صَرِمَ: صَرِمَ سے مشتق ہے جس کے معنی کاٹنے کے ہیں تو چونکہ رات سے کٹی ہوئی ہوتی ہے اور رات صبح سے، اس لئے صَرِمَ کا استعمال بھی صبح کے معنی میں ہوتا ہے اور بھی رات کے معنی میں، چنانچہ صَرِمَ کی تفسیر میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ باغ سوکھ کر ایسا سفید ہو گیا جیسا کہ دن ہوتا ہے یا چل کر اتنا سیاہ ہو گیا جیسے کہ رات ہوتی ہے۔ (لغات القرآن)
 ۴۔ تَنَادَى دراصل تَنَادَوْا تھا قاعدہ یہ ہے کہ اسم کے لام کلمہ میں جو واو بعد ضمیر ہو وہ بعد کسرہ ہو کر یاء سے بدل جاتا ہے اور ساکن ہو کر اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہو جاتا ہے لہذا تَنَادَى ہو جائے گا، جیسے تَعَلَّى و تَعَالَى۔

اغْدُوا: امر جمع مذکر حاضر، تم صیرے چلو، غدا (ن) غَدُوا: صبح سویرے جانا۔ حَوَتْ: مصدر از باب نصر، حَوَتْ (ن) حَوَتْ: کھیتی کرنا (بمعنی کھیت، کھیتی حاصل مصدر ہے)۔ صارمیں: اسم فاعل، باب اور معنی لِيَصْرُمُنْ کے تحت لکھ دیئے گئے۔ انطلقوا: ماضی جمع مذکر غائب، الافعال انطلقا: چلنا (مادہ طلق)۔ يتخافتون: مضارع جمع مذکر غائب (تفاعل) تخافت تخافتا: چپکے چپکے بات کرنا، باہم سرگوشی کرنا (مادہ خفت، خفت بگلایہ (ن، ض) آہستہ گفتگو کرنا)۔ يَدْخُلْنَ نبي بانون تاکید، واحد مذکر غائب۔ دخل: (ن) دَخُولاً: داخل ہونا، آنا۔ مسكين: مفلس محتاج، جمع مساكين (مزید تفصیل در نجوم الحواشی شرح اصول الشاشی: ۴۱ پر)

ترکیب

اَنَا بَلَوْنَاهُمْ كَمَا بَلَوْنَا أَصْحَابَ الْجَنَّةِ: اِنْ حرف مشبہ بالفعل، نا ضمیر اسم، بَلَوْنَا فعل جمع متکلم بفاعل ہم ضمیر مفعول بہ، کاف بمعنی مثل مضاف ما مصدریہ بَلَوْنَا أَصْحَابَ الْجَنَّةِ جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مصدر محذوف بلاء کی صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر مفعول مطلق بَلَوْنَاهُمْ کا (ای، بلاء مثل بلاننا اصحاب الجنة) بَلَوْنَا هُمْ جملہ فعلیہ خبر، حرف مشبہ بالفعل اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔ اِذْ أَقْسَمُوا لِيَصْرُمُنَّهَا مُصْبِحِينَ: اِذْ ظرفیہ مضاف، أَقْسَمُوا فعل بفاعل لام لام قسم، یصرمن فعل بفاعل ہا ضمیر مفعول بہ جو راجع الجنة کی طرف، مُصْبِحِينَ اسم فاعل از أَصْبَحَ تامہ نہ کہ ناقص، حال یصرمن کی ضمیر سے، یصرمنہا مُصْبِحِينَ جواب قسم، قسم اپنے جواب قسم سے مل کر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر ظرف بَلَوْنَا أَصْحَابَ الْجَنَّةِ کا۔ وَلَا يَسْتَشْنُونَ: جملہ متانفہ (اعراب القرآن، جلالین) یا جملہ اعتراضیہ۔ فَطَافَ عَلَيْهَا طَائِفٌ مِّنْ رَبِّكَ وَهُمْ نَائِمُونَ: فا حرف عطف طَافَ عَلَيْهَا طَائِفٌ فعل فاعل متعلق مِّنْ رَبِّكَ کائن کے متعلق ہو کر صفت طائف کی، وہم نائمون جملہ اسمیہ حال طائف سے، پھر مکمل جملہ یعنی طاف علیہا الخ معطوف ہے، أَقْسَمُوا پر (حالت جری میں) فَأَصْبَحَتْ كَالصَّرِيمِ فا عاطفہ، أَصْبَحَتْ: فعل ناقص، ضمیر اس کا اسم، کالصریم متعلق ثابتہ کے ہو کر خبر، فعل ناقص مع اسم و خبر معطوف طاف پر۔

فَتَنَادَوْا مُصْبِحِينَ أَنْ اغْدُوا عَلَىٰ حَرِّكُمْ: فا عاطفہ تَنَادَوْا فعل بفاعل مُصْبِحِينَ حال از ضمیر تنادوا، اَنْ مصدریہ اغدوا فعل ناقص، امر، ضمیر واو اس کا اسم علی حَرِّكُمْ متعلق ہو کر خبر (بذریعہ علی متعدی ہوا کیونکہ وہ اقبلوا کے معنی کو متضمن ہے) فعل ناقص اغدوا الخ بتاویل مصدر مجرور (منسوب بنزع الخافض) ای بَانَ اغدوا، جار مجرور متعلق تنادوا کے اور وہ معطوف أَصْبَحَتْ كَالصَّرِيمِ پر۔ اِنْ كُنْتُمْ صَارِمِينَ شرط، اور جزا محذوف ای فاغدوا

۱۔ اغْدُوا کا مضارع تغدوون تھا، واو کی حرکت بوجہ نقل ماقبل وال کو دی اس کی حرکت زائل کر کے، پھر التقاء ساکنین کی وجہ سے واو لام کلمہ کو حذف کر دیا گیا، پھر یہی تعلیل امر اغْدُوا میں چلائی گئی۔

۲۔ تفسیر مظہری میں ہے کہ یہ جملہ متانفہ بیانیہ ہے، یعنی جو سوال مقدر کے جواب میں ہوتا ہے کاناہ قبل ما فعل لہم حین کذبوا النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقالوا اِنَّہ معجون۔

۳۔ اَنْ اغْدُوا کا اَنْ تفسیر یہ بھی کہا جاسکتا ہے، لانہا مسبوقہ بما فیہ معنی القول۔

فَانْطَلَقُوا وَهُمْ يَتَخَفَتُونَ اَنْ لَا يَدْخُلْنَهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُمْ مَسْكِينٌ ۝ فَاَمَاطَهُ انْطَلَقُوا فَعَلْ، ضمیر فاعل ذو الحال
وہم يتخافتون جملہ اسمیہ حال، اَنْ مصدریہ یا تفسیریہ حسب سابق لَا يَدْخُلْنَ فَعَلْ لَنِي هَا ضمیر مفعول بہ (مفعول بہ
توسعا کہہ دیا گیا) الْيَوْمَ فَعَلْ مذکور کا ظرف، عَلَيْكُمْ متعلق مسکین فاعل، جملہ فعلیہ منفیہ بتاویل مصدر مجرور ای
بان لَا يَدْخُلْنَهَا الخ جار مجرور متعلق يَتَخَفَتُونَ کے، الغرض اَنْطَلَقُوا جملہ فعلیہ معطوف ہے ما قبل تنادوا پر۔

وَعَدُوا عَلَىٰ حَرْدٍ قَادِرِينَ ۝ فَلَمَّا رَاَوْهَا قَالُوا اِنَّا لَصَالُونَ ۝

اور اپنے کو اس کے نہ دینے پر قادر سمجھ کر چلے • پھر جب اس باغ کو دیکھا تو کہنے لگے کہ بیشک ہم راستہ بھول گئے۔

بَلْ نَحْنُ مَحْرُومُونَ ۝ قَالَ اَوْسَطُهُمْ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ لَوْ لَا تُسَبِّحُونَ ۝

بلکہ ہماری قسمت ہی پھوٹ گئی • ان میں جو اچھا آدمی تھا وہ کہنے لگا کہ کیوں میں نے تم کو کہا نہ تھا اب تسبیح کیوں نہیں کرتے •

قَالُوا سُبْحَنَ رَبِّنَا اِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ ۝ فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ يَتَلَوْمُونَ ۝

سب کہنے لگے کہ ہمارا پروردگار پاک ہے بیشک ہم قصور وار ہیں • پھر ایک دوسرے کو مخاطب بنا کر باہم الزام دینے لگے •

قَالُوا يٰوَيْلَنَا اِنَّا كُنَّا ظٰغِينَ ۝ عَسٰی رَبَّنَا اَنْ يُبَدِّلَنَا خَيْرًا مِّنْهَا اِنَّا اِلٰی

کہنے لگے کہ بیشک ہم حد سے نکلنے والے تھے • شاید ہمارا پروردگار ہم کو اس سے اچھا باغ بدلہ میں دیدے۔ ہم اپنے

رَبَّنَا رَاٰغِبُونَ ۝ كَذٰلِكَ الْعَذَابُ ۚ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۚ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ۝

رب کی طرف رجوع کرتے ہیں • اسی طرح عذاب ہوا کرتا ہے، اور آخرت کا عذاب اس سے بھی بڑھ کر ہے کیا خوب ہوتا کہ یہ لوگ جان لیتے •

تشریح

ما قبل آیات سے باغ والوں کا قصہ چلا آ رہا ہے چنانچہ بقیہ قصہ ملاحظہ فرمائیں، وعدوا علی حرد
قادرین: اور وہ لوگ صبح سویرے باغ کی طرف چلے گئے حال یہ کہ بزعم خود اپنے آپ کو کسی فقیر کو نہ دینے پر قادر سمجھ رہے
تھے، یعنی اپنے کو اس بات پر قادر سمجھ رہے تھے کہ ہم سب پھل گھر لے آئیں گے، اور کسی فقیر وغیرہ کو کچھ نہ دیں گے،
فلما رآوها قالوا انا لصالون: پھر جب وہ لوگ وہاں پہنچے اور اس باغ کو اس حالت میں دیکھا تو کہنے لگے کہ بیشک
ہم راستہ بھول گئے۔ اور کسی دوسری جگہ بھٹک کر آ گئے کیونکہ یہاں تو باغ داغ کچھ نہیں ہے اور زمین درختوں سے بالکل
خالی ہے، مگر جب قریبی مقامات اور نشانات پر غور کیا تو معلوم ہوا کہ جگہ تو یہی ہے، اور باغ جل کر خاک ہو گیا ہے، تو
کہنے لگے بَلْ نَحْنُ مَحْرُومُونَ: ہم راستہ نہیں بھولے بلکہ ہم اس نعمت سے محروم کر دئے گئے، اور ہماری قسمت
پھوٹ گئی۔ قَالَ اَوْسَطُهُمْ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ: ان میں سے درمیانہ بھائی یعنی ان میں سے جو کسی قدر اچھا اور معتدل
مزاج تھا بولا کہ کیا میں نے تم کو کہا نہیں تھا (یعنی اس نے مشورہ کے وقت متنبہ کیا ہوگا کہ معصیت سے دور رہو یعنی اپنی
نیت مت کرو بلکہ یہ یقین رکھو کہ مساکین کو دینے سے برکت ہوتی ہے، مگر جب اس کی بات پر کسی نے کان نہ دھرا تو بیچارہ

چہرہ! اور انہیں کا شریک حال ہو گیا، اب یہ جانی دیکھ کر اس نے وہ پہلی بات یاد دلائی۔ (قَوْلَا تَسْبُحُونَّ: اس درمیانی بھائی نے کہا کہ اپنی بد اعمالی کی سزا تو بھگت لی، اب تسبیح کیوں نہیں کرتے، تاکہ گناہ معاف ہو اور مزید وبال نہ آئے۔ قَالُوا سُبْحَانَ رَبَّنَا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ: وہ سب لوگ توبہ کے طور پر کہنے لگے کہ ہمارا پروردگار پاک ہے، بے شک ہم قصور وار ہیں۔ فَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ يَتَلَوْنَ مَوْءُونَ: پھر ایک دوسرے کو مخاطب بنا کر باہم الزام دینے لگے جیسا کہ کام بگڑنے کے وقت اکثر لوگوں کی عادت ہوتی ہے، کہ ہر شخص دوسرے کو یہ کہتا ہے کہ تو نے ہی اولاً ایسی غلط رائے دی تھی جس کے نتیجہ میں یہ عذاب آیا۔ حالانکہ یہ جرم ان میں سے کسی کا تھا نہ تھا، بلکہ سب یا اکثر اس میں شریک تھے۔

قَالُوا يَوْمَلْنَا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ: پھر سب متفق ہو کر کہنے لگے کہ بے شک ہم سب ہی حد سے نکلنے والے تھے (عدامت کے ساتھ یہ اعتراف ان کی توبہ کے قائم مقام تھا) عَسَىٰ رَبُّنَا..... الخ شاید توبہ کی برکت سے ہمارا پروردگار ہم کو اس سے اچھا باغ بدلے میں دیدے، اب ہم اپنے رب کی طرف رجوع ہوتے ہیں یعنی توبہ کرتے ہیں (بیان القرآن میں لکھا ہے کہ بدلہ میں ملنا عام ہے خواہ دنیا میں نعم البدل مل جائے یا آخرت میں، اور ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ مؤمن تھے اور گناہ کے مرتکب ہو گئے تھے، اور یہ بات کہیں سند کے ساتھ نظر سے نہیں گذری کہ اس سے اچھا باغ ان کو عطا کیا گیا، واللہ اعلم) كَذَلِكَ الْعَذَابُ الخ عام ضابطہ ارشاد فرمایا کہ حکم کی خلاف ورزی کرنے پر اسی طرح عذاب ہوا کرتا ہے، اور آخرت کا عذاب اس عذاب دنیوی سے بڑھکر ہے، کیا خوب ہوتا کہ یہ لوگ اس بات کو جان لیتے، تاکہ ایمان لے آتے اور ہمارے حکم کی مخالفت نہ کرتے (اے اہل مکہ تم بھی ایسے ہی عذاب کے مستحق ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ کے، کیونکہ عذاب مذکور تو محض معصیت پر تھا اور تم تو کفر کرتے ہو) چنانچہ اہل مکہ پر قحط سالی کا عذاب نازل ہوا (روح المعانی) معارف القرآن اور تفسیر مظہری میں مکتوب ہے کہ ان پر ایسا قحط پڑا کہ جس میں وہ بھوک سے مرنے لگے، اور مردار جانور، اور درختوں کے پتے کھانے پر مجبور ہو گئے۔ اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا مِنَ الْمَعَاصِي وَمِنْ كُلِّ بَلَاءٍ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْآخِرَةِ.

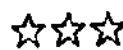
ضمائم کے مراجع قَوْلُهُ فَلَمَّا رَاَهَا اَي الْجَنَّةِ مُخْتَرَقَةً، قَوْلُهُ خَيْرٌ اَمْنَهَا اَي مِنْ تِلْكَ الْجَنَّةِ النَّارِ اُخْرِقَتْ، قَوْلُهُ كَذَلِكَ الْعَذَابُ اَي كَمَا فَعَلْنَا بِاهْلِ مَكَّةَ وَاَصْحَابِ الْجَنَّةِ.

۱۔ قَوْلُهُ اَوْسَطُهُمْ: ابن عباس وغیرہ سے منقول ہے کہ اس کو اوسط اس کی اعتدال اور میانہ روی کے باعث کہا گیا ہے۔ اور یہ درمیانہ درجہ کا پایاں وجہ قرار پایا کہ یہ نہ تو ان بھائیوں کی طرح بخیل تھا کہ مسکینوں پر صدقہ نہ کرنا چاہتا ہو۔ اور نہ ہی اس میں اس قدر ہمت تھی کہ اپنے بھائیوں کی غلط روش کا مقابلہ کرتا۔ اس لئے یہ درمیانہ درجہ ہوا۔ (معارف القرآن اور کسی) اور چونکہ یہ بھائی اپنے دوسرے بھائیوں کی غلط رائے پر عمل کے لئے تیار ہو گیا اس لئے حشر اس کا بھی انہیں جیسا ہوا۔ حضرت تھانویؒ نے اس کا ترجمہ کیا ہے کسی قدر اچھا آدمی، اور یہ فرمایا کہ چونکہ یہ بھائی اگرچہ بخیل نہ تھا مگر عملاً بھائیوں کے ساتھ ہی شریک رہا اس لئے میں نے لفظ "کسی قدر" بذرا دیا، اور شیخ الہند نے اس کا ترجمہ کیا ہے، بچلا یعنی نچلا، یعنی باعتبار عمر کے درمیان۔ لغات القرآن میں لکھا ہے کہ اوسط سے مراد ہے وہ شخص جو افراط و تفریط کے درمیان ہو ایسی صورت میں اوسط کا لفظ مرجع کے لئے آتا ہے۔

لغات **غَدَوَا**: ماضی جمع مذکر غائب، غَدَا (ن) غَدَوَا: صبح سویرے چلنا، خَوَد: تیزی اور غصہ کے ساتھ روکنا، مصدر از باب ضَرَبَ، خَوَدَ (ض) خَوَدَا: روکنا، منع کرنا۔ (بعض مفسرین نے خَوَد کے معنی سعی و کوشش کئے ہیں) **قَادِرِينَ**: اسم فاعل جمع مذکر، طاقت رکھنے والے، قابو پانے والے، قَدَر (ض) قَدَارَةٌ وَقَدْرَةٌ: طاقت رکھنا، قابو یافتہ ہونا، قادر ہونا۔ **مَحْرُومُونَ**: اسم مفعول جمع مذکر، محروم رکھے گئے، روکے گئے (اسی کو مفسرین نے قسمت پھوٹنے سے تعبیر کیا ہے، لغات القرآن میں لکھا ہے بد نصیبی کی وجہ سے حصول رزق سے روکے گئے)۔ **خَوَمَ** (ض) **خَوَمَانَا**: محروم رکھنا، روکنا۔ **اَوْسَطَ**: صفت مشبہ، درمیانی، معتدل، (لغات القرآن) **وَسَطَ الشَّيْءُ يَسِطُ** (ض) **وَسَطًا وَسِطَةً**: کسی چیز کے بیچ میں ہونا۔ (اوسط کی جمع **اَوَاسِطُ**)۔ **لَوْلَا**: حرف تفضیل، اور اس کے بعد ایک جملہ کافی ہوتا ہے۔ (مزید تفصیل در حاشیہ) **تَسْبِخُونَ**: مضارع جمع مذکر حاضر (تفعیل) **تَسْبِخَ تَسْبِيحًا**: تسبیح یعنی پاکی بیان کرنا۔ (مادہ **تَسْبَخَ**، **تَسْبَخَ** (ض) **تَسْبَخَا تَسْبَخَانِ**) تسبیح کا اسم مصدر، بمعنی پاک ہے، مقدس ہے (مصححان کی مفرد کی طرف اضافت لازم ہے خواہ وہ مفرد اسم ظاہر ہو یا اسم ضمیر۔ **ظَالِمِينَ**: اسم فاعل جمع مذکر، قصور وار، ظلم: (ض) **ظَلَمْنَا**: ظلم کرنا، نا انصافی کرنا، **اَقْبَلَ**: ماضی واحد مذکر غائب (افعال) متوجہ ہونا۔ (مادہ **ق**، **ب**، **ل**، **قَبِلَ**: (س) **قَبُولًا** خوش دلی سے لینا) **بَغَضَ**: کل کا بالمقابل، کچھ (کبھی ایک کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے جمع **اَبْغَاضَ**، مصباح)۔ **يَتَلَاوَمُونَ**: مضارع جمع مذکر غائب، (تفاعل، **تَلَاوَمَ** ایک دوسرے کو ملاست کرنا، باہم الزام لگانا۔ مادہ **لَوَمَ** (ن) ملاست کرنا) **وَيَلَّ**: کلمہ افسوس یعنی ہائے ہماری موت، ہائے ہماری خرابی۔ **طَاغِينَ**: اسم فاعل جمع مذکر، حد سے نکلنے والے، **طَغَى**: (ف) **طَغْيًا وَطُغْيَانًا**: حد سے بڑھ جانا۔ **عَسَى**: فعل مقارب، امید کے لئے آتا ہے (فاعل کے لئے خبر کے ثابت ہونے کی امید کے لئے آتا ہے) **يُنْدِلُ**: مضارع واحد مذکر غائب (افعال) **اَبْدَلْ اِبْدَالًا**: بدل دینا۔ (مادہ **بَدَلْ** (ن) بدلنا، بدلہ میں لینا) **خَيْرًا**: اسم تفضیل، **اَخْيَرَ** کا مخفف، زیادہ بہتر، زیادہ اچھا، **خَارَ**: (ض) **خَيْرًا وَخَيْرَارَةً**: اچھا اور بھلا ہونا۔ **رَاغِبُونَ**: اسم فاعل جمع مذکر، مائل ہونے والے، **رَغِبَ اِلَيْهِ** (س) **رَغْبًا وَرَغْبَةً**، مائل ہونا۔

ترکیب **وَعَدُوا عَلَى حَرْدٍ قَادِرِينَ**..... واو حرف عطف **عَدُوا** فعل تام بفاعل، **عَلَى حَرْدٍ** متعلق مقدم قادرین کے اور وہ حال از ضمیر **عَدُوا**۔ جملہ فعلیہ معطوف ہے ماقبل آیت میں **انطلقوا** پر (علی حرد بوجہ رعایت فواصل اور بغرض حصر مقدم ہے) **فَلَمَّا رَاَوْهَا قَالُوا اِنَّا لَصَالُونَ**..... فا عاطفہ **لَمَّا** شرطیہ **رَاَوْهَا** جملہ شرطیہ **قَالُوا اِنَّا لَصَالُونَ** جملہ جزائیہ شرط و جزا ماقبل پر معطوف، **بَلْ نَحْنُ مَحْرُومُونَ**..... بل حرف اضراب (بل کی مکمل ۱۔ لولا کے تین استعمال ہیں (۱) جو اوپر مذکور ہوا۔ (۲) دو جملوں پر داخل ہوتا ہے، پہلا اسمیہ دوسرا فعلیہ اور اول کے وجود سے ثانی کا انکار کرتا ہے جیسے لولا علی لہلک عمر (۳) تو بخ و تہدیم کے لئے۔ ۲۔ یا پھر **عَدُوا** فعل ناقص اور قادرین خبر۔ ۳۔ **لَمَّا** بمعنی جنہن مضاف بھی ہو سکتا ہے، مابعد مضاف الیہ بحر ظرف **قَالُوا** کا۔

بحث پارہ ۴م میں) نحن محرومون جملہ اسمیہ خبریہ متانفہ فی چیز القول قَالَ اَوْسَطُهُمْ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ لَوْلَا تُسَبِّحُوْنَ..... قَالَ فعل اوسطہم مرکب اضافی فاعل، ہمزہ حرف استفہام برائے توبیخ، لَمْ اَقُلْ فعل بفاعل لکم متعلق، مفعول بہ محذوف ہے ای اِبتعدُوا عن المعصیۃ یہ پورا جملہ مقولہ قَالَ کا، لَوْلَا حرف تخیض تُسَبِّحُوْنَ یہ جملہ قَالَ اوسطہم کے تحت واقع ہے (استئناف فی چیز القول الاول)، (اعراب القرآن و صرفہ و بیانہ) یہ ترکیب، تشریح کے مطابق ہے۔ قَالُوا سُبْحَانَ رَبِّنَا اِنَّا كُنَّا ظَالِمِیْنَ..... قَالُوا فعل بفاعل، سُبْحَانَ رَبِّنَا مرکب اضافی مفعول مطلق نُسَبِّحُ فعل محذوف کا اور وہ مقولہ اِنَّا كُنَّا ظَالِمِیْنَ محل نصب میں مقولہ قَالُوا کا، الغرض قَالُوا الخ جملہ متانفہ۔ فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰی بَعْضٍ يَتَلََوُمُوْنَ..... فَا عَاطَفَ اَقْبَلَ بَعْضُهُمْ فعل بفاعل عَلٰی بَعْضٍ متعلق اَقْبَلَ کے، محل منصوب بمنزلہ مفعول بہ، يتلاوون جملہ فعلیہ حال فاعل و مفعول دونوں سے، الغرض جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف، یا جملہ متانفہ۔ قَالُوا يَا وَيْلَنَا اِنَّا كُنَّا طَاغِیْنَ..... قَالُوا فعل بفاعل، یا حرف نداء و تحشر و یلنا مرکب اضافی منادی تحشر بحرف نداء مع منادی جملہ معترضہ دعائیہ (اعراب القرآن و صرفہ و بیانہ) اِنَّا كُنَّا طَاغِیْنَ جملہ اسمیہ مقولہ، قول مع مقولہ جملہ متانفہ بیانہ۔ عَسٰی رَبُّنَا اَنْ یُّبَدِّلَنَا خَیْرًا مِنْهَا اِنَّا اِلٰی رَبِّنَا رَاغِبُوْنَ..... عَسٰی فعل رجاء ربنا اس کا اسم ان ناصبہ یُبَدِّلُ فعل بفاعل نَا ضمیر مفعول بہ اول، خیرا منها مفعول بہ ثانی (منها متعلق خیراً کے) ان یبدل الخ بتاویل مصدر عسی کی خبر، عسی فعل اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ متانفہ فی چیز القول، یعنی قول مذکور کے تحت واقع ہے۔ اِنَّا اِلٰی رَبِّنَا رَاغِبُوْنَ..... جملہ اسمیہ خبریہ تعلیلیہ (الی ربنا متعلق مقدم رَاغِبُوْنَ اسم فاعل کے) كَذٰلِكَ الْعَذَابُ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ اَكْبَرُ..... كَذٰلِكَ ثابت کے متعلق ہو کر خبر مقدم، الْعَذَابُ مبتدا مؤخر، جملہ اسمیہ معطوف علیہ واو عاطفہ لام ابتدائی عَذَابُ الْآخِرَةِ اَكْبَرُ مبتدا و خبر جملہ اسمیہ خبریہ معطوف، معطوف علیہ مع معطوف جملہ متانفہ۔ لو كانوا یعلمون: لو حرف شرط كانوا یعلمون شرط، اور جزا محذوف ہے، اٰی مَا خَالَقُوا اَمْرًا.



إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّتِ النَّعِيمِ ۝۳۷ أَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِينَ كَالْمُجْرِمِينَ ۝۳۸

بیشک پرہیزگاروں کے لئے ان کے رب کے نزدیک آسائش کی جنتیں ہیں • کیا ہم فرمانبرداروں کو نافرمانوں کی برابر کر دیں گے •

مَا لَكُمْ أَن تَحْكُمُونَ ۝۳۹ أَمْ لَكُمْ كِتَابٌ فِيهِ تَدْرُسُونَ ۝۴۰ إِنَّ لَكُمْ

تم کو کیا ہوا تم کیسا فیصلہ کرتے ہو • کیا تمہارے پاس کوئی کتاب ہے جس میں پڑھتے ہو • کہ اس میں تمہارے لئے

فِيهِ لَمَّا تَخَيَّرُونَ ۝۴۱ أَمْ لَكُمْ آيْمَانٌ عَلَيْنَا بِاللَّغَةِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ ۝۴۲ إِنَّ

وہ چیز ہو جس کو تم پسند کرتے ہو • کیا ہمارے سامنے کچھ قسمیں چڑھی ہوئی ہیں جو تمہاری خاطر سے کھائی گئی ہوں اور وہ قسمیں قیامت تک باقی رہنے والی ہوں کہ

لَكُمْ لَمَّا تَحْكُمُونَ ۝۴۳ سَلِّمُوا إِلَيْهِمْ بِذَلِكَ زَعِيمٌ ۝۴۴ أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ ۝۴۵

تم کو وہ چیزیں ملیں گی جو تم فیصلہ کر رہے ہو • ان سے پوچھئے ان میں اس کا کون ذمہ دار ہے • کیا ان کے ٹھہرائے ہوئے کچھ شریک ہیں

فَلْيَأْتُوا بِشُرَكَائِهِمْ إِنْ كَانُوا صَادِقِينَ ۝۴۶ يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَيُدْعَوْنَ

سوا کو چاہئے کہ یہ اپنے ان شریکوں کو پیش کریں اگر یہ سچے ہیں • جس دن کہ ساق کی بجلی فرمائی جاوے گی، اور سجدہ کی طرف لوگوں کو بلایا جاوے گا

إِلَى السُّجُودِ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ ۝۴۷ خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ تَرْهُقُهُمْ ذِلَّةٌ

سو یہ لوگ سجدہ نہ کر سکیں گے • ان کی آنکھیں جھکی ہوں گی ان پر ذلت چھائی ہوگی •

وَقَدْ كَانُوا يُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ وَهُمْ سَالِمُونَ ۝۴۸

اور یہ لوگ سجدہ کی طرف بلائے جایا کرتے تھے، اور وہ صحیح سالم تھے •

تشریح

ان آیات میں اول متقیوں کی جزا کا ذکر ہے، اور اس کے بعد مشرکین مکہ کے ایک باطل دعوے کا رد ہے،

وہ یہ کہ کفار مکہ کہا کرتے تھے کہ اگر بالفرض قیامت آ بھی گئی اور ہمیں دوبارہ زندہ ہونا پڑ بھی گیا تو ہمیں وہاں بھی عیش

و آرام اور نعمتیں ملیں گی، جیسا کہ دنیا میں ملی ہوئی ہیں (مندرجہ ذیل آیات میں ان کے دعوے کو رد کیا گیا ہے، اور ان کی

توہین کے لئے چند آیتیں استفہام کے ساتھ لائی گئی ہیں) تفسیر ملاحظہ فرمائیں: إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّتِ النَّعِيمِ

بے شک پرہیزگاروں کے لئے ان کے رب کے نزدیک آسائش کی جنتیں ہیں (اور کفار چونکہ تقویٰ سے خالی ہیں تو ان کو

جنت کیسے مل جائے گی؟)

أَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِينَ كَالْمُجْرِمِينَ: کیا ہم فرماں برداروں کو نافرمانوں کے برابر کر دیں گے؟ یعنی اگر

کافروں کو بھی بقول ان کے آخرت میں نجات اور عیش و آرام مل جائے تو فرماں برداروں اور نافرمانوں میں کیا فرق رہ

جائے گا۔ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ: تم کو کیا ہوا تم کیسا فیصلہ کرتے ہو (یعنی یہ سمجھتے ہو کہ لَوْلَا رُجِعْتُ إِلَىٰ رَبِّي إِنَّ

لِي عِنْدَهُ لِلْحُسْنَى) أَمْ لَكُمْ كِتَابٌ فِيهِ تَدْرُسُونَ إِنَّ لَكُمْ فِيهِ لَمَّا تَخَيَّرُونَ: کیا تمہارے پاس کوئی (آسمانی)

کتاب ہے جس میں پڑھتے ہو کہ اس میں تمہارے لئے وہ چیز لکھی ہو جو تم پسند کرتے ہو، یعنی اس میں یہ لکھا ہو کہ تم کو آخرت میں حسی یعنی نعمت ملے گی۔ اَمْ لَكُمْ اِيْمَانٌ عَلَيْنَا بِاللّٰغَةِ اِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ اِنْ لَّكُمْ لَمَّا تَحْكُمُوْنَ: کیا ہمارے ذمہ کچھ قسمیں چڑھی ہوئی ہیں جو تمہارے لئے کھائی گئی ہوں، اور وہ قسمیں قیامت تک باقی رہنے والی ہوں، جن کا مضمون یہ ہو کہ تم کو وہ چیز ملے گی جو تم فیصلہ کر رہے ہو یعنی ثواب اور جنت۔

مَنْ لَّهُمْ اِيْمَانٌ بِذَلِكَ زَعِيْمٌ: ان سے پوچھئے کہ ان میں سے اس کا کون ذمہ دار ہے، یعنی کون ہے جو اس دعویٰ کے ثابت کرنے کی ذمہ داری لے کہ ان کو قیامت کے دن عیش و آرام ملے گا۔

اَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ فَلْيَاْتُوا بِشُرَكَائِهِمْ اِنْ كَانُوْا صَادِقِيْنَ: کیا ان کے ٹھہرائے ہوئے کچھ شریک (خدائی شریک) ہیں، کہ انہوں نے ان کو ثواب اور عیش و آرام دینے کا ذمہ لیا ہے، سو ان کو چاہئے کہ یہ اپنے شریکوں کو پیش کریں، اگر یہ سچے ہیں، (ظاہر ہے کہ یہ معبود اور جھوٹے دیوتا عابدوں سے زیادہ عاجز اور بے بس ہیں، وہ تمہاری کیا مدد کریں گے، خود اپنی مدد بھی نہیں کر سکتے)

يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَيُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ فَلَا يَسْتَطِيعُوْنَ: ان آیات میں قیامت کے دن کفار کی رسوائی کا ذکر ہے، فرمایا کہ وہ دن یاد کرنے کے قابل ہے جس دن کہ ساق کی تجلی فرمائی جائے گی، اور سجدہ کی طرف لوگوں کو بلایا جائے گا، ساق کا قصہ حدیث شیخین میں مرفوعاً اس طرح آیا ہے کہ حق تعالیٰ میدان قیامت میں اپنی ساق ظاہر فرمائے گا، ساق پٹنڈی کو کہتے ہیں اور اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ یہ حق تعالیٰ کی کوئی خاص صفت ہے جس کو کسی مناسبت سے ساق فرمایا جیسا کہ قرآن میں اللہ کے لئے ید (ہاتھ) اور وجہ (چہرہ) کے الفاظ آئے ہیں، اور ایسے مفہومات تشابہات کہلاتے ہیں (جن کی حقیقی مراد اللہ ہی جانتے ہیں کما فی قوله تعالیٰ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلُهُ اِلَّا اللّٰهُ) اُسی حدیث میں ہے کہ اس تجلی کو دیکھ کر تمام مؤمنین و مؤمنات سجدہ میں گر پڑیں گے مگر جو شخص دنیا میں ریا اور دکھاوے کا سجدہ کرتا تھا اس کی کمر تختہ کی طرح سخت ہو جائے گی اور وہ سجدہ نہ کر سکے گا۔

سوال سجدہ کی طرف بلائے جانے سے یہ شبہ ہوتا ہے کہ جب وہ دار الحکلیف اور دار الاعمال نہیں ہے تو پھر سجدہ کا حکم کیوں ہوگا؟

جواب یہ ہے کہ بلائے جانے سے مراد امر بالسجود نہیں ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اس تجلی میں یہ اثر ہوگا کہ سب لوگ اضطراب سجدہ کرنا چاہیں گے، جن میں مؤمنین سجدہ کرنے پر قادر ہو جائیں گے، اور اہل ریا و نفاق قادر نہ ہوں گے، کفار بھی سجدہ کرنا چاہیں گے سو یہ لوگ سجدہ نہ کر سکیں گے۔

خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرَهَّقُفُهُمْ ذِلَّةٌ وَقَدْ كَانُوْا يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ وَهُمْ سَالِمُوْنَ: ان کی آنکھیں مارے شرمندگی کے جھکی ہوئی ہوں گی، ان پر ذلت چھائی ہوگی، اور وجہ اس کی یہ ہے کہ یہ لوگ دنیا میں سجدہ کی طرف بعض مفسرین کہتے ہیں کہ کھٹ ساق شدت امر سے کٹا یہ ہے۔

بلائے جایا کرتے تھے (اس طرح کہ ایمان لا کر عبادت کیا کریں) اور وہ صحیح سالم تھے، یعنی اچھے خاصے تندرست تھے، اور عبادت و سجدہ کرنے پر قادر تھے۔ لہذا دنیا میں حکم نہ بجالانے کی بناء پر آج ان کو اس ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑا۔

ضمائر کے مراجع قولہ اِنَّ لَکُمْ فِیْهِ اٰی فِیْ ذٰلِکَ الْکِتٰبِ، قولہ اِیْہِم بِذٰلِکَ زَعِیْمٌ اٰی بِذٰلِکَ الْحِکْمِ، قولہ وِیَدْعُوْنَ اِلَی السُّجُوْدِ اٰی الْمُؤْمِنُوْنَ، الْاِبْرَارُ وَالْفَجَارُ۔ قولہ فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ اٰی الْعَصَاۃُ مِنْہُمْ۔ یعنی الضمیر راجع الی بعض المدعوین اِلَی السُّجُوْدِ دُونَ الْکُلِّ۔

لغات مُتَّقِیْنَ: اسم فاعل جمع مذکر، پرہیزگار لوگ، یعنی جو اللہ سے ڈرے اور اس کی اطاعت کرے، (انتعال) اتقی الشیء اتقاء: بچنا، ڈرنا (مادہ و فِی (ض) بچانا) النعم: اسم، عیش و آرام، نِعَمَ الرَّجُلُ (س) نَعْمًا وَنَعْمَةً وَنَعِیمًا: خوش حال ہونا۔ تَحْکُمُوْنَ: مضارع جمع مذکر حاضر، حَکَمَ (ن) حُکْمًا: فیصلہ کرنا، تَدْرُسُوْنَ: مضارع جمع مذکر حاضر، دَرَسَ الْکِتٰبَ (ن) دَرَسًا: پڑھنا، تَخِیْرُوْنَ: مضارع جمع مذکر حاضر، تَفْعِلُ دراصل تَنْخِیْرُوْنَ تھا، ایک تاء کو حذف کر دیا گیا، پسند کرنا، اختیار کرنا (مادہ خِیْرَ (ض) اچھا ہونا) اَیْمَانٌ: قسمیں، یمنین کی جمع۔ بِالْفَغَةِ: اسم فاعل واحد مؤنث، پہنچنے والی، بَلَغَ (ن) بُلُوْغًا: پہنچنا۔ الْقِیَامَةُ: مصدر (تاریخاً مرۃ) ایک بار کھڑا ہونا، (قیامت کے دن سب لوگ یکبارگی اٹھ کھڑے ہوں گے) قَامَ (ن) قَوْمًا وَ قِیَامًا وَ قَوْمَةً: کھڑا ہونا۔ سَلَّ: امر واحد مذکر حاضر، سَأَلَ (ف) سَأَلًا وَ مَسْأَلَةً: پوچھنا (۲) مَأْتَلًا۔ (در اصل اسئل ہے، عین کلمہ یعنی ہمزہ کو تخفیفاً جوازاً حذف کر دیا گیا، پھر حذف ہمزہ نے حذف ہمزۃ الوصل کا بھی تقاضا کیا لہذا اب اس کو بھی حذف کر دیا گیا، نیز ہمزہ کا باقی رکھنا اور ہمزۃ الوصل کا واپس لانا بھی جائز ہے، اعراب القرآن و صرفہ و بیانہ) زَعِیْمٌ: ذمہ دار، صیغہ صفت، جمع زُعَمَاءُ، زَعَمَ (ن، ف) زَعَمًا وَ زَعَامَةً: ضامن ہونا، ذمہ داری لینا، شَرَّکَآءُ: شریک، ساجھی، شَرِیْکٌ کی جمع۔ فَلِیَاتُوا: امر غائب جمع مذکر، اتٰی (ض) اتٰیَا وَ اتِیَانَا: آنا، جب اس کا صلہ با آئے تو معنی ہوں گے لانا۔ (لام امر مکسور ہوتا ہے مگر جب اس سے پہلے واو، فاء، ثم آئے تو وہ ساکن ہو جاتا ہے)۔ یُکْشَفُ: مضارع مجہول واحد مذکر غائب، کَشَفَ الشَّیْءُ عَنْہُ (ض) کَشَفًا کھولنا، ظاہر کرنا۔ سَاقٌ: پنڈلی، یعنی جو ٹخنہ اور گھٹنہ کے درمیان ہے، جمع سَوَاقٌ، سَبِیْقَانٌ۔ اَسْوَقُ السُّجُوْدِ: مصدر، سَجَدَ (ن) سَجْدًا: سجدہ کرنا، زمین پر پیشانی رکھنا۔ یَسْتَطِیْعُوْنَ: مضارع جمع مذکر غائب (استفعال) اِسْتَطَاعَ اِسْتَطَاعَةً: طاقت رکھنا (مادہ طَوَّعَ (ن) فَرَمَاں بردار ہونا) خَاشِعَةٌ: اسم فاعل واحد مؤنث، خَشَعَ (ف) خُشُوْعًا: پست اور ذلیل ہونا، جھکتا۔ اَبْصَارٌ: آنکھیں، بَصَرَ کی جمع۔ تَرَهَّقُ: مضارع

۱۔ قولہ خَاشِعَةٌ اَبْصَارُہُمْ: دوسری آیت میں جو نگاہ کا لور پر الٹا آیا ہے وہ اس کے معارض نہیں کیونکہ بھی غلبہ حیرت سے ایسا ہوگا، اور بھی غلبہ مذمت سے ایسا ہوگا۔
۲۔ معنی واحد ہے، دراصل مؤنث تھی، واؤ کو تاء سے بدل کرنا کا تا میں ادغام کر دیا، قاعدہ یہ ہے کہ اگر باب انتعال کے فاعل میں واؤ یا یا ماضی ہو تو اس کو تاء سے بدل کرنا کا تا میں ادغام کر دیتے ہیں بقول کئی کے درجہ تذریس قرآن پارہ ۴م میں۔
۳۔ یمنین کے اصل معنی قوت و طاقت کے ہے، وہاں میں ہاتھ کو یمنین اس لئے کہتے ہیں کہ وہ قوت و طاقت کا مظہر ہوتا ہے، برخلاف ہاتھ میں ہاتھ کے کہ وہ نہایت کمزور ہے۔ ہم کو بھی یمنین اس لئے کہتے ہیں کہ اس سے ہم کھانے والا اپنے دھڑکی میں قوت پیدا کرتا ہے۔

واحد مؤنث غائب، وَهَقَّ (س) زَهَقًا: لاحق ہونا، چھا جانا۔ ذِلَّةٌ: مصدر، ذُلُّ (ض) ذِلَّةٌ: ذلیل ہونا (بمعنی ذلت و رسوائی حاصل مصدر) مَسَالِمُونَ: اسم فاعل جمع مذکر، صحیح سالم، سَلِمَ مِنَ الْآفَاتِ وَنَحْوِهَا (س) سَلَامًا وَسَلَامَةً: آفات سے محفوظ رہنا۔

ترکیب إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّاتُ النَّعِيمِ..... إِنَّ حرف مشبہ بالفعل للمتقين متعلق کائنۃ کے ہو کر خبر مقدم عند ربہم مرکب اضافی اسی خبر کا ظرف، جنات النعیم اسم مؤخر، حرف مشبہ بالفعل اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ متانفہ (لا محل لها)۔ أَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِينَ كَالْمُجْرِمِينَ..... ہمزہ حرف استفہام انکاری فاعل عاطفہ، اور معطوف علیہ محذوف ہے یعنی أَنَجِيفُ فِي الْحَكَمِ لَنَجْعَلَ الْخ (کیا ہم حکم میں ظلم کریں گے) نجعل فعل بفاعل، المسلمین مفعول بہ اول، کالمجرمین جار مجرور متعلق ہو کر مفعول بہ ثانی، فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف، معطوف علیہ مقدار اپنے معطوف سے مل کر جملہ متانفہ۔ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ..... ما اسم استفہام مبتدا لکم متعلق ثابت کے ہو کر خبر، مبتدا مع خبر مبدل منہ، کیف اسم استفہام محل نصب میں حال از ضمیر تحکمون، اور تحکمون فعل بفاعل جملہ فعلیہ بدل، مبدل منہ اپنے بدل سے مل کر جملہ متانفہ (اعراب القرآن و صرفہ و بیانیہ) أَمْ لَكُمْ كِتَابٌ فِيهِ تَدْرُسُونَ..... ام مقطوعہ بمعنی بل والہمزۃ۔ لکم متعلق ثابت کے ہو کر خبر مقدم، کتاب موصوف فیہ متعلق مقدم تدرسون کے اور وہ صفت، موصوف مع صفت مبتدا مؤخر، مبتدا مع خبر جملہ اسمیہ خبریہ متانفہ، إِنَّ لَكُمْ فِيهِ لَمَا تَخَيَّرُونَ..... إِنَّ حرف مشبہ بالفعل لکم ثابت کے متعلق ہو کر خبر مقدم فیہ خبر کے متعلق، لام مزحلقة ما تخيرون اسم موصول مع صلہ اسم مؤخر، حرف مشبہ بالفعل اپنے اسم و خبر سے مل کر ماقبل تدرسون کا مفعول بہ (مفعول بہ میں أَنْ ہونا چاہئے مگر جب اس کے تحت لام مزحلقة آتا ہے تو پھر إِنْ بکسر الہمزۃ آتا ہے) (دیکھئے مشکل ترکیبوں کا حل) أَمْ لَكُمْ آيْمَانٌ عَلَيْنَا بِالْغَةِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ..... ام مقطوعہ بمعنی بل والہمزۃ، لکم کائنۃ محذوف کے متعلق ہو کر خبر مقدم، آیمان موصوف علینا ثابتۃ محذوف کا متعلق ہو کر صفت آیمان کی، بالغۃ الی یوم القیامۃ شبہ جملہ ہو کر صفت ثانیہ، موصوف اپنی دونوں صفتوں سے مل کر مبتدا مؤخر، مبتدا مع خبر بمنزلہ قسم، کاناہ لیل افسسنا لکم ایمانا، إِنَّ لَكُمْ لَمَا تَحْكُمُونَ جواب قسم (لما کا لام مزحلقة اور ما اسم موصول، اسم موصول مع صلہ اسم مؤخر) سَلِّهِمْ إِلَيْهِمْ بِذَلِكَ زَعِيمٌ..... سَلِّ فعل امر بفاعل، ہم مفعول بہ اول، ایہم اسم استفہام مضاف مضاف الیہ ہو کر مبتدا، بذلك متعلق مقدم زعیم کے اور وہ خبر، مبتدا مع خبر مفعول بہ ثانی، فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ (لا محل لها) أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ: اس کی ترکیب ام لکم کتاب کی طرح ہے۔ فَلْيَأْتُوا بِشُرَكَائِهِمْ فافصیہ، اور شرط محذوف ہے إِنِّي إِنْ كَانَ لَهُمْ

۱۔ کیف تحکمون کو لکم کی ضمیر سے جملہ حالیہ بھی بنایا جاسکتا ہے۔ (اعراب القرآن) نیز کیف تحکمون جملہ متانفہ بھی ہو سکتا ہے جب کہ مالکم پر وقف تام ہو (اعراب القرآن و صرفہ و بیانیہ)

۲۔ ای ہمزۃ الاستفہام المفیدۃ للتوبيخ والظہیر

شُرَكَاءَ فَلْيَأْتُوا الْخ. فَلْيَأْتُوا بِشُرَكَائِهِمْ جِزَاءً (بشر کانہم متعلق فلْیأتوا کے) اِنْ کَانُوا صَادِقِینَ شرط، جزا محذوف جس پر ماقبل جملہ دال ہے، اِی فلْیأتوا بِشُرَكَائِهِمْ۔ یوم یُکْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَیُذْعَوْنَ اِلَى السُّجُودِ فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ..... یوم مضاف، یُکْشَفُ عَنْ سَاقٍ جملہ فعلیہ معطوف علیہ (عن ساق نائب فاعل) واو حرف عطف یُذْعَوْنَ اِلَى السُّجُودِ جملہ فعلیہ معطوف علیہ معطوف، فا حرف عطف لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ جملہ فعلیہ معطوف، تمام معطوفات مل ملا کر مضاف الیہ، مضاف مع مضاف الیہ مفعول بہ اذْکُرْ فَعْلَ محذوف کا، اور وہ جملہ مستانفہ، خاشعۃ ابْصَارُهُمْ، یُذْعَوْنَ کی ضمیر سے حال اول، تَرْهَقُهُمْ ذُلٌّ حال ثانی وقد کَانُوا یُذْعَوْنَ اِلَى السُّجُودِ وہم سالمون حال ثالث (وہم سالمون جملہ اسمیہ حال ہے اپنے سے متصل یذعون کی ضمیر سے)

الملاحظۃ: قوله لنجعل المسلمين كالمجرمين اس میں تشبیہ مقلوب ہے کیونکہ مشبہ بہ کو مشبہ اور مشبہ کو مشبہ بہ بتایا ہے اصل لنجعل المجرمين كالمسلمين ہے، اِی فی الاجر والمثوبة یتر المسلمین والمجرمین اور ضلّ والمُہْتَدِیْنَ میں صنعت طباق بھی ہے۔

فَلْذَرْنِي وَمَنْ يُكَذِّبُ بِهِذَا الْحَدِيثُ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ

تو مجھ کو اور جو اس کلام کو جھٹلاتے ہیں ان کو رہنے دیجئے ہم ان کو بتدریج لئے جارہے ہیں اس طور پر

لَا يَعْلَمُونَ ﴿۳۱﴾ وَأُمْلِي لَهُمْ ﴿۳۲﴾ إِنَّ كَيْدِي مَتِينٌ ﴿۳۳﴾ أَمْ تَسْأَلُهُمْ أَجْرًا

کہ ان کو خبر بھی نہیں • اور ان کو مہلت دیتا ہوں بیشک میری تدبیر بڑی مضبوط ہے • کیا آپ ان سے کچھ معاوضہ مانگتے ہیں

فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مَُّثْقَلُونَ ﴿۳۴﴾ أَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُونَ ﴿۳۵﴾

کہ وہ اس تادان سے دبے جاتے ہیں • یا ان کے پاس غیب ہے کہ یہ لکھ لیا کرتے ہیں •

تشریح: ماقبل آیات سے کفار کا ذکر چلا آ رہا ہے چنانچہ مذکورہ آیات میں بھی انہیں کا ذکر ہے اور ان کے ایک خیال

کا رد کیا گیا ہے، اور وہ یہ کہ کفار کی طرف سے بار بار یہ مطالبہ پیش ہوا کرتا تھا کہ اگر ہم واقعی اللہ کے نزدیک مجرم ہیں تو

ہمیں فی الفور عذاب کیوں نہیں دے ڈالتا، کبھی کبھی خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک میں بھی ان دل آزار

مطالبوں کی وجہ سے یہ خیال پیدا ہوتا ہوگا کہ ان لوگوں پر اسی وقت عذاب آ جائے مگر اللہ تعالیٰ اپنی حکمت کو خود ہی جانتے

ہیں اور فوراً عذاب نہیں بھیجتے، بلکہ اللہ تعالیٰ اپنی غفاری اور شان رحیمی سے مجرموں کو بھی سنبھالنے کا موقع دیتے ہیں، اس لئے

بندہ کو چاہئے کہ اگر غلطی ہو جائے تو فوراً توبہ کر لے۔

باز آ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ مگر کافر و گمراہ دبت پرستی باز آ

کیں در گمہ مادر گمہ نومیدی نیست صد بار اگر توبہ نکستی باز آ

لہذا فرمایا: فَلْذَرْنِي وَمَنْ يُكَذِّبُ بِهِذَا الْحَدِيثُ: جب کفار کے احوال ایسے ہیں تو آپ مجھ کو اور جو اس کلام

یعنی قرآن کو جھٹلاتے ہیں ان کو رہنے دیجئے (یعنی اس حال موجودہ پر چھوڑ دیجئے اور عذاب میں دیر ہونے سے رنج نہ کیجئے) پھر دیکھیں کہ ہم کیا کرتے ہیں، یہاں ”چھوڑ دینا اور رہنے دینا“ بطور محاورہ کے ہے، مراد اس سے اللہ پر بھروسہ اور توکل کرنا ہے اور اس کے اندر ضمناً آپ کے لئے تسلی بھی ہے۔)

مَنْسْتَدْرِجُ جُہَنَّمَ مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ: ہم ان کو بتدریج یعنی آہستہ آہستہ جہنم کی طرف لئے جا رہے ہیں، اس طور پر کہ ان کو خبر بھی نہیں۔

وَأَمْلِي لَهُمْ إِنَّ كَيْدِي مَتِينٌ: اور میں ان کو مہلت دیتا ہوں یعنی فوراً عذاب نہیں بھیجتا۔ بے شک میری تدبیر بڑی مضبوط ہے۔

أَمْ تَسْأَلُهُمْ أَجْرًا فَهُمْ مِنْ مَغْرَمٍ مُثْقَلُونَ، أَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُمُونَ۔ ان کے انکار نبوت پر تعجب ہے، کہ کیا آپ ان سے کچھ معاوضہ (تنخواہ یا کمیشن وغیرہ) مانگتے ہیں کہ وہ اس تاوان سے دبے جا رہے ہیں اس لئے آپ کی اطاعت سے نفرت ہے، یا ان کے پاس غیب کا علم اور اللہ کی وحی آتی ہے؟ جسے وہ حفاظت کے لئے قرآن کی طرح لکھ لیتے ہیں، آخر کچھ تو سبب ہونا چاہئے جس کی وجہ سے وہ صاحب وحی کے اتباع سے مستغنی ہیں اور ظاہر ہے کہ ان کے پاس دونوں باتیں نہیں پھر اس کے باوجود انکار نبوت عجیب بات ہے۔

نائدہ قَوْلُهُ وَأَمْلِي لَهُمْ۔ اس سے یہ پتہ چلا کہ جو معصیت کا ارتکاب کرے اور اس پر وہ دنیا میں کسی معصیت میں مبتلا کر دیا جائے تو اس کے گناہوں کی بخشش کی امید ہے، اور جو معصیت کا ارتکاب کرے اور اس کے باوجود اپنے لئے مزید نعمتیں اور فتوحات دیکھے تو سمجھو کہ اللہ تعالیٰ اس کو ڈھیل دے رہے ہیں اور پھر اس کی زبردست پکڑ کریں گے۔

قَوْلُهُ تَعَالَى فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى إِذَا فَرِحُوا بِمَا أُوتُوا أَخَذْنَاهُمْ بَغْتَةً فَإِذَا هُمْ مُبْلِسُونَ۔

لغات ذَرَّ: امر واحد مذکر حاضر، وَذَرَّ (س) وَذَرَا: چھوڑنا (اس سے صرف مضارع اور امر و نہی استعمال ہوتے ہیں، ماضی کے لئے تَرَكَ استعمال ہوتا ہے) الْحَدِيثُ: بات، کلام، جمع احادیث، (یہاں مراد قرآن ہے) مَنْسْتَدْرِجُ: مضارع جمع متکلم، ہم ان کو بتدریج یعنی آہستہ آہستہ (جہنم کی طرف) لئے جا رہے ہیں (استعمال، استدراج) حَيْثُ: جہاں، جس جگہ، ظرف مکان ہے مثنیٰ برضہ۔ أَمْلِي: مضارع واحد متکلم۔ (افعال) أَمْلِي لَهُ إِمْلَاءٌ: مہلت دینا، ڈھیل دینا۔ (مادہ مَلًى)۔ كَيْدٌ: تدبیر، داؤ، مصدر از باب ضرب، كَاذٌ (ض) كَيْدًا: تدبیر کرنا (بمعنی تدبیر، داؤ، حاصل مصدر ہے)۔ مَتِينٌ: مضبوط، صفت مشبہ، مَتْنٌ (ك) مَتَانَةٌ: قوی اور مضبوط ہونا، مَتِينٌ کی

۱۔ مضارع تَذَرُّ ہے در اصل تَوَذَّرَ تھا، قاعدہ یہ ہے کہ ہر وہ واؤ ذکر جاتا ہے جو علامت مضارع مفتوحہ اور کسرہ کے درمیان یا ایسے کلمہ کے فتوح کے درمیان ہو جس کا مین بالام کلمہ حرف طعی ہو جیسے يَغْذُ، يَهْبُ، وَاضِحٌ ہے کہ تَذَرُّ کو تَذَع کے درجہ میں اتار کر تعلیل کی گئی ہے۔

۲۔ حدیث محمد شہین کی اصطلاح میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ و تابعین کے قول، فعل اور تقریر کو کہتے ہیں۔

۳۔ مادہ ذَرَجَ: (ن) آہستہ چلنا۔

جمع مِثَالٌ. أَجْرٌ: معاوضہ، بدلہ، جمع أَجُورٌ. مَقْرَمٌ: مصدر میسی (بمعنی تاوان حاصل مصدر ہے جمع مَقَارِمٌ، غَرَمَ الدین (س) غَرَمًا وَمَقْرَمًا: قرض ادا کرنا۔ مُثْقَلُونَ: اسم مفعول جمع مذکر (افعال) بوجہ حمل کئے ہوئے یعنی جو بوجہ اور تاوان میں دبے جا رہے ہوں، (مادہ ثقل) (ک) (بھاری ہونا)

ترکیب فَلَذَرْنِي وَمَنْ يُكْذِبُ بِهَذَا الْحَدِيثِ فَا فِصْرٌ اِی اِذَا كَانَتْ اَحْوَالُهُمْ كَذَلِكَ شَرْطًا، فعل امر بفاعل نون و قایہ ی ضمیر معطوف علیہ مَنْ يُكْذِبُ بِهَذَا الْحَدِيثِ اسم موصول مع صلہ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مفعول بہ، پھر مکمل جملہ جزاء، مستند رجہم من حیث لا یعلمون سین برائے استقبال، نَسْتَدْرِجُهُمْ فعل بفاعل و مفعول بہ، حیث لا یعلمون، مضاف و مضاف الیہ ہو کر مجرور، جار مجرور متعلق فعل مذکور کے، پھر جملہ فعلیہ مستانفہ معطوف علیہ (ہم ضمیر کا جمع لانا من کے معنی کے اعتبار سے ہے جیسا کہ يُكْذِبُ کو واحد لانا لفظ من کے اعتبار سے ہے اور لفظ من لفظاً مفرد ہے) وَأُمْلِي لَهُمْ جملہ فعلیہ معطوف (عطف تفسیری) إِنْ كِيدَى مَتِينٌ جملہ اسمیہ خبریہ (لا محل لها تعلیلیہ) أَمْ تَسْتَلْهُمْ أَجْرًا فَهُمْ مِنْ مَقْرَمٍ مُثْقَلُونَ ام مقطوعہ بمعنی بل والہمزۃ تسئلہم اجرا جملہ فعلیہ معطوف علیہ (اجراً مفعول بہ ثانی) فَا عَاطَفَهُ سِوِیَہُ (مظہری) هَمْ مَبْتَدَأُ مِنْ مَقْرَمٍ متعلق مثقلون کے اور وہ خبر، جملہ اسمیہ خبریہ معطوف، معطوف علیہ مع معطوف جملہ مستانفہ۔ أَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُونَ ام مثل سابق عندهم خبر مقدم الغیب مبتدا موخر، جملہ اسمیہ معطوف علیہ، ہم یکتبون جملہ اسمیہ معطوف۔

فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْخُوْبِ إِذْ نَادَىٰ وَهُوَ مَكْظُومٌ ۴۹

تو آپ اپنے رب کی تجویز پر صبر سے بیٹھے رہئے اور پھل والے کی طرح نہ ہوئے جبکہ یونس نے دعا کی اور وہ غم سے گھٹ رہے تھے ●

لَوْ لَا أَنَّ تَذَرَكَهُ نِعْمَةٌ مِّنْ رَبِّهِ لَنُبِذَ بِالْعَرَاءِ وَهُوَ مَذْمُومٌ ۵۰

اگر خداوندی احسان ان کی دیکھیری نہ کرتا، تو وہ میدان میں بد حال کے ساتھ ڈالے جاتے ●

فَاجْتَبَاهُ رَبُّهُ فَجَعَلَهُ مِنَ الصَّالِحِينَ ۵۱ وَإِنْ يَكَاذِبُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَيَرْزُقْنَكَ

پھر ان کے رب نے ان کو برگزیدہ کر لیا اور ان کو صالحین میں سے کر دیا ● اور یہ کافر جب قرآن سنتے ہیں تو ایسے معلوم ہوتے ہیں

بِأَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُولُونَ إِنَّهُ لَمَجْنُونٌ ۵۲ وَمَا هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ ۵۳

کہ گویا آپ کو اپنی نگاہوں سے پھسلا کر گرا دیں گے اور عداوت سے آپ کو کہتے ہیں کہ یہ مجنون ہیں ● حالانکہ یہ قرآن تمام جہان کے

واسطے نصیحت ہے ●

تشریح فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْخُوْبِ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دینا مقصود ہے کہ

جب کفار کا مستحق عذاب ہونا ثابت ہو گیا، اور یہ معلوم ہو گیا کہ ہم کسی مصلحت سے ان کو مہلت دیئے جا رہے ہیں تو اگر آپ تنگی محسوس کریں تو آپ اپنے رب کی اس تجویز پر صبر سے بیٹھے رہئے، اور تنگدلی میں پھل والے پیغمبر یعنی یونس علیہ

السلام کی طرح نہ ہو جائے۔ یونس علیہ السلام کو علاقہ موصل کی ایک بستی یعنی عراق کے مشہور شہر نینوا کے لوگوں کی ہدایت کے لئے بھیجا گیا تھا، یونس علیہ السلام نے سات سال تک تبلیغ کی اور ان کو دعوت توحید دی، مگر قوم نے ایمان لانے کے بجائے سرکشی اختیار کی، بالآخر یونس علیہ السلام نے لوگوں کے حالات سے تنگ آ کر عذاب کی بددعا کر دی اور عذاب کے آثار بھی آگئے اور یونس علیہ السلام اس جائے عذاب سے دوسری جگہ منتقل بھی ہو گئے، مگر پھر قوم نے گریہ وزاری اور اخلاص کے ساتھ توبہ کر لی، اللہ تعالیٰ نے ان کو معافی دے دی اور عذاب ہٹا لیا۔

دردِ دل سے جو کہ کرتا ہے دعا اُس کو سن لیتا ہے جلدی سے خدا

یونس علیہ السلام نے شرمندگی محسوس کی کہ اب میں لوگوں میں جھوٹا قرار پاؤں گا اسلئے یہ راہ اختیار کی کہ اب ان لوگوں میں واپس نہ جاؤں یونس علیہ السلام سے یہ اجتہادی غلطی ہوئی کہ وحی الہی کا انتظار کئے بغیر سفر کا ارادہ کر لیا، اس پر حق تعالیٰ نے ان کی تنبیہ کے لئے دریا کے سفر، پھر مچھلی کے نکل جانے کا معاملہ فرمایا، یعنی یونس علیہ السلام نے دوسری جگہ ہجرت کے ارادہ سے سفر اختیار کیا، اور راستہ میں ایک دریا پڑتا تھا، اسکو پار کرنے کے لئے ایک کشتی میں سوار ہوئے، اتفاق سے وہ کشتی بھنور میں پھنس گئی اور غرق ہونے کا خطرہ لاحق ہو گیا، ملاحوں نے اپنے عقیدہ کے مطابق یہ کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کشتی میں کوئی غلام اپنے آقا سے بھاگ کر آیا ہے، اور جب تک اس کو کشتی سے نہیں نکالا جائے گا تو کشتی کو ڈوبنے سے بچانا مشکل ہے، چنانچہ انہوں نے یہ طے کیا کہ کشتی میں سوار لوگوں میں سے اس غلام کو دریا میں ڈال دیا جائے تو باقی لوگ بچ جائیں گے، چنانچہ اس کام کے لئے قرعہ اندازی کی گئی اس میں حضرت یونس علیہ السلام کا نام نکلا، مگر لوگوں نے ان کو بوجہ ان کی بزرگی کے دریا میں ڈالنے سے انکار کیا، پھر دوبارہ وہ بارہ قرعہ اندازی کی گئی تو پھر انہیں کا نام نکلا، غرض یونس علیہ السلام دریا میں کود گئے، اور بحکم خداوندی ان کو ایک مچھلی نے نگل لیا، (مچھلی کو حکم ہوا کہ یونس علیہ السلام کے جسم کو کسی طرح کی تکلیف نہ پہنچے، صرف نگل لینے کی اجازت ہے، غذا بنانے کی نہیں) پھر آخر کار یونس علیہ السلام نے بطن مائے میں توبہ واستغفار کیا اور دعا کی لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کو مچھلی کے پیٹ سے نجات دی، اور دوبارہ ان پر اپنے انعامات کے دروازے کھول دیئے (علامہ جلال الدین سیوطیؒ کے قول کے مطابق یونس علیہ السلام بطن مائے میں ایک دن رہے، یا تین دن، یا سات دن، یا بیس دن، یا چالیس دن) اِذْ نَادٰی وَهُوَ مَكْظُوْمٌ۔ قرآن میں یونس علیہ السلام کا قصہ تھوڑا تھوڑا کئی جگہ آیا ہے، فرماتے ہیں کہ وہ وقت بھی یاد کیجئے جب کہ یونس علیہ السلام نے اپنے رب سے دعا کی، اور وہ غم سے گھٹ رہے تھے۔

لَوْلَا اَنْ تَذَارَكَ نِعْمَةً مِنْ رَبِّهِ لَئِنْ تَلَبَّذْ بِالْعُرْوٰی وَهُوَ مَذْمُوْمٌ۔ ابھی اوپر معلوم ہوا کہ حضرت یونس علیہ السلام

- ۱۔ قولہ ولا تکن کما صاحب الحوت، یونس علیہ السلام کو صاحب حوت اسی مناسبت سے کہا گیا ہے کہ وہ کچھ عرصہ مچھلی کے پیٹ میں رہے، دوسری آیت میں ان کا ذوالنون اور کسی جگہ نام کے ساتھ بھی ذکر کیا گیا ہے، اور مختلف سورتوں میں ان کا ذکر ہے، مثلاً سورہ یونس، سورہ انبیاء، سورہ صافات وغیرہ میں۔
- ۲۔ یونس علیہ السلام کا غم کئی فصول کا مجموعہ تھا، ایک تو قوم کے ایمان نہ لانے کا، ایک عذاب کے نکل جانے کا، ایک حق تعالیٰ کی بغیر صریح اجازت کے وہاں سے چلے جانے کا، ایک مچھلی کے پیٹ میں محبوس ہونے کا۔

نے شکم مامی میں دعا کی لا الہ الا انت الخ تو اس پر اللہ کا فضل ہوا اور ان کی توبہ قبول ہوئی اور ان کو مچھلی کے پیٹ سے نجات ملی، اس کی نسبت ارشاد ہے کہ اگر خداوندی احسان ان کی دیکھیری نہ کرتا یعنی ان کی توبہ قبول نہ ہوتی تو جس میدان میں وہ مچھلی کے پیٹ سے نکال کر ڈالے گئے تھے، اس میدان میں وہ بد حالی کے ساتھ ڈالے جاتے، (بد حالی سے مراد یہ ہے کہ ان کی اجتہادی غلطی پر منجانب اللہ ان کو ملامت ہوتی) مطلب یہ ہے کہ یہاں دو چیزیں ہیں (۱) ایک تو یونس علیہ السلام کا توبہ و استغفار کرنا (۲) دوسرے اللہ تعالیٰ کا ان کی توبہ کو قبول کرنا، تو اگر یونس علیہ السلام توبہ و استغفار نہ کرتے تب تو شکم مامی سے نجات ہی نہ ہوتی، اور اگر توبہ و استغفار کرتے مگر اللہ تعالیٰ توبہ قبول نہ کرتا اور اس کی جانب سے فضل و کرم نہ ہوتا تو اس توبہ و استغفار کی اتنی دنیوی برکت تو ہوتی کہ شکم مامی سے نجات ہو جاتی مگر میدان میں جس طرح اب ڈالے گئے اسی طرح ڈالے جاتے لیکن اُس وقت وہ ڈالا جانا مذموم ہوتا، اور اب کا ڈالا جانا مذموم ہونے کی حالت میں نہیں ہوا، کیونکہ قبول توبہ کے بعد خطا پر ملامت نہیں ہوا کرتی۔

فَاجْتَبِهْ رَبُّهُ فَجَعَلَهُ مِنَ الصَّالِحِينَ۔ پھر ان کے رب نے ان کو یعنی یونس علیہ السلام کو اور زیادہ برگزیدہ کر لیا اور ان کو (زیادہ رتبہ کے) صالحین میں سے کر دیا، بس خلاصہ یہ ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی نزولِ عذاب کے بارے میں جلدی نہ کریں بلکہ اللہ پر توکل کریں کہ انجام بہتر ہی ہوگا۔

وَإِنْ يَكَادُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَيُزْلِقُونَكَ بِأَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُولُونَ إِنَّهُ لَمَجْنُونٌ وَمَا هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ۔ کفار کے اس طعنہ کا کہ آپ مجنون ہیں سورت کے شروع میں جواب دیا گیا تھا اب سورت کے ختم پر اس کا دوسرے انداز میں جواب دیا گیا ہے، یعنی یہ کافر جب قرآن سنتے ہیں تو شدتِ عداوت سے ایسے معلوم ہوتے ہیں کہ گویا آپ کو اپنی نگاہوں سے پھسلا کر گرا دیں گے، یہ ایک محاورہ ہے جیسے بولتے ہیں کہ فلاں شخص اس طرح دیکھتا ہے جیسے کھا جائے گا، یعنی شدتِ عداوت سے یہ کفار آپ کو بری نگاہوں سے دیکھتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ یہ مجنون ہیں، حالانکہ یہ قرآن تمام جہان کے واسطے نصیحت ہے۔ (ظاہر ہے کہ مجنون کا کلام ایسا نہیں ہو سکتا کہ اس کی اصلاح عام ہو اور تمام جہان والے اس سے نصیحت حاصل کریں) بلکہ وہی سب سے بڑا پاگل اور دیوانہ ہے جو ایسا کہتا ہے

لغات اَصْبَرُ: امر واحد مذکر حاضر۔ صَبَرَ (ض) صَبْرًا: صبر کرنا، یعنی ہمت سے کام لینا اور نہ گھبراتا۔ لَا تَمُكِّنْ: نہی واحد مذکر حاضر، نہ ہو۔ تَمَكَّنَ (ن) تَمَكَّنًا وَ تَمَكَّنُونَةً: ہونا۔ الْحَوْتُ: مچھلی، جمع حَيْتَانُ۔ نَادَى: ماضی واحد مذکر

۱۔ بعض مفسرین نے ان آیات کا ایک خاص واقعہ نقل کیا ہے کہ مکہ میں ایک آدمی نظر لگانے میں بڑا مشہور تھا، جانوروں کو نظر لگاتا تو وہ فوراً مر جاتے، کفار کہہ کر وہ سوچتی کہ اس شخص سے رسول اللہ ﷺ کو نظر لگوائیں، الغرض اس نے نظر بد لگانے کی پوری کوشش کر لی مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کی حفاظت فرمائی۔

فائدہ حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ نظر بد حق ہے، یعنی نظر لگ سکتی ہے اور اس کا اثر ظاہر ہو جاتا ہے۔

فائدہ حضرت حسن بصریؒ سے منقول ہے کہ جس شخص کو نظر بد لگ جائے اس پر یہ آیات پڑھ کر دم کر دینا اس کے اثر کو زائل کر دیتا ہے، یعنی وان

يَكَادُ الَّذِينَ سے آخر سورت تک۔ (منظہری)

۲۔ صبر کے اصطلاحی معنی ہیں نفس کو اس چیز پر جمانا جس کو وہ ناپسندیدہ سمجھے۔ صبر کی تین قسمیں ہیں۔ (۱) صبر علی الصائب (۲) صبر من العاصی (۳) صبر علی اللامعات۔

غائب، نادى مناداة و بداء: پکارنا۔ (یعنی دعا کی) مَكْظُومٌ: اسم مفعول واحد مذکر، غم کی وجہ سے دم گھٹا ہوا، یعنی غصہ میں بھرا ہوا۔ كُظِمَ غِيظُهُ (ض) كُظِمًا: غصہ نکل جانا۔ تَدَارَكَ: ماضی واحد مذکر غائب۔ (تفاعل، تدارك: پانا، پہنچنا، سنبھالنا) یا پھر مضارع واحد مؤنث غائب، ایک تاء حذف ہو گئی۔ لُنْبَذَ: ڈال دئے جاتے، ماضی مجہول واحد مذکر غائب، نُبِذَ (ض) نَبَذًا: ڈالنا، پھینکنا۔ العراء: چھیل میدان کہ جس میں گھاس نہ ہو، یعنی کھلمیدان، جمع أَعْرَاءٌ۔ مذموم: اسم مفعول واحد مذکر، وہ شخص جسکی برائی بیان کی جائے، یعنی بد حال و الزام خوردہ، ذَمٌّ (ن) ذَمًّا، و مَذْمُومٌ: برائی بیان کرنا۔ اجْتَبَى: ماضی واحد مذکر غائب، (المتعال) اجْتَبَى اجْتِبَاءً: پسند کرنا، چننا۔ الصالحين: اسم فاعل جمع مذکر، نیک بندے، صَلَحَ الرَّجُلُ (ك) صَلَاحًا: نیک ہونا، يُزْلِقُونَ: مضارع جمع مذکر غائب، (افعال) أَزْلَقَ إِزْلَاقًا: پھسلانا، (ماہہ زَلِقَ) **ترکیب** فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوتِ إِذْ نَادَى وَهُوَ مَكْظُومٌ..... فَاصْبِرْ اور شرط

مقدر ہے، أَيُّ إِنْ وَقَعَتْ لِي ضَيْقٌ۔ (اعراب القرآن و صرفہ و بیان)۔ اصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ: جملہ انشائیہ معطوف علیہ۔ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوتِ: فعل ناقص مع اسم و خبر معطوف، پھر جزاء۔ إِذْ نَادَى وَهُوَ مَكْظُومٌ: إِذْ بمعنی وقت مضاف نادى جملہ فعلیہ مضاف الیہ۔ هُوَ مَكْظُومٌ: جملہ اسمیہ حال از ضمیر نادى، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر ظرف ہے مضاف مقدر کا، ای کحال صاحب الحوت، یعنی لایکن حالک کحالہ وقت ندانہ الخ (روح المعانی، اعراب القرآن)۔ لَوْلَا أَنْ تَدَارَكَهُ نِعْمَةٌ مِنْ رَبِّهِ لُنْبَذَ بِالْعَرَاءِ وَهُوَ مَذْمُومٌ..... لَوْلَا حرف افتتاح مضمّن معنی شرط۔ أَنْ تَدَارَكَهُ نِعْمَةٌ مِنْ رَبِّهِ: بتاویل مصدر مبتدا (مِنْ رَبِّهِ متعلق کائنۃ کے ہو کر صفت، موصوف مع صفت فاعل تدارك کا) خبر محذوف و جواباً ای موجود۔ لُنْبَذَ بِالْعَرَاءِ الخ: جواب لَوْلَا، بالفاظ دیگر جواب شرط، (لام) واقع در جواب لَوْلَا۔ بالعراء: متعلق۔ هُوَ مَذْمُومٌ: جملہ اسمیہ حال از ضمیر نُبِذَ۔ فَاجِبَتُهُ رَبُّهُ فجعله من الصالحين: معطوف و معطوف علیہ ماقبل جملہ لَوْلَا أَنْ تَدَارَكَهُ الخ پر معطوف، (من الصالحين متعلق ہو کر مفعول بہ ثانی جعل کا)۔ وَأَنْ يَكَاذُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَيُزْلِقُونَكَ بِأَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ..... وَأَوْ اسْتَنَافِهِ أَنْ تَخْطِفَهُ مِنَ الْمُهْلَكَةِ۔ يَكَاذُ: فعل مقارب، الَّذِينَ كَفَرُوا اسم موصول مع صلا اس کا اسم، لام فارقہ (یعنی إِنْ تَخْطِفَهُ و إِنْ نَافِهِ میں فرق کرنے والا) لَيُزْلِقُونَكَ بِأَبْصَارِهِمْ: جملہ فعلیہ خبر، فعل مقارب مع اسم و خبر جملہ مستانہ۔ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ: شرط، جزاء محذوف ای يُزْلِقُونَكَ۔ وَيَقُولُونَ إِنَّهُ لَمَجْنُونٌ..... معطوف يُزْلِقُونَ پر۔ وَمَا هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ: حال از ضمیر يَقُولُونَ، (للعالمين متعلق ذکر کے یا متعلق کائن محذوف کے ہو کر ذکر کی صفت اور ما نافیہ ہو مبتدا الا اداة حصر ذکر للعالمين خبر)

۱۔ عراء: غری سے ماخوذ ہے بمعنی نکا ہوا۔ غری (س) غریۃ و غریا من لہاب: نکا ہوا۔

۲۔ زلق (ض) زلقا: پھسلانا۔ زلق (س) زلقا و زلق (ن) زلقا: القدم: قدم پھسلنا۔

۳۔ ضمیر شان اس کا اسم یا مہملہ رانخ قول کے مطابق۔

۴۔ گویا لہا ظرفیہ مضاف مضاف الیہ ہو کر ظرف ہے اپنے جواب کا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُورَةُ الْحَاقَّةِ مَكِّيَّةٌ

الْحَاقَّةُ ۱ مَا الْحَاقَّةُ ۲ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْحَاقَّةُ ۳ كَذَبَتْ ثُمُودُ وَعَادٌ بِالْقَارِعَةِ ۴

وہونے والی چیز • کیسی کچھ ہے ہونے والی چیز • اور آپ کو کچھ خبر ہے کہ کیسی کچھ ہے ہونے والی چیز • ثمود و عاد نے اس کفر کرنے والی چیز کی تکذیب کی •

فَإِنَّمَا ثُمُودُ فَأَهْلِكُوا ۵ بِالطَّاعِثَةِ ۶ وَأَمَّا عَادُ فَأَهْلِكُوا ۷ بِرِيحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ۸

سو ثمود تو ایک زور کی آواز سے ہلاک کر دیئے گئے • اور عاد جو تھے سو وہ ایک تیز و تند ہوا سے ہلاک کئے گئے •

سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَثَمَنِيَةَ أَيَّامٍ ۹ حُسُومًا ۱۰ فَتَرَى الْقَوْمَ فِيهَا صَرْعَى ۱۱

جس کو اللہ تعالیٰ نے ان پر سات رات اور آٹھ دن متواتر مسلط کر دیا تھا، سو تو اس قوم کو اس طرح گرا ہوا دیکھتا

كَانَهُمْ أَعْجَازُ ۱۲ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ۱۳ فَهَلْ تَرَى لَهُمْ مِنْ بَاقِيَةٍ ۱۴

کہ گویا وہ گری ہوئے پھل کے تنے ہیں • سو کیا تجھ کو ان میں کا کوئی بچا ہوا نظر آتا ہے •

وَجَاءَ فِرْعَوْنُ وَمَنْ قَبْلَهُ وَالْمُؤْتَفِكْتُ ۱۵ بِالْخَاطِئَةِ ۱۶ فَعَصَوْا رَسُولَ رَبِّهِمْ ۱۷

اور فرعون نے اور اس سے پہلے لوگوں نے اور الٹی ہوئی بستیوں نے بڑے بڑے قصور کئے • سو انہوں نے اپنے رب کے رسول کا کہنا نہ مانا

فَأَخَذَهُمْ أَخْذَةً رَابِيَةً ۱۸ إِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَاءُ حَمَلْنَاكُمْ فِي الْجَارِيَةِ ۱۹ لِنَجْعَلَهَا

تو اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت سخت پکڑا • ہم نے جبکہ پانی کو طغیانی ہوئی تم کو کشتی میں سوار کیا • تاکہ ہم اس معاملہ کو

لَكُمْ تَذْكِرَةٌ ۲۰ وَتَعِيَهَا أُذُنٌ وَأَعْيَةٌ ۲۱

تمہارے لئے ایک یادگار بنا دیں اور یاد رکھنے والے کان اس کو یاد رکھیں •

ربط ماقبل سورت میں اثبات رسالت کے ساتھ کفار کی سزا کا بیان تھا، اس سورت کے اندر بھی کفار کی سزا اور مومنین

کی جزا اور قیامت کے ہولناک احوال کا ذکر ہے، نیز نافرمان قوموں عاد و ثمود وغیرہ کی ہلاکت کا بھی ذکر ہے، اور اخیر

میں قرآن کی صداقت و حقانیت پر دلیل قائم کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت و امانت کو واضح فرما دیا ہے۔

تشریح اس سورت کی ابتداء میں قیامت کے ہولناک منظر کو بیان کر کے اہم سابقہ کی ہلاکت کو بیان کیا گیا ہے۔

تفسیر ملاحظہ فرمائیں: الْحَاقَّةُ مَا الْحَاقَّةُ وہ ہونے والی چیز کیسی کچھ ہے وہ ہونے والی چیز، اور آپ کو کچھ خبر ہے کہ

کیسی کچھ ہے وہ ہونے والی چیز، مقصود اس سے قیامت کی عظمت اور اسکے ہولناک ہونے کا بیان ہے، اور یہ استفہامات

برائے تہویل ہیں (یعنی خوف زدہ کرنے کے لئے) كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِالنَّاصِرَةِ فَامَّا ثَمُودُ فَأَهْلِكُوا
بِالطَّاغِيَةِ..... قوم ثمود قوم عاد نے اس کھڑکھڑانے والی چیز یعنی قیامت کو جھٹلایا (یعنی جو لوگوں کو گھبراہٹ اور آسمان کو
انزعاج و انفطار اور زمین و پہاڑ کو ریزہ ریزہ کر کے اور ستاروں کو بے نور کر کے کھڑکھڑائے گی) تو سنو، اُن کا انجام کیا ہوا،
بہر حال قوم ثمود تو وہ زور کی آواز سے ہلاک کر دی گئی، طَّاغِيَةُ طُفْيَان سے مشتق ہے جس کے معنی حد سے نکل جانے
کے ہیں، مراد ایسی سخت آواز ہے جو تمام دنیا کی آوازوں کی حد سے باہر ہے، مطلب یہ ہے کہ جب قوم ثمود کی نافرمانی حد
سے بڑھی تو ان پر اوپر سے ایک سخت ہولناک آواز آئی جس سے ان کے دل پاش پاش ہو گئے، دوسری آیت میں ہے
فَاَخَذْنَاهُمُ الرُّجْفَةَ، پس آپکڑا ان کو زلزلہ نے، ممکن ہے اوپر سے ہولناک آواز اور نیچے سے زلزلہ آیا ہو)

وَأَمَّا عَادُ فَأَهْلِكُوا بِرِيحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ..... اور بہر حال قوم عاد تو وہ ایک ایسی ہوا کے ذریعہ ہلاک کر دی
گئی جو صرصر یعنی بہت ٹھنڈی تھی اور عاتیہ یعنی حد سے نکل جانے والی یعنی بہت تیز و تند، ترجمہ شیخ الہند میں لکھا ہے کہ وہ ہوا
اس قدر تیز و تند تھی کہ جو فرشتے ہوا کے انتظام پر مسلط ہیں وہ ان کے ہاتھوں سے نکل جاتی تھی۔ مَسْخُوها عَلَيْهِمْ مَسْبَغ
لِبَالٍ وَفَمَانِيَّةً أَيَّامٍ حُسُومًا الخ ایسی ہوا کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے ان پر سات رات اور آٹھ دن متواتر مسلط کر دیا تھا۔
سوائے مخاطب (خطاب فرضی ہے، روح المعانی) اگر تو اس وقت موجود ہوتا تو اس قوم کو اس طرح گرا ہوا دیکھتا کہ
گویا وہ گری ہوئی کھجور کے تنے پڑے ہیں، کیونکہ وہ لوگ بہت دراز قد تھے۔

تیسرا اک جھونکا نسیم لطف کا دم کے دم میں کرے ان سب کو فنا

فَهَلْ قَرَأَ لَّهُمْ مِنْ بَاقِيَةٍ..... سو کیا تجھ کو ان میں سے کوئی بچا ہوا نظر آتا ہے، یعنی ان میں سے کوئی نہیں بچا۔

قوم عاد و ثمود: عاد حضرت نوح علیہ السلام کی قوم میں ایک شخص گذرا ہے جس کا سلسلہ نسب تین واسطوں سے
نوح علیہ السلام سے جاملتا ہے، یعنی عاد بیٹا تھا عاص کا اور عاص بیٹا تھا ارم کا اور ارم بیٹا تھا سام ابن نوح علیہ السلام کا، عاد
کی نسل و اولاد بھی اسی نام سے موسوم ہوئی، اور اس کی اولاد میں دو گروہ ہوئے ایک ان کے متعبدین جن کو عاد اولیٰ کہتے
ہیں اور دوسرے متاخرین جن کو عاد آخری کہتے ہیں اسی طرح ارم کا ایک بیٹا تھا عابر اور عابر کا بیٹا تھا ثمود، پھر ثمود کے نام
سے بھی ایک قوم موسوم ہوئی گویا عاد و ثمود کا دادا ارم تھا۔ قوم عاد کی طرف حضرت ہود علیہ السلام نبی بنا کر بھیجے گئے اور قوم
ثمود کی طرف حضرت صالح علیہ السلام۔

وَجَاءَ فِرْعَوْنُ وَمَنْ قَبْلَهُ وَالْمُؤْتَفِكَاتُ بِالنَّاطِقَةِ فَعَصَوْا رَسُولَ رَبِّهِمْ فَأَخَذَهُمْ آخِذَةٌ رَابِيَةٌ.....

اور اسی طرح فرعون نے اور اس سے پہلے لوگوں نے (جن میں قوم نوح اور قوم شعیب وغیرہ آگئیں) اور مؤتفکات
بعض روایات میں ہے کہ بدھ کی مچ سے اس آندھی کا عذاب شروع ہو کر دوسرے بدھ کی شام تک رہا، اس طرح دن تو آٹھ ہو گئے اور راتیں سات
ہوئیں (معارف القرآن) جلالین میں ہے کہ اس کی ابتداء بدھ کی صبح کو ہوئی جب کہ ماہ شوال کے ختم ہونے میں آٹھ دن باقی تھے، اور یہ واقعہ موسم سردی کے
آخر میں پیش آیا۔

وہ ایسی قوم تھی کہ اکھاڑے میں یہ کہتی ہوئی اترتی تھی کہ "مَنْ اخَذَ مِنَّا لُحْمًا" ہم سے زیادہ طاقتور کون ہے، مگر ایسی بہادر قوم کا یہ حشر ہوا کہ ہوا کے
چیمبروں سے اس طرح پھاڑ کھا کر گرے گویا کھجور کے بے جان تنے ہیں۔

نے (یعنی قوم لوط کی الٹی ہوئی بستیوں نے) بڑے بڑے قصور کئے، یعنی کفر و شرک، پھر ان سکھوں نے اپنے رب کے رسول یعنی اپنے اپنے پیغمبروں کی نافرمانی کی، جس میں تکذیب قیامت بھی داخل ہے، تو اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت سخت پکڑا۔

جن میں قوم عاد و ثمود کا قصہ تو ابھی ابھی گذر چکا، اور قوم لوط اور قوم شعیب اور فرعون کی ہلاکت کا ذکر احقر نے مختصراً حاشیہ میں کر دیا، اور قوم نوح کی ہلاکت کا ذکر آگے بعض من امتنان و احسان آرہا ہے، یعنی اِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَاءُ حَمَلْنَاكُمْ فِي الْجَارِیَةِ بیشک ہم نے جب کہ (نوح علیہ السلام کے وقت میں) پانی کو طغیانی ہوئی یعنی جب زمین سے پانی ابلنے کا طوفان آیا تم کو یعنی تمہارے بزرگوں اور بڑوں کو جو مومن تھے اور ان کی نجات تمہارے وجود کا سبب ہوئی، کشتی میں سوار کر لیا اور باقی تمام نافرمان لوگوں کو غرق کر ڈالا حتیٰ کہ نوح علیہ السلام کا نافرمان بیٹا جو یہ کہنے لگا کہ مَسَاوِی اِلٰی جَبَلٍ یَّعْصَمُنِیْ مِنَ الْمَآءِ کہ میں پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ کر پناہ لے لوں گا، مجھے سفینہ نوح میں پناہ گزیں ہونے کی ضرورت نہیں، وہ بھی ہلاک ہوا۔ (قصص القرآن میں لکھا ہے کہ چالیس دن رات آسمان سے پانی برستارہا اور زمین سے پانی ابلتا رہا، اونچے اونچے درخت اور پہاڑ زیر آب ہو گئے، بس جو لوگ باذن خداوندی کشتی میں سوار تھے وہی بچے، باقی اس زمانہ کے سب کفار ہلاک کر دیئے گئے، حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ نوح علیہ السلام پر تھوڑے ہی آدمی ایمان لائے تھے یعنی صرف اُسی پھر انہیں کی نسل سے دنیا از سر نو آباد ہوئی)

لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَتَعِيَهَا اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ..... تاکہ ہم اس معاملہ کو تمہارے لئے ایک یادگار اور عبرت بنادیں، اور یاد رکھنے والے کان اس کو یاد رکھیں کہ اللہ کا ہم پر ایک زمانہ میں یہ احسان عظیم ہوا ہے، اور یاد رکھ کر سزا کے اسباب سے بچیں۔ (کان کو یاد رکھنے والا مجازاً کہہ دیا) یہ قصے تو مکذبین قیامت کے ہوئے، آگے قیامت کی ہول اور خوف کا بیان ہے۔

ضمائم کے مراجع قوله فَتَرَى الْقَوْمَ فِيهَا، ای فی الایام واللیالی: قوله حَمَلْنَاكُمْ ای حملنا آبائکم وانتم فی اضلابهم علیٰ اَنَّهُ بِتَقْدِیرِ مضاف، وقیل علی التجوز فی المنخاطبین بارادة آبائهم المحمولین بعلاقة الحلول وهو بعيد، قوله لِنَجْعَلَهَا ای الفعلة التي هی عبارة عن انجاء المومنین واغراق الکافرين.

لغات الحاقۃ: اسم فاعل واحد مؤنث، ثابت ہونے والی، مراد قیامت کا دن ہے کہ جس کا وقوع ثابت اور لازم ہے، حَقُّ الامر (ض) حَقًّا: ثابت ہونا۔ مَا اَذْرَكَ: (آپ کو کیا خبر ہے) اَذْرَى: ماضی واحد مذکر غائب از باب افعال، لفظی ترجمہ ہوگا، کیا ہے وہ شئی جس نے آپ کو خبر دی، یعنی آپ کو اس کی خبر نہیں (در اصل اَذْرَى تھا، یا متحرک ماقبل مفتوح یا کوالف سے بدل دیا)۔ ثُمَّود: بر بنائے علمیت و تانیث غیر منصرف ہے، عَادًا: منصرف ہے۔ حَتَّى:

۱۔ قوم شعیب کی ہلاکت کی تفصیل تدریس قرآن پارہ ۲۸ میں ملاحظہ فرمائیں، کہ آسمان سے سخت ہولناک جگر پاش آواز آئی اور نیچے سے زلزلہ آیا، اور فرعون دریا کے قلوب میں غرق ہو کر ہلاک ہوا، اور قوم نوح طوفان سے ہلاک ہوئی، اور قوم لوط پر آسمان سے پتھر برسائے گئے بعض آیات میں ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے اس پورے شہر کو اٹھا کر پلٹ دیا، ممکن ہے کہ پہلے پتھر آوا اور ہوا آئی ہو اور اس کے بعد پوری زمین کا تختہ الٹا گیا ہو۔

(قبیلہ) کے معنی کے اعتبار سے، اور قبیلۃ کے معنی کے اعتبار سے اس کو غیر منصرف بھی بولا جاتا ہے (اس صورت میں علیت اور تانیث دو سبب ہو گئے کیونکہ لفظ قبیلۃ مؤنث ہے، برخلاف حی کے کہ وہ مذکر ہے) مگر چونکہ عاذ ساکن الاوسط ہے اس لئے منصرف ہونے کو ہی ترجیح دی گئی ہے) القارعة: اسم فاعل واحد مؤنث، کھڑکھڑانے والی چیز (مراد قیامت ہے) قَرَعَ (ف) قَرَعًا: کھڑکھڑانا۔ الطاغیۃ: اسم فاعل واحد مؤنث، طغی (ف) (طَغْيًا وَطَغْيَانًا: حد سے بڑھنا۔) طاغیۃ یعنی صبحۃ طاغیۃ حد سے نکل جانے والی آواز (ریح: ہوا) (مؤنث سماعی ہے) دراصل رِوَح تھا، کیونکہ اس کی تصغیر رُوْحَۃ آتی ہے، واو کو کسرہ ماقبل کی بنا پر یاء سے بدل دیا، اصل کے اعتبار سے اس کی جمع اُرُوَاح، اور کسرہ ماقبل کے اعتبار سے اس کی جمع رِیَاح آتی ہے۔ صَوَّ صَوًّا: انتہائی سرد اور برقیلی ہوا، جمع صَوَّا صَوًّا۔ عابۃ: اسم فاعل واحد مؤنث، حد سے نکل جانے والی، یعنی بہت تیز و تند۔ عَتَا (ن) عَتَوُا: حد سے بڑھنا، (۲) سرکشی کرنا۔ مَسْخُوْر: ماضی واحد مذکر غائب (تفصیل، تسخیر)، مسلط و مقرر کرنا۔ مَسَّع: اسم عدد، اور مذکر اس لئے لایا گیا کیونکہ تمیز مؤنث ہے برخلاف ثمانیۃ ایام کے۔ لَیَالٍ: راتیں، واحد لَیْلَۃ (دراصل لیالیٰ تھا، یا بوجہ التقاء ساکنین حذف ہوئی، مزید تحقیق تدریس قرآن پارہ ۴ سورۃ الفجر میں) حُسُوْمًا: بمعنی متابعات یعنی پے درپے، حاسِمٌ کی جمع، حَسَمَ (ض) حَسَمًا: کام کو مسلسل کرنا۔ صَرَعُی: پھٹڑے ہوئے لوگ، زمین پر گرے ہوئے (چت) صریع کی جمع۔ بروزن فعلیل بمعنی مفعول صَرَعَ (ف) صَرَعًا: زمین پر گرانا، پچھاڑنا، اَعْجَاز: تنے یعنی جڑیں، واحد عَجَزٌ: (عَجَزٌ کے معنی جسم کے پچھلے حصہ، سرین کے آتے ہیں، درختوں کا پچھلا حصہ جڑ ہی ہے اس اعتبار سے اَعْجَازُ نَخْل کے معنی درختوں کی جڑوں کے ہیں) نَخْل اسم جنس، کھجور کے درخت (واحد نخلۃ کھجور کا ایک درخت)۔ خاویۃ: اسم فاعل واحد مؤنث، گر جانے والی، گری ہوئی، خَوِی (ض) خَوَاءٌ: گرنا (۲) خالی ہونا۔ باقیۃ: اسم فاعل واحد مؤنث، باقی رہنے والی (ای نفس باقیۃ یا جماعۃ باقیۃ) بَقِی (س) بَقَاءٌ: باقی رہنا۔ فَرَعُون: قدم مصری بادشاہوں کا لقب، بوجہ عجم و علیت غیر منصرف ہے۔

- ۱۔ ریح کا استعمال ء کے معنی میں ہوتا ہے، اور کبھی بطور استعارہ غلبہ کے لئے بھی ریح کا استعمال ہوتا ہے، قرآن میں ہے وَتَذْهَبُ رِیْحُکُمْ جَمْعُ الرِّیْحِ اَوَارِیْحٍ و اَرَامِیْحٍ ہے۔
- ۲۔ رَاغِب لکھتے ہیں کہ لفظ مصر صر من مریض سے مشتق ہے جس کے معنی باندھنے کے ہیں اس ہوا میں بھی آدمی کو جما دینے اور بوجہ ٹھنڈ اس کو گویا باندھ دینے کی صلاحیت ہوتی ہے۔
- ۳۔ مادہ مَسَخَو، مَسَخَو (ف) مَسْخُوْرًا: کسی سے جبراً کام لینا۔
- ۴۔ حَسُوْمًا کے دوسرے معنی ہیں نامبارک اور منحوس حَسَمَ (ض) حَسَمًا: کے معنی کاٹنے کے بھی ہیں، یعنی جڑ سے کاٹ دینے والی ہوا، بیان القرآن کے حاشیہ میں ہے کہ حَسُوْمًا بمعنی متابعات حَسَمَتِ الدَّابَّةُ سے ماخوذ ہے ای مِنْ حَسَمَتِ الدَّابَّةُ اِذَا تَابَعَتْ تَحْتَهَا فَهُوَ مُجَازٌ مَرْسَلٌ مِنْ اِسْتِعْمَالِ الْمَفْعُولِ فِي الْمَطْلُوقِ. (۲) حُسُوْمًا: مصدر بھی ہو سکتا ہے جیسے کَفُوْرًا وَشُكُوْرًا ترکیب میں مفعول مطلق بنے گا ای فَنَحْنُ حُسُوْمًا۔
- ۵۔ جیسے ایران کے بادشاہ کا لقب کسری، روم کے بادشاہ کا قیصر، عرب کے بادشاہ کا ملک، شاہ جہ کا نجاشی، چین کے بادشاہ کا خاقان، ہندوستان کے بادشاہ کا راجہ، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کافرعون رئیس روم تھا بعض نے کہا کہ اس کا نام مصعب یا ولید تھا۔

(۲) ہر ظالم و سرکش کا لقب، جمع فراعنہ، (حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جس فرعون کے محل میں پرورش پائی اس کا نام رَعْنِیْسِ دُوم تھا)۔ المؤتفکات: اسم فاعل جمع مؤنث، الئی ہوئی بستیاں (مراد حضرت لوط علیہ السلام کی بستیاں ہیں جن پر لوط علیہ السلام کا حکم نہ ماننے اور ظلم اور لواطت سے باز نہ آنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کی زمین کا تختہ الٹ دیا، اور اوپر سے پتھر کی بارش ہوئی) (المتعال) اِنْتَفَلَکْ اِنْتَفَاکًا: الٹ جانا۔ الخاطنة: مصدر، گناہ، قصور، خطی (س) خَطًا وَ خَطًا: گناہ کرنا، غلطی کرنا، (الخاطنة صیغہ اسم فاعل واحد مؤنث بھی ہے جیسا کہ ظاہر ہے) غَضُوا: ماضی جمع مذکر غائب۔ عَصِي (ض) عَصِيَانًا وَمَعْصِيَةً: نافرمانی کرنا۔ رَسُولٌ: پیغمبر، جمع رُسُل (رسول بمعنی مرسل ہے المعجم الوسیط) اَخَذَ: ماضی واحد مذکر غائب، اَخَذَ (ن) اَخَذًا: پکڑنا، لینا، اَخَذَهُ پکڑ، پکڑنا، مصدر مرۃ۔ رَابِیۃ اسم فاعل واحد مؤنث، بڑھنے والی، مراد سخت، زائد، رَبَا (ن) رَبُّوا وَ رَبُّوْا: بڑھنا، زائد ہونا۔ طَفَا: ماضی واحد مذکر غائب۔ طَفَى (ف) طَفِیًا وَ طَفِیَانًا: حد سے بڑھنا طَفَى المَاءُ، طَفِیَانِ آنا، پانی کا جوش مار کر حد سے باہر ہو جانا۔ حَمَلْنَا: ماضی جمع متکلم، حَمَلَ (ض) حَمَلًا: اٹھانا، مراد سوار کرنا۔ الجاریۃ: کشتی، چلنے والی، اسم فاعل واحد مؤنث، جری: (ض) جَرِیًا وَ جَرِیَانًا: جاری ہونا، جمع جاریات و جوار (کشتی چونکہ پانی کی سطح پر چلتی ہے اس لئے اس کو جاریۃ کہتے ہیں) تَذَكَّرَ: یادگار، یاد کرنے کی چیز، باب تفعلیل کا مصدر۔ قَبِی: مضارع واحد مؤنث غائب، وَعَى (ض) وَعَیًا: یاد رکھنا، اسی سے اسم فاعل واعیۃ ہے۔ اَذَّنَ: کان، جمع اَذَانٌ (مجازاً اس شخص کو بھی کہتے ہیں جو کان لگا کر سنے، اور سن کر مانے)

ترکیب الحاقۃ ما الحاقۃ..... الحاقۃ مبتدا (موصوف محذوف ہے ای القیامۃ الحاقۃ) ما اسم استنبہ

تعلیسی مبتدا ثانی، الحاقۃ خبر، مبتدا مع خبر جملہ اسمیہ خبر مبتدا اول کی، پھر جملہ متانفہ (لا محل لہا)

سوال ما الحاقۃ جملہ اسمیہ خبر ہے اور جب خبر جملہ ہو تو اس میں عائد کا ہونا ضروری ہے حالانکہ یہاں نہیں ہے۔

جواب اگر بعینہ مبتدا کو لوٹا دیا جائے تو یہ عائد کے قائم مقام ہو جاتا ہے، ضمیر کی حاجت نہیں رہتی۔

وما اَذْرَکَ ما الحاقۃ: واو حرف عطف، ما اسم استفہام مبتدا، ادری فعل، ضمیر فاعل، ای ائی شئی، اَذْرَکَ، کاف مفعول بہ اول، ما الحاقۃ حسب سابق مبتدا و خبر جملہ اسمیہ مفعول بہ ثانی۔

فعل اپنے فاعل اور مفاعیل سے مل کر خبر، مبتدا مع خبر جملہ اسمیہ انشائیہ، کَلْبَتْ ثُمُوْدُ وَ عَادٌ بِالْقَارِعَةِ:

۱۔ اعراب القرآن و صرفہ بیان میں ہے کہ مخاطبہ ہر وزن فاعلہ طبت کا صیغہ ہے ای ذات العطا جیسے تلمیذ و لابن۔

۲۔ غَضُوا در اصل غَضُوا تھا، یا متحرک ماقبل مفتوح یا کوالف سے بدل دیا، پھر الف یوجا اجتماع ساکنین حذف ہو گیا۔

۳۔ رسول اور نبی میں فرق احقر کی دوسری کتاب نجوم الخواشی شرح اصول النشائی میں ہے۔

۴۔ مضارع میں فاعلہ محذوف ہے یعنی واو، اور یہ مثل لفیف مفروق ہے۔

۵۔ اعراب القرآن لمعی الدین الدروییش میں لکھا ہے کہ ما الحاقۃ بمنز لہ مفعول بہ ثانی و ثالث کے ہے کیونکہ ادری بمعنی اعلم ہے جو تیس مفاعیل کو نصب دیتا ہے۔

بالقارعة متعلق کذبت کے باقی ترکیب ظاہر ہے۔ (جملۃ لامحل لها، استئناف بیانی تقریر احوال الحاقۃ) فَأَمَّا ثَمُودُ فَأُهْلِكُوا بِالطَّاغِيَةِ..... فا عطف تفریعیہ اما حرف شرط و تفصیل، ثمود مبتدا فا رابطہ برائے جواب اما، اُهْلِكُوا بِالطَّاغِيَةِ: جملہ فعلیہ خبر، (بالطاغیۃ متعلق اھلکوا کے) مبتدا مع خبر ماقبل کذبت پر معطوف، (أَصْلُهُ مَهْمَا يَكُنْ مِنْ أَمْرِ فَثَمُودُ أَهْلِكُوا بِالطَّاغِيَةِ). وَأَمَّا عَادُ فَأُهْلِكُوا بِرِيحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ..... ترکیب سب سابق ہو کر ماقبل فَأَمَّا ثَمُودُ الخ پر عطف (صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ دونوں صفت ریح کی) سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَثَمَانِيَةَ أَيَّامٍ حُسُومًا: (یہ جملہ فعلیہ ریح کی صفت ثالثہ بنے گا) سَخَّرَ فعل، ضمیر فاعل راجع اللہ کی طرف، ہا مفعول بہ، علیہم متعلق سَخَّرَ کے، سَبْعَ لَيَالٍ وَثَمَانِيَةَ أَيَّامٍ: معطوف و معطوف علیہ ہو کر موصوف، حُسُومًا صفت سَبْعَ لَيَالٍ وَثَمَانِيَةَ أَيَّامٍ کی، موصوف مع صفت مفعول فیہ، پھر مکمل جملہ معطوف علیہ۔ فَتَرَى الْقَوْمَ فِيهَا صَرْعَى كَانْتَهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ..... فا عطف تفریعیہ تری فعل بفاعل، القوم ذوالحال فیہا متعلق تری کے، صرعى القوم سے حال اول، کانتہا أَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ..... حال ثانی (خاویۃ صفت نخل کی) ذوالحال دونوں حالوں سے مل کر مفعول بہ، پھر مکمل جملہ معطوف علیہ معطوف (رویت بصری مراد ہے جس کے لئے ایک مفعول کافی ہے) فَلَ تَرَى لَهُمْ مِنْ بَاقِيَةٍ..... فا عطف ہل حرف استفہام، معناه النفسی ای لا تری لہم، تری فعل بفاعل، لہم متعلق تری کے، مِنْ جَارِہ زائدہ باقیۃ لفظاً مجرد، محلاً منصوب مفعول بہ تری کا، اور وہ مکمل جملہ ہو کر معطوف، تمام معطوفات مل ملا کر ریح کی صفت ثالثہ۔ وَجَاءَ فِرْعَوْنُ وَمَنْ قَبْلَهُ وَالْمُؤْتَفِكَاتُ بِالْخَاطِئَةِ..... واو استثنایہ جاء فعل فرعون معطوف علیہ واو حرف عطف مَنْ قَبْلَهُ اسم موصول اپنے صلہ سے مل کر معطوف علیہ معطوف، واو حرف عطف الْمُؤْتَفِكَاتُ معطوف، تمام معطوفات مل ملا کر فاعل، بِالْخَاطِئَةِ متعلق جاء کے، مکمل جملہ معطوف علیہ۔ فَعَصَوْا رَسُولَ رَبِّهِمْ فَأَخَذَهُمْ أَخَذَةً رَابِيَةً..... فا عطف، عَصَوْا رَسُولَ رَبِّهِمْ جملہ فعلیہ معطوف علیہ معطوف، فا عطف، أَخَذَهُمْ أَخَذَةً رَابِيَةً جملہ فعلیہ معطوف، (اخذۃ رابیۃ مفعول مطلق) تمام معطوفات مل ملا کر جملہ متانفہ۔ إِنَّا لَمَّا طَغَى الْمَاءُ حَمَلْنَاكُمْ فِي الْجَارِيَةِ..... جملہ متانفہ (لما ظرفیہ بمعنی حین مضمین معنی شرط اپنے مابعد مضاف الیہ سے مل کر ظرف اپنے جواب حملنا کا، حملناکم فی الجاریۃ خبر ان حرف مشبہ بالفعل کی) لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَتَعِيَهَا أُذُنٌ رَاعِيَةٌ..... لام تعلیلیہ اپنے مابعد مجرور سے مل کر متعلق حملنا کا۔ (ہا مفعول بہ اول لکم حال تذکرۃ سے اور وہ مفعول بہ ثانی، تبعی الخ جملہ فعلیہ معطوف نجعل پر)

الخلاصہ کَذَبْتَ ثَمُودُ وَعَادُ بِالْقَارِعَةِ فَأَمَّا ثَمُودُ..... الخ میں اجمال کے بعد تفصیل ہے اور لف و نشر مرتب ہے۔ (لف و نشر کی تعریف ص ۸۶ پر)

قوله كَانَتْهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ تشبیه مرسل فقد شَبَّهَهُمْ بِالْجَذْوَعِ لَطُولِ قَامَاتِهِمْ (یہاں وجہ شبہ کو بھی حذف کر دیا گیا ہے)

فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ نَفْخَةٌ وَاحِدَةٌ ۖ وَحُمِلَتِ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا

پھر جب صور میں یکبارگی پھونک ماری جاوے گی • اور زمین اور پہاڑ اٹھائے جائیں گے پھر دونوں ایک ہی دفعہ میں

ذِكَّةٌ وَاحِدَةٌ ۝^{١٣} فَيَوْمَئِذٍ وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ۝^{١٤} وَانْشَقَّتِ السَّمَاءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ

● تو اس روز وہ ہونے والی چیز ہو بڑے گی ● اور آسمان بھیٹ جائے گا اور وہ اس روز بالکل ریزہ ریزہ کر دیئے جائیں گے ●

وَأَمِيَّةٌ ۝ وَالْمَلِكُ عَلِيٌّ أَرْجَاهُا وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمِيَّةٌ ۝

● بودا ہوگا ● اور فرشتے اسکے کنارے رآ جائیں گے۔ اور آپ کے درویشوں کے عرش کو اس روز آٹھ فرشتے اٹھائے ہوئے ہوں گے ●

يَوْمَئِذٍ تُعَرِّضُونَ لَهَا تَخَفُ مِنْكُمْ خَافِيَةٌ ۝ (١٨) فَأَمَّا مَنْ أُوْتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ

جس روز تم پیش کئے جاؤ گے تمہاری کوئی بات پوشیدہ نہ ہوگی • پھر جس شخص کا نام اعمال اس کے دانے ہاتھ میں دیا جائے گا

فَقُولْ هَآؤُمْ اِقْرَءُوا كِتٰبَهُ ۙ اِنَّهٗ ظَنَنْتُ اَنْهٗ مُلْكٌ حَسٰبُهُ ۙ فِهٖمْ فِرَاقٌ

تو کہہ گا کہ لا مبرا نامہ اعمال نہ ہو • مبرا اعتقاد تھا کہ مجھ کو مبرا حساب پیش آنے والا ہے • غرض وہ شخص

عَشَّةً أَضَاةً^(٢١) فَمِنْ حَنَّةٍ عَالَةٍ^(٢٢) قُطُوفُهَا دَانَةٌ^(٢٣) كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنَاتًا

سند و پیش • یعنی پشتیں • ہاں • ہاں • جسکے ساتھ • جسکے ساتھ • کواں • اور • اور • کہ • کہ

بِمَا أَسْلَفْتُمْ فِي الْأَيَّامِ الْخَالِيَةِ ﴿٢٣﴾

ان اعمال کے صلہ میں جو تم نے بامید صلہ گزشتہ ایام میں کئے ہیں ●

تشریح ان آیات میں اہوالِ قیامت یعنی قیامت کی ہول اور خوف کا بیان ہے۔

تفسير ملاحظه فرمائیں: لَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ نَفْخَةٌ وَاحِدَةٌ وَحُمِلَتِ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً

أَحَدُهُ فَمِنْهُدَ قَعَتِ إِلَى الْقَعَةِ. یعنی جب صورتیں یکساں کی جھوکی جاتی ہیں تو گہرا منہ بچھو جاتی ہیں۔ (اور صورتیں)

کاشف کا کہنا ہے کہ اس وقت میں ان کے انگریزوں کے ساتھ ایک (یعنی اغنیہ) ہے۔

ہاں ہاں کوئی چیز ہے، اور اس وقت ریں اور چہار اپنا بدمعاش اٹھائے جائیں گے (یعنی اپنی میز سے ہٹا دیے جائیں گے)۔

جائیں گے، پھر دونوں ایک دوسرے میں ریزا ریزا کر دیے جائیں گے تو اس

اور اس پر جائے لی۔ (حافضہ، فارغہ، والعدہ، سب قیامت کے نام ہیں)

وہ آسمان جو آج اس قدر مضبوط و مستحکم ہے کہ لاکھوں سال گزرنے پر بھی اس میں ذرہ سا شکاف نہیں پڑا وہ اس روز بوجہ بودا اور کمزور ہونے کے پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا،

وَالْمَلِکَ عَلٰی اَرْجَائِهَا: اور فرشتے (یعنی جنس ملک) جو آسمان میں پھیلے ہوئے ہیں جس وقت وہ پھٹنا شروع ہوگا، اس کے کناروں پر آجائیں گے، اس سے ظاہر ایہ معلوم ہوتا ہے کہ آسمان بیچ سے پھٹ کر چاروں طرف سننا شروع ہوگا، اس لئے فرشتے بھی بیچ میں سے کناروں پر آ رہیں گے، پھر آیت فَصَعِقَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰهُ کے مطابق ان فرشتوں پر بھی موت مسلط ہو جائے گی، یہ سب واقعات نوحہ اولیٰ کے وقت کے ہیں جس کو نوحہ صغیر بھی کہا جاتا ہے۔

وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ یَوْمَئِذٍ ثَمَانِیۃٌ: یہاں سے نوحہ ثانیہ کے وقت کے واقعات ہیں (اس کو نوحہ بعث بھی کہتے ہیں) فرماتے ہیں کہ آپ کے پروردگار کے عرش کو اس روز آٹھ فرشتے اٹھائے ہوئے ہوں گے۔

حدیث میں ہے کہ اب عرش کو چار فرشتے اٹھائے ہوئے ہیں، اور قیامت کے دن آٹھ فرشتے اٹھائیں گے، اور اس کو اٹھا کر میدان قیامت میں لائیں گے اور حساب شروع ہوگا جس کا بیان یہ ہے کہ یَوْمَئِذٍ تُعْرَضُونَ لَا تَخْفٰی مِنْکُمْ خَافِیۃٌ فَاَمَّا مَنْ اَوْقَعَ: جس روز تم خدا کے روبرو حساب کے لئے پیش کئے جاؤ گے، اور تمہاری کوئی بات اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ نہ ہوگی، بلکہ سب نیکی و بدی منظر عام پر آ جائے گی، پھر نامہ اعمال اڑا کر ہاتھ میں دے جائیں گے تو جس شخص کا نامہ اعمال اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا، تو وہ خوشی کے مارے آس پاس والوں سے کہے گا، کہ لو میرا نامہ اعمال پڑھو! (اعمال نامہ سے مراد وہ صحیفے ہیں جن میں اس کے اچھے برے اعمال دنیا کے اندر ملائکہ لکھا کرتے تھے)

اِنِّیْ ظَنَنْتُ اَنِّیْ مُلَاقِیْ حِسَابِیْہ: میں نے اعتقاد رکھا تھا کہ میں اپنے حساب (کے وقت) پر پہنچنے والا ہوں، یعنی میں دنیا میں رہتے ہوئے قیامت اور حساب کا معتقد تھا مطلب یہ ہے کہ میں ایمان اور تصدیق رکھتا تھا۔ خدا تعالیٰ نے اس کی برکت سے آج مجھ کو نوازا۔

۱۔ اِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰهُ سے پہلے چلا کہ بعض ملائکہ قہار سے مشغول رہیں گے، بعض نے کہا کہ ممکن ہے نوحہ ثانیہ پر ملائکہ کو دوبارہ زندہ کر دیا جائے۔ ”نوحہ نزع نوحہ صغیر دونوں ایک ہی نوحہ ہے۔

۲۔ نفع صور میں علماء کا اختلاف ہے، بعض کہتے ہیں کہ صورتیں مرتبہ پھونکا جائے گا، کیونکہ بعض روایات میں نوحہ صغیر اور نوحہ بعث سے پہلے ایک تیسرے نوحہ کا بھی ذکر ہے جس کا نام نوحہ نزع ہے یعنی نوحہ نزع سے سب گھر جائیں گے۔ پھر نوحہ صغیر سے اولاد لوگ بے ہوش ہو جائیں گے پھر مر جائیں گے۔ پھر نوحہ بعث سے سب زندہ ہو جائیں گے، مگر مجموعہ روایات و نصوص میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسی کو ابتداء میں نوحہ نزع کہا گیا ہے، اور اختتام میں نوحہ صغیر ہو جائے گا۔ (مظہری) لہذا اس اعتبار سے نوحہ صغیر مرتبہ ہونا ثابت ہو گیا، اور اکثر علماء کی تحقیق یہی ہے، حزیہ تحقیق تدریس قرآن قال فی حکم ص ۲۹ پر۔

۳۔ بعض نے کہا ثمانیۃ صغیر من الملائکہ لا یعلم عددهم الا اللّٰہ و قبل ثمانیۃ اَلا ف۔ رہا یہ معاملہ کہ عرش زمین کیا چیز ہے اور اس کی حقیقی شکل و صورت کیا ہے اور فرشتے اس کو کس طرح اٹھائیں گے یہ سب چیزیں وہ ہیں کہ نہ عقل انسانی ان کا احاطہ کر سکتی ہے اور نہ ان مباحث میں پڑنے کی اجازت ہے، بلکہ اس پر ایمان رکھا جائے کہ اس سے اللہ جل شانہ کی جو مراد چاہے وہ برحق ہے

۴۔ قولہ ظننت اہی غلبت ذلك كما قاله الاكثرون بناء على ان الظاهر من حال المؤمن تيقن امور الآخرة كالحساب فالمنقول عنه ينبغي ان يكون كذلك لكن الامور النظرية لكون تفاصيلها لا تخلو عن تردد مافي بعضها معال يفتوت اليقين فيه كسهولة الحساب وشدة مفلا عبر عن العلم بالظن مجازاً للاشعار بذلك (روح المعاني)

فَهُوَ لِي عَيْشَةٍ رَاضِيَةٍ، اُنْى مَرْضِيَّةٌ. غرض وہ شخص پسندیدہ عیش یعنی بہشت بریں (اونچے باغات) میں ہوگا، جس کے میوے جھکے ہوئے ہوں گے، کہ کھڑے بیٹھے لیئے ہر حالت میں چنے جاسکتے ہیں، اور حکم ہوگا کہ کھاؤ اور پیو مزے کے ساتھ ان اعمال کے صلہ میں جو تم نے گزشتہ ایام میں یعنی دنیا میں کئے ہیں، (یعنی دنیا میں اللہ کے لئے خواہشات نفس کو روکا اور ہامید صلہ اعمال حسنہ کئے) (یا ارحم الراحمین مجھ حقیر اور جملہ ناظرین کو بھی اپنی ان بے کراں نعمتوں سے محض اپنے لطف و کرم سے بلا استحقاق مشرف فرماتا۔ آمین یا رب العالمین؛

ضمان کے مواقع قولہ فوقہم، فوق الملائکۃ الذین علی الأرجاء المدلول علیہم بالملک، وقیل الضمیر يعودُ الی الملائکۃ الحاملین اُنْی یَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّکَ فوق ظُہُورِہم اَوْ رُؤُوسِہم. وقیل الضمیرُ یُرجِعُ الی الثمانیۃ لتقدمہا فی المرتبۃ. قولہ کلوا واشربوا. یہاں جمع کی ضمیر ہے جب کہ اس سے پہلی آیت فہو فی عیشۃ راضیۃ میں واحد کی ضمیر ہے۔ فکیف التوفیق والتطبیق؟ الجواب: فہو فی عیشۃ راضیۃ میں ضمیر واحد میں معنی عموم ہے، اس معنی عموم کا اعتبار کر کے کلوا واشربوا میں جمع کی ضمیر لائی گئی۔ (روح المعانی) قولہ حسابیہ، مالیہ، سلطانیہ، کتابیہ میں سکتہ کی ہا ہے۔ (ہائے سکتہ کی تعریف صفحہ ۹ پر)

لغات نَفَخَ: ماضی مجہول واحد مذکر غائب، نَفَخَ (ن) نَفَخًا: پھوک مارنا، صُودَ: ترتبی ہیئت کی مُجَوِّف شئی جس میں حضرت اسرائیل پھونک ماریں گے، صور کو اردو میں زنگٹھا کہتے ہیں، جمع اَصْوَارٌ. نَفَخَ: باب مذکور سے مصدر مرۃ، ایک بار پھونک مارنا۔ واحدة: اسم فاعل واحد مؤنث، ایک، اکیلی، وَحَدَ (ض) وَحَدًا، وَجَدَ: اکیلا ہونا، ایک ہونا، دُكِّنَا ماضی مجہول ثنویہ مذکر غائب۔ دُكِّنَا: (ن) دُكِّنَا: کوٹنا، ریزہ ریزہ کرنا، دُكِّنَا: مصدر مرۃ، ایک دم ریزہ ریزہ کرنا۔ واهیۃ: اسم فاعل واحد مؤنث، بودا، کمزور، وہی بھی (ض، س) وَهِيًا: کمزور ہونا، اَرْجَاءَ: کنارے واحد رَجَاء (در اصل اَرْجَاءَ تھا، الف ساکنہ کے بعد واو کنارہ میں واقع ہوا اس لئے ہمزہ سے بدل گیا) عَرْشُ: (عرش اللہ) بشر کو بجز نام کے اس کی کچھ حقیقت معلوم نہیں اور عوام کے اوہام اس بارے میں جس طرف جاتے ہیں وہ صحیح نہیں۔ عَرْشُ العَرْشِ: (ن) تحت بنانا۔ (مزید تفصیل تذریس قرآن پارہ عم سورۃ التکویر میں) تَعْرِضُونَ: مضارع مجہول جمع مذکر حاضر، تم پیش کئے جاؤ گے، عَرَضَ الشَّیْءُ (ض) عَرَضًا: پیش کرنا (عَرَضَ الشَّیْءُ پیش ہونا، لازم و متعدی دونوں آتا ہے) لَا تَخْفَى: مضارع واحد مؤنث غائب، خَفِيَ (س) خَفَاءً وَخُفْيَةً: پوشیدہ ہونا، اسی سے خافیۃ اسم فاعل واحد مؤنث ہے، پوشیدہ ہونے والی اُوتی: ماضی مجہول واحد مذکر غائب، (افعال) اُتِیَ ابتداء: دینا، یمین: داہنا ہاتھ، جمع اَیْمَنَ وَایْمَانٌ. هَاوَمَ: اسم فعل بمعنی خُذُوا، لو، پکڑو، ملاق: اسم فاعل واحد مذکر، در اصل ملاقی تھا (مفاعلت) بمعنی پہنچنے والا۔ حسابیہ: (میرا حساب) آخر میں ہا برائے سکتہ ہے یعنی برائے وقف تاکہ یا ضمیر کے فتح کی حفاظت ہو، اور یاء کا فتح خوب ظاہر ہو جائے اسی طرح کتابیہ ہے۔ حَسَبَ (ن)

۱۔ دوسرا معنی ہے ملاقات کرنا، مادہ لَفَّی ہے لَفَّی (س) لَفَّاءً وَبَلَفَّاءً: پانا، ملنا، ملاق سے یا ہوجانا، سائنین مگرئی۔

حَسَابًا وَحُسْبَانًا: حساب کرنا، شمار کرنا۔ (باب مع و حسب و کرم سے دوسرے معنی آتے ہیں) عیشۃ راضیہ: دیکھئے تدریس قرآن پارہ ۴ عم سورۃ القارعة میں، قَطُوف: میوے، واحد قِطْف۔ ذَانِيَةٌ: اسم فاعل واحد مؤنث، ذَنًا (ن) دُنُوًا: نزدیک آنا، اشر ہووا: امر جمع مذکر حاضر، شَرِبَ (س) شَرِبًا: پینا۔ هَبِيئًا: صفت مشبہ، مزہ لینے والا، هَنِي الطعام (س) هَنًا وَهَنًا: کھانے سے لطف اٹھانا۔ اَسْلَفْتُمْ: ماضی جمع مذکر حاضر، (افعال) قرض دینا، سپرد کرنا، آگے بھیجنا، الخالیہ: اسم فاعل واحد مؤنث خلا (ن) خُلُوًا: خالی ہونا، گذرنا (خالیہ بمعنی گذرنے والی، مراد گذشتہ یعنی گذرے ہوئے)

ترکیب فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ نَفْخَةٌ وَاحِدَةٌ..... فَاِحتِیَافِیۃ اِذَا ظرفیہ مضاف مضمّن بمعنی شرط، نُفِخَ فعل مجهول فی الصور متعلق نُفِخَ کے، نفخۃ واحدہ موصوف مع صفت نائب فاعل، نُفِخَ النخ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و حملت الارض والجبال جملہ فعلیہ معطوف علیہ معطوف (حالت جری میں) فا عاطفہ ذکنا ذکۃ واحدہ..... جملہ فعلیہ معطوف، تمام معطوفات مل ملا کر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر ظرف ہے اپنے مابعد جواب و جزاء وقعت کا۔ فِیَوْمَئِذٍ وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ..... فا رابطہ یوم ظرف ہے، جو مضاف ہے اپنے ہی مثل یعنی ظرف کی طرف جو کہ اِذَا ہے، اور اِذَا کی تین جملہ محذوفہ کے عوض میں ہے ای یَوْمَ اِذَا نُفِخَ فِی الصُّورِ وَحُمِلَتِ الْاَرْضُ النخ الغرض یومئذ ظرف ہے وَقَعَتِ کا۔ وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ جملہ فعلیہ معطوف علیہ و انشَقَّتِ السَّمَاءُ..... معطوف علیہ معطوف، فہی یومئذ و اھیۃ معطوف علیہ معطوف (یومئذ ظرف و اھیۃ کا اور وہ خبر ہی کی) والمملک علی ارجائها..... مبتدا و خبر ہو کر معطوف علیہ معطوف، و یحمل عرش ربک فوقہم یومئذ ثمانیۃ..... جملہ فعلیہ معطوف (عرش ربک مفعول بہ فوقہم ظرف، مستقر ہو کر عرش سے حال ای حال کونہ فوق الملائکۃ، یومئذ ظرف، ثمانیۃ فاعل) تمام معطوفات مل ملا کر جواب شرط، اور پھر جملہ مستانفہ، یومئذ تعرضون لاتخفی منکم خالیۃ..... یومئذ ظرف تعرضون کا، تعرضون فعل بفاعل، لاتخفی منکم خالیۃ جملہ منفیہ حال از ضمیر تعرضون، (منکم متعلق محذوف کے ہو کر خالیۃ سے حال لَآئِنَّ کان فی الاصل صفة لخالیۃ) الغرض یومئذ تعرضون النخ جملہ مستانفہ بیانہ ہے۔ فَاَمَّا مَنْ اُوتِیَ کِتَابَہٗ بَیْمِیْنِہٖ فِیَقُولُ هَٰؤُمَ اَقْرَؤْا کِتَابَہٗ..... فا احتیافیۃ۔ اَمَّا حرف شرط و تفصیل من اسم موصول، اُوتِیَ کِتَابَہٗ بَیْمِیْنِہٖ جملہ فعلیہ صلہ (کتابہ مفعول بہ ثانی) اور مفعول بہ اول ضمیر ہے جو نائب فاعل ہے، اسم موصول مع صلہ مبتدا، فا رابطہ برائے جواب اَمَّا، یقول ہاؤم اقرؤا کتابہ جملہ فعلیہ خبر، (ہاؤم اسم فعل بمعنی خذوا مبدل منہ اقرؤا کتابہ بدل، مبدل منہ مع بدل مقولہ)

۱۔ یومئذ: کو اِذَا نُفِخَ سے بدل کرنا بھی صحیح ہے۔ ۲۔ یا جواب شرط سے بدل

۳۔ تفسیر مظہری میں فا کو عاطفہ کہا ہے اور عطف تعرضون پر۔

۴۔ یا اقرؤا کتابہ جملہ مستانفہ بیانہ (لاکمل لہا) اور کتابہ میں ہاؤم اور اقرؤا نے قانع کیا، کمال دوسرے کو دیا گیا ہے قرب۔

مبتدا مع خبر جملہ مستانفہ۔ اِنِّی ظَنَنْتُ اَنِّی مُلَاقٍ حِسَابِیہ..... اِنِّی حرف مشبہ بالفعل مع اسم، ظَنَنْتُ فعل بفاعل اِنِّی ملایح حسابیہ جملہ اسمیہ بتاویل مصدر ظَنَنْتُ کے لئے دو مفعولوں کے قائم مقام اور وہ خبر اِنِّی (حسابیہ مفعول بہ ملایح کا) الغرض اِنِّی ظَنَنْتُ کمال جملہ ماقبل قول کے تحت واقع ہے، فَهُوَ لَی عِشَّةً رَاضِیَّةً..... فا یتینانیہ ہو مبتدا، فی عِشَّةً رَاضِیَّةً متعلق ہو کر خبر، لَی جَنَّةً عَالِیَّةً قَطُوفُهَا دَانِیَّةً..... فی جارہ جنة موصوف عَالِیَّة صفت اول قَطُوفُهَا دَانِیَّة مبتدا خبر جملہ اسمیہ صفت ثانی، موصوف اپنی دونوں صفتوں سے مل کر مجرور، جار مجرور بدل عِشَّةً رَاضِیَّةً سے الغرض مبتدا مع خبر جملہ مستانفہ۔ کُلُّوْا وَاشْرَبُوْا هٰیثُمَا بَمَا اَسْلَفْتُمْ لَی الْاِیَّامِ الْخَالِیَةِ..... کُلُّوْا وَاشْرَبُوْا معطوف ومعطوف علیہ هٰیثُمَا حال از ضمیر کُلُّوْا وَاشْرَبُوْا، ای مُتَهَنِّئِیْنَ، بَمَا اَسْلَفْتُمْ الْخ متعلق کُلُّوْا وَاشْرَبُوْا کے، (بَمَا اَسْلَفْتُمْ میں ما موصولہ یا مصدریہ) الغرض کُلُّوْا وَاشْرَبُوْا الْخ مقولہ ہے یُقَال لَہُمْ فعل محذوف کا۔

اجراء قولہ اَرْجَاءَ یہ جمع تکسیر ہے، طلبہ عزیز جمع تکسیر و جمع صحیح نیز جمع، اسم جمع، شبہ جمع، جمع اعتباری، جمع الجمع، جمع من غیر لفظہ گویا تمام قسموں کا اجراء کریں، اور اس کی تمام تر تفصیل قواعد الصرف میں ہے۔

وَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِشِمَالِهِ ۖ فَيَقُولُ يَلَيْتَنِي لَمْ أُوتَ كِتَابِيهِ ۚ
اور جس کا نامہ اعمال اس کے بائیں ہاتھ میں دیا جاویگا۔ سو وہ کہے گا کیا اچھا ہوتا کہ مجھ کو میرا نامہ اعمال ہی نہ ملتا۔
وَلَمْ أَذِرْ مَا حِسَابِيهِ ۚ يَلَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ ۚ مَا أَغْنَىٰ عَنِّي مَالِيهِ ۚ
اور مجھ کو یہ ہی خبر نہ ہوئی کہ میرا حساب کیا ہے۔ کیا اچھا ہوتا کہ موت ہی خاتمہ کر چکتی۔ میرا مال میرے کچھ کام نہ آیا۔
هَلْكَ عَنِّي سُلْطَانِيهِ ۚ خُذُوهُ فَغُلُّوهُ ۚ ثُمَّ الْجَحِيمَ صَلُّوهُ ۚ ثُمَّ فِي
میرا جاہ مجھ سے گیا گزرا۔ اس شخص کو پکڑو اور اس کو طوق پہنا دو۔ پھر دوزخ میں اس کو داخل کرو۔ پھر ایک ایسی
سلسلہ ذُرْعُهَا سَبْعُونَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوهُ ۚ إِنَّهُ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ
زنجیر میں جس کی پیمائش ستر گز ہے اس کو جکڑ دو۔ یہ شخص خدائے بزرگ پر ایمان
الْعَظِيمِ ۚ وَلَا يَحْضُرُ عَلَىٰ طَعَامِ الْمِسْكِينِ ۚ فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هُنَا حَمِيمٌ ۚ
نہ رکھتا تھا۔ اور غریب آدمی کے کھانے کی ترغیب نہ دیتا تھا۔ سو آج اس شخص کا نہ کوئی دوستدار ہے۔
وَلَا طَعَامٌ إِلَّا مِنْ غِسْلِينٍ ۚ لَا يَأْكُلُهُ إِلَّا الْخَاطِئُونَ ۚ
اور نہ اس کو کوئی کھانے کی چیز نصیب ہے بجز زخموں کے دھوون کے۔ جس کو بجز بڑے گنہگاروں کے کوئی نہ کھاویگا۔

تشریح وَأَمَّا مَنْ أُوْتِيَ كِتَابَهُ بِشِمَالِهِ فَيَقُولُ فَلَيْتَنِي لَمْ أُوتَ كِتَابِيَةَ الْخ: اور جس کا نامہ اعمال اس کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا سو وہ نہایت حسرت سے کہے گا کہ کیا اچھا ہوتا کہ مجھ کو میرا نامہ اعمال ہی نہ ملتا، اور مجھ کو یہ بھی خبر نہ ہوتی کہ میرا حساب کیا ہے، کیا اچھا ہوتا کہ پہلی موت ہی خاتمہ کر چکی ہوتی، اور دوبارہ زندہ نہ ہوتے جس پر حساب کتاب مرتب ہوا، (ہائے افسوس) حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ کافر کا بایاں ہاتھ موڑ کر پشت کے پیچھے کر کے اعمال نامہ دیا جائے گا، بعض نے موڑنے کی یہ شکل بیان کی کہ کافر کے سینہ میں سوراخ کر کے اس کا بایاں ہاتھ اس کے اندر کو نکال کر پشت کے پیچھے باندھ دیا جائے گا۔

مَا أَغْنَىٰ عَنِّي مَالِيَةَ هَلَكْتُ عَنْيَ مُلْطَائِيَةَ: میرا مال میرے کچھ کام نہ آیا، میرا جاہ بھی مجھ سے گیا گذرا، یعنی دنیا کے اندر مجھ کو دوسرے لوگوں پر جو بڑائی اور غلبہ حاصل تھا، آج وہ مال و دولت اور عز و جاہ سب بے سود ٹھہرے۔
خُذُوهُ فَغُلُّوهُ الْخ: ایسے شخص کے لئے فرشتوں کو حکم ہوگا کہ اس شخص کو پکڑو، اور اس کے گلے میں طوق پہنا دو پھر دوزخ میں اس کو داخل کر دو، پھر ایک ایسی زنجیر میں جس کی لمبائی ستر گز ہے اس کو جکڑ دو تا کہ جلنے کی حالت میں ذرا بھی حرکت نہ کر سکے، (اور رہی گز کی مقدار تو وہ خدا کو معلوم ہے کیونکہ یہ گز وہاں کا ہوگا)

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ زنجیر اس کی دہریں داخل کر کے اس کے منہ میں سے نکالی جائے گی جیسے موتی یا تسبیح کے دانے پروئے جاتے ہیں اور اس کے بعد اس کو آگ میں بھونا جائے گا، دوسری روایت میں اس طرح تشریح کی گئی ہے کہ زنجیر دہریں داخل کر کے ناک سے نکالی جائے گی۔ (مظہریؒ)

إِنَّهُ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ الْعَظِيمِ: مذکورہ عذاب کی وجہ یہ ہے کہ یہ شخص خداؑ بزرگ پر ایمان نہ رکھتا تھا (یعنی جیسا ایمان حسب تعلیم انبیاء ضروری تھا)۔ وَلَا يَحْضُ عَلَىٰ طَعَامِ الْمَسْكِينِ: اور وہ خود تو کسی غریب کو کیا دیتا دوسروں کو بھی ترغیب نہ دیتا تھا کہ وہ غریبوں کو کھلائے (یعنی اس نے نہ اللہ کو جانا اور نہ بندوں کے حقوق پہچانے)۔
فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هَاهُنَا حَمِيمٌ وَلَا طَعَامٌ إِلَّا مِنْ غَسْلِينَ لَا يَأْكُلُهُ إِلَّا الْخَاطِئُونَ: سو آج اس کا نہ کوئی دوست دار ہے جو اس کی حمایت کر سکے، اور نہ اس کو کھانے کی کوئی چیز نصیب ہے سوائے غسلین کے یعنی جہنمیوں کے زخموں کے دھوون لہو و پیپ کے، (مرغوب اور لذیذ کھانوں کی نفی مقصود ہے ورنہ غسلین کے علاوہ زقوم یعنی تھوہر کا درخت بھی ان کا کھانا ہوگا جو دوسری آیات سے ثابت ہے) جس کو سوائے بڑے گناہگاروں کے کوئی نہ کھائے گا (حضرت ابوسعیدؓ کی روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر غسلین کا ایک ڈول دنیا میں ڈال دیا جائے تو ساری دنیا سڑ جائے اور بدبودار ہو جائے) (أَعْلَنَّا يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ مِنْ مَسَائِرِ أَنْوَاعِ الْعَذَابِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ بِلُطْفِهِ وَكَرَمِهِ)

۱۔ قَوْلُهُ خُذُوهُ فَغُلُّوهُ الْخ: یہ حکم فرشتوں کو ہوگا، لیکن الفاظ آیت میں اس کا ذکر نہیں کہ کون پکڑے اسی لئے بعض روایات میں ہے کہ جب یہ حکم ہوگا تو ہر درود پورا اور ہر چیز صحیح و درمیان بردار لوگوں کی طرح اس کے پکڑنے کو دوڑے گی، دوسری بات یہ ہے کہ عبد اللہ بن سہارکؒ نے کعب کا قول نقل کیا ہے کہ اس زنجیر کی ایک کڑی دنیا کے سارے لوہے کے برابر ہوگی، محمد ابن المنکدرؒ کا قول ہے کہ اگر دنیا کا تمام گندھتہ اور آئندہ کالو ہا جمع کیا جائے تو جہنم کی زنجیر کی ایک کڑی کے برابر نہیں ہوگا۔ (مظہریؒ)

لغات شمال: بایں ہاتھ، جمع أَشْمَلُ وَشُمْلُ، لم أَوْتَ نفی جہد بلم در فعل مستقبل مجهول واحد متکلم (افعال) دینا، لم أَذِرْ نفی جہد بلم واحد متکلم، درى (ض) ذَرِيًّا وَذِرَايَةً: جاننا، القاضية: اسم فاعل واحد مؤنث، ختم کردینے والی، یعنی ایسی موت جس کے بعد زندگی نہ ہو بس کام تمام ہو جائے۔ قَضَى عَلَى الشَّيْءِ (ض) قَضِيًّا وَقَضَاءً: ختم کرنا، فنا کرنا۔ ما أَغْنَى: ماضی واحد مذکر غائب (افعال) أَغْنَى إِغْنَاءً: کافی ہونا، کام دینا، بے پرواہ کرنا (غْنَى (س) غْنَى وَغْنَاءً: بے نیاز ہونا)۔ هَلَكَ ماضی واحد مذکر غائب (جائزہ ہا، گیا گذرا) هَلَكَ (ن) هَلَاكًا: فنا ہونا، ختم ہونا، سلطان زور، قوت، غلبہ و حکومت۔ خَلَدُوا: امر جمع مذکر حاضر، أَخَذَ (ن) أَخَذًا: پکڑنا۔ غَلَوَا امر جمع مذکر حاضر، غَلَّ (ن) غَلًا: ہاتھ میں پھکڑی یا گلے میں طوق ڈالنا۔ صَلُّوا: امر جمع مذکر حاضر، (اصطلاح) صَلَّوْا (تفعلیل) صَلَاةُ النَّارِ تَصْلِيَّةً: آگ میں ڈالنا، (مادہ ص، ل، ی، صلی (س) صَلَّى وَصَلِيًّا: آگ میں داخل ہونا، آگ میں جلنا) سِلْسِلَةٌ زَنْجِيرٌ، جمع سلاسل، ذرع اسم بمعنی ٹاپ، پپائش (۲) طول (در اصل مصدر ہے ذَرَعَ (ف) ذَرَعًا: ٹاپنا، بمعنی ٹاپ و پپائش حاصل مصدر) ذراع: گز، ہاتھ یعنی کہنی سے لے کر پچ کی انگلی کے سرے تک، جمع أَذْرُعٌ۔ اسْلُكُوا امر جمع مذکر حاضر، سَلَكَ (ن) سَلُوكًا: داخل کرنا، پکڑنا، لَا يَخْصُضُ مضارع واحد مذکر غائب، خَضَّ (ن) خَضًّا: ابھارنا، ترغیب دینا۔ طَعَامٌ: یہاں طعام اسم مصدر ہے، از أَطْعَمَ، بمعنی اِطْعَام، کھلانا جیسے عَطَاءٌ بمعنی إِعْطَاءٌ (اعراب القرآن و صرفہ و بیانہ) مِسْكِينٌ: گزر چکا۔ حَمِيمٌ: دوست، جمع أَحْمَاءٌ (دوسرا معنی گرم پانی اس کی جمع حَمَائِمٌ) غَسَلِينَ: دوزخیوں کا پیپ بالفاظ دیگر دھوون۔ (دوزخ کے ایک درخت کا نام بھی ہے۔ راغب) الْخَاطِئُونَ: گناہگار لوگ، خَطِيئٌ (س) خَطَاً وَخَطَأً: گناہ کرنا، غلطی کرنا۔

ترکیب وَأَمَّا مَنْ أَوْتِي كِتَابَهُ بِشِمَالِهِ فَيَقُولُ يَلَيْتَنِي لَمْ أَوْتَ كِتَابِيهِ..... ترکیب حسب سابق ہے، (یا حرف تنبیہ، لم أَوْتَ كِتَابِيهِ لیت حرف مشبہ بالفعل کی خبر) ولم أَذِرْ ما حسابیہ..... لم أَوْتَ پر معطوف (ما اسم استفہام مبتدا حسابیہ خبر، اور ہا برائے سکتے، مبتدا و خبر لم أَذِرْ کے لئے دو مفعولوں کے قائم مقام) يَلَيْتَهَا كَتَبْتُ الْقَاضِيَةَ..... یا حرف تنبیہ لیت حرف مشبہ بالفعل ہا اس کا اسم، (مرجع الموتۃ الاولی باعتبار مفہوم کے) كَانَتْ الْقَاضِيَةُ جملہ فعلیہ ہو کر لیت کی خبر، حرف مشبہ بالفعل مع اسم و خبر ماقبل یقول کے تحت، مَا أَغْنَى عَنِّي مَالِيہ..... ما أَغْنَى فعل منفی عنی جار مجرور متعلق، مَالِیہ مرکب اضافی فاعل اور ہا برائے سکتے، پھر جملہ مستانفہ بیانہ یا تعلیلیہ)

۱۔ دوسرے معنی ہیں فیصلہ کرنا، اور بھی بہت سارے معانی ہیں مگر طلبہ عزیز کی سہولت کے پیش نظر ہر جگہ اختصار کو ملحوظ رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔

۲۔ جب سلطان کے معنی حجت و قوت ہو تو اس کی جمع نہیں آتی، دوسرے معنی ہیں بادشاہ جمع سلاطین۔

۳۔ دھوون ای اسم لما یجری من الجراح اذا غسلت۔

۴۔ ہا کے بارے میں دوسرا قول یہ ہے کہ یا حرف مذکور اور متادی محذوف مثلاً یا قوم وغیرہ۔

۵۔ قولہ ما أَغْنَى عَنِّي مَالِیہ: مَالِیہ میں ما اسم موصول اور لی جار مجرور متعلق محذوف کے ہو کر صلہ بھی مان سکتے ہیں۔

هَلْكَ عَنِّي سُلْطَانِيَّةٌ ما اعنی کی طرح، خَذُوْهُ فَعْلُوْهُ ثُمَّ الْجَحِيْمُ صَلُوْهُ سب معطوف
 و معطوف علیہ (الْجَحِيْمُ مفعول بہ ثانی مقدم) ثُمَّ فِی سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُونَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ ثُمَّ حَرْفٌ عَطْفٌ
 اس کے بعد فعل محذوف یعنی زیدوا فی عذابہ (اعراب القرآن و صرف و بیانہ) فی حرف جر سلسلۂ موصوف
 ذَرْعُهَا سَبْعُونَ ذِرَاعًا مبتدا و خبر جملہ اسمیہ صفت، موصوف مع صفت مجرور، پھر متعلق اسلکوا مؤخر کے، اور اس کا
 عطف زیدوا پر اور اس کا ماقبل پر، تمام معطوفات مل ملا کر یعنی خذوه فاعلوه و غیرہ مقولہ یُقَالُ محذوف گا۔ اِنَّهٗ كَانَ
 لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ ترکیب آسان ہے، جملہ تعلیلیہ۔ وَلَا يَخْضُ عَلَى طَعَامِ الْمَسْكِيْنِ ماقبل لا
 یؤمن پر معطوف، (محل نصب میں) فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هُنَا حَمِيْمٌ: فَافْصِيْحْهُ اِیْ اِنَّ كَانَتْ هَذِهِ اَحْوَالُهُ فِی
 الدُّنْيَا فَلَيْسَ لَهُ الْخَلِیْسُ لَعَلَّ نَاقِصٌ لَهُ ثَابِتًا كَيْفَ مَتَّقٍ هُوَ كَرَبْرَبٍ مَقْدَمِ الْيَوْمِ اور هُنَا دُونِیْ طَرَفِ مَسْتَقَرِّ هُوَ
 حَمِيْمٌ سے حال اور وہ اسم مؤخر، لیس فعل ناقص مع اسم و خبر جزآ۔ وَلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غَسْلِيْنٍ لَا يَأْكُلُهُ اِلَّا
 الْخَاطِئُوْنَ وار عاطفہ، لا زائدہ، برائے تاکید نفی، طَعَامٌ موصوف، الا اداة حصر من جارہ، غَسْلِيْنِ
 موصوف لا یاکلہ الا الْخَاطِئُوْنَ صفت، (الا اداة حصر) موصوف مع صفت مجرور، جار مجرور متعلق کائن کے ہو کر
 صفت طَعَامِ کی، اور طَعَامٌ کا عطف حَمِيْمٌ پر۔

فَلَا أُقْسِمُ بِمَا تُبْصَرُونَ ﴿١٨﴾ وَمَا لَا تُبْصَرُونَ ﴿١٩﴾ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ﴿٢٠﴾
پھر میں قسم کھاتا ہوں ان چیزوں کی بھی جن کو تم دیکھتے ہو • اور ان چیزوں کی بھی جن کو تم دیکھتے نہیں • کہ یہ قرآن کلام ہے ایک معزز فرشتہ کا لایا ہوا •
وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُونَ ﴿٢١﴾ وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ ﴿٢٢﴾
اور یہ کسی شاعر کا کلام نہیں ہے، تم بہت کم ایمان لاتے ہو • اور نہ یہ کسی کاهن کا کلام ہے
قَلِيْلًا مَّا تَذْكُرُونَ ﴿٢٣﴾ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٢٤﴾ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا
تم بہت کم بکھتے ہو • رب العالمین کی طرف سے بھیجا ہوا ہے • اور اگر یہ ہمارے ذمہ
بَعْضُ الْاَقَاوِيْلِ ﴿٢٥﴾ لَا خَذَنَّا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ﴿٢٦﴾ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ﴿٢٧﴾
کچھ باتیں لگا دیتے • تو ہم ان کا داہنا ہاتھ پڑتے • پھر ہم ان کی رگ دل کاٹ ڈالتے •
فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِيْنَ ﴿٢٨﴾ وَاِنَّهٗ لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿٢٩﴾
پھر تم میں کوئی ان کا اس سزا سے بچانے والا بھی نہ ہوتا • اور بلاشبہ یہ قرآن متقیوں کے لئے نصیحت ہے •

۱۔ یا مفعول بہ محذوف کا ای صَلُّوْا الْجَحِيْمُ صَلُّوْا از قبیل ما ضمر عامل اذ

۲۔ تم حرف عطف کے بعد زیدوا اصل محذوف اس لئے ماننا پڑا کہ اگر فعل محذوف نہ مانا جائے تو معطوف واحد میں دو حروف عطف جمع ہو جائیں گے
 یعنی ایک تم اور ایک فاعل اسلکوا میں فا بعض نے کہا کہ فاعل اسلکوا میں فا زائدہ ہے حسین کلام کے لئے نہ کہ عاطفہ (مظہری)
 ۳۔ یا پھر الْيَوْمِ اور هُنَا طَرَفِ خبر مقدم یعنی ثابِتاً ہے۔

وَإِنَّا لَنَعْلَمُ أَنَّ مِنْكُمْ مُكَذِّبِينَ ﴿۳۹﴾ وَإِنَّهُ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكَافِرِينَ ﴿۴۰﴾ وَإِنَّهُ لَحَقُّ

اور ہم کو معلوم ہے کہ تم میں بعضے تکذیب کرنے والے بھی ہیں • اور یہ قرآن کافروں کے حق میں موجب حسرت ہے • اور یہ قرآن حقیقی

الیقین ﴿۴۱﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ ﴿۴۲﴾

یعنی بات ہے • سو اپنے عظیم الشان پروردگار کے نام کی تسبیح کیجئے •

تشریح

ما قبل میں مومنین و مجرمین کی جزا و سزا کا ذکر تھا، تو ممکن تھا کہ کوئی منکران باتوں کو سن کر یہ کہنے لگے کہ یہ تمام باتیں تو قرآن میں لکھی ہیں اور قرآن تو شاعروں یا کاہنوں کا کلام ہے، تو اس کے ازالہ اور رد کے لئے اب مذکورہ آیات میں قرآن کی حقانیت اور اس کی عظمت کا بیان ہے۔

تفسیر ملاحظہ فرمائیں! فَلَا أَلْفِسُ بِمَا تُبْصِرُونَ وَمَا لَا تُبْصِرُونَ، إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ۔ میں قسم کھاتا ہوں ان چیزوں کی جن کو تم دیکھتے ہو اور ان چیزوں کی بھی جن کو تم نہیں دیکھتے، عالم میں دو قسم کی چیزیں ہیں ایک وہ جن کو آدمی آنکھوں سے دیکھتا ہے جیسا کہ ظاہر ہے اور دوسری وہ جو آنکھوں سے نظر نہیں آتی مثلاً زمین ہم کو چلتی ہوئی نظر نہیں آتی لیکن حکماء کے دلائل سے اس کا چلنا ثابت ہے، (ترجمہ شیخ الہند) لہذا یہ تمام مخلوق کی قسم ہے، اور اس قسم کو مقصود سے مناسبت یہ ہے کہ قرآن مجید کا لانے والا نظر نہ آتا تھا یعنی حضرت جبریل علیہ السلام اور جن پر قرآن آتا تھا وہ نظر آتے تھے یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، لہذا اگر قرآن کا لانے والا نظر نہ آئے تو اس کو دنیا کی چیزوں پر قیاس کر لو کہ بعض چیزیں محسوسات میں سے ہیں اور بعض غیر محسوسات میں سے مگر ہیں دونوں ثابت، لہذا یہ اللہ کا کلام ہے ایک معزز فرشتہ کا لایا ہوا، اور جس پر یہ کلام نازل ہوا وہ ضرور رسول ہیں، اسی کو اللہ تعالیٰ نے بایں الفاظ فرمایا کہ إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ کہ یہ قرآن (اللہ کا) کلام ہے ایک معزز فرشتہ کا لایا ہوا، اسی طرح کی آیت سورۃ التکویر میں بھی ہے إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ذِي قُوَّةٍ الْخ۔

وَمَا هُوَ بِقَوْلٍ شَاعِرٍ: اور یہ قرآن کسی شاعر کا کلام نہیں ہے جیسا کہ کفار آپ کو شاعر کہتے تھے (یہ شاعروں کا کلام ہرگز نہیں ہو سکتا کیونکہ شاعروں کا کلام اکثر بے اصل ہوتا ہے اور اس کے مضامین محض وہمی اور خیالی اور بیجا مبالغوں پر مشتمل ہوتے ہیں حالانکہ قرآن کریم میں تمام تر مضامین مبنی بر حقائق ہیں۔ قَلِيلًا مَّا تُؤْمِنُونَ: مگر تم بہت کم ایمان لاتے ہو (یہاں قلت سے مراد عدم ہے یعنی بالکل ایمان نہیں لاتے، مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص چند آسان باتوں پر یقین رکھے مثلاً صلہ رحمی، خیر خواہی، پاکدامنی وغیرہ کے اچھے ہونے پر یقین رکھے اور دیگر اہم امور کا منکر ہو تو اس کا یہ ایمان کالعدم ہے، جلالین) وَمَا هُوَ بِقَوْلٍ كَاهِنٍ: اور نہ یہ کسی کاہن کا کلام ہے جیسا کہ بعض کفار آپ کو کاہن کہتے تھے (کاہن عرب میں وہ لوگ تھے جو بھوت پریت اور جنوں وغیرہ سے تعلق رکھتے تھے اور وہ جن ان کو غیب کی بعض جزئی

۱۔ قولہ بِمَا تُبْصِرُونَ الْخ: بعض حضرات نے فرمایا کہ نہ دیکھنے کی چیزوں سے مراد حق تعالیٰ کی ذات و صفات ہیں، بعض نے فرمایا کہ دیکھنے کی چیزوں سے مراد دنیا کی چیزیں ہیں اور نہ دیکھنے کی چیزوں سے مراد آخرت کی چیزیں ہیں۔ (منظہری)

ہاتھ بتاتے تھے، لیکن جنوں کا کلام معجز نہیں ہوتا، کیوں کہ ایک جن کسی کا ہن کو جو ایک بات سکھاتا ہے دوسرا جن بھی ویسی ہی بات دوسرے کا ہن کو سکھلا سکتا ہے حالانکہ قرآن معجز ہے کہ دوسرا کوئی اس جیسا کلام نہیں بنا سکتا لہذا یہ قرآن کسی کا ہن کا کلام نہیں ہے) فَلْيَلَا مَا قَدْ كُفِّرُوا مگر تم بہت کم سمجھتے ہو (یہاں بھی قلت سے مراد عدم ہے)۔ تَنْزِيلُ مَنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ غرض یہ قرآن نہ شعر ہے اور نہ کہانت، بلکہ رب العالمین کی طرف سے بھیجا ہوا کلام ہے۔ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضُ الْأَقَاوِيلِ لَا أَخَذْنَا مِنْهُ بِالْبَيْمِينِ ثُمَّ لَقَطَعْنَا عَنْهُ الْوَتِينَ لَمَّا مَنَعْتُمْ مِنْ أَخْبِ عَنْهُ حَاجِزِينَ: یہاں سے قرآن کریم کے حق ہونے کی ایک دلیل عقلی ارشاد ہوتی ہے کہ اگر یہ پیغمبر ہمارے ذمہ کچھ (جھوٹی) باتیں لگا دیتے، یعنی جو کلام ہمارا نہ ہوتا اس کو اپنی طرف سے گھڑ کر ہمارا کلام کہتے اور نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرتے، تو کیا ہم یونہی دیکھتے رہتے اور ان کو ڈھیل دیتے رہتے کہ خلق خدا کو گمراہ کریں، نہیں ہرگز نہیں، بلکہ ہم ان کا داہنا ہاتھ پکڑتے پھر ہم ان کی رگ دل کاٹ ڈالتے، پھر تم میں کوئی ان کو اس سزا سے بچانے والا بھی نہ ہوتا، (رگ دل کاٹنے سے آدمی مر جاتا ہے مراد اس سے قتل ہے، اور داہنا ہاتھ پکڑنے کی تخصیص غالباً اس لئے ہے کہ جلاد جب کسی مجرم کو قتل کرتا ہے تو اپنے بائیں ہاتھ سے اس کا داہنا ہاتھ پکڑتا ہے اور اپنے دائیں ہاتھ سے تلوار وغیرہ سے اس پر حملہ کرتا ہے۔

وَإِنَّهُ لَتَذِكْرَةٌ لِّلْمُتَّقِينَ: اور بے شک یہ قرآن متقیوں کے لئے نصیحت ہے (للمتقين کا لام برائے تخصیص ہے، کیونکہ متقی لوگ ہی اس نصیحت سے نفع اٹھاتے ہیں)

وَإِنَّا لَنَعْلَمُ أَنَّ مِنْكُمْ مُّكَذِّبِينَ وَإِنَّهُ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكَافِرِينَ: اس میں مکذبین کے لئے وعید ہے کہ ہم کو معلوم ہے کہ تم میں سے بعض تکذیب کرنے والے بھی ہیں (پس ہم ان کو اس کی سزا دیں گے) اور (اس اعتبار سے) یہ قرآن کافروں کے حق میں موجب حسرت ہے، کیونکہ ان کے لئے بوجہ تکذیب کے یہ سبب عذاب ہو گیا۔ وَإِنَّهُ لَحَقُّ الْيَقِينِ اور یہ قرآن تحقیقی یقینی بات ہے یعنی اس کے مضامین سرتاپا سچ ہیں اور اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں (یہاں اضافۃ الصفة الی الموصوف ہے ای الیقین الحق) فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ سو جس کا یہ کلام ہے آپ اپنے اس عظیم الشان پروردگار کے نام کی تسبیح (وتحمید) کیجئے (کہ تسبیح و تقدیس ان سب غموں سے نجات کا ذریعہ ہے جو کفار کی جانب سے پہنچتے تھے)

ضمائم کے مراجع قولہ عنہ حاجزین: عنہ ای عن هذا الفعل وهو القتل (روح المعانی) جلالین میں عنہ کی ضمیر کا مرجع نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قرار دیا ہے۔

۱۔ سورۃ ق میں جان کو رگ گردن سے سمیر فرمایا اور یہاں رگ دل سے جس سے ظاہر امر اور اثر ان میں جن کا نسبت قلب ہے، بات یہ ہے کہ اسی رگ قلب کی شاخیں گردن تک بھی پہنچی ہیں پس دونوں عجیروں کا حاصل ایک ہی ہے۔ (بیان القرآن)

۲۔ قرآن کافی نصہ حق ہونا اس کی صفات کمالیہ ذاتیہ ہے اور موجب نصیحت ہونا اس کی صفت کمالیہ اضافیہ ہے۔

۳۔ ابن عساکر جہنی کی روایت ہے کہ جب یہ آیت "فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ" نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو اپنے رکوع میں رکھو اور جب آیت "سُبْحِ اسْمِ رَبِّكَ الْأَعْلَى" نازل ہوئی تو فرمایا کہ اس کو اپنے مجرہ میں رکھو اسی لئے باجماع امت رکوع اور مجرہ میں یہ دونوں تسبیحات پڑھی جاتی ہیں، جمہور کے نزدیک ان کا پڑھنا اور تین مرتبہ تکرار کرنا سنت ہے، اور بعض نے واجب بھی کہا ہے۔ (معارف)

سوال قولہ حاجزین: حاجزین ما مشابہ بلیس کی خبر ہے تو اس کو جمع کیوں لایا گیا جبکہ اُخذ جو ما مشابہ بلیس کا اسم ہے مفرد ہے۔

جواب اُخذ: نکرہ تحت الھمی واقع ہے اس لئے یہ بوجہ عموم جمع کے معنی میں ہے۔

لغات لَا أَقْسِمُ مضارع واحد متکلم (از) (افعال) أَقْسَمَ إِقْسَامًا: خدا کی قسم کھانا۔ شاعر: اسم فاعل واحد مذکر، منظوم کلام کہنے والا، جمع شُعْرَاء، شَعْرَ فَلَانٍ (ن) شِعْرًا: شعر کہنا، جانا، محسوس کرنا، نگاہن: اسم فاعل واحد مذکر، اُکل سے آئندہ باتوں کی خبر دینے والا، جمع کُھَان، وَكَهْنَةٌ-كَهَنَ (ن) كَهَانَةٌ: غیب کی باتیں بتانا، (باب کرم سے معنی ہیں کاہن ہونا) رب: پروردگار، مالک، جمع اَرْبَاب دراصل باب نصر کا مصدر ہے بمعنی التربیۃ، اور تربیت کے معنی ہیں کسی چیز کو رفتہ رفتہ درجہ کمال تک پہنچانا، پھر بطور مبالغہ مصدر یعنی رَبَّ کو بطور صفت استعمال کیا جانے لگا جیسے زَيْدٌ عَدْلٌ اِی عادِلٌ. العالمین: (سب جہان، دنیا بھر) عالم کی جمع، بمعنی جاننے کا آلہ، (اسم آلہ) چونکہ جہان کو دیکھ کر اس کے بنانے والے کی عظمت کا علم حاصل ہوتا ہے اس لئے اس کو عالم کہتے ہیں (مزید عمدہ تحقیق سورۃ التکویر پارہ ۴م میں) تَقْوَلْ: ماضی واحد مذکر غائب (تفعیل) کسی پر الزام لگانا، جھوٹ گڑھنا۔ اَقَاوِیل: باتیں، اقوال کی جمع، اور اقوال قول کی جمع۔ قَطَعْنَا: ماضی جمع متکلم قَطَعَ: (ف) قَطَعْنَا: کاٹنا۔ الوتین: دل کی رگ جس سے تمام رگوں میں خون جاتا ہے، اگر یہ کٹ جائے تو آدمی مر جاتا ہے، جمع وَتْنٌ وَتَنَةٌ. احد: کوئی، ایک، اکیلا جمع آحاد۔ حاجزین: اسم فاعل جمع مذکر، روکنے والے، حَجَزَ (ض) حَجَزًا: روکنا، رکاوٹ بننا۔ تَذْکِرَةٌ: نصیحت، تفعیل سے اسم مصدر (قرآن کو بطور مبالغہ تَذْکِرَةٌ کہا گیا ہے) ذَكَرَ النَّاسُ: وعظ و نصیحت کرنا۔ حَسْرَةٌ: مصدر خَبِرَ (س) حَسْرًا وَحَسْرَةً: افسوس کرنا (بمعنی افسوس حاصل مصدر، جمع حَسَرَات) حَقٌّ: بطور صفت کے مستعمل ہے بمعنی برحق، سچا، (۲) مصدر بھی ہوتا ہے حَقٌّ (ض) حَقًّا: صحیح و ثابت ہونا۔ الیقین: صیغہ صفت، یَقِنُ الشَّيْءُ (س) یَقْنًا: واضح ہونا، یَقِنُ الشَّيْءُ وَہ، جانا، یقین حاصل کر لینا۔ (یقین طمانینت قلب کی اس کیفیت کو کہتے ہیں جس میں کسی قسم کا اشتباہ نہ ہو، مزید تفصیل پارہ ۴م سورۃ الحاکم اثر میں) الْعَظِيمُ: صیغہ صفت، بڑا، عظیم الشان، عَظْمٌ (ک) عَظْمًا وَعَظَامَةٌ: بڑا ہونا، عظیم کی جمع عظام۔

۱۔ لَا اقسام کے شروع کا لام زائد ہے اور قسموں پر یہ حرف زائد کرنا عربوں کے محاورہ میں معروف ہے، مگر اصح قول یہ ہے کہ یہ حرف مخاطب کے باطل خیال کی تردید کے لئے شروع قسم میں لایا جاتا ہے۔

فائدہ بندے جب اللہ کی قسم کھاتے ہیں تو مقصد قسم اپنے بیان پر اللہ کو گواہ بنا کر کسی چیز کی حقانیت کو ثابت کرنا ہوتا ہے، اور اللہ تعالیٰ شانہ جب کسی چیز کی قسم کھاتے ہیں تو مقصد اس چیز کو بطور دلیل اور شہادت کے پیش کر کے مقسم علیہ کو ثابت کرنا ہوتا ہے، گویا جن چیزوں کی قسم کھائی جاتی ہے وہ سب بزبان حال اللہ تعالیٰ کے وجود اور اس کی عظمت اور اس کی قدرت پر گواہ ہیں۔

۲۔ لام راغب نے کہا کہ جو شخص اپنے ظن سے گزری ہوئی باتیں بتاتا ہو وہ کاہن ہے اور جو اپنے ظن سے آئندہ کی باتوں کی اطلاع دے اس کو عرف کہتے ہیں۔
۳۔ لفظ رب بلا اضافت اللہ کے ساتھ خاص ہے، اور اضافت کے ساتھ غیر اللہ کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے جیسے رب الحال، بعض نے کہا کہ رب صفت ہے بعض نے کہا کہ یہ اسم فاعل ہے، اور اس کا الف حذف کر دیا گیا، جیسے ہار و ہار۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سورة المعارج مكية

سَالَ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَاقِعٍ ۝۱ لِّلْكَافِرِينَ لَيْسَ لَهُ دَافِعٌ ۝۲ مِّنَ اللّٰهِ

ایک درخواست کرنے والا اس عذاب کی درخواست کرتا ہے جو کہ کافروں پر واقع ہونے والا ہے • جس کا کوئی دفع کرنے والا نہیں • جو اللہ کی طرف سے

ذِی الْمَعَارِجِ ۝۳ تَعْرُجُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ إِلَیْهِ فِی یَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِینَ

واقع ہوگا جو کہ سیر ہیوں کا مالک ہے • فرشتے اور روہیں اس کے پاس چڑھ کر جاتی ہیں، ایسے دن میں ہوگا جس کی مقدار پچاس

أَلْفَ سَنَةٍ ۝۴ فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِیلًا ۝۵ إِنَّهُمْ یُرَوْنَہُ بَعِیدًا ۝۶ وَنَرَاهُ قَرِیبًا ۝۷

ہزار سال ہے • سو (آپ ﷺ) صبر کیجئے اور صبر بھی ایسا جس میں شکایت کا نام نہ ہو • یہ لوگ اس دن کو بعید دیکھ رہے ہیں • اور ہم اس کو قریب دیکھ رہے ہیں •

یَوْمَ تَكُونُ السَّمَاءُ کَالْمُهْلِ ۝۸ وَتَكُونُ الْجِبَالُ کَالْعِهْنِ ۝۹ وَلَا یَسْأَلُ حَمِیمٌ

جس دن آسمان تیل کی تلچھٹ کی طرح ہو جائے گا • اور پہاڑ رنگین اون کی طرح ہو جائیں گے • اور کوئی دوست کسی دوست کو

حَمِیمًا ۝۱۰ یُبْصِرُونَهُمْ ۝۱۱ یَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ یَفْتَدِیْ مِنْ عَذَابِ یَوْمَئِذٍ بَنِیْنًا ۝۱۲

نہ پوچھے گا • باوجودیکہ ایک دوسرے کو دکھا بھی دیئے جائیں گے، مجرم اس بات کی تمنا کریں گے کہ اس روز کے عذاب سے چھوٹنے کے لئے اپنے بیٹوں کو •

وَصَاحِبَتِهِ وَآخِیْہِ ۝۱۳ وَفَصِیلَتِہِ الَّتِیْ تُؤْوِیْہِ ۝۱۴ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ جَمِیعًا ثُمَّ

اور بیوی کو اور بھائی کو • اور کنبہ کو جن ھں وہ رہتا تھا • اور تمام اہل زمین کو اپنے فدیہ میں دیدے، پھر

یُنْجِیْہِ ۝۱۵ کَلَّا ۝۱۶ اِنَّہَا لَطٰی ۝۱۷ نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰی ۝۱۸ تَدْعُوْا مِنْ اَدْبَرَ وَتَوَلٰی ۝۱۹

یہ اس کو بچالے • یہ ہرگز نہ ہوگا، وہ آگ ایسی شعلہ زن ہے • جو کھال اتار دے گی • وہ اس شخص کو بلاو گی، جس نے پیٹھ پھیری ہوگی اور بے فنی کی ہوگی •

وَجَمَعَ فَاوْعٰی ۝۲۰

اور جمع کیا ہوگا پھر اس کو اٹھا اٹھا کر رہا ہوگا •

ربط

سورت سابقہ کی طرح اس سورت میں بھی احوال قیامت اور مؤمنین کی جزاء اور کفار کی سزا بیان کر رہے۔

تشریح

شان نزول یہ ہے کہ نصر ابن حارث نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب میں اس قدر جرأت سے کام لیا کہ کہنے لگا: اللّٰہم اِنْ کَانَ ہَذَا ہُوَ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِكَ فَامْطُرْ عَلَیْنَا حِجَارًا مِّنَ السَّمَاءِ اَوْ نُنَا بِعَذَابِ الْیَمِّ۔ یعنی یہ دعا کی کہ یا اللہ اگر یہ قرآن آپ کی طرف سے واقعی ہے تو ہم پر اس کے نہ ماننے کی وجہ سے آسمان سے پتھر

برسائیے یا ہم پر کوئی اور دردناک عذاب واقع کر دیجئے، یعنی براہ گستاخی یہ کہتا تھا کہ جب ہم قرآن کی تکذیب کرتے ہیں تو اگر یہ قرآن حق ہے تو پھر دیر کیوں؟ ہم پر پتھروں کی بارش کیوں نہیں کر دی جاتی؟ مذکورہ آیات میں اولاً اللہ تعالیٰ نے اس کی درخواست کی نقل فرمائی، پھر فی یوم کان مقداره..... الخ سے وقوع عذاب کا اصل وقت بتلایا، اور بادیاً میں عذاب اور سزا تو یہاں کی سزا کیا سزا ہے، یہاں سزا ہو یا نہ ہو، اصل سزا کا انتظار کرو! (تفسیر مظہری میں بروایت ابن ابی حاتم لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو غزوہ بدر میں مسلمانوں کے ہاتھوں عذاب دیا، اور اصل عذاب کی تفصیل مندرجہ ذیل آیات میں آرہی ہے)

تفسیر ملاحظہ فرمائیں! سَالِ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَاقِعٍ لِّلْكَافِرِينَ لَیْسَ لَهُ دَافِعٌ۔ ایک مانگنے والے نے اس عذاب مانگا جو کافروں پر واقع ہونے والا ہے، جس کا کوئی دفع کرنے والا نہیں۔

مِنَ اللّٰهِ ذِی الْمَعَارِجِ۔ جو اللہ کی طرف سے واقع ہوگا جو کہ سیڑھیوں والا ہے، یعنی آسمانوں والا ہے (یعنی آسمانوں کا مالک ہے)

تَفْرُجُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ اِلَیْهِ۔ ان سیڑھیوں سے فرشتے اور الہ ایمان کی رو میں اللہ کے پاس چڑھ کر جاتی ہیں۔ (یعنی عالم بالا میں جو موقع ان روحوں کے چڑھنے کا مقدر ہے وہاں جاتی ہیں۔ اور چونکہ اس عروج یعنی چڑھنے کا راستہ آسمان ہے اس لئے ان کو معارج (یعنی سیڑھیاں) فرمادیا)

فی یوم کان مقداره خمسین الف سنۃ۔ اسی يقع العذاب فی یوم..... الخ۔ وہ عذاب ایسے دن میں واقع ہوگا جس کی مقدار دنیا کے پچاس ہزار سال کے برابر ہے، مراد قیامت کا دن ہے (دوسری آیت میں اس دن کی مقدار ایک ہزار سال بتلائی گئی ہے تو مطلب یہ ہے کہ کفر و شرک کے اعتبار سے لوگوں کے مختلف گروہ ہوں گے لہذا اس کا طول کفار کے مختلف گروہوں کے اعتبار سے مختلف ہوگا۔ کسی گروہ کو باعتبار شدت کفر کے وہ دن پچاس ہزار سال کے بقدر معلوم ہوگا اور دوسرے گروہ کو ایک ہزار سال کے بقدر معلوم ہوگا، جیسا کہ بے چینی اور شدت تکلیف کا ایک گھنٹہ بعض اوقات انسان کو ایک دن بلکہ ایک ہفتہ کے برابر معلوم ہوتا ہے، اور عیش و آرام کا طویل وقت بھی مختصر معلوم ہوتا ہے۔ ایام مصیبت کے تو کالے نہیں کھتے دن عیش کے گھڑیوں میں گذر جاتے ہیں کیسے۔ اور کافروں کی تخصیص اس لئے کی کہ حدیث میں ہے کہ مؤمن کو وہ دن اس قدر ہلکا معلوم ہوگا جیسے ایک فرض نماز ادا کرنے میں وقت لگتا ہے۔

۱۔ بعض روایتوں میں نعر ابن حارث کے بجائے دوسرے لوگوں کا نام مذکور ہے، مگر میں نے ان راوی اقوال پر اکتفا کیا ہے، جو مومنان القرآن اور معارف القرآن میں مذکور ہیں، اور اتنی مقدار طلبہ عزیز کے لئے کافی ہے تمام اقوال ذکر کرنے میں میری ناکس رائے کے اعتبار سے تکلیف الاطلاق ہے۔
۲۔ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ ذی المعارج کے معنی ہیں ذی السموات یعنی مالک السموات۔ معراج اس سیڑھی کو کہتے ہیں جس میں نیچے سے اوپر چڑھنے کے لئے بہت سے درجات ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی صفت اس آیت میں ذی المعارج ہے، یعنی درجات عالیہ والا۔ اور یہ درجات عالیہ اوپر نیچے سمات آسمان ہیں۔ (کذا قال سعید ابن جبیر)
۳۔ جمہور کے نزدیک الروح سے مراد حضرت جبرئیل ہیں۔ حسب احمد و نسائی

فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِيلًا: سو جب آپ نے یہ بات جان لی کہ ان پر عذاب کا آنا ثابت ہے تو آپ ان کی مخالفت پر صبر کیجئے، یعنی صبر جمیل کہ جس میں شکایت کا نام نہ ہو، یعنی یہ سمجھ کر برداشت کیجئے کہ ان کو سزا ہونے والی ہے۔

إِنَّهُمْ يَرَوْنَهُ بَعِيدًا وَنُورَاهُ قَرِيبًا: یہ لوگ اس یومِ سزا یعنی قیامت کے دن کو بعید دیکھ رہے ہیں۔ یعنی کفار چونکہ قیامت پر ایمان نہیں رکھتے اس لئے وہ اس کو بعید از امکان اور دور از عقل خیال کرتے ہیں، اور چونکہ ہم کو اس کا وقوع یقینی معلوم ہے، اس لئے ہم اس کو وقوع سے قریب دیکھ رہے ہیں (یعنی قیامت ہم کو اس قدر قریب نظر آرہی ہے گویا اس کا وقوع ہوا رکھا ہے واضح رہے کہ یہاں قریب و بعید باعتبار مسافت یا زمانے کے مراد نہیں۔

يَوْمَ تَكُونُ السَّمَاءُ كَالْمُهْلِ وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ: وہ عذاب اس روز واقع ہوگا جس دن کہ آسمان رنگ میں تیل کی تلچٹ کی طرح ہو جائے گا (یعنی سیاہ) اور پہاڑ رنگین اون کی طرح ہو جائیں گے، یعنی اڑتے پھریں گے (اون سے مراد دھنکی ہوئی اون ہے کیونکہ قرآن کی سورۃ القارعة میں المنفوش کا لفظ ہے، اور رنگین سے تشبیہ اس لئے دی گئی کہ پہاڑ بھی مختلف رنگوں کے ہوتے ہیں جیسا کہ قرآن میں ہے "وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌ بَيَضٌ وَحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ أَلْوَانُهَا وَغَرَابِيبُ سُودٌ" (سورۃ فاطر رکوع ۴۷)

وَلَا يَسْتَلُ حِمِيمٌ حَمِيمًا يُبْصَرُونَ: اور قیامت کے روز کوئی دوست کسی دوست کا حال نہ پوچھے گا، یعنی کوئی کسی کی حمایت نہیں کرے گا، ہر ایک کو اپنی پڑی ہوگی، حالانکہ وہ ایک دوسرے کو دکھا بھی دیئے جائیں گے، یعنی ایسا نہیں کہ ایک دوسرے کو دیکھ نہ پائے اس لئے مدد نہ کر سکے بلکہ ایک دوسرے کو دیکھیں گے بھی مگر اس کے باوجود کوئی کسی کی ہمدردی نہ کرے گا، بلکہ سب کو اپنی اپنی پڑی ہوگی۔

يَوْمَ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِي مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍ بَيْنِيهِ وَصَاحِبَتِهِ وَأَخِيهِ وَفَصِيلَتِهِ الَّتِي تُؤْوِيهِ اس روز مجرم یعنی کافر اس بات کی تمنا کرے گا کہ اس روز کے عذاب سے چھوٹنے کے لئے اپنے بیٹوں کو اور بیوی کو اور بھائی کو اور کنبہ کو جن میں وہ رہتا تھا اور تمام اہل زمین کو اپنے فدیہ میں دیدے، پھر یہ فدیہ میں دینا اس کو عذاب سے نجات دیدے، یعنی اس روز ایسی نفسا نفسی ہوگی کہ کل تک جن بیوی بچوں وغیرہ پر جان قربان کرنے کیلئے تیار رہتا تھا آج یہ چاہے گا کہ سب کو فدیہ میں دے کر کسی طرح اپنی جان بچالوں مگر ایسا ہرگز نہ ہوگا۔

فَرَمَا: كَلَّا إِنَّهَا لَأَطْلَى نَزَاعَةً لِلنَّشْوَى: یہ ہرگز نہ ہوگا یعنی عذاب سے نجات نہ ہوگی اور وہ آگ مجرم کو کہاں چھوڑے گی وہ تو ایسی شعلہ زن اور تپتی ہوئی آگ ہے جس کی حالت یہ ہے کہ وہ کھال تک کھینچ لینے والی ہے

۱۔ ایک دوسری آیت میں کالد بان ہے جس کی تفسیر ادیم احمر یعنی سرخ چمڑے سے کی گئی ہے تو دونوں تفسیروں میں اس طرح جمع ممکن ہے، کہ سرخی کی شدت سے سیاہی کے مشابہ رنگ پیدا ہو جاتا ہے، پس احمر اور اسود دونوں کہنا صحیح ہے، یا مطلب یہ ہے کہ اول ایک رنگ ہو پھر دوسرا بدل جائے، غرض آسمان سیاہ ہو جائے گا، اور پھٹ بھی جائے گا۔ (بیان القرآن)

۲۔ سورۃ صافات میں جو باہم سوال کرنے کا ذکر ہے، وہ بطور اختلاف کے ہے نہ کہ بطور ہمدردی کے، اس لئے یہ آیت اس آیت کے منافی نہیں۔

۳۔ یوم المجرم: یہ کفار کا حال ہے، احادیث سے ثابت ہے کہ اہل ایمان اپنے دوستوں کی خبر گیری کریں گے۔

تَدْعُوا مَنْ أَدْبَرَ وَتَوَلَّى وَجَمَعَ فَاَوْعَى: وہ آگ اس شخص کو خود بلاوے گی جس نے دنیا میں حق سے پیٹھ پھیری ہوگی، اور طاعت سے بے رخی کی ہوگی، اور مال جمع کیا ہوگا پھر اس کو اٹھا اٹھا کر رکھا ہوگا، مال جمع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ خلاف شرع ناجائز طریقوں سے جمع کیا ہو، اور پھر اس کو اٹھا کر رکھا یعنی اس مال پر عائد ہونے والے فرائض و واجبات کو ادا نہ کیا۔ (بعض آثار میں ہے کہ دوزخ اول زبانِ قال سے پکارے گی "الئی یا کافر" "الئی یا منافق" "الئی یا جامع المال" یعنی او کافر، او منافق، او مال سمیٹ کر رکھنے والے، ادھر آ، لوگ ادھر ادھر بھاگیں گے، اس کے بعد ایک بہت لمبی گردن نکلے گی، جو کفار کو چن چن کر اس طرح اٹھا لے گی جیسے جانور زمین سے دانہ اٹھا لیتا ہے (العیاذ باللہ)

ضمائر کے مراجع قوله تعرج الملائكة والروح الیه، الیه ای الی اللہ سبحانہ، او الی عرشہ (مظہری) جلالین میں ہے ای الی مہبط امرہ من السماء، مضاف محذوف ہے ای الی محل ہبوط امرہ۔ یعنی اللہ کے امر کے اترنے کی جگہ کی طرف چڑھتے ہیں۔ قوله انہم یرونہ ای الکفار قوله انہا لظنی الضمیر لغیر مذکور وہی النار یدل علیہ العذاب۔ (مظہری)

لغات ذافع: اسم فاعل واحد مذکر، دفع کرنے والا، ہٹانے والا، دَفَعَ (ف) دَفْعًا: ہٹانا، دور کرنا، مَعَارِج: سیڑھیاں (اوپر چڑھنے کا آلہ) مَعْرَاج اسم آلہ کی جمع، عَوَج (ن، ض) عُرُوجًا: چڑھنا، الروح: روح، جان، جمع اُرُواح (تفصیل در کتب کبیرہ) مِقْدَار: اسم مفرد، مقررہ اندازہ، جمع مَقَادِير: سنۃ: سال، جمع سَنَوَات: جَمِیلًا صفت مشبہ، بہتر، خوبتر۔ جَمُل (ک) جَمَالًا: بہتر و بھلا ہونا، خوبصورت ہونا (جمیل کی جمع جُملاء) بَعِیدًا صفت مشبہ، دور (جمع بُعْدَاء) بُعْدًا (ک) بُعْدًا: دور ہونا، قریبًا: صفت مشبہ، نزدیک، قُرْب (ک) قُرْبًا: نزدیک ہونا۔ المُهْل: تیل کی تلچٹ یعنی تیل کی گاد، الْعُهْن: اون، یارنگین اون، جمع عُھُون: یُبْصَرُونَ: مضارع مجہول جمع مذکر غائب، وہ دکھلا دیئے جائیں گے، (تفعیل، تبصیر، دکھلانا) یَوَدُّ: مضارع واحد مذکر غائب، وَدَّ (س) وَدًّا و مودَّة: تمنا کرنا، چاہنا، یَفْتَدِی: مضارع واحد مذکر غائب، (افتعال) اِفْتَدَى اِفْتِدَاءً: فدیہ دینا، بدلہ دینا (مادہ ف، د، ی، فَدَى (ض) فِدَى، فِدَاءً: فدیہ دینا) بنیہ: مرکب اضافی بنین جمع ہے ابن کی، بیٹے، صاحبة اسم فاعل واحد مؤنث، بیوی، ساتھن، جمع صواحب، صَحَب (س) صُحْبَةً: ساتھ رہنا، فصيلة: کنبہ، قبیلہ، جمع فَصَائِلٌ۔ تَوَوَّى: مضارع واحد مؤنث غائب (افعال آوی، ایواء: پناہ دینا، ٹھکانہ دینا (مادہ آوی) جَمِيعًا:

۱۔ قوله وجمع فَاَوْعَى: اس سے کفار کا مکلف بالفروع ہونا لازم نہیں آتا، کیونکہ ان ردائل کی وجہ سے کفار کو اصل عذاب نہیں ہوگا بلکہ اشد عذاب ہوگا، اور نفس عذاب کفر پر ہوگا، بخلاف گناہگار زمینین کے کہ ان کو معاصی پر نفس عذاب بھی ہو سکتا ہے۔

۲۔ نزدیکی کبھی زمانہ کے اعتبار سے ہوتی ہے، کبھی جگہ کے اعتبار سے، کبھی تعلق کے اعتبار سے، کبھی درجہ کے اعتبار سے، کبھی پاس و لحاظ کے اعتبار سے اور کبھی قدرت کے لحاظ سے قرآن کریم میں یہ تمام استعمالات موجود ہیں آیت مذکورہ میں جو مراد ہے وہ نظمیں تشریح لکھا جا چکا ہے۔

۳۔ فصيلة اسم للعشيرة وزنه فعیلة بمعنی مفعولة مشتق من الفصل (اعراب القرآن و صرفہ و بیانہ)

۴۔ آوی المكان والیہ (ض) أویًا: پناہ لینا، آوی فلانًا: پناہ دینا

بروزن فعلیل بمعنی مفعول یعنی مجموع، سب، سارے، جَمَعَ (ف) جَمَعًا: اکٹھا کرنا، جمع کرنا۔ یُنَجِّی: مضارع واحد مذکر غائب، (افعال) نجات دینا (مادہ نَجَوُ، نَجَا (ن) نَجَاةً: نجات پانا۔ لَطَّى: شعلہ زن آگ یعنی دہکتی ہوئی آگ، دراصل یہ باب سمع کا مصدر ہے بمعنی دھکنا، بطور مبالغہ صفت کے لئے استعمال ہوتا ہے، اور اسی سے منقول ہو کر دوزخ کا علم ہو گیا (علیت اور تانیث کی بنا پر غیر منصرف ہے) نَزَّاعَة: اسم مبالغہ، بہت کھینچنے والی، نَزَّعَ (ض) نَزَّعًا: کھینچنا۔ شَوَى سر کی کھال، واحد شَوَاةً۔ اَذْبَرَ: ماضی واحد مذکر غائب، (افعال، ادبَار، پیٹھ پھیرنا) تَوَلَّى: ماضی واحد مذکر غائب (تفعّل) تَوَلَّى تَوَلَّيًّا: منہ موڑنا یعنی بے رخی کرنا، پیٹھ پھیرنا (مادہ وَلَّى) اَوَّلَى: ماضی واحد مذکر غائب، (افعال، ایفاء حفاظت سے رکھنا۔ (مادہ وَغَى، وَغَى (ض) وَغِيًّا: محفوظ کر لینا)

ترکیب سَأَلَ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَاقِعٍ لِلْكَافِرِينَ سَأَلَ فعل ماضی متضمن معنی دَعَا سَائِلٌ فاعل با حرف جر عذاب موصوف واقع للکافرین صفت اول (للکافرین ای علی الکافرین) لیس له دافع جملہ ہو کر صفت ثانی موصوف اپنی دونوں صفتوں سے مل کر مجرور، جار مجرور متعلق سَأَلَ کے، مِنَ اللّٰهِ ذی المعارج متعلق واقع صیغہ اسم فاعل کے، (ذی المعارج صفت ہے اللہ کی) سَأَلَ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ ابتدائیہ، تَعْرُجُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ إِلَيْهِ جملہ متانفہ، ترکیب ظاہر ہے۔ فی یوم کان مقداره خمسين الف سنة ای یَقَعُ الْعَذَابُ فی یوم النخ فی حرف جر، یوم موصوف کان فعل ناقص مقداره اس کا اسم خمسين ممتیز، الف سنة مضاف ومضاف الیہ ممتیز وکرمیز ہو کر تمیز برائے خمسين، اور وہ خبر فعل ناقص کی، فعل ناقص مع اسم و خبر جملہ فعلیہ صفت، موصوف مع صفت مجرور، جار مجرور متعلق فعل محذوف یَقَعُ کے، فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِيلًا فا فصيحة ای اِنْ عَرَفْتَ هَذَا شَرْطًا، اصبر صبراً جميلاً مکمل جملہ جزا (فی محل جزم) صبراً جميلاً مفعول مطلق۔ اِنَّهُمْ يَرَوْنَهُ بَعِيدًا وَنَرَاهُ قَرِيْبًا ترکیب ظاہر ہے جملہ متانفہ بیانیہ (بعیداً مفعول بہ ثانی کیونکہ رویت علمی مراد ہے، نہ کہ رویت بصری، یعنی آنکھوں سے دیکھنا مراد نہیں بلکہ علم و فہم مراد ہے، نراه النخ کا عطف يَرَوْنَهُ پر)۔ یوم تكون السماء كالمهل یوم مضاف تكون النخ جملہ فعلیہ معطوف علیہ (حالت جری میں) (کالمهل متعلق محذوف کے ہو کر خبر تكون کی) وتكون الجبال كالعهن واو حرف عطف تكون الجبال كالعهن جملہ فعلیہ معطوف علیہ معطوف (فی حالة جر) ولايسئل حميمٌ حميماً واو حرف عطف لايسئل حميمٌ حميماً: جملہ فعلیہ معطوف حالت جری میں (حميماً مفعول بہ اول، مفعول ثانی محذوف ہے ای حالہ) تمام معطوفات مل ملا کر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف سے مل کر ظرف ہے فعل محذوف یَقَعُ کا، جس پر واقع مذکور نے دلالت کی۔

- ۱۔ اس کے معنی ہاتھ پاؤں کی کھال کے بھی آتے ہیں، (اعراب القرآن و صرفہ دیانہ) راغب لکھتے ہیں کہ شوی کے معنی اطراف بدن کے ہیں جیسے کہ ہاتھ اور پیر، اس معنی میں یہ مفرد ہے، دراصل شوی تھا، یا متحرک، یا قلیل مفتوح، یا کوالف سے بدل دیا، اسی طرح شواة دراصل شویۃ تھا۔
- ۲۔ اس کے اور بھی بہت سارے معانی ہیں واضح رہے کہ فاعل، مفعول صلات وغیرہ کے بدلنے سے معنی بدل جاتے ہیں۔
- ۳۔ یا محذوف متعلق قہہ بنا کے۔

يُضْرَوْنَهُمْ جملہ فعلیہ حال از فاعل و مفعول یعنی حمیمہ حمیمہ سے (یا جملہ متانفہ)۔

اعتراض يُضْرَوْنَهُمْ: میں دونوں ضمیر جمع کی ہیں حالانکہ مرجع ثننیہ ہے یعنی حمیمہ حمیمہ۔

جواب حمیمہ حمیمہ کو معنی عموم پر محمول کرتے ہوئے ضمیر کو جمع لایا گیا ہے۔

اعتراض يُضْرَوْنَ حال اور حمیمہ حمیمہ ذوالحال ہے حالانکہ ذوالحال معرف ہوتا ہے۔

جواب حمیمہ حمیمہ نکرہ تحت الٹی واقع ہیں اور نکرہ تحت الٹی عموم کا فائدہ دیتا ہے اور عموم میں بوجہ احاطہ افراد کے تخصیص ہو جاتی ہے لہذا نکرہ تحت الٹی سے حال آنا صحیح ہے۔

يُودُ الْمُجْرِمِ لَوْ يَفْتَدِي مِنْ عَذَابٍ يَوْمَئِذٍ بَيْنِيهِ وَصَاحِبَتِهِ وَأَخِيهِ وَفَصِيلَتِهِ الَّتِي تُؤْوِيهِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ يُنْجِيهِ..... يُودُ الْمُجْرِمِ فعل بفاعل، لَوْ حرف مصدری یعنی اَنْ (اسی لئے لَوْ کے جواب کی ضرورت نہیں) يَفْتَدِي فعل بفاعل مِنْ حرف جر عَذَابٍ يَوْمَئِذٍ مضاف مع مضاف الیہ مجرور، جار مجرور متعلق يَفْتَدِي کے، بَيْنِيهِ وَصَاحِبَتِهِ سے وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا تک سب معطوف و معطوف علیہ ہو کر مجرور، پھر متعلق يَفْتَدِي کے اور وہ معطوف علیہ، يُنْجِيهِ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر بتاویل مصدر مفعول بہ یود کا ای یود افتداء الخ: الغرض یود المجرم الخ جملہ متانفہ بیانیہ ہے (التي تؤويه اسم موصول مع صلہ صفت فصیلہ کی، فی الارض استقر محذوف کا متعلق اور وہ صلہ، جمیعاً حال از ضمیر استقر، ینجیہ فعل، ضمیر فاعل اس کا مرجع الافتداء جو یفتدی سے منہوم ہے) كَلَّا إِنَّهَا لَلظَى نَزَّاعَةً لِّلشَّوْءِ..... کلا حرف روع (رَدْعُ وَزَجْرُ لَوْ دادتہم الافتداء والخلاص من العذاب) إِنَّهَا حرف مشبہ بالفعل مع اسم، لظی خبر، نَزَّاعَةً لِّلشَّوْءِ شبہ فعل حال از لظی۔ (لِّلشَّوْءِ متعلق نَزَّاعَةً کے) تَدْعُوا مَنْ أَدْبَرَ وَتَوَلَّى وَجَمَعَ فَأَوْعَى..... تدعوا فعل بفاعل (والضمیر راجع الی لظی ای النار) مَنْ اسم موصول أَدْبَرَ وَتَوَلَّى وَجَمَعَ فَأَوْعَى سب معطوف و معطوف علیہ ہو کر صلہ، اسم موصول مع صلہ مفعول بہ تدعوا کا۔ اور تدعوا خبر ثانی اِنَّ کی۔

تذکرہ قرآن شریف کا رسم الخط توقیفی ہے، چنانچہ تدعوا صیغہ واحد ہے، مگر اس کے آخر میں الف آ رہا ہے جو کہ جمع کے آخر میں آتا ہے اور کہیں یدعو وغیرہ میں آخر سے واؤ بھی حذف ہو جاتا ہے، جیسے سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ (پ ۳۰) وَيَدْعُ الْإِنْسَانُ (پ ۱۵) يَوْمَ يُنَادِ الْمَنَادُ (پ ۲۶) یہاں پڑھتے وقت واؤ اور یاء نہیں پڑھا جاتا اس لئے اس کو رسم الخط سے بھی حذف کر دیا۔

البلاغۃ (۱) آیت کے اندر بعیداً و قریباً اور الیمین والشمال اور المشارق والمغارب میں صنعت طباق ہے۔

۱۔ العامل فیہا ما دلت علیہ لظی من معنی الفعل ای تلتظی نَزَّاعَةً، وقيل هی بدل من لظی وقيل كلاهما خبر وقيل لظی بدل من اسم اِنَّ، نَزَّاعَةً خبرها۔
۲۔ تَدْعُوا الخ کو نزاعہ کی ضمیر سے حال بتانا بھی صحیح ہے۔ (اعراب القرآن و صرف و بیان)

(۲) قولہ تعرج الملائکۃ والروح: ایک قول یہ ہے کہ روح سے مراد حضرت جبرئیل ہیں لہذا اب تخصیص بعد التعمیم ہوگی، اور ان کا علاحدہ سے ذکر ان کے فضل و اعزاز کی بنا پر ہے۔

(۳) یوم تکنون السماء کالمہل وتکنون الجبال کالعین میں تشبیہ مرسل مجمل ہے، کخف وجہ الشہ۔

(۴) ذکر العالم بعد الخاس ہے لویفتدی من عذاب یومئذ بنیہ الخ تا ومن فی الارض جمیعاً میں، لیبان هول الموقف۔

إِنَّ الْإِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوعًا ۝ إِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوعًا ۝ وَإِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ

انسان کم ہمت پیدا ہوا ہے • جب اس کو تکلیف پہنچتی ہے تو جزع فزع کرنے لگتا ہے • اور جب اس کو فارغ البالی ہوتی ہے

مَنُوعًا ۝ إِلَّا الْمُصَلِّينَ ۝ الَّذِينَ هُمْ عَلَى صَلَاتِهِمْ دَائِمُونَ ۝

تو بخل کرنے لگتا ہے • مگر وہ نمازی جو اپنی نماز پر برابر توجہ رکھتے ہیں •

وَالَّذِينَ فِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُومٌ ۝ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ ۝

اور جن کے مالوں میں سوال اور بے سوالی سب کا حق ہے •

وَالَّذِينَ يُصَدِّقُونَ بِيَوْمِ الدِّينِ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُونَ ۝

اور جو قیامت کے دن کا اعتقاد رکھتے ہیں • اور جو اپنے پروردگار کے عذاب سے ڈرنے والے ہیں •

إِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَأْمُونٍ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ ۝

واقعی ان کے رب کا عذاب بے خوف ہونے کی چیز نہیں • اور جو اپنی شرم گاہوں کو محفوظ رکھنے والے ہیں •

إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ ۝

لیکن اپنی بیویوں سے یا اپنی لونڈیوں سے کیونکہ ان پر کوئی الزام نہیں •

فَمَنِ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ

ہاں جو اس کے علاوہ طلب گار ہو ایسے لوگ حد سے نکلنے والے ہیں • اور جو اپنی

لَا مَسِيئَتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ بِشَهَادَتِهِمْ قَائِمُونَ ۝

امانتوں اور اپنے عہد کا خیال رکھنے والے ہیں • اور جو اپنی گواہیوں کو ٹھیک ٹھیک ادا کرتے ہیں •

وَالَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ ۝ أُولَٰئِكَ فِي جَنَّةٍ مُّكْرَمُونَ ۝

اور جو اپنی نمازوں کی پابندی کرتے ہیں • ایسے لوگ پیشوں میں عزت سے داخل ہوں گے •

تشریح

ما قبل میں کفار کی کچھ بری عادتوں کا ذکر تھا مثلاً وَجَمَعَ فَأَوْعَىٰ یعنی ناجائز طریقہ سے مال جمع کرنا، اور اس کو روک کر رکھنا یعنی مال پر عائد ہونے والے فرائض و واجبات کو ادا نہ کرنا، اب یہاں سے دوسرے رذائل اور بری عادتوں کا ذکر ہے، جو عذاب کا سبب ہوتے ہیں، فرمایا: إِنَّ الْإِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوعًا الخ: یعنی انسان (کافر انسان) کم ہمت اور کچے دل کا پیدا ہوا ہے، هَلُوع کی تفسیر خود قرآن کریم کے الفاظ إِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَذُوْعًا الخ سے آرہی ہے کہ جب اس کو کوئی شر یعنی تکلیف و مصیبت پہنچتی ہے تو حد جواز سے زیادہ جزع و فزع کرنے لگتا ہے اور صبر سے کام نہیں لیتا، اور جب اس کو کوئی خیر یعنی راحت و آرام اور مال و دولت مل جاتا ہے تو حقوق ضرور یہ سے بخل کرنے لگتا ہے اور مال خرچ کرنے سے منع کرنے لگتا ہے، ہاں اس خصلت سے مومنین صالحین مستثنیٰ ہیں فرمایا إِلَّا الْمُصَلِّينَ الخ۔

ایک شبہ اور اس کا جواب: شبہ یہ ہوتا ہے کہ جب اس کو پیدا ہی کم ہمت اور بے صبرا کیا گیا ہے تو اس میں اس کا کیا قصور ہے اور وہ مجرم کیوں قرار دیا گیا؟

جواب

یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانی فطرت و جبلت میں خیر و صلاح کی استعداد بھی رکھی ہے اور شر و فساد کی بھی، اور اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل و ہوش بھی عطا فرمائی اور اپنے رسولوں اور کتابوں کے ذریعہ ہر ایک کام کا انجام بھی بتلایا، تو انسان کا قصور اور جرم اس لئے قرار پایا کہ اس نے بالغ ہونے کے بعد اپنے اختیار سے شر و فساد اور بخل کو اپنایا اور کار خیر کو اس نے چھوڑ دیا۔ إِلَّا الْمُصَلِّينَ الَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ دَائِمُونَ: مذکورہ خصلت جو عذاب کا سبب بنتی ہے اس سے مصلین یعنی مومنین مستثنیٰ ہیں، مصلین (نمازی) سے مراد مومنین ہیں لفظ مصلین استعمال کرنے میں اس طرف اشارہ ہے کہ نماز مومن کی پہلی اور سب سے بڑی علامت ہے، مومنین کہلانے کے وہی لوگ مستحق ہیں جو نمازی ہیں، آگے مصلین کی چند صفات بتلائی گئی ہیں۔ الَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ دَائِمُونَ: جو اپنی نماز پر برابر توجہ رکھتے ہیں، یعنی ظاہراً بھی دوسری طرف توجہ نہیں رکھتے کہ دائیں بائیں آگے پیچھے توجہ کرنے لگیں اور نہ باطناً دوسری طرف توجہ رکھتے ہیں کہ دھیان کہیں اور رکھنے لگیں گویا وہ لوگ خشوع سے نماز پڑھتے ہیں۔ اس کو دوسری آیت میں قد اخلص المومنون الذین ہم فی صلاتہم خاشعون سے تعبیر فرمایا ہے۔ وَالَّذِينَ فِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُومٌ لِلنَّاسِ وَالْمَحْرُومِ اور جن کے مالوں میں سوالی اور بے سوالی سب کا حق ہے، یعنی غریب و محتاجوں پر ایسے التزام سے مال خرچ کرتے ہیں جیسے ان کے ذمہ ان کا کچھ آتا ہو (نہ کلاسان جتلا کر) مسائل سے مراد وہ غریب و محتاج ہیں جو اپنی حاجت لوگوں کے سامنے ظاہر کر دیتا ہے اور محروم سے مراد وہ شخص ہے کہ فقیر اور محتاج ہونے کے باوجود محض شرافت نفس کی وجہ سے اپنی حاجت کسی پر ظاہر نہیں کرتا اس لئے لوگوں کی امداد سے محروم رہتا ہے، اب آیت کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے والے لوگ صرف سائلین ہی کو نہیں دیتے بلکہ ایسے لوگوں پر بھی نظر رکھتے ہیں جو اپنی حاجت کسی سے کہتے نہیں۔

۱۔ خشوع کے لغوی معنی سکون کے ہیں، اصطلاح شرع میں خشوع یہ ہے کہ قلب میں سکون ہو، یعنی غیر اللہ کا خیال قلب میں بالقصد حاضر نہ کرے، اور اعضاء بدن میں بھی سکون ہو، کہ مہذب اور فضول حرکتیں نہ کرے۔ (بیان القرآن)

وَالَّذِينَ يُصَدِّقُونَ بَيِّمَ الدِّينِ اور جو قیامت کے دن کا اعتقاد رکھتے ہیں (یعنی اس اعتقاد و یقین کی بنا پر اچھے کام کرتے ہیں، تاکہ اس دن کام آئے۔ الَّذِينَ هُمْ مِنْ عَذَابٍ رَبِّهِمْ مُشْفِقُونَ: اور جو اپنے پروردگار کے عذاب سے ڈرنے والے ہیں (یعنی اس سے ڈر کر برائیوں کو چھوڑ دیتے ہیں) إِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَأْمُونٍ: واقعی ان کے رب کا عذاب بے خوف ہونے کی چیز نہیں یعنی اللہ کا عذاب ایسی چیز نہیں کہ بندہ اس کی طرف سے مامون اور بے فکر ہو کر بیٹھ رہے، یہ آیت جملہ معترضہ کے طور پر ہے، آگے پھر انہیں مصلین کی صفات کا بیان ہے۔ وَالَّذِينَ هُمْ لِغُرُوحِهِمْ خَالِطُونَ السَّخِ: اور جو اپنی شرمگاہوں کو (حرام سے) محفوظ رکھنے والے ہیں، لیکن اپنی بیوی سے یا اپنی (شرعی) لونڈیوں سے حفاظت نہیں کرتے، کیونکہ اس سلسلہ میں وہ غیر ملوم ہیں یعنی ان پر اس میں کوئی الزام نہیں، ہاں جو اس کے علاوہ اور جگہ شہوت رانی کا طلب گار ہو تو ایسے لوگ حد شرعی سے نکلنے والے ہیں۔

اہم فائدہ:

اس عدم جواز میں نکاح کی وہ صورتیں بھی داخل ہیں جو شرعاً حلال نہیں جیسے ان عورتوں سے نکاح جن سے شرعاً نکاح حرام ہے، اسی طرح متعہ جو شرعاً نکاح نہیں، اور اکثر فقہاء نے استمناء بالید (مشت زنی) یعنی شہوت پوری کر لینے کے لئے اپنے ہاتھ سے منی خارج کرنا بھی اس کے عموم میں داخل قرار دیا ہے، اسی طرح اپنی بیوی اور لونڈی سے حیض و نفاس کی حالت میں یا غیر فطری طور پر جماع کرنا بھی اس میں داخل ہے، علی ہذا القیاس کسی مرد یا کسی جانور سے شہوت پوری کرنا بھی اس میں داخل ہے۔

وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ: اور جو لوگ کہ اپنی امانتوں اور اپنے قول کو نبھانے والے ہیں، امانات مصدر ہونے کے باوجود جمع کے صیغہ کے ساتھ لایا گیا ہے اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ امانت صرف وہ مال ہی نہیں جو کسی نے آپ کے پاس رکھ دیا ہو بلکہ تمام حقوق واجبہ جن کا ادا کرنا آپ کے ذمہ فرض ہے وہ سب امانات ہیں، ان میں کوتاہی کرنا خیانت ہے، اس میں تمام حقوق اللہ روزہ، نماز وغیرہ کا ادا کرنا بھی داخل ہے اور تمام محرمات و مکروہات سے پرہیز کرنا بھی، اور حقوق العباد بھی، خواہ من جانب اللہ کسی پر واجب ہوں یا اس نے کسی معاملہ یا معاہدہ کے ذریعہ اپنے اوپر لازم کر لئے ہوں۔

اور آیت میں امانت کے ساتھ ساتھ عہد کا لفظ بھی استعمال ہوا ہے تو سمجھ لیجئے کہ عہد ایک تو وہ معاہدہ ہے جو دو شخصوں کے درمیان کسی معاملہ میں قرار پائے، اس کا پورا کرنا فرض اور اس کے خلاف کرنا غدر اور دھوکہ ہے، جو کہ حرام ہے۔ دوسرا وہ جس کو وعدہ کہتے ہیں یعنی یکطرفہ صورت سے کوئی شخص کسی شخص سے کسی چیز کے دینے کا یا کسی کام کے

۱۔ ولی الصبر بالمضارع دلالة على ان الصديق والاعمال تتجدد منهم آناً فاناً (روح المعانی)

۲۔ مزدور ملازم کو جو کام سپرد کیا گیا اور ہمتا وقت اس میں لگانا طے ہوا اس سے کم وقت لگانا اور وقت یا کام کی چوری کرنا خیانت ہے۔

کرنے کا وعدہ کرے اس کا پورا کرنا بھی شرعاً لازم و واجب ہے۔ وَالَّذِينَ هُمْ بِشَهَادَتِهِمْ قَائِمُونَ: اور جو اپنی گواہیوں کو ٹھیک ٹھیک ادا کرتے ہیں، ان میں کی بیشی نہیں کرتے، یہاں بھی لفظ شہادات کو جمع لانے میں اس طرف اشارہ ہے کہ شہادت کی بہت سی قسمیں ہیں مثلاً توحید و رسالت کی شہادت، ہلال رمضان اور حدود شرعیہ زنا، سرقت وغیرہ کی شہادت، باہمی معاملات کی شہادت، ان تمام شہادتوں کو چھپانا اور ان میں کی بیشی کرنا حرام ہے۔

وَالَّذِينَ هُمْ عَلَى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ: اور جو اپنی (فرض) نماز کی پابندی کرتے ہیں، یعنی نماز اور آداب نماز پر بیشی فرماتے ہیں۔ اُولَئِكَ لِيْ جَنَّتْ مُكْرَمُونَ: پس ایسے لوگ بہشتوں میں عزت سے داخل ہوں گے۔

لغات انسان: آدمی جمع آناسی. هَلُوْغًا: اسم مبالغہ، کم ہمت، بہت بے صبر، ڈر پوک هَلِغ (س) هَلِغًا: گھبرا جانا، بے صبری دکھانا۔ مَسَّ: ماضی واحد مذکر غائب، مَسَّ (ن، ص) مَسًّا: چھونا، لاحق ہونا، پہنچنا۔ الشَّرُّ: برائی، شر، جس سے سب کو نفرت ہو وہ شر ہے، جمع شُرور، (حضرت تھانویؒ نے تکلیف ترجمہ کیا ہے) جَزُوْغًا: صفت مشبہ یا مبالغہ، جزع فزع کرنے والا یعنی گھبرا جانے والا جَزَع (س) جَزَعًا: بے صبری کرنا، گھبرانا، الخیر بھلائی، فارغ البالی، جمع خُيُوْر (مزید تفصیل رکوع ۳ میں) مَنُوْغًا: اسم مبالغہ، بہت منع کرنے والا، یعنی بڑا بخیل، کنجوس، مَنَعَ (ف) مَنَعًا: منع کرنا، روکنا۔ صَلَاة: نماز، باب تفعیل یعنی تصلیۃ سے اسم مصدر، دَامُونَ: اسم فاعل جمع مذکر، قَائِمٌ اور متوجہ رہنے والے، ہمیشہ رہنے والے، دَامَ الشَّيْءُ (ن) دَوَامًا: ہمیشہ رہنا، قائم و برقرار رہنا۔ حَقٌّ: فرد یا جماعت کا واجب حصہ، حق، جمع حُقُوْق (اس کے اور بھی معانی ہیں مگر یہاں یہی مراد ہے جو لکھا گیا) المَحْرُوْم: (وہ شخص جس کو حیا اور شرافت نفس نے سوال سے روک دیا ہو) اسم مفعول، حَرَمَ (ن، ض) حَرَمًا: روکنا، محروم کرنا۔ الدِّين: جزا و سزا، یوم الدین جزا و سزا کا دن یعنی قیامت کا دن، (مختلف آیات میں مختلف معانی کے لئے استعمال ہوا ہے) مُشْفِقُونَ: اسم فاعل جمع مذکر، ڈرنے والے، (افعال) اَشْفَقَ مِنْهُ اَشْفَاقًا: ڈرنا۔ مَامُونَ: اسم مفعول واحد مذکر، اَمِنَ (س) اَمِنًا: مطمئن ہونا، بے خوف ہونا (مامون کا معنی ہے بے خوف کیا ہوا، اور غیر کا ایک معنی ہے نہیں لہذا غیر مامون کا ترجمہ ہوا، بے خوف کیا ہوا نہیں) فُرُوْج: شرمگاہیں، فُرُوْج کی جمع، حَافِظُونَ: اسم فاعل جمع مذکر، محفوظ رکھنے والے، حفاظت کرنیوالے حَفِظَ (س) حَفِظًا: حفاظت کرنا، نگہبانی کرنا۔ مَلَكْتُ: ماضی واحد مؤنث غائب، مَلَكْتُ (ض) مَلَكًا: مالک ہونا، اَيْمَان (دائے ہاتھ) یَمِيْن کی جمع، مَا مَلَكْتُ اَيْمَانُهُمْ: وہ کہ مالک ہیں جن کے ان کے دائے ہاتھ، مراد بانڈیاں، بالفاظ دیگر لونڈیاں) مَلُومِيْنَ: اسم مفعول جمع مذکر، ملامت کئے ہوئے، لَامَ (ن) لَوْمًا وَمَلَامَةً: ملامت کرنا (غیر ملومین، غیر ملامت کئے ہوئے، غیر الزام لگائے ہوئے، واحد ملوم ہے جو دراصل مَلُومٌ ہے) اِبْتَغَى: ماضی واحد مذکر غائب (البتعال، ابتغاء، چاہنا، طلب کرنا، مادہ بَغَى (ض)

۱۔ مجرد میں ہے خَفِيقٌ مِنْهُ وَعَلَيْهِ (س) شَفَقًا: ڈرنا، بچنا، وعلیہ: شفقت کرنا، مہربان ہونا، اَشْفَقَ عَلَيْهِ شَفَقَتْ کرنا۔

۲۔ ملوم دراصل مَلُومٌ تھا، واؤ جو کہ عین کلمہ ہے اس کی حرکت ماقبل کو دے کر اس کو ساکن کر دیا، پھر اتفاقاً ساکنین کی وجہ سے واؤ مفعول کو حذف کر دیا، (اعراب القرآن)

طلب کرنا) وَرَاءَ: علاوہ (۲) آگے، پیچھے یہ اضداد میں سے ہے۔ الْعَادُونَ: اسم فاعل جمع مذکر، حد سے نکلنے والے، غدا (ن) عَدُوا وَعَدُوا وَعَدُوا: حد سے بڑھنا، ظلم کرنا۔ (در اصل عَادُوا تھا، وَاوْکَلَمَ میں چوتھی جگہ واقع ہوئی اور اس کا ماقبل مضموم نہ تھا، لہذا اس کو یا سے بدل دیا، عادیون ہوا، اب ضمہ یا پر دشوار تھا نقل کر کے ماقبل کو دیا پھر بوجہ اجتماع ساکنین یا حذف ہو گئی، عَادُونَ ہو گیا) امانات: امانتیں واحد امانۃ، اَمْنٌ (ک) امانۃ: دیانت دار ہونا (مزید تفصیل بغضن تشریح) عہد: عہد، قول و قرار، معاہدہ، جمع عُهُودٌ۔ رَاغُونَ: اسم فاعل جمع مذکر، خیال اور نگاہ رکھنے والے، ناپائے والے، رَعَى: (ف) رَعَى وَرَعَايَةً: خیال رکھنا، شہادات: گواہیاں، شہادۃ کی جمع (شہادۃ در اصل مصدر ہے شہد (س) شہادۃ: کسی بات کی یقینی خبر دینا، مگر اسم ہو کر بھی استعمال ہوتا ہے) مُكْرَمُونَ: اسم مفعول جمع مذکر، عزت کئے ہوئے (افعال) (مادہ کرم)

ترکیب إِنَّ الْإِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوعًا..... ترکیب ظاہر ہے جملہ مستأنفہ، (هلوعًا حال از ضمیر خُلِقَ، حال مقدرہ) إِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوعًا..... إِذَا ظرفیہ مضاف مَسَّهُ الشَّرُّ فعل مع مفعول بہ و فاعل جملہ فعلیہ مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر ظرف ہے جَزُوعًا میضہ مفت کا، اور وہ حال هلوعا کی ضمیر ہے۔ وَإِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوعًا..... حسب سابق ترکیب ہو کر ماقبل پر عطف، إِلَّا الْمُصَلِّينَ الَّذِينَ هُمْ عَلَى صَلَاتِهِمْ دَائِمُونَ..... إِلَّا حرف استثناء اور مستثنیٰ منہ الانسان ہے جو إِنَّ الْإِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوعًا میں ہے، اور انسان لفظ مفرد ہے مگر مراد جنس ہے، المصلین موصوف الذین اسم موصول ہم مبتدا علی صلاتہم متعلق دائمون کے اور وہ خبر، مکمل جملہ اس یہ صلہ، اسم موصول مع صلہ مفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر مستثنیٰ۔ وَالَّذِينَ فِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُومٌ لِّلْمَسَائِلِ وَالْمَحْرُومِ..... وَ او حرف عطف الذین اسم موصول فی اموالہم ثابت محذوف کے متعلق ہو کر خبر مقدم حق موصوف معلوم صفت اول للمسائل والمحرور ثابت محذوف کے متعلق ہو کر صفت ثانی، موصوف اپنی دونوں صفتوں سے مل کر مبتدا مؤخر، مبتدا مع خبر جملہ اس یہ صلہ، اسم موصول مع صلہ ماقبل اسم موصول پر معطوف۔ وَالَّذِينَ يُصَدِّقُونَ بَيِّمَ الدِّينِ..... اسم موصول مع صلہ حسب سابق ماقبل اسم موصول پر معطوف۔ وَالَّذِينَ هُمْ مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُونَ..... مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ متعلق مشفقون کے، اور وہ خبر ہم مبتدا کی، مبتدا مع خبر صلہ، اسم موصول مع صلہ ماقبل اسم موصول پر معطوف، إِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَأْمُونٍ جَمْلَةٌ مَّقْرَضَةٌ۔ وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ..... اسم موصول مع صلہ حسب سابق اسم موصول پر معطوف، (لفرؤجہم متعلق حافظون کے) إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ..... إِلَّا حرف استثناء لغو، عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ جار مجرور متعلق حافظون ماقبل کے (ما ملکت اسم موصول مع صلہ معطوف ہے، ازواجہم پر)

۱۔ تکریم (ک) تکریمًا: صاحب عزت ہونا، کشادہ دل ہونا، عمدہ نہیں ہونا۔
 ۲۔ حال مقدرہ ہے کیونکہ بوقت عید اٹھ وہ اس وصف سے متصف نہیں ہے بعد میں ہوگا۔
 ۳۔ یا کرم ظرف ہے اپنے جواب و جزا کاں کا ای کاں جزو کا۔

سوال و جواب آیت مذکورہ میں مستثنیٰ مفرغ ہے اور مستثنیٰ مفرغ کلام منفی میں ہوتا ہے، اور یہ کلام مثبت ہے مگر واضح رہے کہ یہ معنی کلام منفی ہی ہے، کیونکہ حافظون یہاں نفی کے معنی کو متضمن ہے اور مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ اپنی شرمگاہوں کو بیویوں اور باندیوں کے علاوہ پر استعمال نہیں کرتے، اور علی بمعنی من (تفسیر مظہری) فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ..... فَا تَعْلِيلُہ مابعد جملہ اسمیہ تعلیلیہ، فمن ابتغی وراء ذلك فاولئك هم العادون..... فا استئناف (اعراب القرآن و صرفہ و بیانہ) مَنْ اسم شرط جازم مبتدا، ابتغی فعل بفاعل وراء ذلك مرکب اضافی مفعول بہ پھر جملہ فعلیہ خبر، مبتدا مع خبر شرط، فاولئك هم العادون: جزا (فا رابطہ هم ضمیر فصل) والذین هم لامانائهم وعہدہم راعون..... اسم موصول مع صلہ حسب سابق ماقبل اسم موصول پر معطوف، (لامانائهم وعہدہم متعلق راعون کے) والذین هم بشہاداتہم قائمون..... اسم موصول مع صلہ ماقبل اسم موصول پر معطوف، (بشہاداتہم متعلق قائمون کے) والذین هم علی صلاحہم بحافظون..... اسم موصول مع صلہ ماقبل اسم موصول پر معطوف، (علی صلاحہم متعلق بحافظون کے) اُولَئِكَ فِی جَنَاتٍ مُّكْرَمُونَ..... مبتدا و خبر جملہ متناقضہ بیانیہ۔ (فی جنات متعلق مکرمون کے، یا متعلق محذوف کے ہو کر خبر اول اور مکرمون خبر ثانی)

شانہ فمن ابتغی وراء ذلك میں وراء ذلك کو مفعول بہ بنایا، پس اس شکل میں وہ ظرفیت سے نکل گیا (اعراب القرآن) اور بعض نے اس کو مفعول فیہ مانا ہے اب عبارت اس طرح ہوگی فمن طَلَبَ امراً کاننا وراء ذلك الخ.

الصلاحۃ فی تکریر الصلاة مبالغة لانحفی، اهتماما بشانہا. قوله: فی جنات: فی جنات کو بوجہ اہتمام اور بوجہ رعایت فواصل مکرمون پر مقدم کیا گیا ہے۔

فَمَالِ الَّذِينَ كَفَرُوا قِبَلَكَ مُهْطِعِينَ ﴿۲۹﴾ عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِينَ ﴿۳۰﴾ اِيْطَمَعُ
تو کافروں کو کیا ہوا کہ آپ کی طرف کو داہنے اور بائیں سے جماعتیں بن بن کر دوڑے آرہے ہیں • کیا ان میں ہر شخص اس کی ہوس رکھتا
کُلُّ امْرِئٍ مِنْهُمْ اَنْ يُّدْخَلَ جَنَّتٍ نَّعِيمٍ ﴿۳۱﴾ كَلَّا ؕ اِنَّا خَلَقْنَهُمْ مِّمَّا يَعْلَمُونَ ﴿۳۲﴾
ہے کہ وہ آسائش کی جنت میں داخل کر لیا جاوے گا • یہ ہرگز نہ ہوگا ہم نے ان کو ایسی چیز سے پیدا کیا ہے جس کی ان کو بھی خبر ہے •
فَلَا اُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اِنَّا لَقَدِرُونَ ﴿۳۳﴾ عَلٰی اَنْ يُبَدِّلَ
پھر میں قسم کھاتا ہوں مشرقوں اور مغربوں کے مالک کی کہ ہم اس پر قادر ہیں • کہ ان کی جگہ ان سے بہتر
خَيْرًا مِنْهُمْ لَا وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوقِينَ ﴿۳۴﴾ فَذَرْنَهُمْ يَخُوضُوا وَيَلْعَبُوا حَتّٰى
لوگ لے آئیں، اور ہم عاجز نہیں ہیں • تو آپ ان کو اسی منزل اور تفریح میں رہنے دیجئے، یہاں تک کہ

۱۔ اعراب القرآن میں دوسری ترکیب لکھی ہے یعنی علی ازواجہم امشاء من اعم الاحوال، دوسرے اعراب القرآن میں ہے علی ازواجہم متعلق بمحذوف وهو المسقطی ای الا حفظها علی ازواجہم.

يُلْقُوا يَوْمَهُمُ الَّذِي يُوْعَدُونَ ﴿۳۷﴾ يَوْمَ يَخْرُجُونَ مِنَ الْأَجْدَاثِ سِرَاعًا كَانَهُمْ

ان کو اپنے اس دن سے سابقہ واقع ہو جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے • جس دن یہ قبروں سے کل کر اس طرح دوڑیں گے، جیسے کسی

إِلَى نَصَبٍ يُؤْفِضُونَ ﴿۳۸﴾ خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ تَرْهُفُهُمْ ذِلَّةٌ ذَلِكَ الْيَوْمَ

پریش گاہ کی طرف دوڑے جاتے ہیں • ان کی آنکھیں نیچے کو جھکی ہوں گی، ان پر ذلت چھائی ہوگی، یہ ہے ان کا وہ دن

الَّذِي كَانُوا يُوعَدُونَ ﴿۳۹﴾

جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا تھا •

تشریح

مذکورہ آیات میں کفار کی حالت کا عجیب ہونا اور وقوع قیامت کا مستبعد نہ ہونا بیان فرماتے ہیں۔

تفسیر ملاحظہ فرمائیں! فَمَا لِلَّذِينَ كَفَرُوا قَبْلَكَ مُهْطِعِينَ عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشَّمَالِ عِزِينَ۔ یعنی ماقبل

میں یہ بیان ہو چکا کہ کیا چیزیں سعادت اور کامیابی کے اسباب ہیں اور کیا چیزیں شقاوت کے اسباب ہیں، تو جب یہ بات دلیل سے معلوم ہوگئی تو پھر کافروں کو کیا ہوا کہ ان مضامین کی تکذیب کے لئے آپ کی طرف کودا ہنے اور بائیں سے

جماعتیں اور ٹولیاں بن بن کر دوڑتے آرہے ہیں، اور پھر ہنسی اور ٹھٹھا کرتے ہیں۔ اَبْطَمَعَ كُلُّ امْرِئٍ مِنْهُمْ اَنْ

يَدْخُلَ جَنَّةَ نَعِيمٍ: کیا اس کے باوجود ان میں ہر شخص اس کی ہوس اور طمع رکھتا ہے کہ وہ آسائش کی جنت میں داخل کر لیا

جائے گا، جیسا کہ وہ کہا کرتے تھے کہ وَلَئِنْ رُجِعْتُ إِلَىٰ رَبِّي اِنَّ لِيْ عِنْدَهُ لِلْخُسْنٰی کہ اگر ہم کو لوٹ کر خدا کی طرف

جانا ہوا تو وہاں بھی ہمارے لئے بہتری ہی بہتری ہے، تو کان کھول کر سن لو! ایسا ہرگز نہ ہوگا۔ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّمَّا

يَعْلَمُونَ: یہ لوگ ان مضامین کی تکذیب میں نفس قیامت کی بھی تکذیب کرتے اور اس کو محال سمجھتے تھے، تو اس کے متعلق

ارشاد ہے کہ ان کا قیامت کو محال سمجھنا محض بے وقوفی ہے، کیونکہ ہم نے ان کو ایسی چیز سے پیدا کیا ہے جس کی ان کو بھی خبر

ہے یعنی نطفہ سے، اور ظاہر ہے کہ نطفہ سے کہ جس میں کبھی حیات نہیں آئی آدمی بننے تک جتنا بعد ہے اتنا اجزاء میت سے

دوسری بار آدمی بننے تک نہیں ہے کیونکہ اجزاء میت میں ایک بار حیات یعنی زندگی آچکی ہے، لہذا اس کو محال سمجھنا بے وقوفی

ہے، پھر دوسرے طور پر دفع استبعاد اور وقوع قیامت کے لئے فرمایا: فَلَا اُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشَارِقِ۔ میں قسم کھاتا ہوں

مشرقوں اور مغربوں کے مالک کی (مشارق و مغارب جمع کا صیغہ اس لئے استعمال کیا کہ آفتاب ہر روز ایک نئی جگہ اور

نئے نقطہ سے طلوع ہوتا ہے اور نئے نقطہ پر غروب ہوتا ہے، لہذا اس اعتبار سے محل طلوع و محل غروب متعدد ہو گئے تو جمع لانا

درست ہو گیا) آگے جواب قسم ہے۔

اِنَّا لَقَادِرُونَ عَلٰی اَنْ نُّبَدِّلَ خَيْرًا مِنْهُمْ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوقِينَ۔ ہم اس پر قادر ہیں کہ (دنیا ہی میں) ان

کی جگہ ان سے بہتر لوگ لے آئیں یعنی پیدا کر دیں، اور ہم اس سے عاجز نہیں ہیں (یعنی جب ان کی جگہ ان سے بہتر

لا سکتے ہیں تو خود ان کو دوبارہ کیوں پیدا نہیں کر سکتے؟) پہلا استدلال ان منکرین کی حالت کے اعتبار سے ہے، اور دوسرا

استدلال ان کے امثال و نظائر کے امکان مخلوقیت سے۔

قسم و حیثات قسم میں مناسب ترجمہ شیخ الہند میں لکھا ہے کہ مشارق و مغارب کی قسم شاید اس لئے کھائی کہ خدا ہر روز مشرق و مغرب کو بدلتا رہتا ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا کہ آفتاب ہر روز نئے نقطہ سے طلوع و غروب ہوتا ہے تو اس کو تمہارا پیدا کرنا کیا مشکل ہے۔ **فَلَذَرْهُمْ يَخُوضُوا وَيَلْعَبُوا حَتَّى يُلَاقُوا يَوْمَهُمُ الَّذِي يُوْعَدُونَ** جب یہ بات ظاہر ہوگئی کہ ہم ان پر قادر ہیں اور لوگ حق واضح ہونے کے باوجود اپنے انکار اور عناد سے باز نہیں آتے تو آپ ان کو اسی شغل و تفریح میں رہنے دیجئے یہاں تک کہ ان کو اپنے اُس دن سے سابقہ پڑے جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے (یعنی تمہوڑے دن کی ڈھیل ہے پھر سزا ہونی یقینی ہے) جس دن یہ لوگ قبروں سے نکل کر تیزی سے اس طرح دوڑیں گے جیسے کسی پرستش گاہ کی طرف دوڑے جاتے ہیں۔ (اور) ان کی آنکھیں (مارے شرمندگی کے) نیچے کو جھکی ہوں گی، (اور) ان لوگوں پر ذلت چھائی ہوگی۔ **ذَلِكَ الْيَوْمُ الَّذِي كَانُوا يُوعَدُونَ** یہ ہے وہ دن جس کا وعدہ کیا جاتا تھا یعنی قیامت کا دن جو کتاب واقع ہوا۔ (ذَلِكَ اِی الَّذِی ذُبُكْرَ یعنی وہ دن جس میں خوفناک احوال واقع ہونے والے ہیں)

لغات قیل: اسم برائے ظرف، بمعنی جانب، طرف، مُهَاطِبِین: اسم فاعل جمع مذکر، سر جھکائے ہوئے تیزی سے دوڑنے والے، (افعال، اِهْطَاع) (مادہ هَطَعَ (ف) ڈر کر تیزی سے آگے آنا) عِزِیْن: گروہ گروہ، جماعت جماعت، یعنی متفرق جماعتیں، واحد عِزَّةٌ۔ یَطْمَع: مضارع واحد مذکر غائب، طَمَع (س) طَمَعًا: خواہشمند ہونا، لالچ کرنا۔ امراء: شخص، انسان، مرد (امرو) کی ہمزہ بحالت رفع و او کی شکل میں، اور بحالت نصب الف کی شکل میں، اور بحالت جریا کی شکل میں آتی ہے، داء کی حرکت آخر کی حرکت کے مطابق ہوتی ہے، اور ہر حالت میں ضمہ فتح بھی جائز ہے، مؤنث امراء۔ المشارق: اسم ظرف مکان جمع، سورج کے نکلنے کے مقامات، واحد المشرق (مَشْرِقٌ) الشمس (ن) مَشْرِقًا و مَغْرِبًا آفتاب طلوع ہوتا ہے المغارب: اسم ظرف مکان جمع، سورج کے غروب ہونے کے مقامات، واحد المغرب، غُرُوبُ الشَّمْسِ (ن) غُرُوبًا: سورج کا چھپ جانا، قادرون: اسم فاعل جمع مذکر، طاقت رکھنے والے، قُدْرَةٌ (ض) قُدْرَةٌ: طاقت رکھنا خیرًا: اسم تفضیل، بمعنی بہتر (در اصل اخیو تھا، تخفیفًا ہمزہ کو

۱۔ ترجمہ شیخ الہند میں لکھا ہے کہ نصب سے مراد بت بھی ہو سکتے ہیں جو کعب کے گرد کمرے کے ہوئے تھے ان کی طرف بھی بہت عقیدت اور شوق کے ساتھ لوگ لپکتے ہوئے جاتے تھے۔ یا ہو سکتا ہے کہ نصب سے مراد کوئی نشان و علامت ہو جس کی طرف لوگ تیزی سے دوڑتے ہیں اور ایک دوسرے سے پہلے پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں۔

۲۔ امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں کہ یہ اصل میں غُرُوبٌ فاعل غُرُوبٌ سے ہے یعنی میں نے اس کی نسبت کی تو وہ منسوب ہو گیا، گویا ہمزہ وہ جماعت ہوئی کہ جس کا ایک فرد دوسرے کی طرف منسوب ہو ولادت میں، یا ایک دوسرے کی پشت پناہی میں، عِزَّةٌ کلام کلمہ محذوف ہے بعض کہتے ہیں کہ یہ حرف محذوف داو بعد اصل ہمزہ ہے بعض نے کہا کہ دراصل عِزَّةٌ تھا، وقد الحق بجمع المذكور بسبب حذف لامہ۔

۳۔ ظرف کے بعض اوزان غیر کسور الحین سے خلاف قیاس کسور الحین آتے ہیں جیسے مُسَجِدٌ، مُطْلِعٌ، مُشْرِقٌ، مُغْرِبٌ، مُنْبَسِطٌ، مُنْجَرِدٌ مکر یہ الفاظ قیاس کے مطابق بروزن مطلق بھی آتے ہیں۔ (علم الصیغہ) سورج کا طلوع و غروب ہر روز کچھ نہ کچھ ایک جگہ سے دوسری جگہ ہٹ کر ہوتا ہے، نیز گرمی سردی میں کل طلوع و غروب کچھ نہ کچھ جدا ہوتا ہے اسی لئے مشرقین اور مشارق استعمال ہو جاتا ہے۔

حذف کر دیا) خَارَ (ض) خَجِرًا: اچھا اور بھلا ہونا، مسیوقین: اسم مفعول جمع مذکر، وہ جن کو پیچھے چھوڑ کر دوسرے آگے بڑھ جائیں، مراد عاجز، مَسْبِقٌ (ن، ض) مَسْبِقًا: آگے بڑھنا۔ یَخْوَضُونَ: مضارع جمع مذکر غائب (وہ مشغول رہیں) خَاضَ (ن) خَوْضًا: مشغول ہونا، یَلْعَبُونَ: مضارع جمع مذکر غائب (وہ لوگ کھیل یعنی تفریح میں پڑے رہیں) لَعِبَ: (س) لَعِبًا: کھیلنا، (۲) بیکار رہے مقصد کام کرنا، تفریح کرنا۔ اجدات: قبریں، واحد جَذَتْ، سِرَاعًا: جلدی کرتے ہوئے، دوڑتے ہوئے، سَرِيعٌ کی جمع، بروزن فعل بمعنی فاعل، سَرِعَ (ك) سُرْعَةً: جلدی کرنا۔ نَصَبَ: پوجا کا پتھر، بالفاظ دیگر پرستش گاہ، جُنْدًا، نشان، جمع انْصَاب. یُوفِضُونَ: مضارع جمع مذکر غائب (وہ دوڑتے ہیں) (افعال، ایفاض، تیز چلنا، دوڑنا، مادہ ولفض (ض) دوڑنا) خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ تَرَاهُمْ ذَلَّةً: رکوع ۴ میں دیکھئے۔

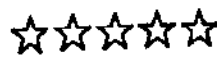
ترکیب فَمَا لِلَّذِينَ كَفَرُوا قَبْلَكَ مُهْطِعِينَ عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشَّمَالِ عَزِينَ فَاِحتِثَانِيہ (اعراب القرآن، اعراب القرآن و صرفہ و بیانہ، یا پھر سیبہ) ما اسم استفہام بمعنی ای شئیء مبتدا لام جارہ الذین اسم موصول ذوالحال کفروا فعل بفاعل قبلك مرکب اضافی ظرف مهطعين کا، (بیان القرآن، اعراب القرآن) مُهْطِعِينَ صیغہ اسم فاعل ضمیر ذوالحال عن اليمين وعن الشمال متعلق مُهْطِعِينَ کے، عزیزین ای متفرقین حال مُهْطِعِينَ کی ضمیر سے (حال متداخلہ) ذوالحال مع حال فاعل، اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق اور ظرف سے مل کر حال اسم موصول ماقبل سے، اسم موصول مع صلہ مجرور، جار مجرور متعلق ثابت کے ہو کر خبر، مبتدا مع خبر جملہ مستانفہ۔ اِیْطَمَعُ کُلُّ اَمْرِئٍ مِنْهُمْ اَنْ یَدْخَلَ جَنَّةَ نَعِیمٍ حمزہ حرف استفہام انکاری برائے تقریع و تنویح، یَطْمَعُ فعل کل مضاف امرئ موصوف منهم کائن محذوف کے متعلق ہو کر صفت، موصوف مع صفت مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر فاعل، اَنْ یَدْخَلَ جَنَّةَ نَعِیمٍ بتاویل مصدر منصوب بنزع الخافض ای فی ان یَدْخَلَ الخ لهذا جار مجرور متعلق یَطْمَعُ کے، اور وہ جملہ مستانفہ، (جنة نعیم مفعول فیہ، یا مفعول بہ علی السعة) کلا انا خلقنہم مما یعلمون کلا حرف ردع، اَنَا خَلَقْنَاهُمُ الخ جملہ تعلیلیہ (تعلیل للردع) ترکیب آسان ہے (مما میں ما اسم موصول یعلمون صلہ پھر جار مجرور متعلق خلقنا کے) فلا اُقْسِمُ برب المشارق والمغارب فاِحتِثَانِیہ۔ لا زائدہ اُقْسِمُ فعل بفاعل، برب المشارق والمغارب متعلق اُقْسِمُ کے، پھر جملہ فعلیہ قسمیہ مستانفہ اَنَا لِقَادِرُونَ عَلٰی اَنْ نُبَدِّلَ خَیْرًا مِنْهُمْ اَنَا حرف مشبہ بالفعل مع اسم، لام مزحلہ قادرون اسم فاعل خبر، علی حرف جر اَنْ نُبَدِّلَ خَیْرًا مِنْهُمْ بتاویل مصدر مجرور، پھر جار مجرور متعلق قادرون کے، (منهم متعلق

۱۔ بعض نے قبلک اور مهطعين اور عن اليمين وعن الشمال اور عزیزین چاروں کو الذین اسم موصول سے حال مانا ہے، بعض نے کہا کہ قبلک ظرف ہے مهطعين کا، اور مهطعين حال اول، اور عن اليمين وعن الشمال متعلق مهطعين یا عزیزین بمعنی متفرقین کے اور عزیزین حال ثانی، اس شکل میں دو حال رہ جائیں گے۔

۲۔ یا فانیصیر ای اذا کان الامر کما ذکرنا من اَنْ خَلَقْنَاهُمْ مِمَّا یَعْلَمُونَ وهو النطقه القذرة ای المنی (روح)

غیر ا کے اور وہ مفعول بہ) حرف مشبہ بالفعل مع اسم و خبر جملہ اسمیہ معطوف علیہ، وما نحن بمسبوقین واو عطفہ ما مشابہ بلیس نحن اس کا اسم ہا زائدہ مسبوقین محلاً منصوب خبر، ما مشابہ بلیس مع اسم و خبر معطوف معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جواب قسم۔ فَذَرَهُمْ يَخُوضُوا وَيَلْعَبُوا حَتَّى يُلَاقُوا يَوْمَهُمُ الَّذِي يَوْمَعُدُونَ فَاصْبِرْ اِذَا قَبِلْتَ اَنَّا قَادِرُونَ عَلَيْهِمْ لَذَرَهُمُ الْخِذْرُ هُمْ فَعَلُ بِفَاعِلٍ وَمَفْعُولٍ بِهِ، امر، يَخُوضُوا فَعَل مفاعِل مجزوم بوجہ جواب امر، وَاَوْ ضَمِير فاعِل، فَعَل اپنے فاعل سے مل کر معطوف علیہ، واو حرف عطف، يَلْعَبُوا فَعَل بفاعل، حَتَّى جَارِه، يُلَاقُوا فَعَل مفاعِل منصوب بوجہ اَنْ مقدره، ضَمِير فاعِل، يَوْمَهُمُ مرکب اضافی موصوف، الَّذِي يَوْمَعُدُونَ اسم موصول مع صلہ صفت، موصوف مع صفت مفعول بہ، فَعَل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر بتاویل مصدر مجرور، جَارِ مجرور متعلق يَلْعَبُوا کے، اور وہ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جواب امر، امر، جواب شرط، يَوْمَ يَخْرُجُونَ مِنَ الْاَجْدَاثِ سِرَاعًا كَانَهُمْ إِلَى نُصْبٍ يَوْمَفِضُونَ يَوْمَ مضاف يَخْرُجُونَ مِنَ الْاَجْدَاثِ مضاف الیہ، سِرَاعًا بمعنی مُسْرِعِينَ حال از ضمیر يَخْرُجُونَ. كَانَهُمْ إِلَى نُصْبٍ يَوْمَفِضُونَ حال ثانی از ضمیر يَخْرُجُونَ یا از ضمیر سِرَاعًا، (الی نصب متعلق یوفضون کے اور وہ خبر کائن کی) الْغَرَضُ يَوْمَ يَخْرُجُونَ الْخِ مَاقْبَلِ يَوْمَهُمُ سے بدل ہے، خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ شَبَّهَ فَعَل اپنے فاعل سے مل کر حال از ضمیر يَوْمَفِضُونَ، تَرَهَّقُهُمْ ذَلَّةٌ جملہ فعلیہ حال ثانی از ضمیر يَوْمَفِضُونَ۔ ذَلِكَ الْيَوْمُ الَّذِي كَانُوا يَوْمَعُدُونَ ذَلِكَ مبتدا، اليوم موصوف، الَّذِي اسم موصول کاناوا فَعَل ناقص، ضمیر اسم، يَوْمَعُدُونَ جملہ فعلیہ خبر، فَعَل ناقص مع اسم و خبر صلہ، اسم موصول مع صلہ صفت، موصوف مع صفت خبر، مبتدا مع خبر جملہ متانقہ۔

الکناية الکناية الفائقة الرائقة فی قوله تعالى كَلَّا إِنَّا خَلَقْنَاهُمْ مِمَّا يَعْلَمُونَ اِی کنایہ عن معنی القدر، مع النزاهة التامة فی التعبير و حسن الالفاظ والتعبير بالطف عبارة و ابلغ اشارة.



۱۔ خاشعۃ اور ترہق الخ کو یخرجون کی ضمیر سے بھی حال بنا سکتے ہیں۔

۲۔ ذلك اليوم مبدل من مع بدل یعنی اسم اشارہ مع اشارہ الیہ کو مبتدا اور الذی الخ کو خبر بھی بنا سکتے ہیں، والاشارة الی اليوم المقدم فی قوله تعالى يومهم الذي يومعدون.

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُورَةُ نُوحٍ مَكِّيَّةٌ

إِنَّا أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ أَنْ أَنْذِرْ قَوْمَكَ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَهُمْ عَذَابٌ

ہم نے نوح کو ان کی قوم کے پاس بھیجا تھا، کہ تم اپنی قوم کو ڈراؤ، قبل اس کے کہ ان پر دردناک عذاب

الیم ۱ قَالَ يٰقَوْمِ إِنِّي لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ۲ أَنْ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاتَّقُوهُ وَأَطِيعُوا ۳

آوے • انہوں نے کہا کہ اے میری قوم میں تمہارے لئے صاف صاف ڈرانے والا ہوں • کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور اس سے ڈرو اور میرا کہنا مانو •

يَغْفِرْ لَكُمْ مِنْ ذُنُوبِكُمْ وَيُخْرِجَكُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ۴ إِنَّ أَجَلَ اللَّهِ إِذَا جَاءَ

تو وہ تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور تم کو وقت مقرر تک مہلت دے گا، اللہ کا مقرر کیا ہوا وقت جب آ جاوے گا

لَا يُؤَخَّرُ مَنْ سَأَلَ ۵ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۶

تو ٹلے گا نہیں، کیا خوب ہوتا اگر تم سمجھتے •

ربط

سورت سابقہ میں عذاب اور اسباب عذاب کا ذکر تھا، ان میں سے ایک رسول کی تکذیب ہے اس سورت میں بھی بضمن قصہ نوح علیہ السلام اسی کا بیان ہے، نیز اس سورت میں کفر پر استحقاق عذاب دنیوی کا بھی ذکر ہے، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دینا بھی مقصود ہے کہ قوم نوح علیہ السلام نے بھی تکذیب کی تھی۔

تشریح

مذکورہ آیات میں حضرت نوح علیہ السلام کا اپنی قوم میں تبلیغ کرنے اور ان کو وبال کفر سے ڈرانے کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

تفسیر ملاحظہ فرمائیں! إِنَّا أَرْسَلْنَا نُوحًا الْخ (حضرت نوح علیہ السلام) حضرت آدم علیہ السلام کے بعد پہلے نبی ہیں کہ جن کو رسالت دی گئی، اور رسالت چالیس سال کی عمر میں ملی (اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے نوح علیہ السلام) کو ان کی قوم کے پاس (پیغمبر بنا کر) بھیجا تھا کہ تم اپنی قوم کو (وبال کفر سے) ڈراؤ، قبل اس کے کہ ان پر دردناک عذاب آئے، یعنی ان سے کہو کہ اگر ایمان نہ لاؤ گے تو تم پر عذاب الیم آئے گا، خواہ دنیوی عذاب یعنی طوفان یا اخروی یعنی دوزخ۔ قَالَ يٰقَوْمِ إِنِّي لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ أَنْ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاتَّقُوهُ وَأَطِيعُوا ۳ يَغْفِرْ لَكُمْ مِنْ ذُنُوبِكُمْ ۴ غرض انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم میں تمہارے لئے صاف صاف ڈرانے والا ہوں (اور کہتا ہوں) کہ تم اللہ کی عبادت کرو، یعنی توحید اختیار کرو، اور اس سے ڈرو، اور میرا کہنا مانو، وہ تمہارے گناہ معاف کر دے گا (من ذُنُوبِكُمْ میں من یا تو جمعیت کے لئے ہے جو کہ جزیت بتلانے کے لئے آتا ہے تو مطلب یہ ہے کہ ایمان لانے سے تمہارے وہ گناہ

معاف ہو جائیں گے جن کا تعلق حقوق اللہ سے ہے کیونکہ حقوق العباد کی معافی کے لئے ایمان لانے کے بعد بھی یہ شرط ہے کہ جو حقوق ادائیگی کے قابل ہیں ان کو ادا کرے جیسے مال وغیرہ، اور جو قابل ادائیگی نہیں جیسے زبان یا ہاتھ سے کسی کو تکلیف پہنچائی تو صاحب حق سے اس کو معاف کرائے، اور بعض مفسرین نے فرمایا کہ جن اس جگہ زائدہ ہے اور مراد یہ ہے کہ ایمان لانے سے تمہارے سب گناہ معاف ہو جائیں گے مگر دوسری نصوص کی بنا پر یہ بات مسلم ہے کہ حقوق العباد یا تو ادائیگی سے معاف ہوتے ہیں یا معاف کرائے سے (وَيُؤْخِرُكُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى الْخ) اور وہ تم کو وقت مقررہ یعنی وقت موت تک بلا عذاب مہلت دے گا، یعنی ایمان نہ لانے کی صورت میں جس عذاب کا مرنے سے پہلے وعدہ کیا جاتا ہے، اگر ایمان لے آئے تو وہ عذاب نہ آئیگا، اور رہا موت طبعی کا آنا تو اس کے بارے میں فرمایا **إِنَّ أَجَلَ اللَّهِ إِذَا جَاءَ لَا يُؤْخَرُ**: اللہ کا مقرر کیا ہوا وقت جب آئے گا تو ٹلے گا نہیں یعنی موت تو ہر حال میں ضروری ہے، ایمان کی صورت میں بھی اور کفر کی صورت میں بھی، لیکن دونوں حالتوں میں اتنا فرق ہے کہ کفر کی حالت میں علاوہ عذاب آخرت کے دنیا میں بھی عذاب ہوگا اور ایمان کی حالت میں دنیا و آخرت دونوں کے عذاب سے حفاظت رہے گی لو کنتم تعلمون کیا خوب ہوتا اگر تم ان باتوں کو سمجھتے۔

ضمائر کے مزاج **أَنْ يَأْتِيَهُمْ** ضمیر ہم قوم کی طرف راجع ہے اور لفظ قوم اسم جمع ہے (دیکھئے احقر کی کتاب قواعد الصرف و خاصیات الابواب) **قَوْلُهُ يَغْفِرُ** ضمیر کا مرجع اللہ ہے۔

لغات **نوح**: نوح ابن لَمَك ابن مَثُوشَلَخ، نینوی کے رہنے والے ایک قدیم پیغمبر کا نام ہے، ان کی عمر ۹۵۰ سال سے زائد ہوئی، توریت کی صراحت کے مطابق نوح، حضرت آدم علیہ السلام کی دسویں نسل میں ہوئے ہیں، (روح المعانیؑ) یہ لفظ عجمی ہے اور منصرف ہے، بوجہ متحرک الاوسط نہ ہونے کے، دیکھئے احقر کی دوسری کتاب درسِ نحو میر، عذاب الیم اور فذیر مبین گذر چکے، **أَعْبُدُوا** امر جمع مذکر حاضر، **عَبَدَ** (ن) عِبَادَةٌ: عبادت کرنا، پرستش

۱۔ اوپر مذکور ہوا کہ اگر ایمان لے آتے تو اللہ تعالیٰ وقت موت تک مہلت دے گا یعنی عمر کی مدت مقررہ سے پہلے تمہیں کسی دنیوی عذاب میں پکڑ کر ہلاک نہ کریگا اس کا حاصل یہ ہے کہ اگر ایمان نہ لائے تو یہ بھی ممکن ہے کہ مدت مقررہ سے پہلے ہی تم پر عذاب لا کر تم کو ہلاک کر دے، معلوم ہوا کہ ایسا ہو سکتا ہے کہ اگر فلاں کام کر لیا تو اس کی عمر مثلاً اسی سال ہوگی اور نہ کیا تو ساٹھ سال میں موت مسلط کر دی جائے گی، اس کی تشریح تفسیر مظہری میں یہ ہے کہ تقدیر اور قضاء الہی کی دو قسمیں ہیں ایک برہم یعنی قطعی، دوسری معلق یعنی جو کسی شرط پر معلق ہو یعنی نوح محفوظ میں اس طرح لکھا جاتا ہے کہ اگر فلاں شخص نے اللہ کی اطاعت کی تو مثلاً اس کی عمر ستر سال ہوگی ورنہ پچاس سال ہوگی، اس دوسری قسم میں شرط نہ پائے جانے پر تبدیلی ہو سکتی ہے قرآن میں دونوں قسموں کا ذکر اس آیت میں ہے **يَمْحُو اللَّهُ مَا يَشَاءُ وَيُثَبِّتُ وَعِنْدَهُ أُمُّ الْكِتَابِ**۔

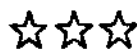
۲۔ ام الكتاب یعنی اصل کتاب، اور اصل کتاب سے مراد وہ کتاب ہے جس میں تقدیر برہم لکھی ہوئی ہے، کیونکہ تقدیر معلق میں جو شرط لکھی گئی ہے اللہ تعالیٰ کو پہلے ہی سے یہ معلوم ہے کہ وہ شخص یہ شرط پوری کرے گا یا نہیں، اس لئے تقدیر برہم میں قطعی فیصلہ لکھا جاتا ہے۔ (معارف) بعض کتابوں میں احقر نے یہ لکھا ہوا دیکھا ہے کہ تقدیر کی دو قسمیں کرنے کا محققین نے غلط کیا ہے پس تقدیر تو برہم ہی ہوتی ہے۔

۳۔ روح المعانی میں ہے **والمشهور انه عليه السلام ابن لَمَك، بفتح اللام وسكون الميم، بعدها كاف، ابن مَثُوشَلَخ بفتح الميم وشدھد المشاة المضموۃ، بعدها واو ساكنة وفتح الشين المعجمة واللام والمعجمة، ابن خَنُوح بفتح الخاء المعجمة وضم النون الخفيفة وبعدها واو ساكنة ثم خاء معجمة**۔

کرنا، یَغْفِرُ: مضارع واحد مذکر غائب، غَفَرَ (ض) غَفَرًا وَغَفَرَانَا وَمَغْفِرَةً: گناہ چھپانا، معاف کرنا۔ ذُنُوبُ گناہ، واحد ذنب، أَجَلَ: مدت، وقت (۲) موت، جمع آجال۔ مُسْمًی: اسم مفعول واحد مذکر، نام رکھا ہوا، یعنی متعین و مقرر، (تفعیل، مسمی تسمیۃ: نام رکھنا) (مادہ مسمو)

ترکیب اِنَّا ارسلنا نوحًا اِلٰی قومِهٖ اَنْ اَنْذِرْ قَوْمَكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاتِيَهُمْ عَذَابٌ اَلِيمٌ..... اِنْ حرف مشبہ بالفعل، نا ضمیر اس کا اسم، ارسلنا فعل بفاعل، نوحًا مفعول بہ، اِلٰی قومہ متعلق ارسلنا کے، اَنْ مصدریہ۔ اَنْذِرْ فعل بفاعل، قومک مرکب اضافی مفعول بہ، مِنْ حرف جر، قَبْلِ مضاف اَنْ يَّاتِيَهُمْ عَذَابٌ اَلِيمٌ بتاویل مصدر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور، جار مجرور متعلق اَنْذِرْ کے، اَنْ اَنْذِرْ بتاویل مصدر منصوب بزعر الخافض، اِیٰ یٰ اَنْذِرْ، پھر یہ متعلق ہوگا ارسلنا کے، ارسلنا الخ جملہ فعلیہ خبر، حرف مشبہ بالفعل اپنے اسم خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔ قَالَ یٰٰ قَوْمِ اِنِّیْ لَکُمْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ..... قَالَ فعل بفاعل یا قوم حرف ندای منادی ندا، اِنِّیْ لَکُمْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ جواب ندا (لکم متعلق مقدم نذیر کے) (ندای مع جواب ندا مقولہ۔ اِنْ اَعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ وَاطِیْعُوْنَ..... اَنْ مصدریہ اَعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ وَاطِیْعُوْنَ تینوں معطوف و معطوف علیہ ہو کر امر، (اطِیْعُوْنَ در اصل اَطِیْعُوْنِی تھا، حَذَفَتِ الْیَاءُ تَخْفِیْفًا وَرِعَايَةً لِلْفَوَاصِلِ) یَغْفِرْ لَکُمْ مِنْ ذُنُوبِکُمْ وَیُؤَخِّرْکُمْ اِلٰی اَجَلٍ مُّسَمًّی..... جواب امر (لکم متعلق یَغْفِرْ کے، مِنْ ذُنُوبِکُمْ متعلق یَغْفِرْ کے اَجَلٍ مُّسَمًّی موصوف صفت) امر اپنے جواب امر سے مل کر بتاویل مصدر منصوب بزعر الخافض اِیٰ یٰ اَعْبُدُوا اللّٰهَ الخ متعلق نذیر کے۔ الغرض قَالَ یا قوم قول مع مقولہ جملہ مستانفہ (اعراب القرآن و صرفہ و بیانہ)۔ اِنْ اَجَلَ اللّٰهَ اِذَا جَاءَ لَا یُؤَخَّرُ..... اِنْ حرف مشبہ بالفعل اَجَلَ اللّٰهَ مرکب اضافی ہو کر اسم اِنْ، اِذَا ظرفیہ مضاف مضمّن معنی شرط، جَاءَ جملہ فعلیہ مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر ظرف ہے اپنے جواب و جزا لَا یُؤَخَّرُ کا اور وہ حرف مشبہ بالفعل کی خبر، حرف مشبہ بالفعل اپنے اسم خبر سے مل کر جملہ تعلیلیہ، لو کنتم تعلمون..... لو شرطیہ غیر جازم، کنتم فعل ناقص مع اسم، تعلمون جملہ فعلیہ خبر، فعل ناقص مع اسم خبر جملہ مستانفہ اور جواب لو محذوف ہے اِیٰ لَا مَنِّم، (تعلمون کا مفعول بہ محذوف ہے اِیٰ ذَلِکَ)

اجزاء یَغْفِرُ جواب امر ہونے کی بناء پر مجزوم ہے، اس موقع پر طلبہ عزیز کو اسم و فعل کے تمام اعراب کا اجزاء کرنا چاہئے، کبھی جواب امر مجزوم نہیں ہوتا، دیکھئے مشکل ترکیبوں کا حل ص ۲۶۰۔



۱۔ اَنْ اَنْذِرْ قَوْمَكَ میں اَنْ تفسیر یہ بھی ہو سکتا ہے لان الارسال فیہ معنی القول اب اَنْ اَنْذِرْ الخ جملہ تفسیر یہ ہے گا، یہی حال آنے والی آیت اِنْ اَعْبُدُوا اللّٰهَ کا ہے کہ اَنْ مصدریہ بھی ہو سکتا ہے، اور منصوب بزعر الخافض بھی، یا پھر جملہ تفسیر یہ اِنِّیْ لَکُمْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ کا۔
۲۔ بالقائد و کما طرح بھی کہہ سکتے ہیں کہ یَغْفِرْ لَکُمْ الخ جواب شرط، اور شرط مقدر ہے اِیٰ اِنْ اَعْبُدُوا اللّٰهَ الخ۔

قَالَ رَبِّ إِنِّي دَعَوْتُ قَوْمِي لَيْلًا وَنَهَارًا ۖ فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَائِي إِلَّا فِرَارًا ۝

نوح علیہ السلام نے دعا کی کہ اے میرے پروردگار میں نے اپنی قوم کو رات کو بھی اور دن کو بھی بلایا • سو میرے بلانے پر اور زیادہ بھاگتے رہے •

وَأِنِّي كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوا أَصَابِعَهُمْ فِي آذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِيَابَهُمْ

اور میں نے جب کبھی ان کو بلایا تا کہ آپ ان کو بخش دیں تو ان لوگوں نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں دے لیں اور اپنے کپڑے لپیٹ لئے

وَأَصْرُوا ۖ وَاسْتَكْبَرُوا ۖ اسْتِكْبَارًا ۝ ثُمَّ إِنِّي دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ۝ ثُمَّ إِنِّي أَعْلَنْتُ لَهُمْ

اور اصرار کیا، اور غایت درجہ کا تکبر کیا • پھر میں نے ان کو باواز بلند بلایا • پھر میں نے ان کو علانیہ بھی سمجھایا

وَأَسْرَرْتُ لَهُمْ إِسْرَارًا ۝ فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا ۝

اور ان کو بالکل خفیہ بھی سمجھایا • اور میں نے کہا کہ تم اپنے پروردگار سے گناہ بخشواؤ، بیشک وہ بڑا بخشنے والا ہے •

يُرْسِلُ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا ۝ وَيُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَيَجْعَلْ لَكُمْ

کثرت سے تم پر بارش بھیجے گا • اور تمہارے مال اولاد میں ترقی دے گا اور تمہارے لئے

جَنَّاتٍ وَيَجْعَلْ لَكُمْ أَنْهَارًا ۝ مَا لَكُمْ لَا تَرْجُونَ لِلَّهِ وَقَارًا ۝ وَقَدْ خَلَقَكُمْ أَطْوَارًا ۝

بارگاہوں کا، اور تمہارے لئے نہریں بہا دے گا • تم کو کیا ہوا کہ تم اللہ کی عظمت کے معتقد نہیں ہو • حالانکہ اس نے تم کو طرح طرح سے بنایا •

تشریح

مہ تہائے دراز تک حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو سمجھایا مگر حضرت نوح علیہ السلام کی نصیحتوں کا ان

کی قوم پر کوئی اثر نہ ہوا، بروایت ضحاک حضرت ابن عباس سے منقول ہے کہ ان کی قوم ان کو اتنا مارتی کہ وہ گر جاتے، پھر

ان کو ایک کھل میں لپیٹ کر مکان میں ڈال دیتے اور یہ سمجھتے کہ یہ مر گئے، مگر پھر جب اگلے روز نوح علیہ السلام کو ہوش آتا

تو قوم کو پھر اللہ کی طرف بلاتے اور تبلیغ کے عمل میں لگ جاتے، الغرض جب قوم نے ان کی بات نہ مانی اور طرح طرح کی

ایذا میں پہنچائی تو نوح علیہ السلام نے بارگاہ الہی میں عرض کیا کہ:

قَالَ رَبِّ إِنِّي دَعَوْتُ قَوْمِي لَيْلًا وَنَهَارًا ۖ فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَائِي إِلَّا فِرَارًا ۖ

نوح علیہ السلام نے دعا کی کہ اے میرے پروردگار میں نے اپنی قوم کو رات کو بھی اور دن کو بھی دین حق کی طرف بلایا، سو میرے

بلانے پر وہ لوگ دین سے اور زیادہ بھاگتے رہے۔ وَأِنِّي كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوا أَصَابِعَهُمْ فِي آذَانِهِمْ

اور میں نے جب کبھی ان کو دین حق کی طرف بلایا تا کہ ان کے ایمان کے سبب آپ ان کو بخش دیں تو ان لوگوں نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں دے لیں، تا کہ حق بات نہ سن سکیں، یہ نفرت کی انتہاء ہے اور بوجہ بغض انہوں نے

اپنے کپڑے اپنے اوپر لپیٹ لئے تا کہ وہ میری اور میں ان کی صورت نہ دیکھوں، اور انہوں نے اپنے کفر و انکار پر اصرار

کیا، اور میری اطاعت سے غایت درجہ کا تکبر کیا۔ ثُمَّ إِنِّي دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ۖ

پھر میں نے ان کو علانیہ بھی سمجھایا

ثُمَّ إِنِّي أَعْلَنْتُ لَهُمْ وَأَسْرَرْتُ لَهُمْ إِسْرَارًا ۖ فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا ۖ

اور میں نے ان کو بالکل خفیہ بھی سمجھایا • اور میں نے کہا کہ تم اپنے پروردگار سے گناہ بخشواؤ، بیشک وہ بڑا بخشنے والا ہے •

ان کو مختلف طریقوں سے نصیحت کرتا رہا چنانچہ میں نے ان کو دین حق کی طرف آواز بلند بلایا (مراد اس سے خطاب عام اور وعظ عام ہے کہ جس میں عادتاً آواز بلند ہوتی ہے) پھر میں نے ان کو مجمع کے سوا خطاب خاص کے طور پر علانیہ بھی سمجھایا، اور ان کو بالکل خفیہ بھی سمجھایا (یعنی جتنے طریقے نفع کے ہو سکتے تھے سب ہی طرح سمجھایا)

فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا يُرْسِلُ السَّمَاءَ مِثْرًا ۚ يَعْنِي اِيْمَان لے آؤ، تاکہ گناہ بخشے جائیں بے شک وہ بخشنے والا ہے یعنی باوجود سیکڑوں برس سمجھانے کے تم نہیں مانے لیکن اگر اب بھی ایمان لے آؤ گے اور اپنی خطائیں معاف کراؤ گے تو وہ بڑا بخشنے والا ہے اور ایمان لے آنے پر تو علاوہ اخروی نعمت کے کہ وہ مغفرت ہے دنیوی نعمت بھی تم کو عطا کریگا، چنانچہ کثرت سے تم پر بارش بھیجے گا (جس کے نتیجہ میں قحط سالی دور ہو جائے گی اور غلہ، پھل وغیرہ کی خوب فراوانی ہوگی) اور تمہارے مال و اولاد میں ترقی دے گا، اور تمہارے لئے باغ لگا دے گا اور تمہارے لئے نہریں بہا دے گا (ان نعمتوں کے ذکر سے شاید یہ فائدہ ہو کہ عموماً لوگوں کی طبیعتیں نقد کی طرف زیادہ مائل ہوتی ہیں، درمنثور میں قتادہ کا قول ہے کہ وہ لوگ دنیا کے زیادہ حریص تھے اس لئے یہ فرمایا۔) (توبہ و استغفار کا مطلب یہ نہیں کہ فقط زبان سے کہہ دیا اسْتَغْفِرُ اللّٰہُ، بلکہ آدمی کفر و معاصی کو چھوڑ کر ہر قسم قلب دست بہ دعا ہو نہ یہ کہ:

بر زباں تسبیح دور دل گاؤ خیر ایں چناں تسبیح کئے دارد اثر

اسی لئے حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ ہمارا استغفار بھی لائق استغفار ہے)

مَا لَكُمْ لَا تَرْجُونَ لِلّٰہِ وَقَارًا وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا نُّوح عَلَیْہِ السَّلَامُ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی قوم سے یہ بھی کہا کہ تم کو کیا ہوا کہ تم اللہ کی عظمت اور اس کی بڑائی کا اعتقاد نہیں رکھتے ہو حالانکہ اعتقاد عظمت کے اسباب موجود ہیں کہ اس نے تم کو طرح طرح سے بنایا جس کی تفصیل صحیح بخاری کی ایک حدیث میں ہے جو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انسان کا نطفہ یعنی قطرہ منی چالیس روز تک رحم مادر میں رہتا ہے پھر چالیس دن کے بعد علاقہ یعنی منجھد خون بن جاتا ہے پھر چالیس ہی دن میں وہ مضغہ یعنی گوشت کا لوتھڑا بن جاتا ہے اس کے بعد ایک فرشتہ بھیجا جاتا ہے جو اس میں روح پھونک دیتا ہے (دیکھئے ماں کے پیٹ میں تم نے طرح طرح کے رنگ بد لئے)

لغات **فَرَادَا:** مصدر، بھاگنا، فُو (ض) فَرَّأَ وَفَرَّادًا، بھاگنا، أَصَابِعُ: انگلیاں واحد إصْبَعٌ، آذَانُ: کان، واحد أُذُنٌ، اسْتَغْفِرُوا: ماضی جمع مذکر غائب، (انہوں نے اپنے اوپر لپیٹ لیا) (استغفار، استغشاء اپنے کو

۱۔ اس پر یہ شبہ نہ کیا جائے کہ بسا اوقات یہ اسوردنویہ ایمان و استغفار پر مرتب نہیں ہوتے، توبات یہ ہے کہ یا تو یہ وعدہ خاص انہیں لوگوں کے لئے ہوگا، اور اگر عام ہو تو قاعدہ یہ ہے کہ وعدہ کی ہوئی چیز سے افضل، کوئی چیز مل جانا بھی، اسی حکم میں ہے، پس ایمان کامل پر روحانی مسرت اور قناعت اور رضا بقضائے ضرور عطا ہوتا ہے، جو اشیاء مذکورہ سے بھی افضل ہے، بلکہ ساری متاع دنیا اور سب اشیاء مذکورہ کا مقصد اسلیٰ دل کا سکون و آرام ہی ہے۔

۲۔ روح پھونکنے کے بعد اس انسان کے متعلق چار باتیں اسی وقت فرشتہ کو لکھوا دی جاتی ہیں (۱) اس کی عمر کتنی ہے (۲) رزق کتنا ہے (۳) عمل کیا کرے گا (۴) انجام کار یہ بد بخت ہوگا یا سعید و خوش نصیب (قرطبی) (واضح رہے کہ نطفہ میں یعنی قطرہ منی میں کچھ نخی اور سرخی آنے سے علاقہ یعنی منجھد خون بن جاتا ہے پھر علاقہ میں نخی آنے سے مضغہ بن جاتا ہے)

کا، جَعَلُوا أَصَابِعَهُمْ فِي آذَانِهِمْ..... جملہ فعلیہ جواب شرط معطوف علیہ، (فی آذانہم متعلق جَعَلُوا کے، مفعول بہ ثانی کی جگہ میں) واو حرف عطف استغشوا ثیابہم فعل بفاعل و مفعول بہ جملہ فعلیہ معطوف علیہ معطوف، واو عاطفہ اصبروا جملہ فعلیہ معطوف علیہ معطوف واو عاطفہ۔ استکبروا استکباراً جملہ فعلیہ معطوف (استکباراً مفعول مطلق) الغرض جَعَلُوا اصابعہم اپنے تمام معطوفات سے مل ملا کر جواب شرط، اور شرط و جواب شرط مل کر حرف مشبہ بالفعل کی خبر، حرف مشبہ بالفعل اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر ماقبل مقولہ اِنِّی دعوت قومی پر معطوف، ثُمَّ اِنِّی دَعَوْتُهُمْ جَهَاراً..... ثُمَّ حرف عطف، للترتیب مع التراخی، مابعد جملہ اسمیہ معطوف علیہ (جہاراً مفعول مطلق ای دعاء جہاراً) ثُمَّ اِنِّی اَعْلَنْتُ لَهُمْ وَاَسْرَرْتُ لَهُمْ اَسْرَاراً..... ثُمَّ حرف عطف اِنِّی حرف مشبہ مع اسم، اعلنتُ لَهُمْ جملہ فعلیہ معطوف علیہ واو عاطفہ اسررت لَهُمْ اسراراً جملہ فعلیہ معطوف علیہ معطوف (اسراراً مفعول مطلق) فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ..... فَاعطفہ قُلْتُ فعل بفاعل قول، استغفروا فعل، واو ضمیر فاعل ربکم مرکب اضافی مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر امر۔ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّاراً درمیان میں جملہ تعلیلہ، برائے اسْتَغْفِرُوا) یُرْسِلُ فَعْلٌ، ضمیر فاعل، راجع اللہ کی طرف، السماء ذوالحال علیکم متعلق یُرْسِلُ کے، مدراراً حال (مذراراً بروزن مفعول کو مؤنث نہیں لایا گیا کیونکہ مبالغہ کے صیغوں میں مذکر و مؤنث برابر ہوتے ہیں روح المعانی ص ۹۰ پارہ ۲۹) ذوالحال مع حال مفعول بہ، مکمل جملہ معطوف علیہ، واو عاطفہ یُمَدِّدُکُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَنین..... معطوف علیہ معطوف، (باموال و بنین متعلق یُمَدِّدُ فعل مضارع کے) واو عاطفہ، یَجْعَلُ لَکُمْ جَنَّاتٍ جملہ فعلیہ معطوف علیہ معطوف (لکم مفعول بہ ثانی کی جگہ اور جنات مفعول بہ اول) واو عاطفہ یَجْعَلُ لَکُمْ اَنْهَاراً..... حسب سابق ترکیب ہو کر معطوف، تمام معطوفات مل ملا کر جواب امر، امر اپنے جواب امر سے مل کر مقولہ، الغرض قلت اپنے مقولہ استغفروا الخ سے مل کر معطوف، تمام معطوفات مل ملا کر حرف مشبہ بالفعل کی خبر، حرف مشبہ بالفعل یعنی اِنِّی اَعْلَنْتُ لَهُمْ اپنے اسم و خبر سے مل کر معطوف، معطوف علیہ یعنی اِنِّی دَعَوْتُهُمْ جَهَاراً اپنے معطوف سے مل کر ماقبل مقولہ پر معطوف، مالکم لا ترجون لله وقاراً وقد خلقکم اطواراً..... ما اسم استفہام مبتدا لکم جار مجرور ثابت کے متعلق ہو کر خبر، لا ترجون لله وقاراً جملہ فعلیہ حال لکم کی ضمیر سے، (للہ متعلق ثابتا کے ہو کر حال وقاراً سے اور وقاراً مفعول بہ) وقد خلقکم اطواراً جملہ فعلیہ حال لا ترجون کی ضمیر سے، اور اطواراً بمعنی متقلبین من حال الی حال، حال خلقکم کی ضمیر مفعول کُم سے، الغرض مبتدا مع خبر ماقبل قول کے تحت داخل ہے۔

البيان: فی قوله "واستغشوا ثیابہم" کنایۃ عن المبالغة فی اعراضہم عما دعاهم الیہ، وقيل الکلام حقیقی ومعنی استغشوا ثیابہم غطوا بها وجوهہم لنلا یرونی، قوله مذراراً، اَنْهَاراً، وَقَاراً،

اَطْوَارًا میں جمع مرصع ہے بوجہ رعایت فواصل۔

اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمَوٰتٍ طِبَاقًا ۝۱۵ وَجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا وَجَعَلَ

کیا تم کو معلوم نہیں کہ اللہ نے کس طرح سات آسمان اوپر تلے پیدا کئے • اور ان میں چاند کو نور بنایا اور

الشَّمْسَ سِرَاجًا ۝۱۶ وَاللّٰهُ اَنْتَبَكُمْ مِنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا ۝۱۷ ثُمَّ يُعِيْذُكُمْ فِيْهَا

سورج کو چراغ بنایا • اور اللہ نے تم کو زمین سے ایک خاص طور پر پیدا کیا • پھر تم کو زمین ہی میں لے جائے گا

وَيُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًا ۝۱۸ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ الْاَرْضَ بِسَاطًا ۝۱۹ لَتَسْلُكُوْا

اور تم کو باہر لے آوے گا • اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے زمین کو فرش بنایا • تاکہ تم اس کے

مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا ۝۲۰ قَالَ نُوحٌ رَبِّ اِنَّهُمْ عَصَوْنِيْ وَاتَّبَعُوا مَنْ لَّمْ يَزِدْهُ مَالًا

کھلے رستوں میں چلو • نوح نے کہا کہ اے میرے پروردگار ان لوگوں نے میرا کہا نہیں مانا اور ایسے شخصوں کی پیروی کی جن کے مال

وَوَلَدُهُ اِلَّا خَسَارًا ۝۲۱ وَمَكْرُوْا مَكْرًا كُبٰرًا ۝۲۲ وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ

اور اولاد نے ان کو نقصان ہی زیادہ پہنچایا • اور جنہوں نے بڑی بڑی تدبیریں کیں • اور جنہوں نے کہا کہ تم اپنے معبودوں کو

وَلَا تَذَرُنَّ وِدًّا وَلَا سُوءًا وَلَا يَغُوْثٌ وَيَعُوْثٌ وَنَسْرًا ۝۲۳ وَقَدْ اَضَلُّوْا كَثِيْرًا ۝۲۴

ہرگز نہ چھوڑنا، اور نہ ود کو اور سواع کو، اور یغوث کو اور یعوث کو اور نسر کو چھوڑنا • اور ان لوگوں نے بہتوں کو گمراہ کر دیا،

وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا ضَلٰلًا ۝۲۵

اور ان ظالموں کی گمراہی اور بڑھاد دیجئے •

تشریح

ما قبل میں اللہ کی عظمت اور اس کی بڑائی کی وہ دلیل بیان کی گئی تھی، جس کا تعلق انسان کی ذات سے تھا، یعنی وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا، اب یہاں سے ایسی دلیل کا بیان ہے جس کا تعلق آسمان و زمین سے ہے۔

تفسیر ملاحظہ فرمائیں! اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمَوٰتٍ طِبَاقًا وَجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا وَجَعَلَ

الشَّمْسَ سِرَاجًا۔ کیا تم کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح سات آسمان اوپر تلے پیدا کئے اور ان میں چاند کو نور کی

چیز بنایا، اور سورج کو چراغ بنایا یعنی مثل چراغ کے روشن بنایا مطلب یہ ہے کہ سورج کا نور تیز اور گرم ہوتا ہے جس کے

آتے ہی رات کی تاریکی کا فور ہو جاتی ہے شاید اس کو اسی لئے جلتے چراغ سے تشبیہ دی اور چاند کی روشنی کچھ دھیمی ہوتی

ہے، (چاند سب آسمانوں میں نہیں ہے تو یاد رہے کہ فہمیں باعتبار مجموعہ کے فرما دیا مراد ہے فی بَعْضِہُنَّ۔ (بیان القرآن) ۱

۱۔ اُنہی بعضہن کیونکہ علماء یہ لکھتے چلے آئے ہیں کہ چاند آسمان دنیا میں ہے نہ کہ ساتوں آسمانوں میں، اور تحقیق جدید نے تو یہ ثابت کیا ہے کہ چاند آسمان

سے بہت نیچے فضا کے آسمان میں ہے جس کو آج کل غلا کہتے ہیں۔

الفرض فہمیں کی ضمیر کا مرجع سب سلوات ہے، مگر مراد بعض ہے، جیسا کہ بولتے ہیں کہ میرے والد صاحب آج کل عرب میں ہیں، (بقیہ اگلے صفحہ پر)

وَاللّٰهُ اَنْتَبٰكُمْ مِنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا۔ اور اللہ تعالیٰ نے تم کو زمین سے ایک خاص طور پر پیدا کیا (یعنی یا تو اس طرح کہ حضرت آدم کو مٹی سے بنایا گیا اور یا اس طرح کہ انسان نطفہ سے بنا اور نطفہ یعنی قطرہ منی غذا سے بنا اور غذا عناصر سے بنی یعنی ہوا، پانی، مٹی وغیرہ سے اور عناصر میں غالب اجزاء مٹی کے ہیں) ثُمَّ يُعِيدُكُمْ فِيْهَا وَيُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًا وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ الْاَرْضَ بِسَاطًا لِّتَسْلُكُوْا مِنْهَا سُبُلًا فِجَا جَا پھر تم کو بعد مرگ زمین ہی میں لے جائے گا اور قیامت میں پھر اسی زمین سے تم کو باہر لے آئے گا اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا بنا دیا تاکہ تم اس کے کھلے رستوں میں چلو، یعنی اس پر چلو پھرو، لیٹو، بیٹھو ہر طرف کشادہ راستے نکال دیئے ہیں، اگر کوئی چاہے اور اس کے پاس وسائل و اسباب بھی ہوں تو وہ ساری زمین کے گرد گھوم سکتا ہے راستہ کی کوئی رکاوٹ نہیں۔ قَالَ نُوحٌ رَبِّ اِنَّهُمْ غَصَوْنِيْ وَاتَّبَعُوْا مَنْ لَّمْ يَزِدْهُ مَالُهُ وَوْلَدُهُ اِلَّا خَسَارًا مذکورہ تمام تر کلام وہ تھا جو حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے بطور فریاد کے کیا، پھر حضرت نوح علیہ السلام نے کہا کہ اے میرے پروردگار ان لوگوں نے میرا کہنا نہیں مانا اور ایسے شخصوں یعنی رؤسا کی پیروی کی کہ جن کے مال اور اولاد نے ان کو نقصان ہی زیادہ پہنچایا (مراد ان شخصوں سے رؤسا اور مالدار لوگ ہیں جن کا عوام اتباع کیا کرتے ہیں، اور مال اور اولاد کا ان رؤسا کو نقصان پہنچانا بایں معنی ہے کہ مال و اولاد دونوں سرکشی کا سبب بن گئے اور مال و اولاد کے سبب ہی وہ دین سے محروم رہے۔ وَمَكَرُوا مَكْرًا كَبَّارًا وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا۔ اور انہوں نے جن کا اتباع کیا ہے وہ ایسے ہیں جنہوں نے حق کے مٹانے میں بڑی بڑی تدبیریں کیں اور جنہوں نے اپنے تابع لوگوں سے یہ کہا کہ تم اپنے معبودوں کو ہرگز نہ چھوڑنا اور نہ بالخصوص وَدَّ کو چھوڑنا اور نہ سُوَاع کو اور نہ يَغُوث کو اور نہ يَعُوق کو اور نہ نَسْر کو، یعنی اپنے معبودوں کی حمایت پر جسے رہنا اور نوح کے بہکائے میں نہ آنا، اور مذکورہ پانچ معبودوں کے ذکر کی وجہ یہ ہے کہ یہ بت زیادہ مشہور تھے (امام بغوی نے نقل کیا ہے کہ یہ پانچوں دراصل اللہ کے نیک صالح بندے تھے جو آدم و نوح علیہما السلام کے درمیانی زمانہ میں گذرے ہیں، بہت سے لوگ ان کے متبع و معتقد تھے۔) ان لوگوں نے ان کی وفات کے بعد بھی ایک عرصہ دراز تک انہیں کے نقش قدم پر اللہ کی عبادت کی، کچھ عرصہ کے بعد شیطان نے ان کو سمجھایا کہ تم اپنے جن

گذشتہ صفحہ کا بقیہ: اور مراد ہوتی ہے، مثلاً مکہ میں اور مکہ کے اندر بھی کسی ایک مکان میں، دوسری بات یہ ہے کہ چاند، ستارے، آسمان میں ہیں، یا آسمان سے نیچے فضا، آسمانی میں، جس کو خلا کہتے ہیں تو اس سلسلہ میں مختصر یہ سمجھئے کہ

سورۃ الفرقان کی آیت ہے تبارک الذی جعل فی السماء بروجا وجعل فیہا سبورا جوا و قمرًا مَّهِیْمًا۔ ترجمہ: وہ ذات بہت عالی شان ہے جس نے آسمان میں بڑے بڑے ستارے بنائے اور اس میں ایک چراغ اور نورانی چاند بنایا، تفسیر کے بعد فائدہ کے ضمن میں حضرت تھانویؒ نے بیان القرآن میں تحریر فرمایا ہے کہ ظاہراً ”فیہا“ سے ان کو اکب کا آسمان کے اندر مرکوز ہونا معلوم ہوتا ہے لیکن اگر ظاہر کے خلاف کسی دلیل قطعی سے ثابت ہو جائے تو ”فیہا“ کو فی قمریہا کے ساتھ مؤول کرنا ممکن ہے، لہذا اقرب باینچہ کے لئے بھی فی کا لفظ استعمال کر لیتے ہیں، خلاصہ یہ ہے کہ قرآن کریم اور لغت کی تصریحات کے مطابق لفظ سماء فضا، آسمانی کے لئے بھی بولا جاتا ہے اور خود جرم آسمان کے لئے بھی، تو ایسی صورت میں جن آیات میں کوکب اور سیارات کے لئے فی السماء کا لفظ استعمال ہوا ہے ان کے مفہوم میں دونوں احتمال موجود ہیں کہ یہ کوکب و سیارات جرم آسمان کے اندر ہوں یا فضا، آسمان میں، لہذا تحقیق سے جو صورت ثابت ہو وہ قرآن کے متنافی نہیں۔

بزرگوں کے نقش قدم پر اللہ کی عبادت کرتے ہو اگر ان بزرگوں کی تصویریں بنا کر سامنے رکھا کرو تو تمہاری عبادت بڑی مکمل ہو جائے گی اور خشوع و خضوع حاصل ہوگا، یہ لوگ شیطان کے فریب اور دھوکہ میں آ گئے۔

اور ان بزرگوں کے مجسمے بنا کر عبادت گاہ میں رکھ لئے اور ان کو دیکھ دیکھ کر عبادت میں ایک خاص کیفیت محسوس کرنے لگے یہاں تک کہ اسی حال میں سب لوگ یکے بعد دیگرے دنیا سے رخصت ہو گئے، اور بالکل نئی نسل نے ان کی جگہ لے لی، تو شیطان نے ان کو یہ پڑھایا کہ تمہارے بزرگوں کے خدا اور معبود یہ بت تھے اور وہ انہیں کی عبادت کیا کرتے تھے، بس یہاں سے بت پرستی شروع ہو گئی۔ وَقَدْ أَضَلُّوا كَثِيرًا۔ اور ان رئیس لوگوں نے بہتوں کو بہکا بہکا کر گمراہ کر دیا (وہ مکرو کبار یہی گمراہ کرنا ہے، بیان القرآن) اضلال کی ان لوگوں کی طرف نسبت بطور اسناد مجازی کے ہے کہ وہ لوگ اس گمراہی کا سبب بنے ورنہ تو گمراہ کرنے والا شیطان ہے۔ وَلَا تَزِدِ الظَّالِمِينَ إِلَّا ضَلَالًا الخ چونکہ حق تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو یہ بھی بتلادیا کہ آپ کی پوری قوم میں جس کو ایمان لانا تھا لے آیا، اب ان میں کوئی ایمان قبول نہ کرے گا کما فی قولہ تعالیٰ إِنَّهُ لَنْ يُؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ إِلَّا مَنْ قَدْ آمَنَ، تو نوح علیہ السلام نے مایوس ہو کر ان کے لئے بددعا کی کہ اے اللہ ان ظالموں کی گمراہی اور بڑھاد بچے (ضلال کی دعا کرنا مقصود نہیں بلکہ استحقاق ہلاکت کی دعا مقصود ہے کہ شقاوت کا پیمانہ لبریز ہو کر جلد عذاب الہی کے مستحق ہوں اور ہلاک کر دیئے جائیں)

نکتہ آتھتکم عام معبودوں کا ذکر کر کے خاص معبودوں کا ذکر کیا کیونکہ وہ ان کے معبودوں اور بتوں میں بڑے تھے، اور پھر ان پانچوں میں بھی وہ لوگ اپنے خیال میں بڑائی میں فرق کرتے تھے جیسا کہ اس بات کی طرف بعض کے ساتھ حرف نفی لا کا آنا اور بعض کے ساتھ نہ آنا اشارہ کر رہا ہے، بعض نے کہا کہ کثرت تکرار لاکہ وجہ سے یحوق وئیر کے ساتھ حرف نفی نہیں لایا گیا اور کوئی التباس بھی نہیں اس لئے مزید لاکہ ضرورت بھی نہیں۔ (روح)

ضمائم کے مراجع ثم یعدکم فیہا ای فی الارض، قولہ ومکروا ای من لم یزدہ الخ ضمیر کو جمع من کے معنی کے اعتبار سے لایا گیا ہے جیسا کہ اس سے پہلے ضمیر کو واحد لایا گیا لفظ من کا اعتبار کرتے ہوئے اور لفظ وہ مفروہ۔ (روح) قولہ وقالوا لاتلدن ای قال بعضهم لبعض (مظہری)

لغات القمر: چاند جمع القمار (تیسری تاریخ ہے آخر ماہ یا تیسری تاریخ کے بعد والی رات سے آخر ماہ تک کا چاند۔ نوراً: روشنی، جمع انوار (نور کے مختلف آیات میں مختلف معانی مراد لئے گئے ہیں یہاں مراد ہے نور والا۔ لغات القرآن) الشمس: سورج جمع شمس۔ سراجاً: چراغ، مجازاً سورج اور ہر روشن چیز کے لئے اس کا استعمال ہوتا ہے) جمع سُرُج۔ اُنْبَتَ: ماضی واحد کرغائب (افعال، بمعنی اگانا، بڑھانا، مراد پیدا کرنا) نباتاً: مصدر از باب

۱۔ بعض اہل تاریخ نے لکھا ہے کہ ان بتوں میں سے ایک یعنی اور مردانہ قوت، اور عشق و محبت کا دیوتا تھا، اہل عرب اس سے خاص دلچسپی رکھتے تھے اور اس کے نام پر اپنی اولاد کا نام رکھتے تھے مثلاً عبد ذاکثر نام رکھتے، سوا عام محبوبیت اور جہال کی دیوی تھی اور اس کی تصویر بھی عورت ہی کی شکل میں تیار کی گئی تھی، یغوث یہ قوت جسمانی کا دیوتا تھا شیر اور حمل کی شکل میں اس کا بت تیار کیا گیا تھا، یحوق یہ بھاگ دوڑ کا دیوتا تھا اس کی صورت گھوڑے کی شکل کی بنائی گئی تھی۔ نسر دور بھی اور تیز بھی کا دیوتا تھا اس کی شکل ہاز جانور کی طرح ڈھالی گئی تھی۔

نصر، بمعنی اگنا، یہاں نہاتا بمعنی الہاتاً ہے۔ بِسَاطًا: پھوٹا، فرش (ہر وہ چیز جو پھائی جائے) جمع بُسَطٌ. تَسْلُكُوا: مضارع جمع مذکر حاضر، سَلَكَ (ن) سَلُّوْكُمْ: چلنا۔ سُبُلًا راستے، واحد سَبِيلٌ. فُجَّاجًا: واحد فُجَّجٌ بمعنی کشادہ، صفت مشبہ، فُجَّجٌ (ن) فُجَّجًا: کشادہ ہونا، (۲) کشادہ راستے (روح) غَضَوَا: ماضی جمع مذکر غائب، غَضَا (ط) مَغْضِيَّةٌ وَغَضِيَانًا: نافرمانی کرنا۔ (در اصل غَضِيُوا تھا، یا متحرک یا قبل مفتوح یا کوالف سے بدل دیا یا مردود بوجہ اجتماع ساکنین گر گیا)۔ خُسَارًا: نقصان، مصدر، خَسِرَ (س) خَسِرَا وَخُسْرَانًا وَخُسَارَةً وَخُسْرًا: نقصان اٹھانا۔ مَكْرُوا ماضی جمع مذکر غائب، مَكَّرَ (ن) مَكَّرُوا: تدبیر کرنا، دھوکہ دینا۔ كَثَارًا: اسم مبالغہ، بہت بڑا كَثَرٌ (ك) كَثَرًا: مرتبہ میں بڑا ہونا۔ لَا تَذَرُونَّ: نہی جمع مذکر حاضر، ہرگز نہ چھوڑنا تم، وَذَرَا: (س) وَذَرَا: چھوڑنا، آيْتَكُمْ: اپنے معبودوں کو، واحد اِلَٰهٌ وَذٌ، سَوَاعٍ، يَغُوثٌ، يَعْقُوقٌ، نَسْرٌ قوم نوح کے بنوں کے نام ہیں جن کی قوم نوح پرستش کرتی تھی، بعد میں زمانہ جاہلیت کے اندر عرب کے مختلف قبیلوں میں بھی ان کی پوجا کا سلسلہ جاری تھا۔ یغوث و یعوق اگر عربی لفظ ہوں تو علیت اور وزن فعل کی بناء پر غیر منصرف ہوں گے اور اگر نجی لفظ ہوں تو برائے علیت، مجہ غیر منصرف ہوں گے، وقرئ لا یغوثاً و یعوقاً و صرفہما للتناسب اذ قبلہما اسمان منصرفان و بعدہما اسم منصرف۔ کثیراً: بہت، صفت مشبہ، كَثَرٌ (ك) كَثَرَةً: بہت ہونا۔

ترکیب اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمَوٰتٍ طِبَاقًا..... ہمزہ حرف استفہام برائے انکار، لَمْ تَرَوْا فعل بفاعل، کیف اسم استفہام محل نصب میں حال آنے والے جملہ کے فاعل یا مفعول ہے۔ (منظہری) ای علی ای حال، خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمَوٰتٍ طِبَاقًا جملہ فعلیہ معطوف علیہ (طِبَاقًا صفت سبع سموات کی، اور وہ مفعول ہے) وَجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْہِنَّ نُورًا..... معطوف علیہ معطوف۔ (فیہن متعلق جعل کے اور نوراً مفعول بہ ثانی) وَجَعَلَ الشَّمْسُ مَرَجًا..... معطوف، تمام معطوفات مل ملا کر لم تروا کے لئے بمنزلہ دو مفعولوں کے، اور وہ جملہ مستانفہ۔ واللّٰہ ابنتکم من الارض نہاتا..... واو استثنایہ (اعراب القرآن و صرفہ و بیانہ) اللّٰہ مبتداء، ابنتکم من الارض نہاتا جملہ فعلیہ معطوف علیہ (من الارض متعلق البت کے، نہاتا مفعول مطلق) ثم یعیدکم فیہا معطوف علیہ معطوف، وَیُخْرِجُکُمْ اِخْرَاجًا معطوف، تیوں معطوفات مل ملا کر خبر مبتداء مع خبر، جملہ مستانفہ، واللّٰہ جعل لکم الارض بساطاً لتسلكوا منها سبلاً فجاجاً..... واو عاطفہ، اللّٰہ مبتداء، جَعَلَ فعل بفاعل، لکم متعلق جعل

۱۔ مصدر محذوف الزوائد ای البت الہاتاً از افعال اب اس کو اسم مصدر کہیں گے۔

۲۔ یغوث و یعوق در اصل یغوث تھا، واو کی حرکت مائل کو دے دی گئی، ہکنا یعوق۔ (اعراب القرآن و صرفہ و بیانہ)

۳۔ کثیر لفظ مفرد ہے مگر معنی میں کثرت ہے اس لئے مفرد کی بھی صفت واقع ہوتا ہے اور جمع کی بھی۔

۴۔ قولہ لم تروا الخ الرویۃ علمیۃ ای لم تعبروا و تطکروا (و جملۃ کیف خلق الخ مذات مسد مفعولی تروا المعطلۃ عن العمل بالاستفہام)

۵۔ قولہ فیہن القمر المعرور یعود علی السموات بحسب الظاہر لا فی الحقیقۃ و التفصیل تحت التشریح

کے، الارض مفعول بہ اول، بساطاً مفعول بہ ثانی، لام برائے تعلیل، تَسْلُكُوا فعل بفاعل، منها متعلق تَسْلُكُوا کے، سبلاً فِجَاجاً موصوف مع مفت مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر بتاویل مصدر مجرور جار مجرور متعلق جعل کے، اور وہ خبر، مبتدا مع خبر جملہ اسمیہ خبریہ ماقبل اللہ انہکم پر معطوف۔ قَالَ نُوحٌ رَبِّ اَنْهُمْ عَصَوْنِي..... قَالَ فعل فاعل رب ای یا رب حرف ندا مع منادی ندا، اَنْهُمْ حرف مشبہ بالفعل مع اسم، عَصَوْا فعل بفاعل نون و قایہ یاء ضمیر متکلم مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف علیہ۔ وَاتَّبَعُوا مَنْ لَمْ يَزِدْهُ مَالُهُ وَوَلَدَهُ اِلَّا خَسَارًا..... واو عاطفہ اَتَّبَعُوا فعل ماضی، واو ضمیر فاعل مَنْ اسم موصول (آنے والے جملے مل کر صلہ بنیں گے) لَمْ يَزِدْ فعل ہا ضمیر مفعول بہ، مَالُهُ وولَدَهُ معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر فاعل، اِلَّا اداة حصر، خَسَارًا مفعول بہ ثانی، لَمْ يَزِدْ الخ مکمل جملہ معطوف علیہ، واو حرف عطف۔ مَكْرُوا مَكْرًا كِبَارًا..... جملہ فعلیہ معطوف علیہ معطوف، (مکراً کباراً مفعول مطلق) واو عاطفہ۔ قَالُوا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ..... قَالُوا فعل بفاعل، لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ فعل نہی مع فاعل و مفعول بہ، جملہ انشائیہ مقولہ معطوف علیہ، واو حرف عطف۔ لَا تَذَرُنَّ وَا وَلَا سَوَاعًا وَلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا..... مکمل جملہ انشائیہ معطوف (وَا و سَوَاعًا و يَغُوثَ و يعوق و نَسْرًا تمام معطوف و معطوف علیہ ہو کر مفعول بہ، اور دونوں لَا زائدہ برائے تاکید نفی) معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مقولہ، قَالُوا مع مقولہ معطوف علیہ معطوف و قد اضلوا کثیرا جملہ فعلیہ معطوف (کثیرا مفعول بہ) تمام معطوفات مل کر صلہ، اسم موصول مع صلہ مفعول بہ، پھر جملہ فعلیہ معطوف معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر اِنْ حرف مشبہ بالفعل کی خبر، حرف مشبہ بالفعل اپنے اسم و خبر سے مل کر جواب ندا، ندا مع جواب ندا مقولہ، قول مع مقولہ جملہ متانفہ۔ واو عاطفہ، لَا تَزِدُ الظَّالِمِينَ اِلَّا ضَلَالًا جملہ فعلیہ معطوف، (الظالمین مفعول بہ اول، اِلَّا اداة حصر، ضَلَالًا مفعول بہ ثانی) اس کا عطف رب انہم عصونی پر ہے، ای قال رب انہم عصونی الخ وقال لا تزد الظالمین الخ (روح)

السلامۃ قولہ لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَا وَلَا سَوَاعًا الخ اس میں بوجہ اہتمام تخصیص بعد التعمیم ہے کہ آلہ عام ذکر کر کے خاص بتوں کا ذکر کیا گیا، اور رَبِّ اَغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِي مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ میں تعمیم بعد التخصیص ہے اور یہ دونوں از قبیل اطناب ہیں جو کہ محسنات بدیعیہ میں سے ہے، قولہ انہکم ای انشاکم فاستعیر الانبات للانشاء لکونہ ادلّ علی الحدوث۔

اجزاء یغوث و یعوق غیر منصرف ہیں، اب طلبہ عزیز کو باہم اجراء کرنا چاہئے کہ غیر منصرف کسے کہتے ہیں، اس کا کیا حکم ہے، اور غیر منصرف پر کونسی تونین آسکتی ہے، اور کونسی نہیں؟ تفصیل در ”مشکل ترکیبوں کا حل“۔

☆☆☆

مِمَّا خَطِيئَتُهُمْ أُغْرِقُوا فَأَذْخَلُوا نَارًا فَلَمْ يَجِدُوا لَهُمْ مِنْ دُونِ

اپنے ان ہی گناہوں کے سبب وہ غرق کئے گئے، پھر دوزخ میں داخل کئے گئے، اور خدا کے سوا ان کو کچھ حمایتی بھی

اللَّهُ أَنْصَارًا ﴿١٥﴾ وَقَالَ نُوحٌ رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ ذَيَّارًا ﴿١٦﴾

میسر نہ ہوئے • اور نوح نے کہا کہ اے میرے پروردگار! کافروں میں سے زمین پر ایک باشندہ بھی مت چھوڑ •

إِنَّكَ إِن تَذَرَهُمْ يُضِلُّوا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوا إِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ﴿١٧﴾

اگر آپ ان کو روئے زمین پر رہنے دیں گے تو یہ لوگ آپ کے بندوں کو گمراہ ہی کریں گے اور انکے محض فاجر اور کافر ہی اولاد پیدا ہوگی •

رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنِينَ

اے میرے رب! مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور جو مومن ہونے کی حالت میں میرے گھر میں داخل ہیں ان کو اور تمام مسلمان مردوں

وَالْمُؤْمِنَاتِ ۖ وَلَا تَزِدِ الظَّالِمِينَ إِلَّا تَبَارًا ﴿١٨﴾

اور مسلمان عورتوں کو بخش دیجئے، اور ان ظالموں کی ہلاکت اور بڑھاد دیجئے •

تشریح

جب حضرت نوح علیہ السلام کی کوئی بات ان کی قوم نے نہیں مانی تو انجام ان کا یہ ہوا کہ وہ اپنے ان ہی گناہوں کے سبب غرق کئے گئے یعنی طوفان آیا اور بظاہر وہ لوگ پانی میں ڈبائے گئے، پھر آگ میں داخل کئے گئے (یعنی برزخ کی آگ میں، کیونکہ جہنم کی آگ میں داخلہ تو قیامت کے دن حساب کتاب کے بعد ہوگا، معارف القرآن، ترجمہ شیخ الہندؒ) اور خدا کے سوا ان کو کچھ حمایتی بھی میسر نہ ہوئے۔

وَقَالَ نُوحٌ رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ ذَيَّارًا إِنَّكَ إِن تَذَرَهُمْ

نے یہ بھی کہا کہ اے میرے پروردگار! کافروں میں سے زمین پر ایک باشندہ بھی مت چھوڑ، یعنی سب کو ہلاک کر دے،

کیونکہ اگر آپ ان کو روئے زمین پر رہنے دیں گے تو حسب ارشاد باری تعالیٰ لَنْ يُؤْمِنَ الْخَلْقُ بِكَ

گمراہ کریں گے، اور آگے بھی ان کے محض فاجر اور کافر ہی اولاد پیدا ہوگی، پھر نوح علیہ السلام نے کافروں کے لئے بددعا

کرنے کے بعد مومنین کے لئے دعا فرمائی کہ اے میرے رب! مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور جو مومن ہونے کی حالت

میں میرے گھر میں داخل ہیں ان کو (یعنی اہل و عیال کو مع استثناء زوجہ کنعان کے) اور تمام مسلمان مردوں اور مسلمان

۱۔ وہ لوگ ڈوبے تو پانی میں اور نکلے آگ میں تو یہ متضاد عذاب حق تعالیٰ کی قدرت سے کوئی بعید نہیں، حضرت ضحاکؒ فرماتے ہیں کہ وہ لوگ ادھر پانی میں

غرق ہوئے تھے ادھر مرتے ہی آگ میں جلتے گئے (مراد نار برزخ) اس آیت سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ عالم برزخ یعنی قبر میں مردوں پر عذاب ہوگا

(والغناء تفہید الترتیب مع التصقیب، ونار الآخرة لم يذوقوها بعد لدل علیٰ أنّ المراد عذاب القبر، وهو استدلال لطیف) اس سے یہ

بھی ظاہر ہے کہ جب بد عملی پر قبر میں عذاب ہوگا تو نیک عمل والوں کو قبر میں ثواب اور نعمت بھی ملے گی، (معارف)

حضرت متاعلؒ کہتے ہیں کہ اس سے مراد آخرت کی نار جہنم ہے، اور پانی میں ڈوبنے اور آخرت میں نار جہنم میں جلتے کی درمیانی مدت کو نظر انداز کر دیا

گیا، اور شیعہ اور معتزلہ لوگ تو عذاب برزخ کے قائل ہی نہیں، اس لئے وہ آیت مذکورہ میں عذاب جہنم مراد لیتے ہیں، (حالانکہ عذاب قبر کے ثبوت پر کئی احادیث موجود ہیں، اور اہل سنت والجماعت عذاب قبر کو برحق سمجھتے ہیں۔

عورتوں کو بخش دیجئے۔

علامہ علمائے شریعت و تاریخ میں یہ مسئلہ مختلف فیہ رہا ہے کہ طوفانِ نوح تمام دنیا میں آیا تھا یا صرف دجلہ اور فرات کے درمیان علاقہ میں جس کو جزیرہ کہا جاتا ہے اور جہاں قومِ نوح آباد تھی، محققین دوسری رائے کو ترجیح دیتے ہیں، والتفصیل لا یلیق بهذا المختصر۔

وَلَا تَزِدِ الظَّالِمِينَ إِلَّا تَبَارًا: مومنین کے لئے دعا کا مضمون بددعا کے مقابلہ کی مناسبت سے آگیا تھا اس لئے پھر بددعا کی طرف عود کر کے کہتے ہیں کہ اے اللہ ان ظالموں کی ہلاکت اور بڑھا دیجئے۔ (گویا یہ آیت وَلَا تَزِدِ الظَّالِمِينَ إِلَّا ضَلَالًا کے مقصود کی تفسیر ہے اور اس سے مقصود استحقاقِ ہلاکت تھا)

اشہ بات ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ نوح علیہ السلام کے والدین مومن تھے، ورنہ آپ ان کے لئے دعائے مغفرت نہ فرماتے، اور اگر اس کے خلاف ثابت ہو جائے تو والدین سے مراد آباء و امہات بعیدہ ہوں گے، واضح رہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے بددعا اس وقت کی جب ان کو بذریعہ وحی یہ بتلادیا گیا تھا کہ تیری قوم میں سے جو لوگ ایمان لا چکے بس لا چکے، اب کوئی ایمان لانے والے نہیں کما فی قولہ تعالیٰ اِنَّ لَنْ یُؤْمِنَ مِنْ قَوْمِکَ الْخ۔ اے اللہ ارحم الراحمین نوح علیہ السلام کی برکت سے اس بندۂ عاصی و خاطی خاکسار ہر دواری کو بھی اپنی رحمت سے دامنِ عفو میں لے کر اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرما دیجیو، اِنَّکَ سَمِیعُ الدَّعَوَاتِ، آمین یا رب العالمین

لغات خطیئات خطائیں، گناہ، واحد خطیئة (خطی) (س) خَطَاً وَخَطَاً: غلطی کرنا، گناہ کرنا۔ اُغْرِقُوا: ماضی مجہول جمع مذکر غائب، وہ ڈبوئے گئے، (افعال، اغراق، ڈبودینا) اَنْصَار: مددگار، حمایتی، واحد ناصر۔ ذَبَّارًا: بروزن فیعال، دراصل ذبوار تھا، واو اور یا جمع ہوئی اور پہلا ساکن ہے اس لئے واو یاء سے بدل کر اس میں مدغم ہوگئی جیسے سید کہ دراصل سیود تھا، ذَوْرٌ سے اسمِ مبالغہ بمعنی گھومنے والا، ذَارَ (ن) ذَوْرًا: چکر لگانا، گھومنا، مراد کوئی باشندہ جو گھر میں رہے اور زمین پر چکر لگائے۔ یَلْدُوا: مضارع جمع مذکر غائب، وَلَدَ (ض) وَلَادًا وولادة: بچہ جننا (یلدوا میں فاعل مکملہ محذوف ہے، اور یہ معتل مثال واوی ہے) فاجروا: اسم فاعل واحد مذکر، گناہ کرنے والا، فَجَرًا (ن) فَجُورًا: گناہ کرنا۔ کَفَّارًا: اسمِ مبالغہ، بہت کفر کرنے والا، کَفَرًا (ن) کُفْرًا: کفر کرنا، انکار کرنا۔ تَبَارًا: مصدر، تَبَرَّ (س) تَبَارًا: ہلاک ہونا (بمعنی ہلاکت حاصل مصدر ہے)

۱۔ خطیئة اور سبۃ دونوں کے معنی ملتے جلتے ہیں، لیکن اکثر خطیئة اس برائی کو کہتے ہیں جو قصدِ اندہ کی جائے بلکہ ارادہ کسی اور کام کا ہو اور وہ ارادہ اس برائی کا سبب بن جائے، اب اگر یہ ارادہ بھی برا ہے تو یہ خطا قابلِ معافی نہیں جیسے کسی نے بالقصد شراب پی پھر نشہ میں کسی کو گالی دی تو اس گالی پر اس سے مواخذہ ہوگا، لیکن اگر یہ ارادہ برا نہ ہو اور اس کے نتیجہ میں کوئی برائی سرزد ہو جائے تو وہ عند اللہ قابلِ معافی ہوگی جیسے کسی نے شکار کے ارادہ سے گولی چلائی اور وہ کسی جانور کو جاگلی۔

۲۔ اعراب القرآن و صرف و بیانہ میں لکھا ہے کہ دہار اسم ہے بمعنی احد، وقیل هو ماخوذ من الدار ای نازل دارا وقیل هو ماخوذ من الدوران وهو التحرك۔

ترکیب مِمَّا خَطَبْتَهُمْ أَغْرِقُوا فَأَدْخِلُوا نَاراً فَلَمْ يَجِدُوا لَهُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَنْصَاراً..... من حرف جر، ما زائدہ، خطبتہم مضاف مع مضاف الیہ مجرور، جار مجرور متعلق مقدم أَغْرِقُوا کے، أَغْرِقُوا جملہ فعلیہ، معطوف علیہ، فَا عطفہ اَدْخِلُوا نَاراً جملہ فعلیہ معطوف علیہ معطوف (نَاراً مفعول بہ علی السعۃ، یعنی توسعاً مفعول بہ کہہ دیا ورنہ مفعول فیہ ہے ظرف مکان) فَا عطفہ لَمْ يَجِدُوا فعل بفاعل لَہُمْ متعلق ہو کر مفعول بہ ثانی، اور ثانی اس لئے کیونکہ وہ صریح مفعول بہ نہیں بلکہ تاویلی ہے، من دون اللہ ظرف مستقر ہو کر حال مقدم أَنْصَاراً سے، أَنْصَاراً مفعول بہ اول، الغرض جملہ فعلیہ معطوف، تمام معطوفات باہم مل ملا کر جملہ متانفہ بیانیہ، کانہ قیل ما فَعَلَ بہم۔

وَقَالَ نُوحٌ رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَيَّ الْأَرْضَ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّاراً..... ترکیب ظاہر ہے ماقبل قَالَ نُوحٌ رَبِّ إِنَّہُمْ عصونی پر معطوف (علی الارض متعلق لَا تَذَرْ کے، من الکافرین ظرف مستقر ہو کر حال دیاراً سے، لانہ کان فی الاصل صفة لدیَّاراً، اور دیاراً مفعول بہ) اِنَّكَ اِنْ تَذَرَهُمْ يُضِلُّوا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوا اِلَّا فَاَجْرًا كُفَّاراً..... اِنَّكَ حرف مشبہ بالفعل مع اسم، اِنْ تَذَرَهُمْ شرط يُضِلُّوا عِبَادَكَ فعل بفاعل ومفعول بہ جملہ فعلیہ معطوف علیہ، واو عطفہ لَا يَلِدُوا فعل منفی مع فاعل الا اداة حصر، فَاَجْرًا کُفَّارًا موصوف مع صفت مفعول بہ، پھر جملہ منفیہ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جزاء، شرط مع جزاء خبر، حرف مشبہ بالفعل مع اسم و خبر جملہ تعلیلیہ۔

رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ..... رَبِّ اِی یا رب (در اصل ربی تھا) حرف ندا مع منادی حسب سابق (لاکل لہا اعتراضیہ للاسترحام) اغفر فعل بفاعل، لی جار مجرور معطوف علیہ، لام جارہ وَالِدَيَّ مضاف مع مضاف الیہ مجرور، جار مجرور معطوف علیہ معطوف واو عطفہ لام جارہ مِنْ اِسْم موصول دَخَلَ فعل ضمیر ذوالحال بیتی مفعول فیہ مرکب اضافی، مؤمننا حال، ذوالحال مع حال فاعل، جملہ فعلیہ صلہ، اسم موصول مع صلہ مجرور، جار مجرور معطوف علیہ معطوف، للمؤمنین والمؤمنات جار مجرور معطوف (المؤمنات کا عطف المؤمنین پر) تمام معطوفات مل ملا کر متعلق اغفر کے اور وہ جملہ انشائیہ ہو کر معطوف علیہ واو عطفہ، لَا تَذَرِ الظالمین الاتبارا حسب سابق ترکیب ہو کر معطوف (تباراً مفعول بہ ثانی) معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر ماقبل قول کے تحت۔



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُورَةُ الْجِنِّ مَكِّيَّةٌ

قُلْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوا إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا ۝۱

آپ کہئے کہ میرے پاس اس بات کی وحی آئی ہے کہ جنات میں سے ایک جماعت نے قرآن سنا پھر انہوں نے کہا کہ ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے۔

يُهْدِي إِلَى الرُّشْدِ فَآمَنَّا بِهِ ۖ وَلَنْ نُشْرِكَ بِرَبِّنَا أَحَدًا ۝۲ وَأَنَّهُ تَعَالَىٰ جَدُّ رَبِّنَا

جو راہ راست بتلاتا ہے، سو ہم تو اس پر ایمان لے آئے اور ہم اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں گے۔ اور ہمارے پروردگار کی بڑی شان ہے

مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَلَا وَلَدًا ۝۳ وَأَنَّهُ كَانَ يَقُولُ سَفِيهُنَا عَلَى اللَّهِ شَطَطًا ۝۴

اس نے نہ کسی کو بیوی بنایا اور نہ اولاد۔ اور ہم میں جو احمق ہوئے ہیں وہ اللہ کی شان میں حد سے بڑھی ہوئی باتیں کہتے تھے۔

وَأَنَا ظَنَنَّا أَنَّ لَنْ تَقُولَ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا ۝۵ وَأَنَّهُ كَانَ رِجَالٌ

اور ہمارا یہ خیال تھا کہ انسان اور جنات کبھی خدا کی شان میں جھوٹ بات نہ کہیں گے۔ اور بہت سے لوگ

مِّنَ الْإِنْسِ يَعُوذُونَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوهُمْ رَهَقًا ۝۶

آدمیوں میں ایسے تھے کہ وہ جنات میں سے بعض لوگوں کی پناہ لیا کرتے تھے سو ان آدمیوں نے ان جنات کی بددماغی اور بڑھادی۔

ربط سورت سابقہ میں قوم نوح کا قصہ ذکر کر کے اس وقت کے کفار کو ایمان قبول نہ کرنے کی بنا پر ڈرایا گیا تھا، اب

اس سورت میں جنات کے ایمان قبول کرنے کے قصہ کو جو کہ توحید و رسالت کو متضمن ہے، ذکر کر کے کفار کو ایمان قبول

کرنے کی ترغیب دی گئی ہے، گویا سورت سابقہ میں ایمان نہ لانے پر ترہیب تھی اور اس سورت میں ایمان لانے کی ترغیب۔

تشریح اس سورت میں جنات کے ایمان لانے کا واقعہ بیان کیا گیا ہے، صحیح بخاری، مسلم اور ترمذی میں حضرت

ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چند صحابہ کے ساتھ بازار عکاظ کی طرف جا رہے تھے، (غالباً بغرض

دعوت اسلام و تبلیغ دین تشریف لے جا رہے تھے۔ بیان القرآن) مقام خلد پر آپ نے فجر کی نماز پڑھائی جس کی قرأت

جنوں کے ایک گروہ نے سنی، تفصیل یہ ہے کہ:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے شیاطین آسمان تک پہنچ کر فرشتوں کی باتیں سنتے تھے، یعنی اللہ تعالیٰ

آسمان میں جو فیصلے جاری فرماتے ہیں تو فرشتے عنانِ سماء یعنی بادلوں تک اتر کر ان فیصلوں کا تذکرہ کرتے ہیں، یہاں

سے شیطان یہ خبریں چراتے ہیں اور پھر اس میں اپنی طرف سے سوجھوٹ ملا کر کانہوں کو بتاتے ہیں، مگر رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کی بعثت کے وقت آپ کی آسمانی وحی کی حفاظت کے لئے اس سلسلہ کو اس طرح بند کر دیا کہ جب کوئی شیطان یہ

خبریں سننے کے لئے اوپر آتا ہے تو اس کی طرف شہاب ثاقب کا انگارہ پھینک کر اس کو دفع کر دیا جاتا ہے، اس حادثہ کی تحقیق کے لئے جنات نے باہم مشورہ کیا کہ ہم کو آسمانی خبروں کے حاصل کرنے سے جو روک دیا گیا یہ امر اتفاقی نہیں بلکہ دنیا میں کوئی نئی چیز پیش آئی ہے جو اس کا سبب ہوئی، اور انہوں نے یہ طے کیا کہ زمین کے مشرق و مغرب اور ہر طرف میں جنات کے وفد بھیجے جائیں اور اس کی تحقیق کر کے آئیں، چنانچہ انکا جو وفد تہامہ حجاز کی طرف بھیجا گیا تھا وہ مقام بطنِ نخلہ پر پہنچا تو وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کے ساتھ صبح کی نماز جماعت سے ادا کر رہے تھے، جنات کے اس وفد نے جب قرآن سنا تو اس کی عظمت و ہیبت ان کے دلوں پر چھا گئی اور یہ لوگ اپنے دلوں میں ایمان و یقین لے کر واپس ہوئے اور سمجھ گئے کہ یہی وہ نئی چیز ہے جس نے جنوں کو آسمانی خبروں سے روکا ہے، اور یہ قصہ اپنی قوم سے جا کر بیان کیا جس کا ذکر ان آیات میں ہے۔ (معارف، روح)

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے آنے اور جانے اور سننے سنانے کا پتہ نہیں لگا، ایک درخت نے باذن اللہ کچھ اجمالی اطلاع آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دی اور مفصل حال اس کے بعد وحی کے ذریعہ سے بتلایا گیا، بعدہ بہت بڑی تعداد میں جنات مسلمان ہوئے۔ (ترجمہ شیخ الہند) (سورۃ الاحقاف کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت تھانویؒ نے لکھا ہے کہ جب جنات نے اپنی قوم کو خبر پہنچائی تو ان میں سے پھر تین سو اشخاص اسلام لانے کے لئے حاضر خدمت ہوئے)

قُلْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ الْخِ آپ کفار سے کہتے کہ میرے پاس اس بات کی وحی آئی ہے کہ جنات میں سے ایک جماعت نے قرآن سنا، (لفظ نفرتین سے دس تک عدد کے لئے بولا جاتا ہے، جن جنات کا یہاں ذکر ہے روایت ہے کہ یہ نو حضرات تھے نصیبین یمن کے رہنے والے، (عراق والے نصیبین کے نہیں) پھر اپنی قوم میں واپس جا کر انہوں نے کہا کہ ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے جو راہ راست بتلاتا ہے، سو ہم تو اس پر ایمان لے آئے (قرآن ہونا تو اس کے مضمون سے معلوم ہوا، اور عجیب ہونا اس سے کہ کلام بشر کے مشابہ نہیں، یعنی سنتے ہی ان کو یقین ہو گیا کہ ایسا کلام اللہ کے سوا کسی کا نہیں ہو سکتا) وَلَنْ نُشْرِكَ بِرَبِّنَا أَحَدًا اور اب ہم اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں گے (یہ بیان ہے آمنا بہ کا) اور انہوں نے ان مضامین کا بھی باہم تذکرہ کیا جو ذیل میں آئے ہیں یعنی وَأَنَّهُ تَعَالَىٰ جَدُّ رَبِّنَا الْخِ ہمارے پروردگار کی بڑی شان ہے، اس نے نہ کسی کو بیوی بنایا اور نہ اولاد، کیونکہ ایسا ہونا عقلاً محال ہے اور اس کی عظمت شان کے منافی ہے (یہ بیان ہے لَنْ نُشْرِكَ کا)۔ وَأَنَّهُ كَانَ يَقُولُ سَفِيهُنَا الْخِ اور ہم میں جو احمق ہوئے ہیں وہ اللہ کی شان میں حد سے بڑھی ہوئی باتیں کہتے تھے (یعنی شرکیہ کلمات، بیوی اور اولاد کا اثبات وغیرہ) وَأَنَّا ظَنَنَّا أَنْ لَّنْ تَقُولَ الْإِنْسُ الْخِ اس آیت میں جنات نے اپنے مشرک ہونے کی وجہ بیان کی کہ پہلے ہمارا خیال یہ تھا کہ انسان اور جنات کبھی خدا کی شان میں جھوٹ بات نہ کہیں گے۔ تو چونکہ اکثر جن و انس شرک کرتے تھے

وہم سمجھے کہ خدا کی شان میں اتنے مخصوص نے جھوٹ پر اتفاق نہ کیا ہوگا پس ہم نے بھی اسی طریقہ کو اختیار کر لیا اور ہم بہک گئے اب قرآن سن کر قلبی کھلی اور اپنے پیشروؤں کی اندھی تقلید سے نجات ملی۔ **وَ اِنَّهٗ كَانَ رِجَالًا مِّنَ الْاِنْسِ الْغِی** اس آیت میں مومن جنات نے یہ بیان کیا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں انسانوں کی عادت یہ تھی کہ جب کسی جنگل یا وادی میں قیام کی نوبت آتی تو اس اعتقاد سے کہ جنات کے سردار ہماری حفاظت کریں گے یہ الفاظ کہتے ”اعوذ بعزیز ہذا الوادی من شر سفہاء قومہ“ یعنی میں اس جنگل کے سردار کی پناہ لیتا ہوں اس کی قوم کے بیوقوف شریر لوگوں سے۔ تفسیر ملاحظہ فرمائیں! کہ بہت سے لوگ آدمیوں میں سے ایسے تھے کہ وہ جنات میں سے بعضے لوگوں کی پناہ لیا کرتے تھے، سوان آدمیوں نے ان جنات کی بددماغی اور بڑھادی اور وہ اپنے آپ کو یہ سمجھنے لگے کہ ہم جنات کے سردار تو پہلے ہی سے تھے اب آدمی بھی ہم کو ایسا بڑا سمجھنے لگے، چنانچہ وہ کفر و عناد پر اور زیادہ مصر ہو گئے یہ تمام مضمون توحید سے متعلق تھا۔

نافذہ

صحیح بخاری، مسلم اور ترمذی وغیرہ میں حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چند صحابہ کے ساتھ بازار عکاظ کی طرف جا رہے تھے مقام بطن نخلہ پر آپ نے فجر کی نماز پڑھائی، تفصیل کے ساتھ میں نے اس کو لکھ دیا، اب عرض یہ کرنا ہے کہ اکثر مفسرین نے اس روایت کی بناء پر یہ سمجھا ہے کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور سفر طائف سے واپسی پر پیش آیا اور روایات حدیث میں جو لیلۃ الجن کا واقعہ مذکور ہے جس میں حضرت عبداللہ آپ کے ساتھ تھے اس میں آپ کا بالقصد جنات کو تبلیغ و دعوت کے لئے مکہ مکرمہ کے قریب جنگل میں جانا اور قرآن سنانا منقول ہے، وہ بظاہر اس واقعہ کے بعد کا قصہ ہے جس کا ذکر سورۃ جن میں ہے، علامہ خفاجیؒ نے فرمایا کہ احادیث معتبرہ سے ثابت ہے کہ جنات کے وفود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چھ مرتبہ حاضر ہوئے ہیں اس لئے ان دونوں باتوں میں کوئی تضاد نہیں کہ یہ دونوں واقعے الگ الگ ہیں۔ (معارف القرآن)

مشہور سفر طائف

اکثر مفسرین نے فرمایا کہ ابوطالب کی وفات کے بعد آپ بے یار و مددگار رہ گئے تھے تو آپ نے طائف کا سفر کیا تاکہ وہاں قبیلہ بنو ثقیف سے اپنی قوم کے مظالم کا ذکر کر کے ان سے کچھ مدد حاصل کریں، الغرض آپ نے ان سے اپنی قوم کے مظالم کا ذکر کیا اور ان کو دعوت اسلام دی مگر انہوں نے یہ دعوت قبول نہ کی بلکہ انہوں نے اپنی قوم کے بے وقوف لوگوں اور غلاموں کو آپ کے پیچھے لگا دیا کہ آپ کو گالیاں دیں اور شور مچائیں، مختصر یہ کہ آپ کو مایوس ہو کر لوٹنا پڑا، واپسی پر مقام بطن نخلہ میں ٹھہرے اور نماز پڑھی جس میں جبراً قرأت کی جس کو جنوں کی ایک جماعت نے سنا وہ ایمان لے آئے۔

ضمائر کے مواضع

قوله فقالوا انا سمعنا قالوا کی ضمیر کا مرجع نفر من الجن ہے (مظہری) **قوله** **فاما نابه ای بالقرآن**۔ **قوله** **وَ اِنَّهٗ تَعَالٰی الْخِ اِنَّهٗ** کی ضمیر یا تو ربنا کی طرف راجع ہے یا پھر ضمیر شان۔ **وَ اِنَّهٗ كَانَ رِجَالًا مِّنَ الْاِنْسِ** انہ کی ضمیر ضمیر شان ہے **قوله** **فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا** ای زاد الرجال الجن۔

یعنی یہ کہتے ہیں کہ اس طبقہ کے جنوں کا جو سردار ہے ہم اس کی پناہ میں آتے ہیں تاکہ وہ اپنے ماتحت جنوں سے ہماری حفاظت کرائے۔

لغات

أَوْحَى: ماضی مجهول واحد مذکر غائب، وحی کی گئی (افعال) أَوْحَى ایحاء: وحی بھیجنا، اشارہ کرنا۔
اسْتَمَعَ: ماضی واحد مذکر غائب (افعال) اسْتَمَعَ استماعاً: کان لگا کر سننا، یعنی متوجہ ہو کر سننا۔ **نَفَرَ:** اسم جمع، تین سے دس تک عدد کی جماعت، جمع انفار (مصباح اللغات) الجن: اسم جنس، آگ سے پیدا کی ہوئی اللہ تعالیٰ کی ایک مستقل مخلوق ہے، ان میں تو والد و تناسل کا سلسلہ بھی ہے اور ان میں نیک و بد بھی ہوتے ہیں، اور ہماری طرح یہ بھی احکام شرعیہ کے مکلف ہیں، جن سے مشتق ہے جس کے معنی چھپنے کے ہیں تو چونکہ یہ عام طور پر نظروں سے غائب رہتے ہیں اس لئے ان کا نام جن ہوا، **جَنَّ** (ض) **جَنَّا:** چھپنا، واحد جَنَى جمع جَنَّة (مزید تفصیل سورۃ الذاریات میں) قرآناً: مصدر از باب فتح، پڑھنا بروزن فُعْلَان، بمعنی اسم مفعول جس کو پڑھا جائے، اللہ کی کتاب کا خاص نام جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی گئی۔ **عَجَبًا** مصدر بمعنی اسم مفعول، عجیب، وہ چیز جس پر حیرت اور اچنبھا کیا جائے، **عَجِبَ** (س) **عَجَبًا وَعَجَبًا:** تعجب کرنا، حیرت کرنا۔ **الرُّشْد:** مصدر، **رُشِدَ** (ن) **رُشِدًا:** ہدایت پانا (بمعنی ہدایت، راہ راست، بھلائی، حاصل مصدر ہے) **جَدَّ:** مصدر، **جَدَّ** (ض) **جَدًّا:** بلند مرتبہ ہونا۔ (بمعنی شان، رتبہ، عزت حاصل مصدر ہے) **صَاحِبَةٌ:** اسم فاعل واحد مؤنث، ساتھ رہنے والی، مراد بیوی، جمع صَوَاحِب، و صاحبات (صَحِبَ (س) **صَحْبَةً:** ساتھ رہنا۔ **سَفِيَةً:** صفت مشبہ واحد مذکر، احق، بے وقوف، جمع **سُفَهَاء**، **سَفِهَ** (س) **سُفَهَاءً وَسَفَاهًا وَسَفَاهَةً:** بے وقوف ہونا۔ **شَطَطًا:** مصدر، **شَطَّ** (ن، ض) **شَطَطًا وَشَطُوطًا:** حد سے تجاوز کرنا۔ **ظَنَّا:** ماضی جمع متکلم، **ظَنُّ** (ن) **ظَنَّا:** گمان کرنا۔ **الانْس:** انسان (واحد انْسِي) جمع **أُنَاسٌ**۔ **كَذِبًا:** مصدر، **كَذَبَ** (ض) **كَذِبًا وَكَذِبًا:** جھوٹ بولنا (بمعنی جھوٹ حاصل مصدر) **زَادُوا:** ماضی جمع مذکر غائب، **زَادَ** (ض) **زَيْدًا وَزِيَادَةً:** بڑھنا، بڑھانا۔ **رَهَقًا:** مصدر، زیادتی، بددماغی، **رَهَقَ** (س) **رَهَقًا:** ظلم و زیادتی کرنا، گناہوں میں مبتلا ہونا۔ (بمعنی ظلم و سرکشی، بددماغی، بے وقوفی، گناہگاری حاصل مصدر ہے)

ترکیب

قُلْ أَوْحَى إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِنَ الْجِنِّ..... قُلْ فَعَلَ، ضمیر انت فاعل، ای یا محمد، أَوْحَى فَعَلَ، إِلَيَّ متعلق، أَنَّهُ حرف مشبہ بالفعل، ضمیر شان اس کا اسم، اسْتَمَعَ فعل نَفَرٌ موصوف، من الجن کائناً کے متعلق ہو کر صفت، موصوف مع صفت فاعل استمع کا (مفعول بہ محذوف ہے ای القرآن) پھر اسْتَمَعَ الخ جملہ فعلیہ معطوف علیہ، فَقَالُوا إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ فَأَمَنَّا بِهِ وَلَنْ نُشْرِكَ بِرَبِّنَا أَحَدًا..... فَ

۱۔ وحی بھی (ض) وحیا اشارہ کرنا، واضح رہے کہ صلات و منامیل اور فاعل کے بدلنے سے عموماً معانی بدل جاتے ہیں۔

۲۔ اسم جمع وہ اسم ہے جس سے جمع کے معنی ظاہر ہوں اور اس کا کوئی مفرد نہ ہو جیسے قوم، ربط وغیرہ۔ واضح رہے کہ نفر کا اطلاق اس سے اوپر عدد کے لئے بھی ہو جاتا ہے۔

۳۔ اللہ کی کتاب کو قرآن کہنے کی وجہ قرأت اور تلاوت ہے چونکہ یہ کتاب نماز میں، دینی محافل میں، مدارس میں پڑھی جاتی ہے اس لئے اس کو قرآن کہتے ہیں۔ (حریدہ تفصیل نجوم الحواشی اور لغات القرآن میں)

۴۔ رَهَقَ (س) رَهَقًا کے معنی ہیں ایک شئی کا دوسری شئی پر زبردستی چھا جانا، اور چونکہ اس کا لازمی نتیجہ ہے چسپائی، اس لئے تباہ ہونے کے معنی میں بھی اس کا استعمال ہوتا ہے، حضرت تھانوی نے بددماغی ترجمہ کیا ہے۔

عاطفہ قالوا فعل بفاعل، انا حرف مشبہ بالفعل مع اسم، سَمِعْنَا فعل بفاعل، قوانا موصوف عَجَبًا صفت اول، (عجب مصدر ہے، مبالغہ اس کو صفت بنا کر حمل کر دیا گیا)۔ يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ جملہ فعلیہ صفت ثانی، موصوف مع دونوں صفتوں کے مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر معطوف علیہ، فا عاطفہ آمنا به معطوف علیہ معطوف، لن نشارك بربنا احداً معطوف، (بربنا متعلق لن نشارك کا، احداً مفعول بہ) تمام معطوفات مل ملا کر خبر، حرف مشبہ بالفعل مع اسم و خبر مقولہ، قالوا مع مقولہ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر حرف مشبہ بالفعل کی خبر، حرف مشبہ بالفعل مع اسم و خبر بتاویل مصدر اوحی کا نائب فاعل، پھر چند آیتوں کے بعد اَنْ لَوْ اسْتَقَامُوا کا اسی نائب فاعل پر عطف ہوگا، وَ اِنَّهٗ تَعَالٰی جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَلَا وَلَدًا..... واو عاطفہ، انہ حرف مشبہ بالفعل مع اسم، تعالیٰ جَدُّ رَبِّنَا..... اَنْ کے اسم و خبر کے درمیان جملہ مقررہ دعائیہ ما اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَلَا وَلَدًا حرف مشبہ بالفعل کی خبر، (اتخذ کا مفعول بہ اول محذوف ہے ای امرؤ، صاحبة و ولداً معطوف و معطوف علیہ مفعول بہ ثانی اور لا زائدہ برائے تاکید نفی) حرف مشبہ بالفعل اپنے اسم و خبر سے مل کر کس پر معطوف ہوگا اس میں قدرے تفصیل ہے اور وہ یہ ہے کہ اَنْ یا اِنَّ یہاں سولہ جگہ مذکور ہے جن میں دو جگہ توفتہ متعین ہے جو اوحی کے نائب فاعل ہیں (۱) اِنَّهٗ اسْتَمَعَ، (۲) اِنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰہِ، اور ایک جگہ کسرہ متعین ہے کیونکہ وہ مقولہ ہے، اور مقولہ میں کسرہ ہی آتا ہے یعنی اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا اور باقی تیرہ جگہوں میں قراء کرام نے فتہ اور کسرہ دونوں کی اجازت دی ہے، کسرہ کی صورت میں ہر جملہ کی مستقل حیثیت ہوگی اور اِنَّا سَمِعْنَا الخ مقولہ پر عطف ہوگا، اور سب جملے قول جنات کی حکایت ہوں گے، اور اَنْ مفتوحہ پڑھنے کی شکل میں دو ترکیبی احتمالات ہیں جن میں آسان یہ ہے کہ آمنا بہ میں جو ضمیر مجرور متصل ہے اس کے محل پر عطف ہو اور اس کا محل نصب ہے کیونکہ وہ صَدَقْنَا کے معنی میں ہے، گویا عبارت اس درجہ میں ہوگی صَدَقْنَا اِنَّهٗ تَعَالٰی الخ وَ صَدَقْنَا اِنَّهٗ كَانَ يَقُولُ سَفِيهُنَا الخ (اب یہ بھی اشکال نہ ہوگا کہ ضمیر مجرور پر تو بلا اعادہ جار عطف جائز نہیں عند البصرین) وَ اِنَّهٗ كَانَ يَقُولُ سَفِيهُنَا عَلٰی اللّٰہِ شَطَطًا..... واو عاطفہ، اِنَّهٗ حرف مشبہ بالفعل مع اسم، كَانَ فعل ناقص، ضمیر شان اس کا اسم، يقول فعل سَفِيهُنَا مرکب اضافی فاعل، عَلٰی اللّٰہِ متعلق يقول کے،

۱۔ اعراب القرآن و صرفہ بیان میں مذکورہ بالا ترکیب ہی اختیار کی ہے، فرمایا فال مصدر المول انہ تعالیٰ جد ربنا و ما بعدہ معطوف علی محل الضمیر لی بہ علی الرغم من عدم اعادۃ الجار، ولكن الحذف قیاسی فی هذا التعبير المبدوء بـ اَنْ، بعض حضرات نے کوفین کے مسلک پر عمل کر کے بہ کی ضمیر مجرور پر عطف کیا ہے، اور کوفین کے نزدیک ضمیر مجرور پر عطف کرنے کے لئے اعادہ جار ضروری نہیں ہے۔ صاحب کشاف نے بیان کیا کہ عطف تو بہ ضمیر مجرور پر ہی مانا جائے مگر معطوف میں ہر اَنْ سے پہلے باء حرف جر مقدر مانا جائے تاکہ جار مجرور کا عطف جار مجرور پر ہو جائے، اور اَنْ مفتوحہ نیز اَنْ نامیہ سے پہلے باء حرف جر اور لام جر کا حذف مشہور اور مستعمل ہے جیسا کہ عزیز طلبہ کے سامنے اس کی نظار گزر چکی ہیں، اب تمام جملے جوائے کے ساتھ ہیں جار مجرور ہو کر متعلق آمنا کے ہوں گے اور اگر کہیں معنوی اعتبار سے ترجمہ صحیح نہ بیٹھے گا وہاں دوسرے مناسب فعل کو نکال لیا جائے گا، ایک احتمال یہ ہے کہ اَنْ سے مل کر بننے والے تیرہ کے تیرہ جملوں کا عطف انہ استمع پر ہو اور وہ اپنے تمام معطوفات سے مل کر اوتی کا نائب فاعل ہو، لیکن اس شکل میں اشکال یہ ہے کہ بعض جملوں کا انہ استمع پر عطف کرنے کی شکل میں ترجمہ درست نہ ہوگا جیسے انا لمنا السماء، انا لاندري وغیرہ، ظاہر ہے کہ اس کا تعلق توفی سے نہ ہو سکے گا، جواب یہ ہے کہ انہ سے پہلے قولہم محذوف نکال لیا جائے تو معنی درست ہو جائیں گے مثلاً اوحی الی قولہم انا لمنا السماء وغیرہ۔

شَطَطًا اَيْ قَوْلًا ذَا شَطَطٍ موصوف مع صفت مفعول بہ، (یا مفعول مطلق) بقول مکمل جملہ خبر، کان فعل ناقص مع اسم و خبر حرف مشبہ بالفعل کی خبر، حرف مشبہ بالفعل مع اسم و خبر بتاویل مصدر ماقبل اِنَّه ما اتَّخَذَ صَاحِبَةً مَّعْطُوف۔
 وَاَنَا ظَنُّنَا اَنْ لَّنْ تَقُولَ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰی اللّٰهِ كَذِبًا واو عاطفہ اَنَا حرف مشبہ بالفعل مع اسم، ظَنُّنَا فعل بفاعل، اَنْ تخفہ من المثلہ، ضمیر شان اس کا اسم، لَّنْ تَقُولَ فعل الْاِنْسُ وَالْجِنُّ معطوف و معطوف علیہ فاعل، علی اللّٰهِ متعلق تقول کے، کَذِبًا ای قَوْلًا کَذِبًا مفعول مطلق، مکمل جملہ خبر، اَنْ تخفہ کی، اور وہ مع اسم و خبر بتاویل مصدر ظننا کے لئے دو مفعولوں کے قائم مقام، ظَنُّنَا الخ حرف مشبہ بالفعل کی خبر، الغرض اَنَا ظَنُّنَا حسب سابق بتاویل مصدر ماقبل اِنَّه کان يَقُولُ پر معطوف، وَاِنَّه کان رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَّعُوذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَرَّادُوْهُمْ رَهَقًا واو عاطفہ، اِنَّه حرف مشبہ بالفعل مع اسم، کان فعل ناقص، رِجَالٌ موصوف من الْاِنْسِ ظرف مستقر ہو کر صفت، موصوف مع صفت کان کا اسم، يَّعُوذُوْنَ فعل بفاعل، با جاره رِجَالٌ مِّنَ الْجِنِّ موصوف صفت مجرور، جار مجرور متعلق يَّعُوذُوْنَ کے، اور وہ جملہ ہو کر خبر کان، فعل ناقص مع اسم و خبر معطوف علیہ، فا عاطفہ زادوا فعل بفاعل، هم مفعول بہ اول، رَهَقًا مفعول بہ ثانی، پھر جملہ فعلیہ معطوف، معطوف علیہ مع معطوف حرف مشبہ بالفعل کی خبر، حرف مشبہ بالفعل مع اسم و خبر بتاویل مصدر ماقبل اَنَا ظَنُّنَا پر معطوف۔

وَاَنْتُمْ ظَنُّوْا كَمَا ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّعِثَّ اللّٰهُ اَحَدًا ۝ وَاَنَا لَمَسْنَا السَّمَاءَ فَوَجَدْنَهَا مِلْثَ حَرَسًا شَدِيْدًا ۝ وَشُهَبًا ۝ ۱۸ وَاَنَا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ۝ فَمَنْ يُّسْمِعُ الْاِنَّ يَجِدْ لَهُ شِهَابًا رَّصَدًا ۝ ۱۹ وَاَنَا لَا نَدْرِيْ اَشَرُّ اُرِيْدَ بِمَنْ فِي الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا ۝ ۲۰

اور جیسا تم نے خیال کر رکھا تھا ویسا ہی آدمیوں نے بھی خیال کر رکھا تھا کہ اللہ تعالیٰ کسی کو دوبارہ زندہ نہ کریگا • اور ہم نے آسمان کی تلاشی لینا چاہا سو ہم نے اس کو سخت پہرہ اور شعلوں سے بھرا ہوا پایا • اور ہم آسمان کے موقعوں میں مقاعدِ السَّمْعِ ۝ فَمَنْ يُّسْمِعُ الْاِنَّ يَجِدْ لَهُ شِهَابًا رَّصَدًا ۝ ۱۹ وَاَنَا لَا نَدْرِيْ سننے کے لئے جا بیٹھا کرتے تھے سو جو کوئی اب سنا چاہتا ہے تو اپنے لئے ایک تیار شعلہ پاتا ہے • اور ہم نہیں جانتے کہ اَشَرُّ اُرِيْدَ بِمَنْ فِي الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا ۝ ۲۰ زمین والوں کو کوئی تکلیف پہنچانا مقصود ہے یا ان کے رب نے ان کو ہدایت کرنے کا قصد فرمایا ہے •

وَاَنَا مِنَّا الصَّٰلِحُوْنَ وَمِنَّا ذُوْنَ ذٰلِكَ ۝ كُنَّا طَرَآئِقَ قِدْدًا ۝ ۲۱ وَاَنَا ظَنُّنَا اور ہم میں بعضے نیک ہیں اور بعضے اور طرح کے ہیں ہم مختلف طریقوں پر تھے • اور ہم نے سمجھ لیا ہے کہ اَنْ لَّنْ نُعْجِزَ اللّٰهَ فِي الْاَرْضِ وَلَنْ نُعْجِزَهُ هَرَبًا ۝ ۲۲ وَاَنَا لَمَّا سَمِعْنَا ہم زمین میں اللہ تعالیٰ کو ہرا نہیں سکتے اور نہ بھاگ کر اس کو ہرا سکتے ہیں • اور ہم نے جب ہدایت کی بات سن لی

الْهُدَىٰ أَمَّا بِهِ فَمَنْ يُؤْمِنُ يُرَبِّهِ فَلَا يَخَافُ بَخْسًا وَلَا رَهَقًا ۝۱۳ وَأَنَا

تو ہم نے تو اس کا یقین کر لیا سو جو شخص اپنے رب پر ایمان لے آوے گا تو اس کو نہ کسی کمی کا اندیشہ ہوگا اور نہ زیادتی کا • اور ہم میں

مِنَ الْمُسْلِمُونَ وَمِنَ الْقَاسِطُونَ ۝۱۴ فَمَنْ أَسْلَمَ فَأُولَٰئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا ۝۱۵

بعض تو مسلمان ہیں اور بعض ہم میں بے راہ ہیں، سو جو شخص مسلمان ہو گیا انہوں نے تو بھلائی کا راستہ ڈھونڈ لیا •

وَأَمَّا الْقَاسِطُونَ فَكَانُوا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ۝۱۶

اور جو بے راہ ہیں وہ دوزخ کے ایندھن ہیں •

تشریح

ما قبل میں توحید سے متعلق مضمون تھا، مذکورہ آیات میں بعثت یعنی رسالت سے متعلق مضمون ہے۔

تفسیر ملاحظہ ہو! وَأَنَّهُمْ ظَنُّوا كَمَا ظَنَنْتُمْ الخ یعنی ان جنات نے باہم اپنی قوم سے یہ بھی تذکرہ کیا کہ جیسا تمہارا خیال ہے بہت آدمیوں کا بھی یہی خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ آئندہ کوئی پیغمبر مبعوث نہیں کرے گا، جو رسول پہلے ہو چکے سو ہو چکے، اب قرآن سے معلوم ہوا کہ اس نے ایک عظیم الشان پیغمبر بھیجا ہے جو لوگوں کو بتاتا ہے کہ تم سب موت کے بعد دوبارہ اٹھائے جاؤ گے اور رتی رتی کا حساب ہوگا، بعض مفسرین نے اَن لَّن يَبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا کی تفسیر یہ کی کہ اللہ تعالیٰ کسی کو دوبارہ زندہ نہیں کریگا۔ وَأَنَا لَمَسْنَا السَّمَاءَ الخ: ان جنات نے باہم یہ بھی تذکرہ کیا کہ ہم نے اپنی سابقہ عادت کے مطابق آسمان کی یعنی آسمان کی خبروں کی تلاشی لینا چاہا سو ہم نے اس کو سخت پہرہ یعنی محافظ فرشتوں اور شعلوں سے کہ جن کے ذریعہ سے حفاظت کی جاتی ہے بھرا ہوا پایا۔ (یعنی اب پہرہ ہو گیا، اگر کوئی جن وہاں جائے گا شہاب ثاقب سے مارا جائے گا)

وَأَنَا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ الخ اور (اس سے قبل) ہم آسمان کے ٹھکانوں میں یعنی خبر سننے کے ٹھکانوں میں خبر سننے کے لئے جا بیٹھا کرتے تھے، سو جو کوئی اب سننا چاہتا ہے تو اپنے لئے ایک تیار شعلہ پاتا ہے، یعنی جو شیطان اب خبر سننے کا ارادہ کرتا ہے اس پر انگارے برستے ہیں۔ وَأَنَا لَا نَذَرُیْ اَشْرًا اُرِيدُ الخ اور ہم نہیں جانتے ہیں کہ ان جدید پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث فرمانے سے زمین والوں کو کوئی تکلیف پہنچانا مقصود ہے یا ان کے رب نے ان کو ہدایت کرنے کا قصد فرمایا ہے، مطلب یہ ہے کہ رسول کی مخالفت سے تکلیف اور عقوبت جھیلنی ہوگی، اور ان کے اتباع سے رشد و ہدایت ملتی ہے اور آئندہ کی بات کہ کون مخالفت کریگا اور کون اتباع ہم کو معلوم نہیں، لہذا ہم یہ نہیں جانتے کہ ان کے مبعوث ہونے سے قوم کو بوجہ مخالفت تکلیف اور عقوبت جھیلنی ہوگی یا بوجہ اتباع قوم کو رشد و ہدایت ملے گی۔

وَأَنَا مِنَ الصَّٰلِحُونَ وَمِنَّا ذُوْنَ ذٰلِكَ الخ اور ہم میں پہلے سے بھی نیک ہوتے آئے ہیں اور بعض اس

۱۔ شہاب ثاقب کی پوری تفصیل سورۃ حجر میں ہے۔

۲۔ شاید یہ اس لئے کہا کہ ان کو اپنی قوم کا اندازہ تھا کہ ایمان لانے والے کم ہوں گے اور وہ سزا کے مستحق ہو جائیں گے، نیز نفی علم غیب سے تقویت ہے مضمون توحید کی کہ دیکھو بعض لوگ علم غیب کی جنات کی طرف نسبت کرتے ہیں مگر ان کو اتنی بھی خبر نہیں۔ (بیان القرآن)

کے علاوہ، ہم مختلف طریقوں پر تھے، یعنی نزول قرآن سے پہلے بھی سب جن ایک راہ پر نہ تھے، کچھ نیک تھے اور بہت سے بدکار و ناجار، کوئی مشرک، کوئی عیسائی، کوئی یہودی، وغیرہ، اب قرآن آیا جو اختلافات اور تفرقوں کو مٹانا چاہتا ہے مگر لوگ ایسے کہاں ہیں کہ سب کے سب حق کو قبول کر کے ایک راستہ پر چلنے لگیں، چنانچہ اب بھی ہم میں دونوں طرح کے لوگ ہیں۔ صاحب تفسیر مظہری لکھتے ہیں کہ الصالحون سے مراد وہ جنات ہیں جو گزشتہ نبیوں اور کتب سادہ پر ایمان رکھتے تھے خصوصاً تورات پر۔

وَأَنَا ظَنُّنَا أَنَّ لَنْ تَفْجُرَ اللَّهُ. اور ہم نے سمجھ لیا ہے اور خیال کر لیا ہے کہ ہم زمین کے کسی حصہ میں جا کر اللہ کو ہرا نہیں سکتے، اور نہ کہیں اور بھاگ کر اللہ کو ہرا سکتے ہیں، مطلب یہ ہے کہ اگر کفر کریں گے تو اللہ کے عذاب سے بچ نہیں سکتے، نہ زمین میں کسی جگہ چھپ کر نہ ادھر ادھر بھاگ کر، یا ہوا میں اڑ کر۔ (ترجمہ شیخ الہندی) وَأَنَا لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدَى آمَنَّا بِهِ. اور ہم نے جب ہدایت کی بات سن لی یعنی قرآن تو ہم نے تو اس کا یقین کر لیا، سو ہماری طرح جو شخص اپنے رب پر ایمان لے آوے گا تو اس کو نہ کسی کمی کا اندیشہ ہوگا اور نہ زیادتی کا (کی یہ کہ اس کی کوئی نیکی لکھنے سے رہ جائے، اور زیادتی یہ کہ کوئی گناہ زیادہ لکھ لیا جائے) شاید اس سے مقصود ترغیب ہو۔ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَمِنَ الْقَاسِطِينَ..... الخ اور ہم میں بعض تو اللہ کا پیغام سن کر مسلمان ہو گئے ہیں اور بعض ہم میں بدستور سابق بے راہ ہیں، سو جو شخص مسلمان ہو گیا انہوں نے تو بھلائی کا راستہ ڈھونڈ لیا، جس پر ثواب مرتب ہوگا اور جو بے راہ ہیں وہ دوزخ کے اندھن ہیں، یہاں تک مسلمان جنوں کا کلام ختم ہو گیا، جو معمول ہے قالوا کا، آگے اَوْجِیْ اِلَیَّ کے دوسرے معمولات ہیں جو حق تعالیٰ نے اپنی طرف سے چند نصیحت کی باتیں ارشاد فرمائی ہیں۔

ضمائر کے مزاج قوله وَأَنَّهُمْ ظَنُّوا ضمیر جمع کا مرجع الانس ہے۔ قوله فوجدناها: ای السماء، قوله، نفقد منها ای من السماء قوله فَمَنْ أَسْلَمَ فَاُولَٰئِكَ الْإِمَارَةُ إِلَىٰ مَنْ أَسْلَمَ وَالْجَمْعُ بِإِعْتِبَارِ الْمَعْنَى. **لغات** لَنْ يَنْفَكْ: نفی تاکید بن در فعل مستقبل معروف، يَنْفَكْ (ف) يَفْكَ وَبَعْثًا: بھیجتا، (۲) دوبارہ زندہ کرنا۔ لَمَسْنَا: ماضی جمع محکم، لَمَسَ (ن) لَمَسْنَا: چھونا، ٹھونا، (اسی کو حضرت تھانویؒ نے تلاشی لینے سے تعبیر کیا ہے) مَلَفْتُ: ماضی مجہول واحد مؤنث غائب، مَلَأَ (ف) مَلَأَ: بھرنا، خَوَمْنَا: چوکیدار، پہرہ دار، (اسم جمع ہے اسی وجہ سے اس کی صفت واحد لائی گئی، اعراب القرآن و صرفہ و بیان) خَوَمَ (ن) خَوَمْنَا وَجَوَامِنَا: پہرہ دینا، حفاظت کرنا، مگرانی کرنا۔ شَدِيدًا: صفت مشہ، سخت، مضبوط، جمع أَشْدَاءُ وَشِدَادًا، شَدَّ (ض) شَدَّ: سخت ہونا۔ شُهْبًا: شعلے، انگارے، شُهَابٌ کی جمع جیسے كُتُبٌ، كِتَابٌ کی جمع، نَفَعْدُ: مضارع جمع محکم، فَعَدَ (ن) فَعَدُوا: بیٹھنا، مقاعد: جمع شمیٰ المجموع مَفْعَدٌ کی، بیٹھنے کی جگہ، گھات لگانے کے موقع و مقامات (ظرف مکان) الْآن: ظرف

۱۔ لہذا بعض کا ایمان نہ لاحق کے حق ہونے میں کوئی شبہ پیدا نہیں کر سکتا کیونکہ یہ تو ہمیشہ سے ہوتا آیا ہے۔
۲۔ خَوَمْنَا: کو اعراب القرآن و صرفہ میں حارس کی جمع بھی لکھا ہے یعنی جمع و اسم جمع دونوں۔

زمان، اب، اس وقت، (الف لام بعض کے نزدیک تعریف کا اور بعض کے نزدیک زائد ہے) رَضَدَا: مصدر بمعنی اسم فاعل، گمات لگانے والا (اس کا حاصل ترجمہ ہے "تیار") رَضَدَ (ن) رَضَدَا وَرَضَدَا: گمات میں بیٹھنا، نگاہ رکھنا) لَانْدَرِي: مضارع منفی جمع شکلم ذری (ض) ذَرِيَا وَ ذَرَايَةُ: جانا، شر: اسم بمعنی برائی، جمع شُرُور. رَضَدَا: مصدر، بھلائی، ہدایت، رَضَدَ (س) رَضَدَا: ہدایت پانا ہنگذا رَضَدَ (ن) رَضَدَا: الصالحون: اسم فاعل جمع مذکر، نیک، صَلَحَ (ن) صَلَاحًا وَ صَلُوحًا: نیک ہونا۔ طَرَائِقَ واحد طَرِيقَة، طَرِيقَة، قَدَدَا: مختلف، واحد قَدَة، مختلف الخیال لوگوں کی جماعت، نکڑا (القاموس الوحید) هَرَبَا: مصدر، هَرَبَ (ن) هَرَبَا: بھاگنا، الہدی: اسم بمعنی ہدایت کی بات، (۲) مصدر از باب ضرب، ہدایت پانا، ہدایت دینا۔ بَخَسَا: مصدر، بَخَسَ (ف) بَخَسَا: کمی کرنا، (بمعنی کمی حاصل مصدر) رَهَقَا: مصدر، زیادتی، باقی تفصیل گزر چکی۔ الْقَاسِطُونَ: اسم فاعل جمع مذکر، بے راہ یعنی حق سے انحراف کرنے والے، قَسَطَ (ض) قَسَطَا: انصاف کرنا وَ قَسَطَ (ض) قَسَطَا وَ قَسُوطًا: نا انصافی کرنا، حق سے انحراف کرنا۔ تَحَرَّوْا: ماضی جمع مذکر غائب، (تفعل) مصدر تَحَرَّيْ، قصد کرنا، مناسب رائے ڈھونڈنا، رَضَدَا: گذر چکا۔ حَطَبًا: اسم جمع، ایندھن، ایک ٹکڑے کے لئے حَطْبَة، جمع أَحْطَابٌ.

ترکیب وَأَنَّهُمْ ظَنُّوا كَمَا ظَنَنْتُمْ أَن لَّنْ يَبْعَثَ اللَّهُ أَحَدًا..... واو عاطفہ، أَنَّهُمْ حرف مشبہ بالفعل مع اسم، ظَنُّوا فعل بفاعل، کاف حرف جر، ما حرف مصدری، ظَنَنْتُمْ فعل بفاعل، اَنَّ لَّنْ يَبْعَثَ اللَّهُ أَحَدًا..... اَنَّ مخففہ مع اسم و خبر بتاویل مصدر ظَنَنْتُمْ کے لئے بمنزلہ دو مفعولوں کے، ظَنَنْتُمُ الخ مکمل جملہ بتاویل مصدر مجرور، جار مجرور متعلق ہو کر صفت مصدر محذوف کی ای ظَنَّا کظنکم، موصوف مع صفت مفعول مطلق، پھر ظنوا مکمل جملہ خبر اَنَّ، (اور ظنوا کے دونوں مفعول محذوف، یا اَنَّ لَّنْ يَبْعَثَ اللَّهُ أَحَدًا کے دو مفعولوں کے درجہ میں اور ظَنَنْتُمْ کے دونوں مفعول محذوف، جن پر ماقبل دونوں مفعول دال ہیں) اَنَّ مع اسم و خبر حسب سابق معطوف علیہ معطوف، یعنی اَنَّہ کان رجالاً مِنَ الانسِ پر معطوف۔ وَأَنَا لَمَسْنَا السَّمَاءَ فَوَجَدْنَاهَا مُلْتَأَ حَرَسًا شَدِيدًا وَ شُهْبًا..... واو عاطفہ، اَنَا حرف مشبہ بالفعل مع اسم، لَمَسْنَا فعل، ناضیر فاعل، السماء مفعول بہ، پھر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، فا عاطفہ وَجَدْنَاهَا فعل بفاعل، هَا ضمیر مفعول بہ اول، مُلْتَأَ فعل مجہول، ضمیر نائب فاعل، مَیْز حَرَسًا شَدِيدًا موصوف مع صفت معطوف علیہ، واو عاطفہ شُهْبًا معطوف، معطوف علیہ مع معطوف تمیز، الغرض ملئت محل نصب میں مفعول بہ ثانی، وجدنا مکمل جملہ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر حرف مشبہ بالفعل کی خبر، حرف مشبہ بالفعل مع اسم و خبر حسب سابق، معطوف علیہ معطوف، وَأَنَا كُنَّا نَقْعِدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلْسَّمْعِ..... واو عاطفہ، اَنَا حرف مشبہ بالفعل مع اسم، كُنَّا فعل ماضی ناقص مع اسم نَقْعِدُ فعل، ضمیر نحن فاعل، مِنْهَا متعلق مقدم مقاعد کے، مقاعد مفعول فیہ نَقْعِدُ کا، للسمع متعلق نَقْعِدُ کے (خواہ مقاعد کے متعلق ہو کر ای مقاعد کائنة للسمع) الغرض نَقْعِدُ الخ جملہ فعلیہ خبر، فعل ناقص مع اسم و خبر جملہ فعلیہ خبر حرف مشبہ بالفعل کی، حرف مشبہ بالفعل مع اسم و خبر حسب سابق

بتاویل مصدر ماقبل پر معطوف علیہ معطوف۔ فَمَنْ يَسْتَمِعِ الْآنَ يَجِدْ لَهُ شَهَابًا رَصَدًا..... فَاِستَحْثٰنِیہ یا عاطفہ تعقیبیہ، من اسم شرط جازم مبتدا یستمع الآن جملہ فعلیہ شرط (الان مفعول فیہ یستمع کا) یجد له شہابا رصدا جملہ فعلیہ جزا (لہ مفعول بہ ثانی کی جگہ، شہابا رصدا مرکب تو صلی مفعول بہ اول) شرط مع جزاء خبر، مبتدا مع خبر جملہ مستانہ۔ وَاِنَّا لَآ نَذِرٰی اَشْرَ اُرِیدَ بِمَنْ فِی الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا..... واو عاطفہ، انا حرف مشبہ بالفعل مع اسم، لا نذری فعل بفاعل، حمزہ حرف استفہام شرط فعل محذوف کا نائب فاعل، از قبیل ما اضمیر عاملہ علی شریطۃ التفسیر، ای اُریدَ شَرُّ اُریدَ بِمَنْ فِی الْاَرْضِ، یا حَصَلَ شَرُّ الخ۔ الغرض اُریدَ شَرُّ جملہ فعلیہ معطوف علیہ، اُریدَ بِمَنْ فِی الْاَرْضِ جملہ تفسیریہ، (فی الارض سکن کا متعلق ہو کر صلہ، موصول صلہ مجرور، جار مجرور متعلق اُرید کے) اَمْ حرف عطف معاوہ۔ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا..... جملہ فعلیہ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر لا نذری کے مفعول بہ کے قائم مقام، الغرض لا نذری الخ جملہ فعلیہ خبر، حرف مشبہ بالفعل مع اسم و خبر حسب سابق معطوف علیہ معطوف۔ وَاِنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ..... واو عاطفہ انا حرف مشبہ بالفعل مع اسم، مِنَّا ظرف مستقر مثلاً کائنوں کے متعلق ہو کر خبر مقدم، الصالحون مبتدا مؤخر، مبتدا مع خبر جملہ اسمیہ معطوف علیہ، واو عاطفہ، مِنَّا ظرف مستقر ہو کر خبر مقدم، دُونَ ذٰلِكَ مرکب اضافی ہو کر صفت موصوف محذوف کی ای لہریق دُونَ ذٰلِكَ، موصوف مع صفت مبتدا مؤخر، مبتدا مع خبر جملہ اسمیہ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر خبر، حرف مشبہ بالفعل مع اسم و خبر حسب سابق معطوف علیہ معطوف۔ كُنَّا طَرٰٓئِقَ قَدَدًا..... کُنَّا فعل ناقص مع اسم طرائق قَدَدًا موصوف صفت خبر، مضاف کے حذف کے ساتھ، اِنِّیْ ذُوِ طَرٰٓئِقَ (ای لہرقا مُتخلفین) فعل ناقص مع اسم و خبر جملہ مستانہ بیانیہ یا تعلیلیہ وَاِنَّا ظَنُّا اَنْ لَّنْ نُّعْجِزَ اللّٰهَ فِی الْاَرْضِ وَلَنْ نُّعْجِزَہٗ هَرَبًا..... واو عاطفہ، اَنْ حرف مشبہ بالفعل مع اسم، ظَنُّا فعل بفاعل، اَنْ مخففہ من المثلہ ضمیر شان اس کا اسم۔ لَنْ نُّعْجِزَ اللّٰهَ فعل بفاعل و مفعول بہ، فی الارض متعلق کائنین کے ہو کر حال از فاعل نُّعْجِز، پھر جملہ فعلیہ معطوف علیہ۔ واو عاطفہ لَنْ نُّعْجِزَہٗ هَرَبًا جملہ فعلیہ معطوف، (ہربا بمعنی ہاربین حال نُّعْجِز کے فاعل سے) معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر خبر اَنْ مخففہ کی، اور وہ مع اسم و خبر بتاویل مصدر ظننا کے دو مفعولوں کے درجہ میں، اور ظننا الخ خبر، حرف مشبہ بالفعل مع اسم و خبر حسب سابق معطوف علیہ معطوف۔ وَاِنَّا لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدٰی اٰمَنَّا بِہٖ..... واو عاطفہ، اَنَا حرف مشبہ بالفعل مع اسم، لَمَّا ظرف بمعنی حین مضاف، مضمین معنی شرط، سَمِعْنَا الْهُدٰی فعل بفاعل

۱۔ اور ام کو عاطفہ ماننا بایں وجہ صحیح ہے کہ اس کے بعد کی عبارت بتاویل مفرد ہے ای اشر اُرید بمن فی الارض اَمْ غیر و جاء التعبير عن "خبر" بالجملة۔

۲۔ دوسری ترکیب یہ ہے کہ شر کو مبتدا بتایا جائے اور اُرید الخ کو خبر پھر جملہ اسمیہ معطوف علیہ اور ادا الخ جملہ فعلیہ معطوف، اور اگر ام محذوف مانیں تو ام کے بعد جملہ مستانہ ہوگا۔

۳۔ انفس کے نزدیک دُونَ بمعنی غیر ہے ای غیر ذلک (مبتدا مؤخر) وانما لہج دُونَ لاضافہ الی غیر منمکن کقولہ لقد لقطع بہکم

و مفعول بہ، جملہ فعلیہ مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر ظرف ہے اپنے جواب آمنتا کا، آمنتا بہ جواب شرط، الفرض آمنتا بہ جملہ فعلیہ حرف مشبہ بالفعل کی خبر، حرف مشبہ بالفعل مع اسم و خبر بتاویل مصدر حسب سابق معطوف علیہ معطوف۔ لَمَنْ یُؤْمِنُ بِرَبِّهِ فَلَا یَخَافُ بَخْسًا وَلَا رَهَقًا..... فا استئنافیہ یا عاطفہ، مَنْ اسم شرط جازم مبتدا، یومن ہو بہ فعل شرط، فا رابطہ لا یخاف ای فہو لا یخاف الخ مبتدا و خبر جملہ اسمیہ جواب شرط (بخساً و رھقاً مفعول بہ، لا زائدہ برائے تاکید نفی) شرط و جواب شرط مل کر خبر، مبتدا و خبر جملہ اسمیہ متناظرہ تعلیلیہ (اعراب القرآن حرف و بیانیہ) وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمُونَ وَمِنَ الْقَاسِطُونَ..... حسب سابق معطوف علیہ معطوف، (مِنَا کائنون کے متعلق ہو کر خبر مقدم) (ایک اَنْ جس میں دونوں احتمال ہیں یعنی فتح و کسر وہ انہ لما قام عبد اللہ ہے جو بعد میں آ رہا ہے) لَمَنْ أَسْلَمَ فَأُولَئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا..... ترکیب فَمَنْ یُؤْمِنُ بِرَبِّهِ الخ کی طرح ہے، (رَشَدًا مفعول بہ تَحَرَّوْا فعل کا) وَأَنَا الْقَاسِطُونَ فَكَانُوا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا..... واو عاطفہ اما حرف شرط و تفصیل، القاسطون مبتدا فا رابطہ برائے جواب آما، کانوا فعل ناقص مع اسم، لجہنم متعلق ہو کر حال حَطَبًا سے، اور وہ خبر، فعل ناقص مع اسم و خبر، خبر، مبتدا مع خبر جملہ اسمیہ معطوف فَمَنْ اسلم الخ پر۔

وَأَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوا عَلَى الطَّرِيقَةِ لَأَسْقَيْنَهُمْ مَاءً غَدَقًا ۝۱۹ لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ ۚ

اور اگر یہ لوگ رستہ پر قائم ہو جاتے تو ہم ان کو فراغت کے پانی سے سیراب کرتے • تاکہ اس میں ان کا امتحان کریں،

وَمَنْ يُعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا ۝۲۰ وَأَنَّ الْمَسْجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُوا

اور جو شخص اپنے پروردگار کی یاد سے روگردانی کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو سخت عذاب میں داخل کریگا • اور جتنے مسجدے ہیں وہ سب اللہ کا حق ہیں سو اللہ کے ساتھ

مَعَ اللَّهِ أَحَدًا ۝۲۱ وَأَنَّهُ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللَّهِ يَدْعُوهُ كَادُوا يَكُونُونَ عَلَيْهِ لِبَدًا ۝۲۲

کسی کی عبادت نہ کرو • اور جب خدا کا خاص بندہ خدا کی عبادت کرنے کھڑا ہوتا ہے تو یہ لوگ اس بندہ پر بھیڑ لگانے کو ہو جاتے ہیں •

قُلْ إِنَّمَا أَدْعُوا رَبِّي وَلَا أُشْرِكُ بِهِ أَحَدًا ۝۲۳

آپ یہ کہہ دیجئے کہ میں تو صرف اپنے پروردگار کی عبادت کرتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا •

تشریح

یہاں سے اُوجی الٰہی کے دوسرے معمولات ہیں، گویا ”اَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوا کا عطف اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ“ پر ہے، یعنی مجھ کو ان مضامین کی بھی وحی ہوئی ہے، ایک یہ کہ اگر یہ مکہ والے لوگ سیدھے راستہ پر قائم ہو جاتے تو ہم ان کو فراغت کے پانی سے سیراب کرتے تاکہ اس میں ان کا امتحان کریں، کہ نعمت کا شکر ادا کرتے ہیں یا ناشکری و نافرمانی کرتے ہیں (مکہ مکرمہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا سے قحط پڑا تھا اور کئی سال تک رہا، مقاتل کہتے

۱۔ لا یخاف سے پہلے ہو مبتدا محذوف مان کر جملہ اسمیہ بنایا گیا فان الجملة الاسمية ادل واکد من الفعلية علی تحقیق مضمون الجملة (اعراب القرآن)

ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا سے اہل مکہ سات سال تک قحط سالی میں مبتلا رہے اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی تو مطلب یہ ہے کہ اگر اہل مکہ شرک نہ کرتے جس کی مذمت بضمین کلام جنات آچکی تو ان پر قحط مسلط نہ ہوتا، مگر انہوں نے بجائے سیدھی راہ اختیار کرنے کے اس سے اعراض کیا اس لئے مبتلائے قحط ہوئے۔ (تفسیر مظہری میں ہے کہ ماء غدق سے مراد رزق واسع ہے مجازاً، کیونکہ پانی سبب رزق ہوتا ہے۔ وَمَنْ يُعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا۔ اور کفر و شرک پر سزا ملنے میں اہل مکہ ہی کی تخصیص نہیں بلکہ جو شخص اپنے پروردگار کی یاد یعنی ایمان و اطاعت سے روگردانی کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو سخت عذاب میں داخل کریگا۔) وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا ان وحی شدہ مضامین میں سے ایک یہ ہے کہ جتنے سجدے ہیں وہ سب اللہ کا حق ہے، یعنی یہ جائز نہیں کہ کوئی سجدہ اللہ کو کیا جائے اور کوئی سجدہ غیر اللہ کو جیسا کہ مشرکین کرتے تھے۔ سو اللہ کے ساتھ کسی کی عبادت مت کرو۔

وَأَنَّهُ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللَّهِ يَدْعُوهُ كَادُوا يَكُونُونَ عَلَيْهِ لِبَدًا: اور ان وحی شدہ مضامین میں سے ایک یہ ہے کہ جب خدا کا خاص بندہ (مراد رسول اللہ ﷺ ہیں) خدا کی عبادت کرنے کھڑا ہوتا ہے تو یہ کافر لوگ اس بندہ پر بھیڑ لگانے کو ہو جاتے یعنی تعجب و عداوت سے ہر شخص اس طرح دیکھتا ہے جیسے اب حملہ کر دیگا (گویا توحید سے ان کو عداوت و نفرت ہے) آگے اس تعجب و عداوت کا جواب دینے کے لئے آپ ﷺ کو ارشاد ہے یعنی قُلْ إِنَّمَا أَدْعُوا رَبِّي وَلَا أُشْرِكُ بِهِ أَحَدًا: آپ ان سے یہ کہہ دیجئے کہ میں تو صرف اپنے پروردگار کی عبادت کرتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا، اور یہ کوئی تعجب اور عداوت کی بات نہیں تو تم مخالفت کی نیت سے بھیڑ کیوں لگاتے ہو؟ یہ سب مضمون توحید کے متعلق تھا، آگے رسالت کے متعلق مضمون ہے۔

ضمائم کے مراجع قولہ وَأَنَّهُ لَمَّا قَامَ، اَنَّهُ کی ضمیر منصوب ضمیر شان ہے، قولہ عَبْدُ اللَّهِ نبی یا رسول کے بجائے لفظ عبد تو اضاعاً لایا گیا۔ (لہذا واقع موقع کلامہ عن نفسه) قولہ عَلَيْهِ لِبَدًا میں علیہ کی ضمیر مجرور کا مرجع عبد اللہ ہے۔

لغات استقاموا: ماضی جمع مذکر غائب (استعمال) اِسْتَقَامَ اِسْتِقَامَةً: ثابت قدم رہنا، قائم رہنا۔ اَسْقَيْنَا: ماضی جمع متکلم (افعال) اَسْقَاهُ اِسْقَاءً: پلانا، سیراب کرنا (سَقَى ض) سَقِيًّا: پلانا) غَدَقًا: کثیر پانی، با فراغت پانی، مصدر از باب سجع: غَدِيقُ الْمَطَرِ غَدَقًا: خوب بارش ہونا۔ (بمعنی کثیر پانی حاصل مصدر ہے یعنی اسم) نَفَعْنِ:

۱۔ بعض مفسرین نے مساجد کا ترجمہ مساجد سے ہی کیا ہے اور مطلب یہ ہے کہ یوں تو ساری زمین اس امت کے لئے مسجد بنا دی گئی ہے لیکن بطور خاص وہ مکانات جو مسجدوں کے نام سے خاص عبادت الہی کے لئے بنائے جاتے ہیں ان کو اور زیادہ امتیاز حاصل ہے وہاں جا کر کسی اور کو پکارنا ظلم و تعسف اور شرک کی بدترین صورت ہے، یعنی اللہ کے علاوہ کسی کو کہیں بھی مت پکارو، خصوصاً مساجد میں، بعض مفسرین نے مساجد سے مراد وہ اعضاء لئے ہیں جو سجدہ کے وقت زمین پر رکے جاتے ہیں اس وقت مطلب یہ ہوگا کہ یہ خدا کے دیئے ہوئے اعضاء ہیں، جائز نہیں کہ ان کو اس مالک و خالق کے سوا کسی دوسرے کے سامنے جھکاؤ۔ (ترجمہ مجمع البہت)

مضارع جمع متکلم، فَنَنْ (ض) فِتْنَةٌ: آزمائش کرنا۔ یَسْلُکُ: مضارع واحد مذکر غائب، سَلَكَ الشَّيْ (ن) سَلَكَ وَسَلُّوْکَا: داخل کرنا (لازم و متعدی) صَعَدَا اسم بمعنى سخت، اعراب القرآن میں لکھا ہے کہ یہ مصدر ہے از باب مع، اور بطور وصف یعنی اسم الفاعل استعمال ہوا ہے یعنی بطور مبالغہ، اِی عَذَابًا عَلَیًّا یَغْمُرُهُ وَیَعْلُو عَلَیْهِ۔ المساجد: مسجدیں، عبادت خانے واحد مُسَجِدٌ، باب نصر سے اسم ظرف (۲) مُسَجِدٌ مصدر میس کی جمع، بمعنی سجدے۔ لَبَدًا: لہدہ کی جمع گروہ درگروہ، بمعنی مجتمعین و متراکمین، بھیڑ لگانے والے۔

ترکیب وَأَنْ لَوْ اسْتَقَامُوا عَلَى الطَّرِيقَةِ لَأَسْقَيْنَهُمْ مَاءً غَدَقًا لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ..... واو عاطفہ اَنْ تخفیف من المثلثة، ضمیر شان اسم، لو شرطیہ اسْتَقَامُوا عَلَى الطَّرِيقَةِ شرط، لام واقع در جواب لَوْ، اسْقَيْنَا فعل بفاعل، هُمْ ضمیر مفعول بہ اول، مَاءً غَدَقًا: موصوف صفت مفعول بہ ثانی، لام تعلیلیہ۔ نَفْتِنَ: مضارع جمع متکلم، ضمیر نحن فاعل، فیہ، جار مجرور متعلق نَفْتِنَ کے، اور وہ پھر بتاویل مصدر مجرور، جار مجرور متعلق اسْقَيْنَا کے، اسْقَيْنَا الخ جواب شرط، شرط مع جواب خبر "اَنْ تخفیف" کی، اور وہ بتاویل مصدر معطوف "انہ استمع" پر جو کہ مصدر کی تاویل میں ہے اِیْ اَوْحٰی اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ الخ وَأَنْ لَوْ اسْتَقَامُوا الخ. وَمَنْ یُعْرِضْ عَنْ ذِکْرِ رَبِّهِ یَسْلُکْهُ عَذَابًا صَعَدًا..... واو اعتراضیہ، مَنْ اسم شرط جازم مبتدا۔ یُعْرِضْ عَنْ ذِکْرِ رَبِّهِ شرط، یَسْلُکْهُ عَذَابًا صَعَدًا جواب شرط، (عَذَابًا صَعَدًا موصوف صفت، مفعول بہ ثانی مضمین معنی یدخلہ، یا پھر عَذَابًا صَعَدًا منصوب بزعر الخافض ہے اِی فی العذاب الخ) شرط مع جواب خبر، مبتدا مع خبر جملہ معترضہ، وَأَنْ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ..... واو عاطفہ، اَنْ حرف مشبہ بالفعل، المساجد اسم، لِلَّهِ متعلق ثابتہ کے ہو کر خبر، حرف مشبہ بالفعل مع اسم و خبر معطوف علیہ سبب، فا عاطفہ لاندعوا فعل بفاعل، مع اللہ ظرف لاندعوا کا، احدا مفعول بہ، جملہ فعلیہ مل ملا کر معطوف سبب، پھر معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر بتاویل مصدر معطوف ان لو استقاموا پر۔ وَأَنَّهُ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللَّهِ یَدْعُوهُ كَادُوا یَكُونُونَ عَلَیْهِ لَبَدًا..... واو عاطفہ اَنَّهُ حرف مشبہ بالفعل مع اسم، لَمَّا ظرفیہ بمعنی حین مضاف مضمین معنی شرط، قَامَ عَبْدُ اللَّهِ فعل بفاعل، یدعوه جملہ فعلیہ حال قَامَ کے فاعل سے، اور قَامَ مکمل جملہ مضاف الیہ، مضاف مع مضاف الیہ ظرف ہے، اپنے جواب کادوا کا، کادوا فعل مقارب مع اسم، یكونون فعل ناقص مع اسم علیہ متعلق ہو کر حال لبدًا سے اور لَبَدًا خبر، فعل ناقص مع اسم و خبر کادوا فعل مقارب کی خبر، الغرض کادوا اپنے اسم و خبر سے مل کر جواب شرط، شرط مع جواب خبر، حرف مشبہ بالفعل کی خبر، حرف مشبہ بالفعل مع اسم و خبر یا تو معطوف ہے مصدر مودل اَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ پر، جس کا تعلق اَنَّهُ اسْتَمَعَ سے ہے اِیْ اَوْحٰی اِلَیَّ اَنَّهُ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللَّهِ. (یا پھر یہ مقولہ جن سے ہے)

۱. یا پھر واو اعتراضیہ احتیاف اور اَنْ لَوْ اسْتَقَامُوا نائب فاعل اَوْحٰی محذوف کا۔

۲. اعراب القرآن و صرفہ یا ضمیمہ فاکو برائے رابطہ قرآنی دیا ہے اور شرط مقدّر مالی گئی اِی ان تہیاتم للعبادة فلا تدعوا الخ۔

قُلْ إِنَّمَا أَدْعُوا رَبِّي وَلَا أُشْرِكُ بِهِ أَحَدًا..... قُلْ فَعَلْ بِفَاعِلٍ، إِنَّمَا كَا فَوْهْ، اَدْعُو رَبِّي جملہ فعلیہ معطوف علیہ، لَا أُشْرِكُ بِهِ أَحَدًا جملہ فعلیہ معطوف، (بہ متعلق اُشْرِكُ کے اور أَحَدًا مفعول بہ) معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مقولہ، قول مع مقولہ جملہ متانفہ۔

قُلْ إِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا رَشَدًا ۝ قُلْ إِنِّي لَنْ يُجِيرَنِي مِنَ اللَّهِ أَحَدٌ

آپ کہہ دیجئے کہ میں تمہارے نہ کسی ضرر کا اختیار رکھتا ہوں اور نہ کسی بھلائی کا • آپ کہہ دیجئے کہ مجھ کو خدا سے کوئی نہیں بچا سکتا،

وَلَنْ أَجِدَ مِنْ دُونِهِ مُلْتَحَدًا ۝ إِلَّا بَلَاغًا مِنَ اللَّهِ وَرِسَالَاتِهِ ۖ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ

اور نہ میں اس کے سوا کوئی پناہ پاسکتا ہوں • لیکن خدا کی طرف سے پہنچانا اور اس کے پیغاموں کو ادا کرنا یہ میرا کام ہے۔ اور جو لوگ اللہ

وَرَسُولَهُ فَإِنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۝ حَتَّىٰ إِذَا رَأَوْا مَا يُوعَدُونَ

اور اسکے رسول کا کہنا نہیں مانتے تو یقیناً ان لوگوں کیلئے آتش دوزخ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے • یہاں تک کہ جب اس چیز کو دیکھ لیں گے جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے

فَسَيَعْلَمُونَ مَنْ أَضَعُفُ نَاصِرًا وَأَقْلُ عَدَدًا ۝ قُلْ إِنْ أَدْرِي أَقْرَبُ

اس وقت جانیں گے کہ کس کے مددگار کمزور ہیں اور کس کی جماعت کم ہے • آپ کہہ دیجئے کہ مجھ کو معلوم نہیں کہ جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے آیا وہ نزدیک ہے

مَا تُوعَدُونَ أَمْ يَجْعَلُ لَهُ رَبِّي أَمَدًا ۝ عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا ۝

یا میرے پروردگار نے اس کے لئے کوئی مدت دراز مقرر کر رکھی ہے • غیب کا جاننے والا وہی ہے سو وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا •

إِلَّا مَنْ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ فَإِنَّهُ يَسْلُكُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ رَصَدًا ۝

ہاں مگر اپنے کسی برگزیدہ پیغمبر کو تو اس پیغمبر کے آگے اور پیچھے محافظ فرشتے بھیج دیتا ہے •

لَيَعْلَمَ أَنْ قَدْ أَبْلَغُوا رَسُولَ رَبِّهِمْ وَأَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَأَحْصَىٰ

تاکہ اللہ کو معلوم ہو جاوے کہ ان فرشتوں نے اپنے پروردگار کے پیغام پہنچا دیئے اور اللہ تعالیٰ ان کے تمام احوال کا احاطہ کئے ہوئے ہے

كُلُّ شَيْءٍ عَدَدًا ۝

اور اس کو ہر چیز کی گنتی معلوم ہے •

ع
۱۲

تشریح مذکورہ آیات میں رسالت کے متعلق مضمون ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

آپ یہ بھی کہہ دیجئے کہ میں تمہارے نہ کسی ضرر کا اختیار رکھتا ہوں اور نہ کسی بھلائی کا، یعنی تم جو ایسی فرمائشیں کرتے ہو کہ

اگر آپ رسول ہیں تو ہم پر عذاب نازل کر دیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ میرے اختیار میں نہیں۔ قُلْ إِنِّي لَنْ يُجِيرَنِي

مِنَ اللَّهِ أَحَدٌ وَلَنْ أَجِدَ مِنْ دُونِهِ مُلْتَحَدًا: اور اسی طرح جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ایک طرح ہم آپ کو رسول مان سکتے

ہیں کہ آپ مضامین توحید اور قرآن میں کچھ تغیر و تبدل کر دیں تو اس کے جواب میں آپ کہہ دیجئے کہ (اگر خدا نخواستہ میں

ایسا کروں تو) مجھ کو خدا کے غضب سے کوئی نہیں بچا سکتا، اور نہ میں اس کے سوا کوئی پناہ کی جگہ پاسکتا ہوں (یعنی اگر اللہ کا غضب آجائے تو تلاش کرنے سے بھی ایسی کوئی جگہ نہیں ملے گی جہاں بھاگ کر پناہ حاصل کی جاسکے) إِلَّا بَلَاغًا مِنَ اللَّهِ وَرِسَالَاتِهِ۔ ضرر اور رشد و ہدایت تو میرے اختیار میں نہیں اور نہ وہ نبوت کے لوازمات میں سے ہیں، ہاں مگر خدا کی طرف سے پہنچانا اور اس کے پیغاموں کو ادا کرنا یہ میرا کام ہے۔ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيهَا أَبَدًا۔ تو حید و رسالت دونوں سے متعلق مضمون ہے کہ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کا کہنا نہیں مانتے تو یقیناً ان لوگوں کے لئے آتش دوزخ ہے جس میں وہ ہمیشہ ہمیش رہیں گے۔ حَتَّىٰ إِذَا رَأَوْا مَا يُوعَدُونَ فَيَعْلَمُونَ مَنْ أَضْعَفُ نَاصِرًا وَأَقَلُّ عَدَدًا مگر کفار مسلمانوں کو ذلیل و حقیر سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں أَيُّ الْفَرِيقَيْنِ خَيْرٌ مَقَامًا وَأَحْسَنُ نَدَبًا۔ اور یہ اس جہالت سے باز نہ آئیں گے یہاں تک کہ جب اس چیز کو دیکھ لیں گے جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے اس وقت جانیں گے کہ کس کے مددگار کمزور ہیں اور کس کی جماعت کم ہے، (یعنی کافر ہی ایسے ہوں گے جن کے کوئی کام نہ آئے گا) قُلْ إِنْ أَخَذَ الْقُرَيْبُ مَا تُوعَدُونَ لَخِ يَهْجُوكَ بِالْكُفْرِ أَكْثَرَ مِنْ أَنْ يَدَّخِرَكَ وَيَخْلَقَ لَكَ أَفْئِدَةً۔ قیامت کا وقت دریافت کرتے ہیں تو آپ ان سے کہہ دیجئے کہ مجھ کو معلوم نہیں کہ جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے آیا وہ نزدیک آنے والی ہے یا میرے پروردگار نے اس کے لئے کوئی مدت دراز مقرر کر رکھی ہے (لیکن آئے گی ضرور بالضرور) رہا اس کی تعین کا علم تو وہ محض غیب ہے اور غیب کا جاننے والا وہی ہے (یعنی علم غیب کلی کا) فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا۔ جب غیب پر کسی کو مطلع کرنے میں مصلحت نہیں ہوتی تو وہ اپنے ایسے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا اور علم تعین قیامت ایسا ہی ہے کہ اس پر مطلع کرنے میں مصلحت نہیں، کیونکہ وہ ایسے علوم میں سے نہیں جن کا نبوت سے تعلق ہو۔ إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ فَإِنَّهُ يَسْلُكُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ رَصَدًا۔ ہاں مگر اپنے کسی برگزیدہ پیغمبر کو، یعنی اگر اللہ تعالیٰ کسی پیغمبر کو کہ جس کو اس نے برگزیدہ اور پسند کر لیا ہو کسی ایسے علم پر مطلع کرنا چاہے جو کہ علم نبوت سے ہو تو اس طرح اطلاع دیتا ہے کہ اس پیغمبر کے آگے اور پیچھے یعنی تمام جہات میں وحی کے وقت محافظ فرشتے بھیج دیتا ہے (تاکہ وہاں شیطان کا گزر نہ ہو اور وہ شیطان وحی کو سن کر کسی اور سے نہ کہے، یا کسی دوسرے کا القانہ کر سکے، چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایسے پہرہ دار

۱۔ ترجمہ دونوں فرقوں میں کس کا مکان بہتر ہے اور کس کی اچھی لگتی ہے مجلس۔ (ترجمہ فتح البند)

۲۔ عالم الغیب میں الغیب کا الف لام استغراق جنس کے لئے ہے یعنی ہر فرد غیب اور جنس غیب کا عالم، یعنی علم غیب کلی رب العالمین کا خصوصی وصف ہے، اس سے جہاں کا کوئی ذرہ غیب نہیں، لیکن کسی بے توقف کو اس سے یہ شہ ہو سکتا تھا کہ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی بھی غیب کی خبر نہیں تو پھر وہ رسول ہی کیا ہوئے اس لئے استثناء کر کے فرمایا إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ الخ مطلب یہ ہوا کہ علم غیب کلی کی لگتی سے ہر غیب کی مطلقاً لگتی مراد نہیں بلکہ منصب رسالت کے لئے جس قدر علم غیب کی خبروں اور غیب کی چیزوں کا علم دینا ضروری ہوتا ہے وہ ان کو بذریعہ وحی دے دیا جاتا ہے، اس کو قرآن میں جا بجا انباء الغیب کے الفاظ سے تعبیر کیا ہے بعض اوقات غیب اور انباء الغیب میں فرق نہیں سمجھتے، اس لئے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم غیب کلی ثابت کرتے ہیں اور آپ کو بالکل اللہ تعالیٰ کی طرح ہر ذرہ کائنات کا علم رکھنے والا کہنے لگتے ہیں جو کھلا ہوا شرک ہے، لہذا ایسا بھی نہیں ہے کہ معاذ اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی غیب کی چیز کی خبر نہیں، یہاں ہونے سے تو خود نبوت و رسالت کی لگتی ہو جاتی ہے جس کا کسی مومن سے امکان نہیں، اور ایسا بھی نہیں، کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کی ہر چیز کا علم ہے، کیونکہ یہ عقیدہ رکھنا شرک کلی ہے۔ (معارف القرآن)

فرشتے چار تھے، (کافی الروح)۔ لِيَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوا رِسَالَاتِ رَبِّهِمْ۔ فرشتوں کے پہرہ کا انتظام اس لئے کیا جاتا ہے تاکہ ظاہری طور پر اللہ تعالیٰ کو معلوم ہو جائے کہ ان فرشتوں نے اپنے پروردگار کے پیغام (رسول تک بحفاظت) پہنچا دیئے، اور اس میں کسی شیطان وغیرہ کی مداخلت نہیں ہوئی۔ (پہنچانے والا تو صرف وحی کا فرشتہ ہے لیکن معیت اور ساتھ رہنے کی وجہ سے رَصَد یعنی محافظ فرشتوں کی طرف بھی اسناد کردی اور جمع کا صیغہ استعمال کر لیا یعنی اَبْلَغُوا) وَ اَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ: اور اللہ تعالیٰ ان پہرہ داروں کے تمام احوال کا احاطہ کئے ہوئے ہیں (اس لئے پہرہ دار ایسے مقرر کئے گئے ہیں جو اس کام کے پورے اہل ہوں) وَ اَخَصَى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا: اور اللہ کو ہر چیز کی گنتی معلوم ہے، پس وحی کے سب اجزاء اس کو معلوم ہیں اور وہ سب کی پوری حفاظت کرتا ہے۔

ضمان کے مراجع قوله وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيهَا. يَعْصِي اور له کی ضمیر کا مرجع لفظ مَنْ ہے اور لفظ مَنْ لفظاً مفرد ہے، اور خالدین کی ضمیر جمع لائی گئی مَنْ کے معنی کی طرف دیکھتے ہوئے۔ قوله مَنْ ارْتَضَى ضمیر فاعل کا مرجع اللہ ہے اور مَنْ اسم موصول کی طرف لوٹنے والی ضمیر محذوف ہے۔ قوله يَسْلُكُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ اَيُّ الرُّسُولِ قوله لِيَعْلَمَ مرجع اللہ، قوله اَنْ قَدْ اَبْلَغُوا اَيُّ الرُّسُلِ (مظہری)

لغات ضَرًا: مصدر، ضَرَّ (ن) ضَرًّا: نقصان دینا۔ رَشْدًا: گذر چکا، لَنْ يُجِيرَ: نفی تاکید بن در فعل مستقبل معروف، واحد مذکر غائب (افعال) اَجَارَ اجارَةً: بچانا، پناہ دینا، (مادہ جَوْرَ (ن) پناہ کا طالب ہونا، جار علیہ: ظلم کرنا) مُلْتَحِدًا: اسم ظرف بروزن اسم مفعول، از باب افتعال، التحاد، بمعنی پناہ کی جگہ، یا مصدر میسی بمعنی پناہ، بلاغاً: مصدر از باب تفعیل، بَلَّغَ تبلیغاً و بلاغاً: پہنچانا، (بَلَّغَ (ن) بَلَّوْغًا: پہنچنا) رِسَالَاتٍ: پیغامات، واحد رسالۃ۔ اَبَدًا: ہمیشہ، زمانہ مستقبل غیر محدود، جمع آباد، اَضْعَفَ: اسم تفضیل واحد مذکر، زیادہ کمزور۔ ضَعْفَ (ک) ضَعْفًا: کمزور ہونا، اَقْلَ اسم تفضیل، زیادہ کم، قَلَّ (ض) قَلَّةً: کم ہونا۔ عَدَدًا: گنتی، تعداد، شمار، جمع اَعْدَادٌ، اَذْرَى: مضارع واحد متکلم، درى الشئ وبه (ض) درایۃ: جاننا، قَرِيبٌ: نزدیک، صفت مشبہ، (قَرَبَ الشئ (ک) قُرْبًا: قریب ہونا، قَرَبَ الشئ (س) قُرْبًا و قُرْبَانًا: نزدیک ہونا۔ اَمَدًا: مدت جمع اَمَادٌ۔ ارْتَضَى: ماضی واحد مذکر غائب (افعال) (مادہ رَضَى) ارْتَضَى ارْتِضَاءً: پسند کرنا، منتخب کرنا۔ رَصَدًا: مصدر بمعنی اسم فاعل، نگہبانی کرنے والے، بالفاظ دیگر محافظ فرشتے، رَصَدَ (ن) رَصَدًا و رَصَدًا: گھات میں بیٹھنا، نگاہ رکھنا۔ اَحَاطَ: ماضی واحد مذکر غائب (افعال) احاطہ کرنا۔ (در اصل اَحَوَطَ تھا فتح و اوپر ثقیل تھا ماقبل کودے دیا پھر واؤ چونکہ در اصل متحرک تھا اور اب اس کے ماقبل مفتوح اس لئے واؤ کو الف سے بدل دیا) اَخَصَى: ماضی واحد مذکر غائب از باب

۱۔ پہرے دار فرشتوں کا بھیجنا صرف اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ ظاہری طور پر جان لے کہ فرشتوں نے احکام پہنچا دیئے ہیں، اور یہ پہرے شان حکومت کے اظہار اور اسباب ظاہری کے طور پر ہیں اور اس میں بہت سی حکمتیں مضمر ہو سکتی ہیں، ورنہ جس کا علم اور قبضہ ہر چیز پر حاوی ہو اس کو ان چیزوں کی کوئی احتیاج اور ضرورت نہیں۔ (ترجمہ شیخ الہند)

۲۔ اور رسالۃ اسم ہے از ارسال بمعنی بھیجنا۔

کے لئے مانیں تو مطلب یہ ہوگا کہ علم نہ کوران کو تاخیر سے حاصل ہوگا۔

محذوف ہو کی، مبتدا مع خبر صلہ، اسم موصول مع صلہ مفعول بہ، یعلمون کا، اس ترکیب کے مطابق یعلمون بمعنی
 یعرفون ہوگا، لہذا ایک مفعول بہ کافی ہوگا) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور ظرف مقدم سے مل کر جملہ ابتدائیہ۔ قُلْ إِنْ
أَذْرَىٰ أَقْرَبَ مَا تَوْعَدُونَ أَمْ يَجْعَلُ لَهُ رَبِّي أَمَدًا..... قُلْ فعل بفاعل، إِنْ نافیہ، أَذْرَىٰ فعل، ضمیر انا فاعل،
 ہمزہ حرف استفہام قریب خبر مقدم۔ مَا تَوْعَدُونَ اسم موصول مع صلہ مبتدا مؤخر، مبتدا مع خبر جملہ اسمیہ معطوف
 علیہ، أَمْ حرف عطف معادل للہمزۃ، يَجْعَلُ فعل لہ بمنزلہ مفعول بہ ثانی ربی فاعل، أَمَدًا مفعول بہ اول، مکمل
 جملہ فعلیہ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر أَذْرَىٰ کے لئے دو مفعولوں کے قائم مقام، اور أَذْرَىٰ الخ
 مقولہ، پھر جملہ قُلْ الخ جملہ متانفہ۔ عالم الغیب مرکب اضافی خبر، مبتدا محذوف ہے یعنی ہو، مبتدا مع خبر جملہ
 اسمیہ خبریہ معطوف علیہ، فَا عاطفہ لَا يُظْهِرُ فعل بفاعل، عَلَىٰ غَيْبِهِ متعلق يُظْهِرُ کے، أَحَدًا مفعول بہ، جملہ فعلیہ
 منفیہ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ متانفہ بیانیہ۔ إِلَّا مَنْ أَرْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ فَإِنَّهُ يَسْلُكُ مِنْ
بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ رَصَدًا..... إِلَّا حرف استثناء، مَنْ اسم موصول ارتضیٰ فعل، ضمیر ہو فاعل راجع اللہ کی
 طرف، ضمیر مفعول محذوف ذوالحال مِنْ رَسُولٍ کائنات محذوف کے متعلق ہو کر حال، ذوالحال مع حال مفعول بہ
 ارتضیٰ کا، اور وہ صلہ، اسم موصول مع صلہ مبتدا، فَا جزائیہ کیونکہ اسم موصول مبتدا شرط کے معنی کو محضمن ہے، إِنَّ حرف
 مشبہ بالفعل مع اسم، يَسْلُكُ فعل، ضمیر فاعل راجع اللہ کی طرف۔ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ معطوف و معطوف
 علیہ ہو کر متعلق يَسْلُكُ کے، رَصَدًا مفعول بہ، يَسْلُكُ کا مکمل جملہ خبر حرف مشبہ بالفعل کی، حرف مشبہ بالفعل مع اسم
 و خبر، خبر مبتدا کی، مبتدا مع خبر بدل ہے، ماقبل أَحَدًا سے (بطریق مستثنیٰ متصل) لِيَعْلَمَ أَنَّ قَدْ أَتْلُوا رِسَالَاتِ
رَبِّهِمْ..... لَا جارہ تعلیلیہ يَعْلَمَ فعل بفاعل، أَنَّ مخففہ من المثلہ، ضمیر شان اسم، قَدْ حرف تحقیق، أَتْلُوا فعل
 بفاعل، رِسَالَاتِ ربہم، مرکب اضافی مفعول بہ، جملہ فعلیہ خبر أَنَّ مخففہ کی، پھر أَنَّ قَدْ أَتْلُوا الخ بتاویل مصدر
يَعْلَمُ کے دو مفعولوں کے قائم مقام، اور يَعْلَمُ الخ بتاویل مصدر مجرور، جار مجرور متعلق يَسْلُكُ ماقبل کے۔ وَإِخَاطَ
بِمَا لَدَيْهِمْ وَأَخْصَىٰ كُلَّ شَيْءٍ عَذْدًا..... وَإِوَا عاطفہ، اور معطوف علیہ مقدر ہے، أَنَّىٰ فَعَلِمَ ذَلِكَ وَإِخَاطَ الخ
 احاطَ فعل، ضمیر فاعل راجع اللہ کی طرف، بَا جارہ، مَا اسم موصول لدیہم ثبت محذوف کا ظرف، اور وہ صلہ اسم
 موصول مع صلہ مجرور، جار مجرور متعلق احاطَ کے اور وہ معطوف علیہ، وَإِوَا عاطفہ احصیٰ فعل بفاعل كُلَّ شَيْءٍ میز
عَذْدًا تمیز، تمیز مع تمیز مفعول بہ، مکمل جملہ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر معطوف علیہ مقدر پر معطوف۔

۱۔ دوسری ترکیب یہ ہے کہ مَنْ اسم استفہام مبتدا ہو، اور أَضْعَفُ ناصراً الخ خبر، اس وقت یہ جملہ استفہامیہ دو مفعولوں کے قائم مقام ہوگا۔

۲۔ اوہو مبتدا معتمد علی الاستفہام، نحو أَقَانِمِ ابْنِ الْوَالِدِ۔ وَمَا تَوْعَدُونَ خبرہ۔

۳۔ یا ربی سے حال بجل نصب میں۔

۴۔ یا مستثنیٰ منقطع اور إِلَّا بمعنی لکن اور مابعد مبتدا و خبر۔

سُورَةُ الْمُرْمَلِ مَكِّيَّةٌ

يَا أَيُّهَا الْمُرْمَلُ ۝ قُمْ اللَّيْلَ إِلَّا قَلِيلًا ۝ نِصْفَهُ أَوْ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيلًا ۝

اے کپڑوں میں لپٹنے والے • رات کو کھڑے رہا کرو مگر تھوڑی سی رات، یعنی نصف رات یا اس نصف سے کسی قدر کم کر دو •

أَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا ۝ إِنَّا سَنُلْقِي عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيلًا ۝

یا نصف سے کچھ بڑھا دو، اور قرآن کو خوب صاف صاف پڑھو • ہم تم پر ایک بھاری کلام ڈالنے کو ہیں •

إِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ هِيَ أَشَدُّ وَطْأً وَأَقْوَمُ قِيلًا ۝ إِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيلًا ۝

بے شک رات کو اٹھنا خوب موثر ہے کچلنے میں اور بات خوب ٹھیک نکلتی ہے • بیشک تم کو دن میں بہت کام رہتا ہے •

ربط

سورت سابقہ میں کفار کو تو حید و رسالت اور جزا و سزا پر ایمان لانے کی ترغیب تھی، اس سورت میں ان کے ایمان نہ لانے پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی ہے، اور تقویت تسلی کے لئے بعض آیات میں آپ کو کثرت ذکر اور قیام لیل کا امر ہے، پھر بعد کی آیتوں سے جو پہلی آیات سے ایک سال بعد نازل ہوئیں قیام لیل کے امر کو جو کہ بطور فرضیت کے تھا منسوخ فرما دیا گیا۔

تشریح

مذکورہ آیات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عنوان خاص ”مزل“ سے خطاب فرما کر نماز تہجد کا حکم اور اس کی کچھ تفصیل بتلائی ہے (یعنی نماز تہجد کو فرض کیا گیا ہے) اور اس عنوان سے خطاب کرنے کی وجہ بیان القرآن میں یہ لکھی ہے کہ ابتدائے نبوت میں قریش نے دارالندوہ میں جمع ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں مشورہ کیا کہ آپ کی حالت کے مناسب کوئی لقب تجویز کرنا چاہئے جس پر سب متفق رہیں، چنانچہ کسی نے ”کاہن“ کہا مگر اس کو دوسروں نے رد کر دیا، کسی نے مجنون کہا، پھر اس کو بھی سب نے غلط قرار دیا، پھر ساحر کہا، پھر بعض نے اس کو بھی رد کر دیا، لیکن پھر یہی کہنے لگے کہ ساحر اس لئے ہیں کہ دوست کو دوست سے جدا کر دیتے ہیں، آپ کو یہ خبر پہنچ کر رنج ہوا اور کپڑوں میں لپٹ گئے، جیسا کہ اکثر سوچ اور غم میں مغموم آدمی اس طرح کر لیتا ہے، اس پر حق تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش کرنے اور لطف کا اظہار کرنے کے لئے اس عنوان مخصوص یعنی لفظ مزل سے خطاب فرمایا جیسا کہ حدیث میں ہے کہ آپ نے حضرت علیؓ کو ابوتراب فرمایا تھا جب کہ وہ گھر سے رنجیدہ ہو کر چلے گئے اور مسجد میں زمین پر لیٹے ہوئے تھے، اور آپ کے پہلو پر مٹی لگ گئی تھی، غرض آپ کو خطاب ہے کہ ان باتوں کا رنج نہ کرو، بلکہ حق تعالیٰ کی طرف مداومت اور ہمیشگی کے ساتھ اور زیادہ توجہ رکھو اس طرح سے کہ قُمْ اللَّيْلَ الْخ یعنی اے کپڑوں میں لپٹنے والے رات کو نماز میں کھڑے رہا کرو، مگر

تھوڑی سی رات، یعنی نصف رات کہ اس میں آرام کرو۔ او انقض منه لیلیلاً۔ اس کا تعلق فم اللیل سے ہے کہ ”یا اس نصف سے کسی قدر کم کر دو یعنی نصف سے کم قیام کرو، اور نصف سے زیادہ آرام کرو، (نصف سے کم قیام کرنے کا مصداق ایک ٹکٹ ہے بقرینہ قولہ تعالیٰ لیما یغذ“ وثلثہ“۔ او ذ علیہ: یا نصف سے کچھ زیادہ، یعنی نصف سے زیادہ قیام کرو، اور نصف سے کم آرام کرو، (یعنی قریب دو ٹکٹ قیام کرو) غرض قیام لیل (نماز تہجد) بہت امر ”فم“ جو کہ برائے وجوب ہے، فرض ہوا البتہ مقدار قیام میں تین صورتوں میں اختیار ہے (۱) نصف شب (۲) ایک تہائی شب (۳) دو تہائی شب، لہذا جلدی جلدی چند رکعتیں پڑھ لینے سے تہجد کا حق ادا نہیں ہوتا، حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کی چار رکعتوں میں سورۃ البقرۃ آل عمران، نساء اور مائدہ یا انعام پڑھتے تھے۔ (مشکوٰۃ) ورنہ القرآن توفیلاً: اس قیام لیل یعنی نماز تہجد میں قرآن کو خوب صاف صاف پڑھو، یعنی جس قدر قرآن اتر چکا ہے اس کو خوب صاف صاف اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھو کہ ایک ایک حرف صاف سمجھ میں آئے۔

ثانیہ

لفظ منزل اور مدثر سے پتہ چلتا ہے کہ یہ آیات بالکل شروع اسلام اور نزول قرآن کے ابتدائی زمانے میں نازل ہوئی ہیں جب کہ اس وقت پانچ نمازیں امت پر فرض نہیں ہوئی تھیں، کیونکہ پانچ نمازیں تو شب معراج میں فرض ہوئی ہیں، اس حکم کی تعمیل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین رات کے اکثر حصہ کو نماز تہجد میں صرف فرماتے تھے یہاں تک کہ ان کے قدم ورم کر گئے، اور یہ حکم خاصا بھاری معلوم ہوا، پھر سال بھر کے بعد اسی سورت کا آخری حصہ فتاب علیکم، فافروا ما تيسر منہ“ نازل ہوا جس نے اس قیام لیل کو منسوخ کر دیا اور اس کے بعد قیام اللیل صرف نفل و مستحب رہ گیا۔ انا سنلقی علیک قولاً ثقیلاً اس آیت میں قیام اللیل کے حکم کی علت اور مصلحت کا بیان ہے، یعنی اس آیت میں اس طرف اشارہ پایا جاتا ہے کہ نماز تہجد کا حکم اس لئے دیا گیا کہ انسان مشقت اٹھانے کا خوگر بنے اور شب بیداری کو آسان سمجھے، کیونکہ ہم تم پر ایک بھاری کلام ڈالنے کو ہیں، یعنی پے بہ پے قرآن تم پر نازل کریں گے جو ایسا بھاری بھر کم ہے کہ نزول کے وقت بھی آپ کی حالت کو متغیر کر دیتا ہے، جیسا کہ احادیث میں ہے کہ ایک بار آپ کی ران زید ابن ثابت کی ران پر رکھی تھی کہ وحی نازل ہوئی تو زید ابن ثابت کی ران پھٹنے لگی، اور جب آپ ناقہ پر سوار ہوتے تو ناقہ گردن ڈال لیتی اور حرکت نہ کر سکتی، اسی طرح بوقت وحی شدت کے جاڑوں میں آپ پسینہ

۱۔ قولہ الا لیلیلاً نصفہ اس پر یہ سوال ہو سکتا ہے کہ نصف تو لیل نہیں کہلاتا جواب یہ ہے کہ رات کا ابتدائی حصہ تو نماز مغرب پھر عشاء وغیرہ میں گزری جاتا ہے، اب نصف سے مراد باقی ماندہ رات کا نصف ہوگا اور وہ پوری رات کے اعتبار سے لیل ہے، اور اس آیت میں چونکہ نصف سے کم کرنے کی بھی اجازت ہے اور نصف سے زائد کی بھی، اسلئے مجموعی طور پر اس کا حاصل یہ ہوا کہ کم از کم چوتھائی رات سے کچھ زیادہ قیام اللیل میں مشغول رہنا فرض ہوگا۔ (حافظ)

۲۔ ورنہ القرآن توفیلاً سے معلوم ہوا کہ قرآن کا صرف پڑھنا ہی مطلوب نہیں بلکہ ترتیل سے پڑھنا مطلوب ہے، ترتیل میں تحسین صوت یعنی بقدر اختیار خوش آوازی سے پڑھنا بھی شامل ہے، حضرت علقمہؓ نے ایک شخص کو حسن صوت کے ساتھ تلاوت کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: لقد رنل القرآن، فداہ اہی وامی یعنی اس شخص نے قرآن کی ترتیل کی ہے، میرے ماں باپ اس پر قربان ہوں، (قرطبی) لہذا قرآن کو اچھی طرح پڑھنے کی سنی کرنی چاہئے لیکن یہ مطلب نہیں کہ معاذ اللہ قرآن کریم کو شاعروں یا فلسفہ داروں کی طرح گا گا کر پڑھنے لگے، یہ سخت گناہ ہے، حدیث میں ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس منا من لم یتغن بالقرآن۔ رواہ البخاری، ولیس المراد الا تحسین الصوت۔

پسینہ ہو جاتے، نیز قرآن شریف کو محفوظ رکھنا، پھر دوسروں تک اس کی دعوت و تبلیغ کرنے میں پریشانیاں اٹھانا ان تمام اعتبارات سے اس کو قتل کہا گیا، مقصد یہ ہے کہ قیام لیل کو بھاری نہ سمجھو، ہم تو اس سے بھی بھاری کام تم سے لینے والے ہیں۔ **إِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ هِيَ أَشَدُّ وَطْأً وَأَقْوَمُ قِيلاً**: اس میں قیام لیل کی دوسری مصلحت کو بیان کیا کہ بے شک رات کا اٹھنا خوب موثر ہے نفس کے کچلنے میں، یعنی رات کو اٹھنا کوئی آسان کام نہیں بلکہ اس میں بڑی بھاری ریاضت اور نفس کشی ہے جس سے نفس روند اجاتا ہے، اور نیند، آرام و خواہشات پامال کی جاتی ہیں۔ **وَأَقْوَمُ قِيلاً** اور بات خوب سیدھی نکلتی ہے، اقوم کے معنی زیادہ درست اور زیادہ ثابت کے ہیں، مراد یہ ہے کہ رات کے وقت میں دعاء تلاوت قرآن زیادہ درست اور جماد و ثبات کے ساتھ ہو سکتی ہے، کیونکہ وہ فرصت کا وقت ہوتا ہے، کسی طرح کا شور و شغب نہیں ہوتا، بنا بریں عبادت میں جی خوب لگتا ہے، اور دعاء، ذکر وغیرہ سیدھے دل سے ادا ہوتے ہیں، (یہی مطلب ہے **وَأَقْوَمُ قِيلاً** کا)۔ **إِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ مَبْعَاً طَوِيلًا** اس آیت میں قیام لیل کی تیسری حکمت و مصلحت کا بیان ہے، لفظ مبعاً کے معنی گھومنے پھرنے اور جاری ہونے کے ہیں، مطلب یہ ہے کہ بے شک تم کو دن میں بہت کام اور چلنے پھرنے کا مشغلہ رہتا ہے، یعنی دن میں تو تبلیغ و تعلیم اور اصلاح خلق اور اپنی دنیوی ضروریات کے لئے چلنے پھرنے کے مشاغل رہتے ہیں لہذا عبادت، و مناجات کے لئے رات کا وقت مخصوص رکھنا چاہئے۔

ضمان کے مواقع قوله نصفه ضمیر کا مرجع لیل ہے (روح) قوله أنقص منه ای من النصف أو زد عليه ای علی النصف۔

لغات **الْمَزْمَلُ**: اسم فاعل واحد مذکر، کپڑوں میں لپٹنے والا، (تفعل) **مَزْمَلٌ** و **أَزْمَلٌ** بشوبہ (تفعل، **إِثْمَلُ**) کپڑے میں لپٹنا، اصل میں منزل تھا تاء تفعل کو زاء سے بدل کر زاء کا زاء، میں ادغام کر دیا۔ **أَنْقَصَ**: امر واحد مذکر حاضر، **نَقَصَ الشَّيْءَ** (ن) **نَقَصًا وَنَقْصَانًا**: کم کرنا، **زَدَ**: امر واحد مذکر حاضر، **زَادَ الشَّيْءَ** (ض) **زِيَادَةً وَزَيْدًا** بڑھانا، زیادہ کرنا، (لازم و متعدی دونوں طرح استعمال ہوتا ہے) **رَقَلَ**: امر واحد مذکر حاضر، (تفعیل) **رَقْلُ الْقُرْآنِ** ترقیلاً: قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر واضح اور صاف طور پر پڑھنا۔ **سَنَلَقِي**: سین برائے استقبال، **نَلْقَى** مضارع جمع مکمل، **أَلْقَى الْقَاءَ** (افعال) **ذَالًا**۔ **ثَقِيلًا**: صفت مشبہ، بھاری، **ثَقُلَ** (ک) **ثِقَلًا وَثِقَالَةً**: بھاری اور وزنی ہونا، ناشئۃ: مصدر، **نَشَأَ اللَّيْلُ** (ف) **نَاشِئَةً**: رات کو سو کر اٹھنا۔ **أَشَدُّ**: اسم تفضیل واحد مذکر، بہت سخت، **شَدَّ الشَّيْءُ** (ض) **شِدَّةً**: سخت ہونا (۲) بھاری ہونا، **شَدَّ الشَّيْءُ** (ن) **شَدًّا**: سخت کرنا) **وَطْأَ**: مصدر از باب سجع، و طئ (س) **وَطْأَ**: کچلنا۔ **أَقْوَمُ**: اسم تفضیل واحد مذکر، درست تر، قام الامر (ن) **قِيَامًا**: درست ہونا۔ **قِيلاً**: مصدر از باب نصر جیسا کہ قول مصدر ہے (بمعنی بات، کلام، حاصل مصدر ہے) **قَالَ** (ن) **قَوْلًا وَقَالًا وَقِيلًا وَقَوْلَةً وَمَقَالًا**

۱۔ امام راغب نے لکھا ہے کہ بطور کنایہ منزل سے مراد ہوتا ہے ضعیف، کسی کام میں سستی کرنے والا یا سہل انگاری سے کام کرنے والا، مجرد سے اس معنی میں استعمال نہیں ہے۔

۲۔ بروزن عالجہ مصدر ہے۔

ومقالة: کہنا، بولنا۔ سَبَحًا: مصدر، سَبَح (ف) سَبَحًا: مشغول ہوئے۔ طَوِيلًا: صفت مشہد لباء، دراز، طال (ن) طَوِيلًا: لبابہوتا، جمع طَوَال۔

ترکیب

يَا أَيُّهَا الْمَزْمَلُ قُمْ اللَّيْلَ إِلَّا قَلِيلًا نِصْفَهُ أَوْ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيلًا أَوْ زِدْ عَلَيْهِ بِا حرف ندا، اِیْ مبدل منہ، ہا برائے تنبیہ، المزمّل بدل، مبدل منہ مع بدل منادی، حرف ندا اپنے منادی سے مل کر ندا، قُمْ فعل امر، بفاعل اللیل متشقی منہ اِلا حرف استثناء، قَلِيلًا مبدل منہ، نِصْفَهُ بدل، مبدل مع بدل متشقی، متشقی منہ اپنے متشقی سے مل کر مفعول فیہ قُمْ کا قُمْ اللَّيْلَ مکمل جملہ انشائیہ معطوف علیہ، اَوْ حرف عطف انقص فعل امر بفاعل منہ متعلق فعل مذکور کے، قَلِيلًا مفعول بہ (ای مقداراً قَلِيلًا) مکمل جملہ معطوف علیہ معطوف، اَوْ حرف عطف، زِدْ علیہ معطوف، تمام معطوفات مل ملا کر معطوف علیہ، وَرَقِل الْقُرْآنُ قَرِيبًا..... ترکیب ظاہر ہے، معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جواب ندا، ندا مع جواب ندا جملہ مستانہ، اِنَّا سَنُلْقِيْكَ عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا..... ترکیب ظاہر ہے، جملہ تعلیلیہ، (یعنی قُمْ اللَّيْلَ کی علت، علیک متعلق سنلقى کے) اِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْأً وَاَقْوَمُ قِيْلًا..... اِنَّ حرف مشبہ بالفعل ناشئۃ اللیل مرکب اضافی اسم اِنَّ، ہی ضمیر فصل۔ اَشَدُّ اسم تفضیل، ضمیر متمیز، وَطْأً تمیز، متمیز مع تمیز فاعل، پھر اَشَدُّ وَطْأً معطوف علیہ، وَاو حرف عطف۔ اَقْوَمُ قِيْلًا، اَشَدُّ وَطْأً کی طرح، معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر خبر اِنَّ، حرف مشبہ بالفعل مع اسم و خبر جملہ تعلیلیہ (قُمْ اللَّيْلَ کی علت) اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلًا..... اِنَّ حرف مشبہ بالفعل لَكَ ثابت محذوف کا متعلق ہو کر خبر مقدم، فی النهار کائن محذوف کے متعلق ہو کر سَبْحًا سے حال، سَبْحًا طَوِيْلًا موصوف مع صفت اسم اِنَّ، حرف مشبہ بالفعل مع اسم و خبر جملہ تعلیلیہ (قُمْ اللَّيْلَ کی علت)

السلامۃ المجاز المرسل فی قوله تعالى "قُمْ اللَّيْلَ إِلَّا قَلِيلًا" اِی صَلِّ اللَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا وَالْقِيَامُ جُزْءٌ مِنَ الصَّلَاةِ فَغَبَّرَ بِالْجُزْءِ وَهُوَ الْقِيَامُ وَاَرَادَ الْكُلَّ وَهُوَ الصَّلَاةُ لِعِلَاقَةِ الْمَجَازِ جُزْئِيَّةً.



- ۱۔ بعض اہل لغت نے قول اور قیل میں فرق کیا ہے کہ قول کلمہ خبر کو کہتے ہیں اور قیل قائل و قائلۃ کلمہ شرکو، مقرر آتی استعمال میں دونوں میں کوئی فرق نہیں۔
- ۲۔ امام راغب فرماتے ہیں کہ سَبَح کے معنی ہیں پانی اور ہوا میں تیز گزرتا، اور حسب ذیل معانی میں بطور استعارہ استعمال ہوا ہے۔ (۱) آسمان میں ستاروں کی گردش کے لئے جیسے و کُلُّ فِی هَلَاکٍ یَسْبَحُوْنَ۔ (۲) گھوڑے کے دوڑنے کے لئے جیسے وَالشَّيْطَانُ سَبْحًا۔ (۳) کام میں جلد لگ جانے کے لئے جیسے اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلًا۔
- ۳۔ بعض نے باجملہ مستانہ بعض نے کہا جملہ مترضہ یعنی بین الامر بقیام اللیل و بین تعلیلہ بقوله الاتی اِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ الْخ۔
- ۴۔ یا ہی متبدا، مابعد ضمیر سے مل کر خبر اِنَّ۔
- ۵۔ یہاں سے لے کر قلمی خبر اِنَّ کے متعلق بھی کر سکتے ہیں۔

وَادْكُرْ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا ۝ رَّبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا إِلَهَ

اور اپنے رب کا نام یاد کرتے رہو اور سب سے قطع کر کے اسی کی طرف متوجہ رہو • وہ مشرق اور مغرب کا مالک ہے اس کے سوا

إِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيلًا ۝ وَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا

کوئی قابل عبادت نہیں تو اسی کو اپنے کام سپرد کرنے کیلئے قرار دیئے رہو • اور یہ لوگ جو باتیں کرتے ہیں ان پر صبر کرو، اور خوبصورتی کے ساتھ

جَمِيلًا ۝ وَذَرْنِي وَالْمُكَذِّبِينَ أُولَىٰ النِّعْمَةِ وَمَهَلُكُمْ قَلِيلًا ۝

ان سے الگ ہو جاؤ • اور مجھ کو اور ان جھٹلانے والوں کو ناز و نعمت میں رہنے والوں کو چھوڑ دو اور ان لوگوں کو تھوڑے دنوں اور مہلت دیدو •

إِنَّ لَدَيْنَا أَنْكَالًا وَجَحِيمًا ۝ وَطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَعَذَابًا أَلِيمًا ۝ يَوْمَ

ہمارے یہاں بیڑیاں ہیں اور دوزخ ہیں • اور گلے میں پھنس جانے والا کھانا ہے اور دردناک عذاب ہے • جس روز

تَرْجُفُ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيبًا مَّهِيلًا ۝ إِنَّا أَرْسَلْنَا

زمین اور پہاڑ ہلنے لگیں گے، اور پہاڑ (ریزہ ریزہ ہو کر) ریگ رواں ہو جاویں گے • بیشک ہم نے تمہارے پاس ایک ایسا

إِلَيْكُمْ رَسُولًا ۚ شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَا أَرْسَلْنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ رَسُولًا ۝

رسول بھیجا ہے، جو تم پر گواہی دیں گے جیسا ہم نے فرعون کے پاس ایک رسول بھیجا تھا •

فَعَصَىٰ فِرْعَوْنُ الرَّسُولَ فَأَخَذْنَاهُ أَخْذًا وَبِيلًا ۝ فَكَيْفَ تَتَّقُونَ إِنْ كَفَرْتُمْ

پھر فرعون نے اس رسول کا کہنا نہ مانا تو ہم نے اس کو سخت کیڑنا پکڑا • سو اگر تم کفر کرو گے

يَوْمًا يَجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيبًا ۝ السَّمَاءُ مُنْفَطِرٌ بِهِ ۚ كَانَ وَعْدُهُ مَفْعُولًا ۝

تو اس دن سے کیسے بچو گے جو بچوں کو بوڑھا کر دیگا • جس میں آسمان پھٹ جاوے گا، بیشک اس کا وعدہ ضرور ہو کر رہیگا •

إِنَّ هَذِهِ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذَ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا ۝

یہ ایک نصیحت ہے، سو جس کا جی چاہے اپنے پروردگار کی طرف رستہ اختیار کر لے •

تشریح مابل میں قیام لیل یعنی رات کی نماز کا حکم تھا، اب فرماتے ہیں کہ علاوہ قیام لیل کے دوسرے اوقات میں

بھی اپنے رب کا نام یاد کرتے رہو، یعنی چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے اسی کی یاد میں مشغول رہو، ظاہر ہے کہ ذکر اللہ ایسی

عبادت ہے کہ جو رات یا دن کے ساتھ مخصوص نہیں • وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا: اور سب سے قطع تعلق کر کے اسی کی طرف

متوجہ رہو، اور قطع تعلق کر نیک مطلب یہ ہے کہ خالق کا تعلق مخلوق کے سب تعلقات پر غالب رہے، (صوفیہ کے یہاں اس

یعنی ذکر پر مداومت ہو ایک حدیث میں ہے کہ کان بذكر الله على كل حين، یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت اللہ کا ذکر فرماتے تھے گویا

ذکر کی دو قسمیں ہیں ذکر لسانی، ذکر قلبی، بیت الخلاء وغیرہ میں آپ کا ذکر لسانی نہ کرنا روایات حدیث سے ثابت ہے مگر ذکر قلبی ہر وقت جاری رہ سکتا ہے۔

کو بے ہمد و ہامہ، یا غلوت و راجمن سے تعبیر کیا جاتا ہے، اور ایسا ترک تعلق تمام معاملات نکاح، رشتہ داری وغیرہ کے منافی نہیں بلکہ ان سب کے ساتھ جمع ہو سکتا ہے۔ ذَبِ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيلًا۔ اس آیت میں توحید کے ساتھ مضمون بالا یعنی قطع تعلق کی مزید تاکید و تصریح ہے کہ وہ مشرق و مغرب کا مالک ہے، اس کے سوا کوئی قابل عبادت نہیں، تو اسی کو اپنا وکیل و کارساز بنا، (وکیل لغت میں اس شخص کو کہتے ہیں جس کو کوئی کام سپرد کیا جائے تو مطلب یہ ہوا کہ اپنے سب کار و بار، معاملات اور حالات کو اللہ کے سپرد کرو، اسی کا نام اصطلاح میں توکل ہے وَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيلًا۔ اور یہ لوگ جو جو باتیں کرتے ہیں یعنی آپ کو ساحر، کاہن، مجنون وغیرہ کہتے ہیں ان پر صبر کرو، اور خوبصورتی کے ساتھ ان سے الگ ہو جاؤ، (الگ ہونا تو یہ ہے کہ ان سے کوئی تعلق نہ رکھو، اور خوبصورتی سے یہ کہ ان کی شکایت اور انتقام کی فکر میں مت پڑو) چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مخالفین کے مظالم کو صرف انگیز ہی نہیں کیا بلکہ ان لوگوں کے ساتھ حسن سلوک، نرم دلی، اور خوش خلقی کا معاملہ کیا۔

جو عاصی کو کملی میں اپنی چھپالے جو دشمن کو بھی زخم کھا کر دعا دے

اسے اور کیا نام دے گا زمانہ وہ رحمت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

وَذَرْنِي وَالْمُكَذِّبِينَ أُولِي النُّفُمَةِ اس آیت میں کفار پر جو عذاب آخرت ہونے والا ہے اس کا بیان کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی ہے چنانچہ فرماتے ہیں کہ ”اور مجھ کو اور ان جھٹلانے والوں، ناز و نعمت میں رہنے والوں کو چھوڑ دو، یعنی رہنے دو۔“ (میں ان سے خود نمٹ لوں گا) وَمَهْلَهُمْ قَلِيلًا: اور ان لوگوں کو تھوڑے دن اور مہلت دیدو، مقصد یہ ہے کہ کفار کے ظلم و جور سے آپ رنجیدہ خاطر نہ ہوں بلکہ کچھ دن اور صبر کر لیجئے، عنقریب ان کو سزا ہونے والی ہے، کیونکہ ہمارے یہاں بیڑیاں ہیں اور دوزخ ہے اور گلے میں پھنس جانے والا کھانا ہے (عُصَصَ کے لفظی معنی گلے میں لگ جانے والے پھندے کے ہیں کہ کوئی لقمہ گلے میں اس طرح پھنس جائے کہ نہ نگلا جاسکے اور نہ باہر اگلا جاسکے) اور دردناک عذاب ہے، پس ان مکذبین کو ان چیزوں سے سزا دی جائے گی، چند معین عذابوں کو ذکر کے لفظ عذابا البھا

۱۔ اس آیت میں جس ترک تعلق کا حکم ہے وہ اس ترک تعلق اور ترک دنیا سے بالکل مختلف ہے جس کو قرآن میں رہبانیت کہا ہے اور اس کی مذمت کی طرف قرآن میں اشارہ ہے، وَرَهْبَانِيَّةً ابْتَدَعُوهَا، اور حدیث میں ہے لَا رَهْبَانِيَّةَ فِي الْإِسْلَامِ اس کی تعریف واقسام تذریب قرآن پارہ ۱۱۱ ص ۱۱۱ میں ملاحظہ فرمائیں، گویا جس مفہوم کو یہاں لفظ قہطل سے تعبیر کیا گیا ہے اسی کا دوسرا نام سلف صالحین کی زبان میں اخلاص ہے۔ (معارف)

۲۔ اللہ پر توکل کے یہ معنی نہیں کہ سب معاش اور دفع بلا کے جو اسباب اللہ تعالیٰ نے عطا کئے ہیں ان کو چھوڑ کر اس پر بھروسہ کیا جائے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اسباب کو اختیار کر کے نتیجہ اللہ کے سپرد کر کے بے فکر ہو جاؤ، البتہ اسباب مادہ میں غلو اور انہماک زیادہ نہ ہونا چاہئے۔

۳۔ بعض مفسرین نے فرمایا ہے کہ اس آیت کا حکم بعد میں نازل ہونے والی آیات جہاد و قتال سے منسوخ ہو گیا، لیکن غور کیا جائے تو منسوخ کہنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ آیت مذکورہ میں کفار کی ایذاؤں پر صبر اور ہجر جمیل کی تلقین ہے، یہ جزا اور سزا و قتال کے منافی نہیں، اس آیت کا حکم ہر حال میں ہے اور قتال و جہاد میں جو جزا اور سزا ہے اس کا حکم خاص خاص اوقات میں ہے، اور دوسری بات یہ ہے کہ اسلامی قتال و جہاد حقیقت کوئی انتقام یا اپنا قصہ نکالنا نہیں ہے، جو صبر اور ہجر جمیل کے منافی ہو بلکہ خالص حکم خداوندی کی تعمیل ہے، جس طرح صبر اور ہجر جمیل عام حالات میں اس کی تعمیل ہے۔ (معارف القرآن)

۴۔ قولہ اُولَى النُّفُمَةِ..... اس میں اشارہ ہے کہ دنیا کے مال و اولاد اور ناز و نعمت میں مست ہو جانا اسی شخص سے ہو سکتا ہے جو آخرت کی تکذیب کرنے والا ہو، مومن کا قلب ہوتے عیش و عشرت بھی فکر آخرت سے خالی نہیں ہوتا۔

مہم لفظ لا کہ اس طرف اشارہ کر دیا کہ اور عذاب ان سے بھی زیادہ شدید اور سخت ہے جن کا کوئی انسان تصور نہیں کر سکتا، **العیاذ باللہ** (یَوْمَ تَرْجُفُ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيبًا مَّهِيلًا) یہ سزا اس روز ہوگی جس روز زمین و پہاڑ ملنے لگیں گے، اور پہاڑ ریگ رواں ہو جائیں گے، یعنی ریزہ ریزہ ہو کر ایسے ہو جائیں گے جیسے ریت کے تودے جن پر قدم جم نہ سکے، اور اگر اس ریت میں سے تھوڑا سا ہاتھ میں اٹھالیا جائے تو اس کی جگہ دوسرا ریت سرک جائے، اور یہ پہاڑ اڑتے پھریں گے۔ **إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ رَسُولًا** الخ کذبین کو بطور التفات خطاب ہے جس میں اثبات رسالت اور وعید کا ذکر ہے کہ بے شک ہم نے تمہارے پاس ایک ایسا رسول بھیجا ہے جو تم پر بروز قیامت گواہی دیں گے (کہ کس نے کہنا مانا اور کس نے نہیں مانا) جیسا کہ ہم نے فرعون کے پاس ایک رسول بھیجا تھا (یعنی موسیٰ) پھر فرعون نے اس کا کہنا نہ مانا تو ہم نے اس کو سخت پکڑنا پکڑا، سو اگر تم بھی کفر اور نافرمانی کرو گے تو اس دن کی مصیبت سے کیسے بچو گے، جو اپنی شدت اور طول کی وجہ سے بچوں کو بوڑھا کر دیگا، یعنی قیامت کا دن اس قدر طویل ہوگا کہ اس میں ایک بچہ بھی بڑھاپے کی عمر کو پہنچ جائیگا۔ (قرطبی، روح) جس میں آسمان پھٹ جائے گا، بے شک اس کا وعدہ ضرور ہو کر رہے گا، یعنی یہ بھی احتمال نہیں کہ وہ وقت ٹل جائے۔ **إِنَّ هَذِهِ تَذْكِرَةٌ فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذْ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا**۔ یہ تمام مضمون ایک بلیغ نصیحت ہے جس کا جی چاہے اپنے پروردگار کی طرف راستہ اختیار کرے، یعنی اس تک پہنچنے کیلئے دین کا راستہ قبول کرے۔

ضمانہ کے مواقع **قوله تَبْتَئِلْ إِلَهِ إِي إِلَى اللَّهِ** (اور تَبْتَئِلْ باب تفعیل کے بعد تَبْتِيلًا باب تفعیل کے مصدر کو رکھا گیا بوجہ رعایت فواصل)

سوال **السَّمَاءُ مَنْفَطَرٌ بِهِ السَّمَاءُ** مبتدا مؤنث ہے لہذا خبر بھی مؤنث ہونی چاہئے تھی یعنی **مَنْفَطَرَةٌ**۔ لہذا

الجواب ؟

جواب یا تو **السَّمَاءُ السَّقْفُ** کے معنی میں ہے اور **السَّقْفُ** مذکر ہے۔ (مظہری) یا پھر خبر سے پہلے موصوف محذوف ہے، ای شی منفطر اور اس میں نکتہ یہ ہے کہ گویا اس دن آسمان کی حقیقت ہی بدل جائے گی اور نام بھی اس کا زائل ہو جائے گا اور وہ محض ایک شی ہو کر رہ جائے گا۔ (روح المعانی) یا یوں کہئے کہ **السَّمَاءُ** اسم جنس ہے، (اعراب القرآن و صرفہ و بیانہ) **قوله السَّمَاءُ مَنْفَطَرٌ بِهِ إِي بِذَلِكَ الْيَوْمِ**، **قوله إِنَّ هَذِهِ إِي الْآيَاتِ**۔

لغات **أَذْكُرُ**: امر واحد مذکر حاضر، **ذَكَرَ** (ن) **ذَكَرًا**: یاد کرنا، **تَبْتَئِلْ**: امر واحد مذکر حاضر، **تَبْتَئِلْ تَبْتِيلًا** (تفعیل)

۱۔ حضرت حسن بھریؒ ایک دن روزہ سے تھے افطار کے وقت کھانا۔ اسنے آیا تو اس آیت کا دھیان آگیا، کھانا نہ کھا سکے، سامنے سے کھانا اٹھوا دیا، تین روز تک یہی حال رہا کہ کھانا اٹھوا دیا کرتے تو ان کے صاحبزادے، حضرت عاتقؒ بیٹی اور یزیدؒ اور یحییٰؒ بکاء کے پاس گئے اور حال سنایا، یہ تینوں حضرات آئے اور حضرت حسن بھریؒ کو کھانے کا بہت اصرار کرتے رہے تب مجبور ہو کر کچھ تناول فرمایا۔ (روح المعانی)

۲۔ **يَوْمًا يَجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيبًا**۔ بعض نے کہا کہ اس سے مراد تمثیل ہے کہ قیامت کا دن ایسا شدید اور ہولناک ہوگا اور لوگوں پر ایسا خوف طاری ہوگا کہ اگر کوئی بچہ بھی ہو تو بوڑھا ہو جائے، کوئی الحقیقت بچے بوڑھے نہ ہوں، اور بعض حضرات نے فرمایا کہ مراد حقیقت ہے کہ واقعہ قیامت کا دن ایسا شدید اور طویل ہوگا کہ اس میں بچہ بھی بڑھاپے کی عمر کو پہنچ جائے گا۔

اضائی ہو کر خبر اول، لا لائے نفی جنس اللہ اس کا اسم الّا حرف استثناء ہو ضمیر بدل اس ضمیر سے جو خبر محذوف موجود
 میں ہے یعنی لا اللہ موجود الا ہو، موجود، خبر، لائے نفی جنس مع اسم و خبر، خبر ثانی، مبتدا اپنی دونوں خبروں سے مل کر
 جملہ معترضہ، فَاَتَّخِذْهُ وَكِيلًا..... فَاَنْصِرْ اَنْیَ اِنْ عَرَفْتَ ذَلِكَ وَاَمَنْتَ بِهِ فَاَتَّخِذْهُ، اتَّخَذَ فعل امر، بفاعل،
 ہا ضمیر مفعول بہ اول، و کھیلا مفعول بہ ثانی، فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے مل کر جزا، شرط مع جزا جملہ مستحکم،
 (مظہری میں فَاَتَّخِذْ کی فَا کو سیہ لکھا ہے)۔ وَاَصْبِرْ عَلٰی مَا يَقُولُوْنَ وَاَهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِیلًا..... وَاَوْ
 عاطفہ اصبر فعل بفاعل، علی حرف جر، مَا یَقُولُوْنَ اسم موصول مع صلہ مجرور، جار مجرور متعلق اصبر کے، اور
 اصبر جملہ انشائیہ معطوف علیہ معطوف، وَاَوْ عاطفہ، اَهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِیلًا جملہ انشائیہ معطوف علیہ معطوف۔
 وَذَرْنِیْ وَالْمُكَذِّبِیْنَ اُولٰی النَّعْمَةِ وَمَهَلْهُمْ قَلِیلًا..... وَاَوْ عاطفہ، ذر فعل بفاعل، نون و قایہ، یاہ ضمیر معطوف
 علیہ، وَاَوْ عاطفہ المکذبین موصوف اُولی النعمۃ مضاف مع مضاف الیہ صفت، موصوف مع صفت معطوف،
 معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مفعول بہ، مکمل جملہ معطوف علیہ معطوف، وَاَوْ عاطفہ، مَهَلْهُمْ قَلِیلًا معطوف،
 (قَلِیلًا ای زمانا قَلِیلًا مفعول فیہ، یا تمہیلاً قَلِیلًا، مفعول مطلق) تمام معطوفات مل ملا کر ماقبل و اذکر اسم الخ
 پر معطوف۔ اِنَّ لَدٰیْنَا اَنْکَالًا وَجَحِیْمًا وَطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَعَذَابًا اَلِیْمًا..... اِنَّ حرف مشبہ بالفعل لدینا مرکب
 اضائی ظرف مستقر ہو کر خبر مقدم، اَنْکَالًا وَجَحِیْمًا وَطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَعَذَابًا اَلِیْمًا سب معطوف و معطوف علیہ
 ہو کر اسم اِنَّ (ذَا غُصَّةٍ مرکب اضائی صفت طعام کی) حرف مشبہ بالفعل مع اسم و خبر جملہ تعلیلیہ۔ یَوْمَ تَرْجُفُ
 الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ وَكَانَتِ الْجِبَالُ کَثِیْرًا مَّهِیْلًا..... یَوْمَ مضاف تَرْجُفُ فعل الارض والجبال معطوف
 و معطوف علیہ فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر معطوف علیہ، وَاَوْ عاطفہ کانت الجبال کثیراً مہیلاً فعل ناقص مع
 اسم و خبر معطوف، (مہیلاً صفت ہے، کثیراً کی اور وہ خبر کانت کی) معطوف علیہ مع معطوف مضاف الیہ، مضاف
 اپنے مضاف الیہ سے مل کر ظرف ہے، واقعاً محذوف کا اور وہ عذابا کی صفت ای عذاباً واقعاً یوم تَرْجُفُ الخ۔
 اِنَّا اَرْسَلْنَا اِلَیْکُمْ رَسُوْلًا شَهِدًا عَلَیْکُمْ کَمَا اَرْسَلْنَا اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا..... اِنَّا حرف مشبہ بالفعل مع اسم،
 اَرْسَلْنَا فعل بفاعل، الیکم جار مجرور متعلق اَرْسَلْنَا کے، رَسُوْلًا موصوف شَهِدًا عَلَیْکُمْ صفت (علیکم
 متعلق شَهِدًا کے) موصوف اپنی صفت سے مل کر مفعول بہ، کاف حرف جر ما مصدریہ، اَرْسَلْنَا فعل بفاعل الی
 فِرْعَوْنَ متعلق اَرْسَلْنَا کے، رَسُوْلًا مفعول بہ، مکمل جملہ بتاویل مصدر مجرور، جار مجرور مصدر محذوف کی صفت، ای
 اَرْسَلْنَا کا رسالنا ای مثل اَرْسَلْنَا اور یہ مفعول مطلق، الغرض اَرْسَلْنَا الیکم حرف مشبہ بالفعل کی خبر، حرف مشبہ
 بالفعل مع اسم و خبر جملہ اسمیہ خبریہ، متانفہ۔ فَعَصٰی فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ فَاَتَّخَذْنٰهُ اَخٰذًا وَبِیْنًا..... فَا تعقیبہ عاطفہ،
 عَصٰی فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ فعل و فاعل و مفعول بہ جملہ فعلیہ معطوف علیہ فَا تفرعیہ عاطفہ اَخَذْنٰهُ اَخٰذًا وَبِیْنًا

جملہ فعلیہ معطوف، (اخذاً وھبلاً مرکب تو صلی مفعول مطلق) معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر معطوف ماقبل ارسلنا الی فرعون پر۔ فَكَيْفَ تَتَّقُونَ اِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَجْعَلُ الْوِلْدَانُ شِيبًا لا رابطہ اور شرط مقدر ہے، ای اِنْ جَعَلْتُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، کیف اسم استفہام محل نصب میں حال از ضمیر تَتَّقُونَ، تَتَّقُونَ فعل، واو ضمیر جمع قائل، اِنْ كَفَرْتُمْ شرط، جزا محذوف جس پر ماقبل جملہ دال ہے ای فَكَيْفَ تَتَّقُونَ، يَوْمًا موصوف، بجعل الولدان شیباً جملہ فعلیہ صفت اول (الولدان مفعول بہ اول، شیباً مفعول بہ ثانی) السماء منفطر بہ مبتدا و خبر صفت ثانی یوماً کی (ای عذاب یوم، مضاف کو حذف کر کے مضاف الیہ کو اس کی جگہ رکھ دیا) موصوف اپنی دونوں صفتوں سے مل کر مفعول بہ تَتَّقُونَ کا نہ کہ کَفَرْتُمْ کا، اور وہ جزا شرط محذوف کی، شرط و جزا جملہ متانفہ۔ کَانَ وعدہ مفعولاً جملہ متانفہ۔ اِنْ هَذِهِ تَذَكُّرَةٌ جملہ اسمیہ معطوف علیہ، فمن شاء اتخذ الی ربہ مسیبلاً لا عاطفہ، مَنْ اسم شرط مبتدا، شاء فعل بفاعل، (مفعول بہ محذوف ہے ای النجاة والایمان) جملہ فعلیہ شرط، اتخذ فعل بفاعل، الی ربہ متعلق ہو کر مفعول بہ ثانی، مسیبلاً مفعول بہ اول، جملہ فعلیہ جواب شرط، شرط مع جواب خبر، متبدل مع خبر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ متانفہ۔

السلامۃ قوله اِنَّا ارسلنا الیکم اس میں التفات ہے یعنی غائب سے حاضر کی طرف، اگر کلام اپنی اصل پر ہی جاری رہتا تو اِنَّا ارسلنا الیہم ہوتا، والغرض من الالتفات التوبيخ علی عدم الایمان۔

اِنْ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُومُ اَدْنٰی مِنْ ثُلُثِي اللَّیْلِ وَنِصْفَهُ وَثُلُثَهُ وَطَائِفَةٌ
آپ کے رب کو معلوم ہے کہ آپ اور آپ کے ساتھ والوں میں سے بعضے آدمی دو تہائی رات کے قریب اور آدمی رات اور تہائی رات
مِّنَ الدِّیْنِ مَعَكَ وَاللّٰهُ یُقَدِّرُ اللَّیْلَ وَالنَّهَارَ عِلْمَ اَنْ لَّنْ نُّخْصِوْهُ
کھڑے رہتے ہیں، اور رات اور دن کا پورا اندازہ اللہ ہی کر سکتا ہے اس کو معلوم ہے کہ تم اس کو ضبط نہیں کر سکتے
فَتَابَ عَلَیْکُمْ فَاَقْرَءُوْا مَا تَیْسَّرُ مِنَ الْقُرْآنِ عِلْمَ اَنْ سَیَكُوْنُ مِنْکُمْ مَّرْضٰی
تو اس نے تمہارے حال پر عنایت کی سو تم لوگ جتنا قرآن آسانی سے پڑھا جائے پڑھ لیا کرو۔ اس کو معلوم ہے کہ بعضے آدمی تم میں بیمار ہوں گے
وَآخَرُوْنَ یَضْرِبُوْنَ فِی الْاَرْضِ یَسْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَآخَرُوْنَ یُقَابِلُوْنَ
اور بعضے تلاش معاش کے لئے ملک میں سفر کریں گے اور بعضے اللہ کی راہ میں
فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ فَاَقْرَءُوْا مَا تَیْسَّرُ مِنْهُ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَآتُوا الزَّکٰوۃَ
جہاد کریں گے، سو تم لوگ جتنا قرآن آسانی سے پڑھا جائے پڑھ لیا کرو۔ اور نماز کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ دیتے رہو

۱۔ بعض نے الی ربہ کو مسیبلاً سے حال مانا ہے۔

وَأَقْرِضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا وَمَا تُقَدِّمُوا لِأَنْفُسِكُمْ مِنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِنْدَ

اور اللہ کو اچھی طرح قرض دو، اور جو نیک عمل اپنے لئے آگے بھیج دو گے، اس کو اللہ کے پاس پہنچ کر اس سے اچھا اور ثواب میں

اللَّهُ هُوَ خَيْرٌ وَأَعْظَمُ أَجْرًا وَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ

بڑا پاؤ گے، اور اللہ سے گناہ معاف کراتے رہو بیشک اللہ غفور رحیم ہے •

تشریح

شروع میں قُمِ اللَّيْلِ سے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور سب مسلمانوں پر قیام اللیل یعنی نماز تہجد کو فرض قرار دیا گیا تھا، اور اس میں قیام کا طویل ہونا بھی فرض تھا، جیسا کہ گذر چکا، پھر سال بھر کے بعد مذکورہ آیتیں نازل ہوئیں جن میں جمہور علماء کے نزدیک قیام اللیل کی فرضیت امت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں سے منسوخ ہو گئی، اور اس کے بعد قیام اللیل صرف نفل و مستحب رہ گیا (روح) (اس کے بعد بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پابندی سے تہجد پڑھتے تھے مگر گاہے نماز تہجد چھوٹ بھی جاتی، پھر اس کی تلافی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سورج نکلنے کے بعد بارہ رکعتیں ادا فرما کر کرتے تھے، ہدایۃ القرآن، بحوالہ مسلم شریف)

تفسیر ملاحظہ فرمائیں: إِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ۔ بے شک آپ کا رب جانتا ہے کہ آپ اور آپ کے ساتھ والوں میں سے بعض آدمی (کبھی) دو تہائی رات کے قریب، اور کبھی آدھی رات اور کبھی تہائی رات نماز میں کھڑے رہتے ہیں، یعنی اللہ کو معلوم ہے کہ تم نے اور تمہارے ساتھیوں نے اس کے حکم کی پوری تعمیل کی چنانچہ روایات میں ہے کہ صحابہ کرامؓ کے پاؤں راتوں کو کھڑے کھڑے سوچ جاتے، اور پھٹنے لگتے، اس تو اپنے بال رسی سے باندھ لیتے تھے کہ اگر نیند آجائے تو جھٹکا لگ کر تکلیف سے آگے کھل جائے۔ وَاللَّهُ يُقَدِّرُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ: اور رات اور دن کا پورا اندازہ اللہ ہی کر سکتا ہے یعنی رات اور دن کی پوری پیمائش اور صحیح اندازہ تو صرف اللہ کو معلوم ہے، وہی ایک خاص اندازہ سے کبھی رات کو دن سے گھٹاتا، کبھی بڑھاتا اور کبھی دونوں کو برابر کر دیتا ہے، لہذا آدھی یا تہائی رات کا صحیح اندازہ اللہ ہی کو ہے۔ عَلِمَ أَنَّ لَنَا تَحْصُوهَ: اس کو معلوم ہے کہ تم اس مقدار وقت کو ضبط نہیں کر سکتے، یعنی بندوں کو نیند اور غفلت کے وقت روزانہ، آدھی، تہائی یا دو تہائی رات کو مکمل طور سے ضبط اور متعین کر کے عبادت میں گزارنا کوئی سہل کام نہ تھا خصوصاً جب کہ گھڑی گھنٹوں کا سامان نہ ہو، اور اندازہ سے عبادت کریں تو کمی و زیادتی کا شبہ رہتا ہے اسی لئے بعض صحابہ کرامؓ رات بھر سوتے نہیں تھے کہ کہیں نیند میں ایک تہائی رات بھی جا گنا نصیب نہ ہو۔ فَتَابَ عَلَيْكُمْ: تو ان وجوہات سے اللہ نے تمہارے حال پر عنایت کی، اور اس سے پہلے حکم کو منسوخ کر دیا۔ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ: سو اب تم لوگ جتنا قرآن آسانی سے پڑھا جا سکے پڑھ لیا کرو (مراد اس قرآن پڑھنے سے تہجد پڑھنا ہے کہ اس میں قرآن پڑھا جاتا ہے) (تسمیۃ الکمل باسم الجزء) اور یہ امر استحباب کے لئے ہے، مطلب یہ ہے کہ تہجد کی فرضیت تو منسوخ ہو گئی، اب جس قدر وقت تک آسان ہو بطور استحباب کے اگر چاہو پڑھ لیا کرو، اور منسوخ ہونے کی اصل علت مشقت ہے جس پر عَلِمَ أَنَّ لَنَا

بوجہ قتل یا کو ساکن کیا پھر وہ اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر گئی۔ قَابَ: ماضی واحد مذکر غائب، قَابَ اللہ علی عبدہ
(ن) قَوَّابًا وَتَوْبَةً: مہربان ہونا، معاف کرنا، تَيَسَّرَ ماضی واحد غائب، تَيَسَّرَ تیسر (تفعیل) آسان ہو جانا (۲)
میسر آنا، مَرَضَى: صیغہ صفت مریض کی جمع، جیسے قَتَلَى قتل کی جمع، مَرَضَ (س) مَرَضًا: بیمار ہونا۔ يَضْرِبُونَ
مضارع جمع مذکر حاضر، ضَرَبَ فی الارض ضَرْبًا: زمین میں چلنا، سفر کرنا۔ (ضَرْبٌ کے بہت سارے معانی
ہیں)۔ اَقْرَضُوا: امر جمع مذکر حاضر، اَقْرَضَ اِقْرَاضًا (افعال) قرض دینا، قَرَضًا: ادھار، دراصل یہ مصدر ہے
قَرَضَ (ن) قَرَضًا: کترنا، کاٹنا، ادھار پر قرض کا اطلاق اس لئے ہوتا ہے کہ وہ بھی مال کا ایک حصہ ہوتا ہے جسے مالک
اپنے سے منقطع کر کے مقروض کو دیتا ہے پس یہ مصدر بمعنی مفعول ہے۔ حَسَنًا: صفت مشبہ، حَسُنَ (ک) حَسَنًا: بہتر
اور اچھا ہونا۔ تَقَدَّمُوا: مضارع جمع مذکر حاضر، قَدَّمَ تقدیم فلانا: آگے کرنا، پہلے بھیجنا، قَدَّمَ القوم (ن) قَدَمًا:
آگے آگے ہونا۔ غَفُورًا: رکوع (۱) میں گذر چکا۔

ترکیب

اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُومُ اَذْنٰی مِنْ ثُلٰثِی الْلَیْلِ وَنِصْفَهُ وَثُلٰثَهُ وَطَائِفَةٌ مِّنَ الدِّیْنِ مَعَكَ اِنَّ
حرف مشبہ بالفعل، رَبَّكَ مرکب اضافی اسم، يَعْلَمُ فعل بفاعل، اَنَّكَ حرف مشبہ بالفعل مع اسم، تَقُومُ فعل ضمیر
انت فاعل، اَذْنٰی ای وقتاً اَذْنٰی مفعول فیہ، مِنْ حرف جر، ثُلٰثِی الْلَیْلِ، مرکب اضافی مجرور، جار مجرور متعلق اَذْنٰی
کے، اور وہ معطوف علیہ، وَ عاطفہ، نِصْفَهُ وثلثہ دونوں اَذْنٰی پر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر
مفعول فی ظرف زمان، طَائِفَةٌ موصوف، مِنْ حرف جر الدِّیْنِ اسم موصول، مَعَكَ استقر و امحذوف کا ظرف، اور وہ
صلہ، اسم موصول مع صلہ مجرور، جار مجرور متعلق کائنۃ محذوف کے ہو کر صفت، موصوف مع صفت معطوف تَقُومُ کی ضمیر پر
الغرض تَقُومُ مکمل جملہ فعلیہ خبر، حرف مشبہ بالفعل مع اسم و خبر بتاویل مصدر يَعْلَمُ کے دو مفعولوں کے درجہ میں، يَعْلَمُ
جملہ فعلیہ خبر، حرف مشبہ بالفعل اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔ وَاللّٰهُ يُقَدِّرُ الْلَیْلَ وَالنَّهَارَ..... وَ او استثنائیہ
یا بقول دیگر عاطفہ اللّٰهُ مبتدا، يُقَدِّرُ اللیل والنہار جملہ فعلیہ خبر، مبتدا مع خبر جملہ متانفہ، یا ماقبل جملہ پر معطوف،
عَلِمَ اَنَّ لَنْ تُحْصُوْهُ فَاَبَ عَلَیْكُمْ..... عَلِمَ فعل، ضمیر فاعل، راجع اللہ کی طرف، اَنَّ مخففہ من المثلثہ، لَنْ
تُحْصُوْهُ فعل وَ او ضمیر فاعل، ہا ضمیر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر خبر، پھر اَنَّ لَنْ تُحْصُوْهُ
عَلِمَ کے لئے بمنزلہ دو مفعولوں کے، عَلِمَ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر معطوف علیہ، فَا عاطفہ تَابَ علیکم
جملہ فعلیہ معطوف معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جملہ متانفہ (لامحل لہا استثناف فی حکم التعلیل، اعراب القرآن)
فَاَقْرَؤْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ..... فَا جزائیہ، اَقْرَؤْا فعل بفاعل، مَا اسم موصول، تَیَسَّرَ فعل، ضمیر فاعل
راجع ما کی طرف، مِنَ الْقُرْآنِ، متعلق تیسر کے۔

۱۔ جاز المعطف من غیر توکید بالضمیر المنفصل لوجود الفاصل
۲۔ من القرآن کو تیسر کی ضمیر سے تیز اور حال بتانا بھی صحیح ہے۔ (اعراب القرآن و صرفہ و بیانہ)

پھر وہ صلہ، اسم موصول مع صلہ مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ جزاء، اور شرط
مقدر ہے اِیْ اِنْ رَغِبْتُمْ فِی الثَّوَابِ . عَلِمَ اَنْ سَیَكُوْنَ مِنْكُمْ مَرَضٰی وَاٰخَرُوْنَ یَضْرِبُوْنَ فِی الْاَرْضِ
عَلِمَ فعل بفاعل، اَنْ مخففہ من المثلہ اِیْ اِنَّ ضمیر شان اس کا اسم، سَیَكُوْنَ فعل ناقص منکم محذوف کے متعلق
ہو کر یكون کی خبر مقدم، مَرَضٰی معطوف علیہ، واو حرف عطف، آخرون موصوف یَضْرِبُوْنَ فی الارض جملہ
فعلیہ صفت۔ یَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ جملہ فعلیہ حال یَضْرِبُوْنَ کی ضمیر سے، الغرض آخرون یضربون موصوف
صفت معطوف علیہ معطوف، واو عاطفہ۔ آخرون یقاتلون فی سبیل اللّٰہ موصوف صفت معطوف، تینوں
معطوفات مل ملا کر یكون فعل ناقص کا اسم، فعل ناقص مع اسم و خبر اَنْ مخففہ کی خبر، اور اَنْ مخففہ مع اسم و خبر بتاویل مصدر
عَلِمَ کے دو مفعولوں کے قائم مقام، پھر علم حسب سابق جملہ متانفہ، (فی حکم التعلیل) فاقروا ما تیسر منہ حسب
سابق۔ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاَتُوا الزَّکٰوةَ وَاَقْرِضُوا اللّٰہ قَرْضًا حَسَنًا ترکیب آسان ہے، تینوں جملے
معطوف و معطوف علیہ ہو کر ماقبل اقرؤا پر معطوف، (قرضاً حسناً مفعول مطلق) وَمَا تُقَدِّمُوا لِاَنْفُسِکُمْ مِنْ
خَیْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰہِ هُوَ خَیْرًا وَاَعْظَمُ اَجْرًا واو اعتراضیہ ما اسم شرط، مفعول بہ مقدم تُقَدِّمُوا کا،
تُقَدِّمُوا فعل بفاعل، لِاَنْفُسِکُمْ متعلق تقدموا کے، مِنْ خَیْرٍ کائنات محذوف کے متعلق ہو کر ما سے حال۔
تُقَدِّمُوا مکمل جملہ شرط، تجدوا فعل، واو ضمیر فاعل، ہا ضمیر مفعول بہ اول، عند اللّٰہ ظرف تجدوا کا، ہو
ضمیر فصل، خَیْرًا معطوف علیہ واو عاطفہ اعظم اسم تفضیل ضمیر ممیز، اجراً ممیز، ممیز مع تمیز فاعل اور پھر اعظم
معطوف خیراً کا، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مفعول بہ ثانی، پھر جملہ تجدوا الخ جواب شرط، شرط مع جواب
جملہ معترضہ تعلیلیہ۔ وَاَسْتَغْفِرُوا اللّٰہ جملہ انشائیہ ماقبل اقموا الصلوٰۃ پر معطوف، اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ جملہ
اسمیہ تعلیلیہ (تعلیل للاستغفار، رحیم خبر ثانی)

فائدہ **قوله** علم ان لن تحصوه: ہا ضمیر کا مرجع یُقَدَّرُ کے ضمن میں جو مصدر مفہوم ہے وہ ہے، ای علم
انہ لا یصح منک ضبط الاوقات۔

فائدہ **تحصوه:** میں جو ضمیر ہے مثلاً اس کو ہ ضمیر نہ کہنا چاہئے بلکہ ہا ضمیر کہنا چاہئے، اس کی پوری تفصیل تدریس
قرآن پارہ عم، سورۃ النبا کے ختم پر ہے۔

سوال عند اللّٰہ ہو خیراً الخ ہو ضمیر فصل دو معروفوں کے درمیان آتی ہے، حالانکہ اس کے بعد خیراً معرفہ
نہیں، بلکہ نکرہ ہے۔

جواب خیراً خالص نکرہ نہیں ہے بلکہ معرفہ کے مشابہ ہے، اس وجہ سے کہ اس پر حرف تعریف داخل نہیں ہوتا اگر یہ خالص
نکرہ ہوتا تو اس پر دخول الف لام درست ہوتا۔ (اور دخول الف لام بایں وجہ درست نہیں کہ جب اسم تفضیل مِنْ کے ساتھ

استعمال ہوتا ہے تو اس پر الف لام نہیں آتا (من خواہ لفظاً ہو یا تقدیراً، یہاں تقدیراً ہے ای ہو خیراً مما خلفتم۔
البلاغۃ **قوله** فاقروا ما تيسر من القرآن اس میں مجاز مرسل ہے کہ قرأت جو نماز کا جز ہے اس کو پل کر پل
مراد ہے، **قوله** واقموا الصلوة الی قوله و ما تقدموا لانفسکم من خیر اس میں ذکر العام بعد الخاص ہے۔
قوله واقروا اللہ قرصاً حسناً اس میں استعارہ تبعیہ ہے کہ فقراء و مساکین کے ساتھ احسان کرنے کو سب
العالمین کو قرض دینے سے تعبیر کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُورَةُ الْمُدَّثِّرِ مَكِّيَّةٌ

يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝۱ قُمْ فَأَنْذِرْ ۝۲ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۝۳ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝۴

اے کپڑے میں لپٹنے والے • اٹھو پھر ڈراؤ • اور اپنے رب کی بڑائیاں بیان کرو • اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھئے •

وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۝۵ وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ۝۶ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ۝۷ فَإِذَا نُفِرَ فِي

اور بتوں سے الگ رہو • اور کسی کو اس غرض سے مت دو کہ زیادہ معاوضہ چاہو • اور اپنے رب کے واسطے صبر کیجئے • پھر جس وقت صبح

النَّاقُورِ ۝۸ فَذَلِكَ يَوْمَئِذٍ يَوْمٌ عَسِيرٌ ۝۹ عَلَى الْكَافِرِينَ غَيْرُ يَسِيرٍ ۝۱۰

پھونکا جائے گا • سو وہ وقت یعنی وہ دن کافروں پر ایک سخت دن ہوگا جس میں ذرا آسانی نہ ہوگی •

ربط سورہ مُزَّمِّل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تسلیہ مقصود اور انذار کفار تبعاً مذکور تھا، اس سورت میں انذار مقصوداً

اور تسلیہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تبعاً مذکور ہے، اسی لئے سابقہ سورت میں تسلیہ کی آیات زیادہ اور انذار کی کم، اور یہاں
انذار کی زیادہ اور تسلیہ کی کم ہیں، اور اس سورت میں بعض واقعات کی طرف بھی اشارہ ہے۔

تشریح روایات صحیحہ کی رو سے سب سے پہلے سورۃ اقرأ کی ابتدائی آیات مالم یعلم تک نازل ہوئیں، پھر کچھ

مدت تک نزول قرآن کا سلسلہ بند رہا جس کو زمانہ فترت وحی کہا جاتا ہے، اسی زمانہ فترت کے آخر میں یہ واقعہ پیش آیا کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں کسی جگہ تشریف لے جا رہے تھے، اوپر سے کچھ آواز سنی تو آپ نے آسمان کی طرف

نظر اٹھا کر دیکھا کہ وہی فرشتہ جو غار حرا میں سورہ اقرأ کی آیات لے کر آیا تھا وہ آسمان کے نیچے فضاء میں ایک معلق کرسی پر

بیٹھ ہوا ہے، اس کو اس حال میں دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وہی طبعی رعب اور ہیبت کی کیفیت طاری ہو گئی جو غار

حرا میں ہوئی تھی، آپ نے گھبرا کر فرمایا: زَمَلُونِي زَمَلُونِي مجھے ڈھانپو، مجھے ڈھانپو، آپ کپڑوں میں لپٹ گئے، اس

پر سورۃ مدثر کی ابتدائی آیات فاهجروا تک نازل ہوئیں، اس لئے آپ کو خطاب یا ایہا المدثر کے الفاظ سے کیا گیا

(مدثر دثار سے مشتق ہے جسکے معنی ان زائد کپڑوں کے ہیں جن کو آدمی لباس کے اوپر سردی وغیرہ کے دفع کرنے کیلئے استعمال کیا کرتا ہے جیسے چادر، چوغہ، شیروانی وغیرہ) اور شعار اس کپڑے کو کہتے ہیں جو بدن سے متصل ہو جیسے بنیان وغیرہ) واضح رہے کہ لفظ منزل اور مدثر دونوں تقریباً ہم معنی ہیں، ہو سکتا ہے کہ ایک ہی واقعہ میں ان دونوں کا نزول ہوا ہو یعنی ابھی چند سطر قبل جو واقعہ مذکور ہوا اس میں، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ لفظ منزل کے لقب کا واقعہ وہ ہو جس کو احقر نے سورۃ المزمل کی تفسیر میں نقل کیا ہے (یعنی دار الندوة میں مشورہ کرنے کا) اور سورۃ مدثر کا واقعہ وہ ہو جو یہاں اوپر مذکور ہوا۔

تفسیر ملاحظہ فرمائیں! **يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ** الخ اے کپڑے میں لپٹنے والے اٹھو، یعنی اپنی جگہ سے اٹھو، یا یہ مطلب ہے کہ مستعد ہو جاؤ، پھر ڈراؤ (یعنی کافروں کو ڈراؤ) نذیر اور بشیر دونوں ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور انبیاء کرام کے لقب ہیں، نذیر کے معنی ہیں شفقت و ہمدردی کی بناء پر مضر چیزوں سے ڈرانے والا، (جیسے باپ اپنے بچہ کو سانپ بچھو وغیرہ سے ڈراتا اور بچاتا ہے) اور بشیر کے معنی ہیں خوشخبری سنانے والا، اس جگہ صرف انذار کا ذکر اس لئے کیا گیا کہ یہ آیت بالکل ابتدائے نبوت کی ہے، اس وقت مسلمان گئے چنے چند ہی تھے باقی سب کفار و مکشرین تھے جو کسی بشارت کے مستحق نہیں تھے بلکہ انذار یعنی ڈرانے ہی کے مستحق تھے اس لئے یہاں انذار کا ذکر ہی مناسب تھا۔ **وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ** اور صرف اپنے رب کی بڑائی بیان کیجئے (کہ تبلیغ میں سب سے پہلی چیز توحید ہے، مفعول بہ یعنی ربک کو بقصد حصر مقدم کیا گیا ہے) **وَتَبَايَكَ فَطَهِّرْ** یہاں سے بعض ضروری اعمال و عقائد و اخلاق کی تعلیم ہے چنانچہ فرمایا کہ اپنے کپڑے کو پاک رکھئے یعنی نجاست اور گندگی سے کپڑے پاک صاف رہنے چاہئے کہ ظاہری طہارت کا اہتمام بھی ضروری ہے، یہ اعمال میں سے ہے اور چونکہ ابتدا میں نماز نہ تھی اس لئے یہاں اس کا حکم نہیں ہوا، بیان القرآنؑ۔ **وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ** اور بتوں سے الگ رہو، جیسے اب تک الگ ہو، یہ عقائد میں سے ہے، یعنی بدستور سابق توحید پر دوام اور ہمیشگی رکھو، اور باوجودیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شرک میں مبتلا ہونے کا کوئی احتمال نہ تھا پھر بھی یہ حکم اس لئے دیا گیا کہ عقیدہ توحید کی اہمیت معلوم ہو کہ معصوم کو بھی باوجود احتیاج نہ ہونے کے اس کی تعلیم کی جاتی ہے۔ **وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْبِرُ** اور کسی پر احسان اس نیت سے نہ کرو یعنی کسی کو ہدیہ تحفہ اس غرض سے مت دو کہ دوسرے وقت میں زیادہ معاوضہ چاہو، یہ حکم اخلاق کی قبیل سے ہے اور گود و دوسروں کے لئے یہ امر جائز ہے مگر خلاف اولیٰ ہے، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان چونکہ اعلیٰ و ارفع ہے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس کو بھی حرام کر دیا گیا۔ **وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ** اور پھر انذار و تبلیغ میں جو ایذا پیش

۱۔ سورہ مزمل پہلے نازل ہوئی یا سورۃ مدثر تو اس سلسلہ میں یہ بات گوش گذار فرمائیں کہ صحیحین کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے سورہ مدثر نازل ہوئی (یعنی فترت وحی کے بعد) اور روح المعانی میں جابر بن زید تابعی سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ سورہ مدثر، منزل کے بعد نازل ہوئی، الغرض کون پہلے نازل ہوئی اور کون بعد میں اس میں روایتیں مختلف ہو گئیں۔

۲۔ معارف القرآن میں تفسیر مظہری کے حوالہ سے لکھا ہے کہ مجازی طور پر عمل کو بھی ثوب اور لباس کہا جاتا ہے، نیز قلب اور نفس کو بھی، خلق اور دین کو بھی، اور انسان کے جسم کو بھی لباس سے تعبیر کیا جاتا ہے، مطلب یہ ہوگا کہ اپنے کپڑوں اور جسم کو ظاہری ناپاکی اور قلب و نفس کو عقائد باطلہ و اخلاق رذیلہ سے پاک رکھئے۔

۳۔ بتوں سے الگ رہنے کا حکم دراصل امت کے لئے تعلیم ہے، جو غایت تاکید کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے دیا گیا ہے تاکہ امت یہ سمجھے کہ جب پیغمبر معصوم کو بھی اس کا حکم ہے تو ہمیں اس کا کیا اہتمام کرنا چاہئے۔ (معارف)

آئے اس پر اپنے رب کی خوشنودی کے واسطے صبر کیجئے۔ (یہ خاص اخلاق تبلیغ سے متعلق ہے) **فَإِذَا نُفِرَ فِي النَّاقُورِ** **لَذَلِكَ يَوْمَئِذٍ يَوْمٌ عَسِيرٌ عَلَى الْكَافِرِينَ غَيْرُ يَسِيرٍ**۔ پھر اس ڈرانے کے بعد جو کوئی ایمان نہ لائے اس کے لئے یہ وعید ہے کہ جس وقت صور پھونکا جائے گا سو وہ وقت یعنی وہ دن کافروں پر ایک سخت دن ہوگا، جس میں ذرا آسانی نہ ہوگی۔ (مومنین اگر سختی بھی دیکھیں گے تو کچھ مدت کے بعد پھر آسانی کر دی جائے گی، ترجمہ شیخ الہند) آگے بعض خاص کفار کا ذکر ہے۔

لغات المدثر: کپڑے میں لپٹنے والے، اسم فاعل واحد مذکر، **تَذْذُرُ** بالثوب **تَذْذُرُ**: (تفعیل) کپڑے میں لپٹنا۔ (۲) چادر کھل اوڑھنا، اصل میں **مَتَذْذِرُ** تھا تائے تفعیل کو دال سے بدل کر دال کا دال میں ادغام کر دیا۔ **كَبُرَ**: امر واحد مذکر حاضر، بڑائی بیان کرنا، **كَبُرَ** فلان تکبیراً (تفعیل) تعظیم اور بڑائی بیان کرنا۔ **طَهَّرَ**: امر واحد مذکر حاضر، **طَهَّرَ** الشئ بالماء وغیرہ تطہیراً: (تفعیل): پانی وغیرہ سے دھو کر پاک صاف کرنا (۲) **عُيُوبٌ** و نقائص سے بری کرنا، **الرُّجُزُ**: اسم، بت، بتوں کی پرستش (۲) گندگی۔ **لَا تَمْنُنْ**: نہی واحد مذکر حاضر۔ **مَنْ عَلَيْهِ بَكْدَا** (ن) **مَنَا**: بھلائی کرنا۔ **تَسْكَكِرُ**: مضارع واحد مذکر حاضر، **اسْتَكْفَرُ**، **اسْتَكْفَاراً** (استفعال) کوئی چیز زیادہ چاہنا (مادہ کثر ہے کثر الشئ (ك) **كَثْرَةٌ** زیادہ ہونا) **نَقَرَ**: ماضی مجہول واحد مذکر غائب، **نَقَرَ** فِي الصُّورِ (ن) **نَقَرَ**: صور پھونکنا، (۲) **بُكِّلَ** بجائاً۔ **نَاقُورٌ**: اسم، صور، سینگ نما چیز جس میں پھونک مار کر آواز نکالی جائے جمع نواقر۔ **عَسِيرٌ**: صیغہ صفت، واحد مذکر، سخت، بھاری، **عَسَرَ** (ك) **عُسْرًا** و **عَسَارَةً**: کٹھن ہونا۔ **يَسِيرٌ**: صفت مشبہ، واحد مذکر، آسان، **يَسَرَ** الشئ (س) **يَسَرًا**: آسان ہونا و **يُسِّرُ** الشئ (ك) **يُسِّرًا** و **يَسَارَةً** آسان ہونا، کم اور معمولی ہونا۔

ترکیب **يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ**..... حسب سابق حرف ندا اپنے منادی سے مل کر ندا، **قُمْ** **فَانْذِرْ** معطوف و معطوف علیہ ہو کر پھر معطوف علیہ **(انْذِرْ)** کا مفعول بہ محذوف ہے، ای اہل مکہ بالنار۔ **جَلالین** **(وَرَبُّكَ فَكْبُرْ)**..... واو عاطفہ **رَبُّكَ** مفعول بہ مقدم **كَبُرَ** کا، **فَا** عاطفہ۔ **كَبُرَ** فعل امر، ضمیر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ مقدم سے مل کر معطوف فعل مقدر **قُمْ** پر، ای **وَقُمْ** **فَكْبُرْ** **رَبُّكَ**، یہ دونوں آپس میں معطوف و معطوف علیہ ہو کر ماقبل **قُمْ** **فَانْذِرْ** سے معطوف علیہ معطوف، **وَلِيَابِكَ فَطَهَّرْ**..... واو عاطفہ **لِيَابِكَ** مفعول بہ مقدم **طَهَّرَ** کا، **فَا** عاطفہ **طَهَّرَ** فعل، ضمیر فاعل، فعل

۱۔ ابن عباس سے مروی ہے کہ گناہوں سے دور رہ۔

۲۔ نقر کے اصل معنی کھٹ کھٹ کرنے کے ہیں اور کھٹ کھٹ کرنے کے لئے آواز نکالنا ضروری ہے، اور صور پھونکنے سے آواز نکلتی ہے اس لئے اس کا ترجمہ صور پھونکنا کیا جاتا ہے۔

۳۔ بعض نے اس فاکوز اند مانا ہے کیونکہ عطف کے لئے واو موجود ہے، بعض نے فاکوز برائے رابطہ مانا اور حسب مقام شرط مقدر ہوگی کائنہ قبل واپس کائن فلا تدع تکبیر، بعض نے کہا تھا پوشیدہ ہے اس کے جواب میں **فَا** آئی ای و اما **رَبُّكَ فَكْبُرْ**، مگر اس پر ابن ہشام نے معنی الیہب میں رد کیا کہ اس میں حذف بعد حذف ہے اس لئے کہ اما خود مہما یکن من شیء کے عوض میں ہوتا ہے اور جب اس کو کلام سے حذف کر دیا اور اس کے عوض میں کوئی لفظ نہیں آیا تو اس کے حذف پر کوئی دلیل نہیں ہے، لہذا سب سے بہتر صورت یہی ہے کہ یہ عاطفہ ہے اور ہر جگہ فعل محذوف ہے، مثلاً **قُمْ** یا **قَتَبْ** یا ان جیسے۔ (امراب القرآن و صرفہ ماہ)

اپنے فاعل اور مفعول بہ مقدم سے مل کر معطوف فعل مقدّر قُم پر ای وَقُم فطهر ثيابك، یہ دونوں باہم معطوف و معطوف علیہ ہو کر ماقبل سے معطوف علیہ معطوف، والرّجز فاهجر..... واو عاطفہ الرجز مفعول بہ مقدم اہجر کا، فا عاطفہ اہجر فعل، ضمیر انت فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ مقدم سے مل کر معطوف فعل مقدّر قُم پر ای وَقُم فاهجر الرّجز، یہ دونوں باہم معطوف و معطوف علیہ ہو کر ماقبل سے معطوف علیہ معطوف، ولا تمنن تستکثر..... واو عاطفہ لا تمنن فعل نہیں، ضمیر انت ذوالحال، تستکثر جملہ فعلیہ حال، ذوالحال اپنے حال سے مل کر فاعل، فعل نہیں اپنے فاعل سے مل کر معطوف علیہ معطوف، ولربك فاصبر..... واو عاطفہ لربك متعلق مقدم اصبر کے، فا عاطفہ، اصبر فعل امر، ضمیر فاعل، فعل اپنے فاعل اور متعلق مقدم سے مل کر معطوف فعل مقدّر قُم پر ای وقم فاصبر لربك، یہ دونوں باہم معطوف و معطوف علیہ ہو کر ماقبل سے معطوف، تمام معطوفات مل ملا کر جواب ندا، ندا مع جواب ندا جملہ متانفہ۔

فَاِذَا نُفِرَ فِي النَّاقُورِ فَذٰلِكَ يَوْمٌ عَسِيرٌ عَلٰى الْكَافِرِيْنَ غَيْرٌ يَّسِيْرٌ..... فَاِِسْتِغَاثِيْهِ۔ اِذَا ظرفیہ مضاف متضمن معنی شرط، نُفِرَ فعل مجہول، فی الناقور نائب فاعل، مکمل جملہ مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر ظرف اس کا جس پر عَسِيرٌ دلالت کر رہا ہے ای عَسْرَ الامر علی الکافرین۔ فا رابطہ، ذلک مبتدا، (ذلک اشارۃ الی وقت النقر المفہوم من فاذا نقر الخ) یومئذ ذلک سے بدل (مبنی علی الفتح لاضافتہ الی غیر متمکن) یومٌ موصوف عسیر علی الکافرین شبہ جملہ صفت، غیر یسیر صفت ثانی برائے تاکید، موصوف اپنی دونوں صفتوں سے مل کر خبر، مبتدا مع خبر جواب شرط۔

ذَرْنِيْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيْدًا ۝۱۱ وَجَعَلْتُ لَهُ مَالًا مَّمْدُوْدًا ۝۱۲ وَبَنِيْنَ شُهُوْدًا ۝۱۳
مجھ کو اور اس شخص کو رہنے دو جس کو میں نے اکیلا پیدا کیا • اور اس کو کثرت سے مال دیا • اور پاس رہنے والے بیٹے •
وَمَهَّدْتُ لَهُ تَمْهِيدًا ۝۱۴ ثُمَّ يَطْمَعُ اَنْ اَزِيْدَ ۝۱۵ كَلَّا ۝۱۶ اِنَّهٗ كَانَ لَا يَتِيْنًا عِنْدًا ۝۱۷
اور سب طرح کا سامان اس کے لئے مہیا کر دیا • پھر بھی اس بات کی ہوس رکھتا ہے کہ اور زیادہ دوں • ہرگز نہیں وہ ہماری آیتوں کا مخالف ہے •
سَاَرْهَقُهُ صَعُوْدًا ۝۱۸ اِنَّهٗ فَكَّرَ وَقَدَّرَ ۝۱۹ فَقَتِلَ كَيْفَ قَدَرًا ۝۲۰
میں اس کو غرق دوزخ کے پہاڑ پر چڑھاؤنگا • اس شخص نے سوچا پھر ایک بات تجویز کی • سو اس پر خدا کی مار ہو کیسی بات تجویز کی •
ثُمَّ قَتِلَ كَيْفَ قَدَرًا ۝۲۱ ثُمَّ نَظَرَ ۝۲۲ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ۝۲۳ ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ۝۲۴
پھر اس پر خدا کی مار ہو کیسی بات تجویز کی • پھر دیکھا • پھر منہ بنایا اور زیادہ منہ بنایا • پھر منہ پھیرا اور تکبر ظاہر کیا •

۱۔ بعض نے فاسیہ قرار دیا کہانہ قیل اصبر علی اذا هم فبین ایدیہم یومٌ هائلٌ یلقون فیہ عاقبۃ اذاہم۔
 ۲۔ خود عسیر عامل نہ ہوگا بعض نے کہا اذا نقر کا عامل ذلک اسم اشارہ کے معنی ہیں۔

فَقَالَ إِنَّ هَذَا إِلَّا سِحْرٌ يُؤْتَرُ ۖ إِنَّ هَذَا إِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ۝

پھر بولا کہ یہ تو جادو ہے منقول • بس یہ تو آدمی کا کلام ہے •

تشریح یہ آیات ولید بن مغیرہ کے بارے میں نازل ہوئیں جس کا واقعہ یہ ہے کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے مال و اولاد خوب دی تھی، بقول ابن عباسؓ اس کی زمین، جائیداد اور باغات مکہ سے طائف تک پھیلے ہوئے تھے، اور بقول ثوری اس کی سالانہ آمدنی ایک کروڑ دینار تھی، بعض نے اس سے کم بھی بتلائی ہے، اور یہ عرب کا سردار مانا جاتا تھا، لوگوں میں اس کا لقب ریحانہ قریش مشہور تھا، یہ خود اپنے کو بطور فخر و تکبر وحید ابن الوحید یعنی یکتا کا بیٹا یکتا کہا کرتا تھا، کہ نہ قوم میں میری کوئی نظیر ہے نہ میرے باپ مغیرہ کی (قرطبی) مگر اس ظالم نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی، اور قرآن کو کلام الہی یقین کر لینے کے باوجود جھوٹی بات بنائی، اور قرآن کو سحر کہا، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ساحر کہا، اس کا واقعہ تفسیر قرطبی میں یہ بیان کیا ہے کہ جب قرآن کی آیت حم تنزيل الکتب من اللہ العزیز العلیم سے الیہ المصیر تک نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تلاوت کر رہے تھے، جب ولید بن مغیرہ نے یہ قرأت سنی تو بے ساختہ اس کے کلام الہی ماننے اور یہ کہنے پر مجبور ہو گیا کہ واللہ میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ایسا کلام سنا ہے جو نہ کسی انسان کا کلام ہو سکتا ہے نہ کسی جن کا، اور اس میں بڑی حلاوت ہے، اور اس پر خاص رونق ہے، اس کا اعلیٰ پھل دینے والا اور اسفل پانی جاری کرنے والا ہے، وہ بلاشبہ سب سے بلند و بالا ہو کر رہے گا، اس پر کوئی غالب نہیں ہو سکتا، یہ بشر کا کلام نہیں، چنانچہ عرب کے سب سے بڑے مالدار و سردار کے اس طرح کہنے سے قریش کے کافر سرداروں کو فکر اور بیحد تشویش ہوئی اور جمع ہو کر مشورہ کرنے لگے، ابو جہل نے کہا فکر نہ کرو میں ابھی اس کو ٹھیک کروں گا (یعنی ولید بن مغیرہ کو، کہ کیوں اس نے محمد سے منے ہوئے کلام کو کلام الہی بتایا)

ابو جہل اور ولید بن مغیرہ کا مکالمہ اور آنحضرت ﷺ کی حقانیت پر دونوں کا اتفاق:

ابو جہل، ولید بن مغیرہ کے پاس غمگین صورت بنا کر پہنچا، ولید نے اس سے پوچھا کہ کیا بات ہے غمگین نظر آتے ہو، ابو جہل نے کہا کہ غمگین کیسے نہ ہوں، یہ سارے لوگ باہم چندہ کر کے تجھے مال دیتے ہیں کہ اب تو بوڑھا ہو گیا ہے تیری مدد کرنا چاہئے، اور تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ابن ابی قحافہ (ابو بکرؓ) کے پاس اس لئے جاتے ہو کہ کچھ کھانے پینے کو مل جائے، اور ان کی خوشامد میں ان کے کلام کی تعریف کرتے ہو (ظاہر ہے کہ قریش کا چندہ کر کے ولید کو دینا، اور ولید کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کھانے پینے کی چیزیں لینا، سب جھوٹ تھا) اس پر ولید کو بجد غصہ آیا اور کہنے لگا کہ کیا میں محمد اور ان کے ساتھیوں کے ٹکڑوں کا محتاج ہوں، کیا تمہیں میرے مال کی کثرت معلوم نہیں، قسم ہے لات و عزی کی کہ میں اس کا ہرگز محتاج نہیں، البتہ تم جو یہ کہتے ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجنون ہیں یہ بات بالکل غلط ہے اس کا کوئی یقین نہیں کر سکتا کیا تم میں سے کسی نے ان کو کوئی مجنونانہ کام کرتے دیکھا ہے، ابو جہل نے اقرار کیا کہ لا

یعنی واللہ ہم نے کوئی ایسا کام ان کا نہیں دیکھا، پھر ولید نے کہا کہ تم لوگ ان کو شاعر کہتے ہو کیا تم نے ان کو کبھی شعر کہتے ہوئے سنا ہے، ابو جہل نے اس پر بھی یہی کہا لا واللہ، پھر ولید نے کہا کہ تم لوگ ان کو کذاب کہتے ہو، تو بتلاؤ کہ تم نے عمر بھر میں کبھی ان کی کسی بات کو جھوٹا پایا ہے، اس پر بھی ابو جہل کو یہی اقرار کرنا پڑا کہ لا واللہ، پھر ولید نے کہا کہ تم لوگ ان کو کافران کہتے ہو، کیا تم نے ان کے کلمات کا ہنوں جیسے سنے ہیں، اس پر بھی ابو جہل نے کہا لا واللہ، تمام الزامات سے ابو جہل دستبردار ہو گیا، اب فکر یہ پڑی کہ آخر پھر کیا کہہ کر لوگوں کو اسلام سے روکا جائے، اس لئے خود ولید ہی کو خطاب کر کے کہا کہ پھر تم ہی بتلاؤ کہ ان کو کیا کہا جائے، اس پر اس نے پہلے تو اپنے دل میں سوچا، اور ایک بات تجویز کی، پھر ابو جہل کی طرف نظر اٹھائی، پھر منہ بنایا جس سے نفرت کا اظہار ہو پھر اور زیادہ منہ بنایا اور آخر میں کہنے لگا کہ چونکہ ان کے کلام کا اثر ایسا ہوتا ہے جیسے ساحروں کے کلام کا، کیونکہ جو آپ پر ایمان لے آتا ہے تو وہ اپنے کافر ماں باپ اور رشتہ داروں سے نفرت کرنے لگتا ہے، اور جادوگر بھی اپنے عمل سے میاں بیوی اور بھائی بھائی میں جدائیگی کر دیتا ہے، اس لئے اگر ان کو ساحر کہو تو بات چل جائے گی، حالانکہ یہ گنجت خوب جانتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ساحر بھی نہیں ہے، اسی کو قرآن نے انہ فکروا وقد الخ سے بیان کیا، اور اس پر لعنت فرمائی۔

تفسیر ملاحظہ فرمائیں! ذَرْنِي وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيدًا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھ کو اور اس شخص کو اپنے اپنے حال پر رہنے دو جس کو میں نے مال و اولاد سے خالی اور اکیلا پیدا کیا (ظاہر ہے کہ بوقت پیدائش آدمی کے پاس نہ مال ہوتا ہے اور نہ اولاد، مراد اس سے ولید بن مغیرہ ہے جس کا قصہ تحریر ہو چکا، مطلب یہ ہے کہ ایسے منکروں کے معاملہ میں آپ غمگین نہ ہوں اور نہ ان کو مہلت ملنے سے تنگ دل ہوں بلکہ مجھ کو اور اس شخص کو اپنے اپنے حال پر چھوڑ دو میں ان سے خود نمٹ لوں گا) وَجَعَلْتُ لَهُ مَالًا مَمْدُودًا الخ اور میں نے اس کو کثرت سے مال دیا، اور پاس رہنے والے بیٹے دیئے، (شہوداً کے لفظ سے معلوم ہوا کہ اپنی اولاد کا اپنے پاس ہونا بھی ایک بڑا انعام ہے جو باپ کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک اور سکون قلب کا ذریعہ ہے، اس کے دسویں بیٹے ہمہ وقت آنکھوں کے سامنے رہتے اور مجلس میں باپ کی عزت بڑھاتے اور دھاک بٹھلاتے تھے اور تجارتی کاروبار اور دیگر کام کاج کے لئے نوکر چاکر بہت تھے۔ وَمَهَّدْتُ لَهُ تَمْهِيدًا۔ اور میں نے سب طرح کا سامان اس کے لئے مہیا کر دیا تھا، یعنی دنیا میں خوب عزت جمادی، چنانچہ تمام قریش ہر مشکل کام میں اسی کی طرف رجوع کرتے اور اس کو اپنا حاکم جانتے تھے۔ ثُمَّ يَطْمَعُ أَنْ أَزِيدَ۔ پھر بھی اس بات کی ہوس رکھتا ہے کہ میں اس کو اور زیادہ دوں، (یعنی بجائے اس کے کہ مال و اولاد کے ملنے پر شکر بجالاتا اور ایمان لے آتا، اس نے یہ کیا کہ ہمیشہ بت پرستی کی، اور مزید مال جمع کرنے کی حرص وہوس میں منہمک رہا، چنانچہ فرماتے ہیں کہ) كَلَّا إِنَّهُ كَانَ لِآيَاتِنَا عَنِيدًا۔ ہرگز نہیں، یعنی وہ شخص زیادہ دیئے جانے کے ہرگز قابل نہیں، کیونکہ وہ ہماری آیتوں کا مخالف ہے، کہ قرآن کو

۱۔ سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ اس کے تیرہ بیٹے تھے، ایک قول یہ ہے کہ دس بیٹے تھے، مقاتل فرماتے ہیں کہ سات تھے یعنی ولید بن ولید، خالد، عمارۃ، ہشام، عاص، قیس، عبد شمس، لڑکی ایک بھی نہ تھی، ان بیٹوں میں تین بیٹے ہشام ابن ولید، ولید ابن ولید، خالد بن ولید مسلمان ہو گئے تھے۔

جادو اور کلام بشر کہتا ہے، (کہتے ہیں کہ ان آیات کے نزول کے بعد اس کی ترقی بند ہوگئی، چنانچہ پھر نہ کوئی اولاد ہوئی اور نہ کچھ مال بڑھا، آخر فقیر ہو کر ذلت کے ساتھ مر گیا) (ترجمہ شیخ الہند) سَارِهَقَهُ صُعُوذًا۔ مذکورہ سزا تو دنیا میں ہوئی اور آخرت میں یہ سزا ملے گی کہ میں اس کو عنقریب یعنی مرنے کے بعد صعود پر یعنی دوزخ کے پہاڑ پر چڑھاؤں گا (حدیث ترمذی میں مرفوعاً ہے کہ صعود دوزخ میں ایک پہاڑ ہے، ستر برس میں اس کی چوٹی پر پہنچے گا پھر وہاں سے گر پڑے گا، پھر اسی طرح ہمیشہ چڑھے گا اور گرے گا، وجہ اس کی وہی عناد اور ناشکری ہے جو اوپر مذکور ہوئی، اور کچھ تفصیل اس کی یہ ہے کہ) اِنَّهٗ فَكَّرَ وَقَدَّرَ الْخ اس نے سوچا، یعنی قرآن کی شان میں سوچا کہ کیا بات تجویز کروں، پھر سوچ کر ایک بات تجویز کی۔ ثُمَّ نَظَرَ پھر نگاہ کی، یعنی نظر اٹھائی کہ وہ تجویز کی ہوئی بات حاضرین سے کہوں۔ ثُمَّ عَبَسَ وَنَسَرَ پھر منہ بنایا، (تا کہ دیکھنے والے سمجھیں کہ اس کو قرآن سے بہت کراہت و ناپسندیدگی ہے) اور زیادہ منہ بنایا۔ ثُمَّ اَذْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ۔ پھر منہ پھیرا اور تکبر ظاہر کیا اور غرور و تکبر کے انداز میں کہنے لگا اِنْ هٰذَا اِلَّا سِحْرٌ يُؤْتٰرُ اِنْ هٰذَا اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ۔ کہ بس یہ تو جادو ہے جو اوروں سے منقول ہے، بس یہ تو آدمی کا کلام ہے، (مطلب یہ ہے کہ قرآن اللہ کا کلام نہیں بلکہ بشر کا کلام ہے جس کو آپ کسی جادوگر سے نقل کر دیتے ہیں، حالانکہ یہ متکبر شخص ولید بن مغیرہ پہلے قرآن کی حقانیت کا اقرار کر چکا تھا) آگے اس عناد کی سزا تفصیلاً بیان فرماتے ہیں جیسا کہ سارہقہ میں اجمالی سزا کا ذکر ہے۔

لغات

وَحِيدًا: صفت مشبہ واحد مذکر، تنہا اکیلا، وَحَدَ يَحْدُ (ض) وَحْدًا وَحْدَةً وَوَحْدَةً: اکیلا ہونا، ایک ہونا، تنہا ہونا۔ مَمْدُودًا: اسم مفعول واحد مذکر، کثیر (۲) کشادہ، مَدَّ (ن) مَدًّا بڑھانا، شَهُودًا: حاضر یعنی پاس رہنے والے، شَاهِدٌ کی جمع شُهَدَاءُ الْمَجْلِسِ (س) شُهُودًا: حاضر ہونا (مزید تفصیل در سورہ بروج) مَهْدُتٌ: ماضی واحد متکلم، مَهَّدَ الْأَمْرَ تمہیداً: کسی معاملہ کو آسان کرنا، ہموار کرنا، مہیا اور تیار کرنا۔ يَطْمَعُ: مضارع واحد مذکر غائب، طَمِعَ (س) طَمَعًا: چاہنا، لالچ کرنا۔ غَنِيْدًا: صفت مشبہ واحد مذکر، مخالف، ضِدِّي غِنْدٌ فَلَانٌ (ض) غِنْدًا وَغَنُوْدًا: مخالف ہونا، نہ ماننا، تکبر کرنا۔ اَرْهَقُ: مضارع واحد متکلم، اَرْهَقَ فَلَانًا (افعال) اِرْهَاقًا: پریشانی میں ڈالنا، کسی کام کے کرنے پر مجبور کرنا۔ (حضرت تھانویؒ نے آیت کا وہ ترجمہ کیا ہے جو حاصل ترجمہ ہے)۔ صُعُوْدًا: مشقت، دشوار گزار گھاٹی (۲) دوزخ کے ایک پہاڑ کا نام، جمع اَصْعَدَةٌ وَصُعْدٌ. فَكَّرَ: ماضی واحد مذکر غائب (تفعیل) فَكَّرَ تَفْكِيرًا غور کرنا، سوچنا، عَبَسَ: ماضی واحد مذکر غائب، عَبَسَ: (ض) عَبَسًا وَغَبُوسًا: ترش رو ہونا، بَسَرَ: ماضی واحد مذکر غائب، بَسَرَا (ن) بَسَرَا وَبُسُورًا: ترش رو ہونا، چہرہ پر شکن پڑنا، اَذْبَرَ: ماضی واحد مذکر غائب، اَذْبَرَ اِذْبَارًا پیٹھ پھیرنا، سِخَرُ: مصدر از باب فتح، یہاں بطور حاصل مصدر مستعمل ہے بمعنی جادو، جمع اَسْحَارُ وَمُسْخُورٌ. يُؤْتَرُ: مضارع مجہول واحد مذکر غائب، اَثَرَ الْحَدِيثِ (ن) اَثَرًا: بات نقل کرنا، بَشَرًا: انسان، واحد اور جمع دونوں کے لئے، تَشْنِيْہَ کے لئے بَشَرِيْنٌ۔

۱۔ دراصل بشرۃ ظاہری کمال کو کہتے ہیں اور ادمۃ باطنی سطح کو، انسان کو بشر اسی لئے کہتے ہیں کہ اس کی کمال ظاہر ہوتی ہے، دیگر حیوانات کی طرح بالوں سے چھپی نہیں رہتی۔

ترکیب ذَرْنِي وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيدًا ذَرْ فعل امر، ضمیر انت فاعل، نون وقایہ، یا ضمیر مفعول بہ معطوف علیہ، واو عاطفہ مَنْ اسم موصول، خَلَقْتُ فعل بفاعل، ضمیر مفعول محذوف ہے جو کہ ذوالحال ہے، و وحیداً حال ای مفرداً، خَلَقْتُ کمل جملہ معطوف علیہ۔ وَجَعَلْتُ لَهُ مَالًا مَمْدُودًا وَبَنِينَ شُهُودًا وَاو عاطفہ، جَعَلْتُ فعل بفاعل، لَهُ متعلق ہو کر مفعول بہ ثانی، مَالًا مَمْدُودًا موصوف صفت معطوف علیہ وَاو عاطفہ، بَنِينَ شُهُودًا موصوف صفت معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مفعول بہ اول، فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے مل کر معطوف علیہ معطوف۔ وَهَهْدُ لَهُ تَمْهِيدًا معطوف علیہ معطوف (لَهُ متعلق مہدت کے، تَمْهِيدًا مفعول مطلق) ثُمَّ يَطْمَعُ أَنْ أَزِيدَ ثُمَّ حرف عطف، للترتيب مع التراخي، يَطْمَعُ فعل بفاعل، ان ازید بتاویل مصدر منسوب بنزع الخافض ای بَأَنْ أَزِيدَ جار مجرور متعلق يَطْمَعُ فعل کے، اور وہ معطوف، تمام معطوفات مل ملا کر مَنْ اسم موصول کا صلہ، اسم موصول مع صلہ معطوف لفظ یا ضمیر پر، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ متانفہ۔ كَلَّا إِنَّهُ كَانَ لِآيَاتِنَا عَنِيدًا كَلَّا حرف ردع وزجر، إِنَّهُ حرف مشبہ بالفعل مع اسم، كَانَ فعل ناقص ضمیر ہو اس کا اسم، لِآيَاتِنَا متعلق عنیداً بمعنی جاحداً کے، صیغہ صفت اپنے فاعل وغیرہ سے مل کر خبر کان کی، فعل ناقص مع اسم و خبر، حرف مشبہ بالفعل کی خبر، حرف مشبہ بالفعل مع اسم و خبر جملہ اسمیہ خبریہ تعلیلیہ (تعلیل للردع) سَأَرَهَقَهُ صَعُودًا سَيْنَ برائے استقبال أَرْهَقَ فعل بفاعل، هَا ضمیر مفعول بہ اول، صَعُودًا مفعول بہ ثانی، (لأن أَرْهَقَهُ مضمّن معنی أَكَلَفَهُ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ متانفہ بیانیہ۔ إِنَّهُ فَكَّرَ وَقَدَّرَ إِنَّهُ حرف مشبہ بالفعل مع اسم فَكَّرَ جملہ فعلیہ معطوف علیہ، قَدَّرَ جملہ فعلیہ معطوف علیہ معطوف، (فَقِيلَ كَيْفَ قَدَّرَ فَا عَرَضَ عَلَيْهِ قِيلَ جملہ فعلیہ معترضہ دعائیہ، کَیْفَ حال از ضمیر قَدَّرَ اور قَدَّرَ جملہ تعلیلیہ، ای تعلیل لقوله قِيلَ. ثُمَّ قِيلَ كَيْفَ قَدَّرَ حسب سابق ترکیب ہو کر قِيلَ پر معطوف، وَكَلِمَةً ثُمَّ لِلدَّلَالَةِ عَلَى أَنَّ الثَّانِيَةَ أَبْلَغُ مِنَ الْأُولَى) ثُمَّ نَظَرَ معطوف علیہ معطوف، یعنی ما قبل فَكَّرَ وَقَدَّرَ پر معطوف۔ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ثُمَّ أَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ فَقَالَ مختصر یہ کہ تمام جملے باہم معطوف و معطوف علیہ ہیں اور پھر حرف مشبہ بالفعل کی خبر، اور حرف مشبہ بالفعل مع اسم و خبر جملہ تعلیلیہ، إِنَّ هَذَا إِلَّا سِحْرٌ يُوقَرُ إِنَّ نافیہ ہذا مبتداً الاً اداة حصر، سِحْرٌ يُوقَرُ موصوف صفت خبر، مبتداً مع خبر مقولہ قال کا۔ إِنَّ هَذَا إِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ إِنَّ نافیہ ہذا مبتداً الا اداة حصر، قَوْلُ الْبَشَرِ مرکب اضافی خبر، مبتداً مع خبر مقولہ قال کا۔



- ۱۔ قولہ ومن خلقت وحیداً میں دوسرا احتمال یہ ہے کہ یہ ذرنی کی ضمیر منسوب سے حال ہو یا خلقت کی تاء ضمیر فاعل سے حال ہو ای خلقتہ وحیداً لم یشر کنی فی خلقہ احد فانما اهلكہ ولا احتاج الی نصیر۔
 ۲۔ اگر أَرْهَقَهُ کو اکلفہ کے معنی میں نہ لیں تو صعوداً منسوب بنزع الخافض ہوگا، بعض نے اس کو تیسرا مانا ہے اور بعض نے مفعول نہیں۔

سَاصِلِيهِ سَقَرٌ ۚ وَمَا أَدْرَاكَ مَاسَقَرُ ۚ لَا تَبْقَى وَلَا تَذَرُ ۚ لَوْ اِذَا لِّلْبَشَرِ ۚ

میں اس کو جلدی دوزخ میں داخل کروں گا • اور تم کو کچھ خبر بھی ہے کہ دوزخ کیسی چیز ہے • نہ تو باقی رہے گی اور نہ چھوڑے گی • وہ بدن کی حیثیت بگاڑ دے گی •

عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ۚ وَمَا جَعَلْنَا أَصْحَابَ النَّارِ إِلَّا مَلَائِكَةً ۚ وَمَا جَعَلْنَا

اس پر انیس فرشتے ہوں گے • اور ہم نے دوزخ کے کارکن صرف فرشتے بنائے ہیں اور ہم نے جو ان کی

عِدَّتَهُم إِلَّا فِتْنَةً لِّلَّذِينَ كَفَرُوا ۚ لِيَسْتَيَقِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ

تعداد صرف ایسی رکھی ہے جو کافروں کی گمراہی کا ذریعہ ہو، تو اسلئے تاکہ اہل کتاب یقین کر لیں

وَيَزِدَّ الَّذِينَ آمَنُوا إِيمَانًا وَلَا يَرْتَابَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ وَالْمُؤْمِنُونَ ۚ

اور ایمان والوں کا ایمان اور بڑھ جائے اور اہل کتاب اور مومنین شک نہ کریں

وَلَيَقُولَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ وَالْكَافِرُونَ مَاذَا أَرَادَ اللَّهُ بِهَذَا مَثَلًا ۚ

اور تاکہ جن لوگوں کے دلوں میں مرض ہے، وہ اور کافر لوگ کہنے لگیں کہ اس عجیب مضمون سے اللہ تعالیٰ کا کیا مقصد ہے

كَذَلِكَ يُضِلُّ اللَّهُ مَن يَشَاءُ وَيَهْدِي مَن يَشَاءُ ۚ وَمَا يَعْلَمُ

اسی طرح اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے گمراہ کر دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت کر دیتا ہے اور تمہارے رب کے

جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ ۚ وَمَا هِيَ إِلَّا ذِكْرَىٰ لِّلْبَشَرِ ۚ

لشکروں کو بجز رب کے کوئی نہیں جانتا۔ اور دوزخ صرف آدمیوں کی نصیحت کے لئے ہے •

تشریح یہاں سے ولید بن مغیرہ کے عناد کی سزا تفصیل سے بیان کرتے ہیں کہ سَاصِلِيهِ سَقَرُ الخ میں اس کو

دوزخ میں داخل کروں گا، اور تم کو کچھ خبر ہے کہ دوزخ کیسی چیز ہے۔

لَا تَبْقَى وَلَا تَذَرُ وہ ایسی ہے کہ نہ تو باقی رہنے دے گی یعنی دوزخیوں کی کوئی چیز ایسی باقی نہیں رہے گی جو جلنے

سے بچ جائے، اور جو کفار داخل ہونے سے پہلے جہنم سے باہر ہوں گے ان کو اپنے اندر لئے بغیر نہ چھوڑے گی۔ لَوْ اِذَا

لِّلْبَشَرِ وہ جہنم جلا کر بدن کی حیثیت بگاڑ دے گی، (یعنی کفار جب جہنم میں ڈالے جائیں گے تو وہاں ان کے چہرے

آگ سے مجلس کر کباب ہو جائیں گے، اور بدن کی حالت بگڑ جائے گی، اور شکلیں بدنما ہو جائیں گی کہ نیچے کا ہونٹ لٹک

کر ناف کو چھو لے گا، اور اوپر کا ہونٹ پھول کر کھوپڑی تک پہنچ جائے گا، اَللّٰهُمَّ اَعِزَّنَا مِنَ النَّارِ، علیہا تسعة

عشر دوزخ پر انیس فرشتے ہوں گے (جو جہنم کے خازن اور افسر ہیں جن میں سب سے بڑے ذمہ دار کا نام مالک ہے،

وہ فرشتے اہل دوزخ کو انواع انواع کا عذاب دیں گے، اگرچہ عذاب دینے کے لئے ایک فرشتہ بھی کافی ہے مگر انیس

فرشتوں کے مقرر ہونے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ عذاب کا بہت ہی اہتمام ہوگا اور خاص طور پر انیس ہی کیوں ہے تو اس عدد

میں جو نکتہ ہے اس کو حقیقۃ اللہ ہی جانتے ہیں، حضرت تھانویؒ نے بیان القرآن میں ایک نکتہ بیان کیا ہے جس کو حاشیہ میں دیکھا جاسکتا ہے) وما جعلنا اصحاب النار الا ملئکة الخ انیس کا عدد سن کر مشرکین ٹھٹھا مذاق کرنے لگے کہ ہم ہزاروں ہیں، انیس ہمارا کیا کر لیں گے، اگر وہ کچھ طاقتور ہی ہوئے تو ہم میں سے دس دس ان کے ایک ایک کے مقابلہ میں ڈٹ جائیں گے، ایک پہلوان بولا کہ سترہ کو تو میں اکیلا کافی ہوں، باقی دو فرشتوں کا تم لوگ مل کر کام تمام کر دینا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ وہ انیس تو ضرور ہیں مگر آدمی نہیں بلکہ فرشتے ہیں جن کی قوت کا حال یہ ہے کہ ایک فرشتہ نے قوم لوط کی ساری بستی کو ایک بازو پر اٹھا کر پٹک دیا تھا۔

تفسیر ملاحظہ فرمائیں! ہم نے دوزخ کے کارکن صرف فرشتے بنائے ہیں۔ وَمَا جَعَلْنَا عَدْتَهُمُ الْخ اور ہم نے جو ان کی تعداد (ذکر و حکایت میں) صرف ایسی رکھی ہے جو کافروں کی گمراہی کا ذریعہ ہو، مراد اس سے انیس کا عدد ہے، تاکہ اہل کتاب یقین کر لیں یعنی سننے کے ساتھ ہی، اور ایمان والوں کا ایمان اور بڑھ جائے، اور اہل کتاب اور مومنین شک نہ کریں اور تاکہ جن لوگوں کے دلوں میں مرض ہے یعنی شک کا مرض ہے وہ۔ اور کافر لوگ کہنے لگیں کہ اس عجیب مضمون سے اللہ تعالیٰ شانہ کا کیا مقصود ہے۔ (الذین فی قلوبہم مرض میں مرض سے مراد نفاق بھی ہو سکتا ہے یعنی منافقین، یعنی یہ لوگ کہیں گے کہ انیس کے عدد سے خدا کی کیا غرض اور کیا مقصود ہے، (بھلا ایسی بے تکی اور غیر موزوں بات کو کون مان سکتا ہے، العیاذ باللہ)

سوال اگر مرض سے مراد نفاق لیں تو اس صورت میں اشکال یہ ہوگا کہ منافقین تو مدینہ میں ہوئے ہیں جب کہ یہ آیات مکی ہیں۔

جواب یہ ہے کہ یہ بات بطور پیشین گوئی کے ہے یعنی اللہ کو معلوم تھا کہ حضور ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے

۱۔ کفار کو اصل عذاب عقائد حقہ کی مخالفت پر ہوگا، اور عقائد حقہ قطعیہ جو عملیات کے قبیل سے نہیں تو ہیں، اور عقائد قطعیہ جو عملیات سے متعلق ہیں دس ہیں، لہذا اکل تعداد انیس ہوگئی، وہ نو یہ ہیں (۱) اللہ پر ایمان لانا (۲) عالم کے حادث ہونے کا یقین رکھنا۔ (۳) فرشتوں پر ایمان لانا (۴) اللہ کی تمام آسمانی کتابوں پر ایمان لانا۔ (۵) پیغمبروں پر ایمان لانا۔ (۶) تقدیر پر ایمان لانا۔ (۷) قیامت کے دن پر ایمان لانا۔ (۸) جنت کا یقین کرنا (۹) دوزخ کا یقین کرنا اور وہ دس یہ ہیں ان میں پانچ وہ ہیں جن کے وجوب کا اعتقاد ضروری ہے (۱) تخطہ ہاشداتین (۲) اقامت صلوٰۃ (۳) اتاء زکوٰۃ (۴) صوم رمضان (۵) حج بیت اللہ، اور پانچ وہ ہیں جن کے حرام ہونے کا اعتقاد ضروری ہے (۱) سرقت (۲) زنا (۳) قتل، خصوصاً قتل اولاد (۴) بہتان (۵) عصیان فی معروف جس میں نیت، ظلم، پیچیدگی کا مال ناجائز طور پر کھانا، یہ کل انیس عدد ہوئے، شاید ایک ایک عقیدہ کے مقابلہ میں ایک ایک فرشتہ مقرر ہو اور چونکہ ان سب میں ایک ہی عقیدہ بڑا ہے یعنی توحید، اس لئے ان فرشتوں میں بھی ایک فرشتہ سب سے بڑا مقرر ہوا، یعنی مالک واللہ اعلم۔ (بیان القرآن) ترجمہ شیخ الہند میں حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کا قول نقل کیا ہے کہ جہنم میں انیس قسم کے عذاب دیئے جائیں گے ہاں طور کہ ایک عذاب پر ایک فرشتہ مقرر ہو کیونکہ ایک فرشتہ سے ایک ہی قسم کا عذاب دوزخیوں پر ہو سکتا تھا، دوسری قسم کا عذاب جو اس کے دائرہ استعدا سے باہر ہے ممکن نہ تھا جیسے حضرت جبرئیلؑ وحی تو لاسکتے ہیں مگر پانی برسانا ان کا کام نہیں، ملک الموت لاکھوں آدمیوں کی جان ایک آن میں نکال سکتا ہے مگر عورت کے پیٹ میں ایک بچہ کے اندر جان نہیں ڈال سکتا، علی ہذا القیاس آگندہ کچھ ملتی ہے سن نہیں سکتی، کان ہزاروں آوازیں سن سکتا ہے گرد کچھ نہیں سکتا، تفصیل در تفسیر عزیزی۔

۲۔ معارف القرآن میں لکھا ہے کہ اولاً تو ایک فرشتہ ہی سب کے لئے کافی ہے اور انیس کا عدد جو یہاں بتلایا گیا ہے یہ ان فرشتوں کے بڑوں اور ذمہ داروں کا عدد ہے ان میں سے ہر ایک کے تحت لاکھوں فرشتے ہیں جو کفار و کفار کو عذاب دیں گے۔

۳۔ عمود حق کے بعد بیٹے مگر ہو جاتے ہیں اور بیٹے متردد یعنی شک کرنے والے۔

جائیں گے، اور وہاں منافق بھی ہوں گے، جو اس قسم کا مذاق کریں گے جو نزول آیت کے وقت اہل مکہ کر رہے ہیں۔

اہل کتاب کے یقین کی وجہ ان کے یقین کر لینے کی ایک وجہ تو یہ ہو سکتی ہے کہ فرشتوں کے انیس ہونے کا عدد ان کی کتاب میں بھی لکھا ہوا ہے لہذا ان کے یقین میں شک نہیں ہے۔ اور دوسری وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ عدد ان کی کتاب میں نہ ہو لیکن وہ فرشتوں کی قوت کے قائل تھے (لہذا انیس بھی تھوڑے نہیں، پس یقین سے مراد عدم انکار و عدم استہزاء ہے، لیکن توجیہ اول ظاہر ہے، بیان القرآن)

اہل ایمان کے ایمان میں زیادتی کی وجہ مومنین کے ایمان میں زیادتی کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ اہل کتاب کے یقین کو دیکھ کر مومنین کا ایمان کیفیت کے اعتبار سے قوی ہو جائے گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وحی سابق کی خبر دے رہے ہیں اس لئے آپ ضرور نبی برحق ہیں۔

اور دوسری وجہ ایمان میں زیادتی کی یہ ہے کہ مومنین ایمان تو رکھتے ہی تھے مگر جب کوئی اور مضمون نازل ہوتا تو اس پر بھی ایمان لے آتے، لہذا کمیت و مقدار کے اعتبار سے ایمان میں زیادتی ہوئی، اور ولایہ قلاب کو تاکید کے لئے بڑھایا تاکہ یقین کا اثبات اور شک کی نفی دونوں کی تصریح ہو جائے۔

آگے فریقین کے حال پر بطور تفریع کے فرماتے ہیں کہ **كَذَلِكَ يَضِلُّ اللَّهُ مَنْ يَشَاءُ الْخ** اسی طرح اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے گمراہ کر دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت دے دیتا ہے، (ایک ہی چیز سے بد استعداد آدمی اس کو ایسی مذاق میں ڈال کر گمراہ ہو جاتا ہے اور جس کے دل میں خوف خدا ہو اس کے ایمان و یقین میں ترقی ہوتی ہے جیسا کہ ابھی مذکور ہوا کہ انیس کا عدد سن کر بعض ٹھٹھا اور شک کرنے لگے اور بعضوں کا ایمان قوی اور مضبوط ہوا)۔ **وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ** تمہارے رب کے لشکروں کو بجز رب کے کوئی نہیں جانتا (یعنی اللہ کے بے شمار لشکروں یعنی فرشتوں کی تعداد کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا، انیس تو صرف کارکنان جہنم کے افسران ہیں جن کے اعوان و انصار بہت کثرت سے ہیں چنانچہ حدیث مسلم میں ہے کہ جہنم کو اس حال میں حاضر کیا جائے گا کہ اس کی ستر ہزار باگیں ہوں گی، اور ہر باگ کو ستر ہزار فرشتے پکڑے ہوں گے)۔ **وَمَا هِيَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْبَشَرِ** اور دوزخ یعنی اس کا حال بیان کرنا صرف لوگوں کی نصیحت کے لئے ہے، تاکہ وہاں کے عذاب کو سن کر ڈریں اور ایمان لائیں (افسران جہنم کے عدد کی قلت یا کثرت وغیرہ کو بیان کرنا مقصود اصلی نہیں)

ضمائم کے مراجع وما يعلم جنود ربك الا هو: ہو ضمیر کا مرجع اللہ، وما ہی ای مقرر، او عِدۃ الخزنۃ او السورۃ۔ (مظہری)

لغات أَضْلَاهُ مضارع واحد متکلم، أَضْلَاهُ النَّارَ (الفعال) إِضْلَاءً: آگ میں ڈالنا، مادہ ضلّی، ضلّی النَّارَ

۱۔ اگر اب یہ عدد ان کی کتاب میں نہ ہو تو ممکن ہے کتابوں میں تحریف کی وجہ سے وہ ضائع ہو گیا ہو۔

۲۔ وحی سابق سے مراد اہل کتاب کی کتابوں کی خبر ہے یعنی ان کی کتابوں میں جہنم کے کارکنان کا انیس عدد ہونا مذکور ہے۔

(س) صَلَّی وَصَلَّیَا: آگ میں جلنا، سَقَر: آگ، جہنم کا ایک نام، غیر منصرف ہے برہائے علیت و تانیث، سَقَر سے ماخوذ ہے سَقَر النار (ن) سَقَرًا: مجلس دینا۔ لَا تَبْقِی: مضارع متفی واحد مؤنث غائب، (افعال) باقی رکھنا، مادہ بَقِی، بَقِی (س) بَقَاءً: باقی رہنا۔ لَوْاحَةٌ اسم مبالغہ، رنگ بدل دینے والی۔ لَاح (ن) لَوْحًا: رنگ بدلنا، متغیر کرنا، مجلس دینا۔ بَشَرٌ، بَشْرَةٌ کی جمع، کھال، ظاہری جلد۔ عَدْتَهُمْ: اسم، مقدار، تعداد، جمع عَدَد، لُحْنٌ مصدر از باب (ض) بطور اسم معنی ہوں گے آزمائش (۲) گمراہی۔ یَسْتَبْقِن: مضارع واحد مذکر غائب اِسْتَبْقَنَ اِسْتَبْقَانًا (استفعال) یقین کرنا۔ یَزْدَادُ: مضارع واحد مذکر غائب، اَزْدَادَ اِزْدِیَادًا، (الفعال) زیادہ ہونا، بڑھنا، اصل میں اَزْتَادَ تھا، افعال کے فاعل میں زاء واقع ہونے کی وجہ سے قاتل افعال کو دال سے بدل دیا، مادہ زید ہے، زَادَ (ض) زیادہ: زیادہ ہونا (دیکھئے علم الصیغہ) یَرْتَابُ: مضارع واحد مذکر غائب، اِرْتَابَ فِیْہِ وَہِ (الفعال) ارتیابا: شک وشبہ کرنا، مادہ رَیْبٌ ہے، رَابَه (ض) رَیْبًا وَرَیْبَةً: شک میں ڈالنا (یَرْتَابُ اصل میں یَرْتِیْبُ تھا، یا متحرک ماقبل مفتوح یا کوالف سے بدل دیا) مَرَضٌ: اسم بمعنی بیماری جمع امراض، نیز مصدر بھی ہے از مَرَضَ (س) مَرَضًا: بیمار ہونا۔ یُضِلُّ: مضارع واحد مذکر غائب، اَضَلَّ (الفعال) اِضْلَالًا: گمراہ کرنا، ضَلَّ (ض) ضَلَالًا: گمراہ ہونا، جنود: جُنْدٌ کی جمع، لشکر، فوج۔ ذِکْرٰی: مصدر از باب نصر، نصیحت کرنا (اسم بمعنی نصیحت، جمع ذِکْرٰیات)

ترکیب سَأْضِلِّیْہِ سَقَرٌ..... سین حرف استقبال، اُضِلِّیْ فعل، ضمیر انا فاعل، ہَا ضمیر مفعول بہ اول، سَقَر مفعول بہ ثانی، فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے مل کر جملہ متانفہ۔ وَمَا اَذْرٰکَ مَا سَقَرٌ..... واو استثنائیہ ما اسم استفہام مبتدا، اذری فعل بفاعل جس کا مرجع ما ہے، کاف مفعول بہ اول، مَا اسم استفہام مبتدا، سَقَر خبر، مبتدا مع خبر، مفعول بہ ثانی، فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے مل کر خبر، مبتدا مع خبر جملہ اسمیہ متانفہ۔ لَا تَبْقِی وَلَا تَذَرُ..... معطوف و معطوف علیہ جملہ متانفہ بیانیہ (ہذہ الجملة والجملتان بعدها مستانفات لیان تفخیم شان سَقَر، مظہری)۔ لَوْاحَةٌ لِلْبَشَرِ..... ہی مبتدا محذوف لَوْاحَةٌ لِلْبَشَرِ خبر، (للبشر متعلق لواحہ کے) مبتدا مع خبر جملہ اسمیہ متانفہ بیانیہ حسب سابق۔ عَلَیْہَا تِسْعَةُ عَشْرَ..... علیہا جار مجرور ثابت محذوف کے متعلق ہو کر خبر مقدم تِسْعَةُ عَشْرَ ای تِسْعَةُ عَشْرَ مَلٰکَ، ممیز تمیز مل کر مبتدا مؤخر، مبتدا مع خبر جملہ متانفہ بیانیہ، حسب سابق، وَمَا جَعَلْنَا اصْحَابَ النَّارِ اِلَّا مَلٰئِکَةً..... واو استثنائیہ، مَا جَعَلْنَا فعل بفاعل، اصْحَابَ النَّارِ، مرکب اضافی مفعول بہ اول، اِلَّا اداة حصر، مَلٰئِکَةً مفعول بہ ثانی، پھر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، وَمَا جَعَلْنَا عَدْتَهُمْ اِلَّا لُحْنًا

۱۔ لغت میں فن کے معنی ہیں سونے کو آگ میں پکا کر کھراکھوٹا جانچنا، قرآن کریم میں لفظ لُحْنٌ اور اس کے مشتقات مختلف معانی کے لئے استعمال ہوئے ہیں مثلاً آزمائش، آزمائش کرنا، مصیبت، فساد، کفر، گمراہی، تکلیف دینا، عذاب، مجتہد مشق وغیرہ۔

۲۔ سَقَر کو منصوبہ مخرج الخافض بھی مان سکتے ہیں، انی فی سفر بطعنہن اصلہ معنی آخر لُحْنٌ زحری نے ساحلہ سَقَر کو ساز لُحْنٌ صعدوا سے مل کر اردو کیا ہے۔

۳۔ اِکْرَمَ مال سفر سے، و العامل فیہا معنی العظیم فی قولہ مَا سَقَرٌ یا حال پہلے سقر سے۔

۴۔ اِکْرَمَ پہلے یا دوسرے سَقَر سے۔

لِلَّذِينَ كَفَرُوا..... واو عاطفہ ما جعلنا فعل بفاعل، عدتہم مرکب اضافی مفعول بہ اول، الا اداعہ مصدر، فصلۃ موصوف لام جارہ الذین کفروا اسم موصول مع صلہ مجرور، جار مجرور متعلق کائنۃ کے ہو کر صفت، موصوف مع مفعول مفعول بہ ثانی، فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے مل کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ مستانہ (آنے والے جار مجرور ما جعلنا ثانی کے متعلق ہیں) لِیَسْتَقِیْنَ الذین اَوْتُوا الکتاب وِیَزِدَادُ الذین اٰمَنُوا ایماناً لام تعلیلیہ، یستقیّن فعل، الذین اسم موصول اَوْتُوا فعل، واو ضمیر نائب فاعل، الکتب مفعول بہ ثانی اَوْتُوا کا (اور مفعول بہ اول وہ ہے جو کہ نائب فاعل ہے) فعل اپنے نائب فاعل اور مفعول بہ سے مل کر صلہ اسم موصول اپنے صلہ سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف علیہ، واو عاطفہ یزداد فعل، الذین اٰمَنُوا اسم موصول اپنے صلہ سے مل کر فاعل ایماناً تیز اس نسبت سے جو یزداد فعل کی الذین فاعل کی طرف سے ای یزداد ایمانہم، الغرض فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف علیہ معطوف، ولا یرتاب الذین اَوْتُوا الکتاب..... واو عاطفہ لا یرتاب فعل الذین اسم موصول، اَوْتُوا الکتاب حسب سابق ترکیب ہو کر صلہ اسم موصول مع صلہ معطوف علیہ، المومنون معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف، تینوں معطوفات مل ملا کر بتاویل مصدر مجرور، جار مجرور پھر معطوف علیہ یعنی لِیَسْتَقِیْنَ الخ. وَلِیَقُولَ الذین فِی قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ وَالْكَافِرُونَ مَا ذَا اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا..... واو عاطفہ لام تعلیلیہ، بقول فعل الذین اسم موصول فِی قُلُوبِهِمْ ثابت کے متعلق ہو کر خبر مقدم، مَرَضٌ مبتدا مؤخر، مبتدا مع خبر صلہ، اسم موصول مع صلہ معطوف علیہ، الکافرون معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر فاعل، مَا ذَا اسم استفہام مفعول بہ مقدم۔ اَرَادَ اللّٰهُ فعل بفاعل، بِهٰذَا متعلق اَرَادَ کے، مثلاً حال ہذا سے، (ای کو نہ مشابہا للمثل) فعل اپنے فاعل اور مفعول اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر مقولہ، فعل اپنے فاعل اور مقولہ سے مل کر بتاویل مصدر مجرور، جار مجرور معطوف لِیَسْتَقِیْنَ پر، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر متعلق ما جعلنا ثانی کے۔ كَذٰلِكَ یُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ یَّشَاءُ وَّیَهْدِی مَنْ یَّشَاءُ..... كَذٰلِكَ مصدر محذوف کی صفت ہو کر مفعول مطلق ای یُضِلُّ اضلالاً مثل ذلک، یُضِلُّ فعل، اللّٰهُ فاعل، مَنْ یَّشَاءُ اسم موصول مع صلہ مفعول بہ، فعل اپنے فاعل وغیرہ سے مل کر معطوف علیہ، واو عاطفہ یہدی مَنْ یَّشَاءُ جملہ فعلیہ معطوف علیہ معطوف، وَمَا یَعْلَمُ جنود ربك الا هو..... واو عاطفہ ما یَعْلَمُ فعل جنود ربك مرکب اضافی مفعول بہ، الا اداعہ مصدر، هو فاعل، پھر جملہ فعلیہ معطوف علیہ معطوف، وماہی الا ذکرئ للبشر..... واو عاطفہ ما ثانیہ ہی مبتدا، الا اداعہ مصدر ذکرئ للبشر خبر (للبشر متعلق ذکرئ کے) مبتدا مع خبر جملہ اسمیہ معطوف، تمام معطوفات مل ملا کر جملہ مستانہ۔

فائدہ قولہ علیہا تسعة عشر، یہاں تیز یعنی ملکاً کو حذف کر دیا گیا، کیونکہ جب تیز سیاق کلام سے مفہوم

۱۔ قولہ مَا ذَا الْخ مَا اسم استفہام کو متبدل اور ما بعد کو خبر بنا بھی سکتے ہیں یعنی مَا ذَا اسم موصول ما بعد صلہ سے مل کر خبر۔

ہو رہی ہو تو اس کو حذف کر دیا جاتا ہے۔

احواء اضلالاً مثل ذلك: موصوف وصفت، مثل ذلك مضاف مضاف الیہ سے مل کر صفت ہے، اب یہ یاد رکھئے کہ مثل غیور، شبہ وغیرہ اضافت کے باوجود بھی نکرہ ہی رہتے ہیں۔ (تفصیل در "مشکل ترکیبوں کا حل")

كَلَّا وَالْقَمَرَ ۝۳۷ وَاللَّيْلَ إِذَا أَذْبَرَا ۝۳۸ وَالصُّبْحَ إِذَا أَسْفَرَا ۝۳۹ إِنَّهَا لَآخِذَى الْكُبْرَى ۝۴۰

بالتحقیق قسم ہے چاند کی • اور رات کی جب جانے لگے • اور صبح کی جب روشن ہو جائے • کہ وہ دوزخ بڑی بھاری چیز ہے •

نَذِيرًا ۝۴۱ لِلْبَشَرِ ۝۴۲ لِمَنْ شَاءَ مِنْكُمْ أَنْ يَتَقَدَّمَ أَوْ يَتَأَخَّرَ ۝۴۳

جو انسان کیلئے بڑا ڈراوا ہے • یعنی تم میں جو آگے کو بڑھے اس کے لئے بھی یا جو پیچھے کو بڑھے اس کیلئے بھی •

كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ ۝۴۴ إِلَّا أَصْحَابَ الْيَمِينِ ۝۴۵ فِي جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۝۴۶

ہر شخص اپنے اعمال کے بدلے میں محبوس ہوگا • مگر دائیں والے کہ وہ یہیوں میں ہوں گے مجرموں کا حال

عَنِ الْمُجْرِمِينَ ۝۴۷ مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرٍ ۝۴۸ قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمَصْلُومِينَ ۝۴۹

پوچھتے ہوں گے • کہ تم کو دوزخ میں کس بات نے داخل کیا • وہ کہیں گے ہم نہ تو نماز پڑھا کرتے تھے •

وَلَمْ نَكُ نَطْعُمُ الْمَسْكِينِ ۝۵۰ وَكُنَّا نَخُوضُ مَعَ الْخَائِضِينَ ۝۵۱ وَكُنَّا نَكْذِبُ

اور نہ غریب کو کھانا کھلایا کرتے تھے • اور مشغلہ میں رہنے والوں کے ساتھ ہم بھی مشغلہ میں رہا کرتے تھے • اور قیامت کے دن کو

يَوْمَ الدِّينِ ۝۵۲ حَتَّىٰ آتَانَا الْيَقِينَ ۝۵۳ فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ ۝۵۴

جھٹلایا کرتے تھے • یہاں تک کہ ہم کو موت آگئی • سو ان کو سفارش کرنے والوں کی سفارش نفع نہ دے گی •

تشریح یہاں سے جہنم کی سزاؤں کا کسی قدر بیان ہے جس میں ذکرِ حق للشر کے اجمال کی تفصیل ہے، پس

ارشاد ہے كَلَّا وَالْقَمَرَ بالتحقیق قسم ہے چاند کی (کلا بمعنی حقا ہے) اور رات کی جب وہ جانے لگے، اور صبح کی

جب وہ روشن ہو جائے۔ إِنَّهَا لَآخِذَى الْكُبْرَىٰ یہ جواب قسم ہے، اور انہا کی ہاضمیر کا مرجع سقر ہے، جس کا ذکر اوپر

کی آیات میں آیا ہے، فرماتے ہیں کہ دوزخ بڑی بھاری چیز ہے یعنی جہنم بڑی بڑی آفتوں اور مصیبتوں میں سے ایک

ہے، جو انسان کے لئے بڑا ڈراوا ہے، یعنی تم میں جو آگے بڑھے اس کے لئے بھی (یعنی خیر اور نیکی کی طرف بڑھے) یا جو

پیچھے بڑھے اس کے لئے بھی، (یعنی جو خیر سے پیچھے ہٹے) مطلب یہ ہے کہ سقر جمع مکلفین کے لئے بڑے ڈراوے کی

چیز ہے۔

قسم و جواب قسم میں مناسبت چونکہ اس انداز اور ڈرانے کے نتائج قیامت میں ظاہر ہوں گے اس لئے

قسم و جواب قسم میں لکھا ہے کہ یہاں تقدم سے مراد تقدم الی الايمان والطاعة ہے، اور تاخر سے مراد ایمان و طاعات سے پیچھے ہٹنا ہے۔

احکام شرع کے مکلف ہیں بلکہ یہ سمجھ لینا چاہئے کہ جہنم میں دو چیزیں ہوں گی، ایک عذاب، دوسرے شدت عذاب، پس ممکن ہے کہ کافر کا ایمان نہ لانا یعنی انکا کفر و شرک نفس عذاب کا سبب ہو، اور ترک صلوٰۃ وغیرہ زیادتی عذاب و شدت عذاب کا سبب ہو۔ فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ۔ سو حالت مذکورہ میں ان کو سفارش کرنے والوں کی سفارش نفع نہ دے گی (یعنی کوئی بھی ان کی سفارش نہ کر سکے گا لقولہ تعالیٰ فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِينَ)

لغات اَسْفَر: ماضی واحد مذکر غائب، اَسْفَرَ الصُّبْحُ اِسْفَارًا: صبح کاروشن ہونا، سَفَر الصُّبْحِ (ض) سُفُورًا: صبح ہونا، صبح کی روشنی پھیلنا۔ كَبَّرَ: کُبری اسم تفضیل کی جمع ہے، بڑی، کبر (ك) كَبْرًا وَكُجْرًا: شان و مرتبہ میں بڑا ہونا۔ فَلْيُؤْا: رکوع ۲ میں گذر چکا۔ يَتَقَدَّم: مضارع واحد مذکر غائب، تَقَدَّمْ (تفعّل) آگے بڑھنا، يَتَأَخَّر: مضارع واحد مذکر غائب، تَأَخَّرْ تاخراً: پیچھے ہٹنا، كَسَبَتْ: ماضی واحد مؤنث غائب، كَسَبَ (ض) كَسَبًا کام کرنا۔ رَهِيْنَةً: صفت مشبہ واحد مؤنث، فعلیل بمعنی مفعول (مرہونہ) گروی رکھا ہوا، اسی کو حضرت تھالوی نے محبوس ہونے سے تعبیر کیا ہے، بالفاظ دیگر پھنسا ہوا) رَهْنٍ (ف) رَهْنًا: گروی رکھنا۔ الْيَمِيْن: دائیں سمت، داہنا ہاتھ جمع اَيْمَنَ وَاَيْمَانَ۔ الْمُجْرِمِيْنَ: رکوع ۱۲ میں گذر چکا۔ سَلَكَكُمْ: ماضی واحد مذکر غائب، سَلَكَ فَلَانًا فِي الْمَكَانِ (ن) سَلَكَ وَ سَلُّوْكُمْ: داخل کرنا۔ نُطْعِمُ: مضارع جمع متکلم، اطْعِمُ اطعاماً (افعال) کھانا کھلانا۔ نَخْوَضُ: مضارع جمع متکلم، خَاضَ فِي الْحَدِيثِ (ن) خَوْضًا: باتوں میں مشغول ہونا، اسی سے خَائِضِيْنَ اسم فاعل جمع مذکر ہے (در اصل خَاوِضِيْنَ تھا، الف فاعل ساکنہ کے بعد واو واقع ہوا لہذا ہمزہ سے بدل گیا)۔ الْيَقِيْنَ: موت۔ تَنْفَعُهُمْ: مضارع واحد مؤنث غائب، نَفَعَ (ف) نَفْعًا: نفع پہنچانا، شَفَاعَةُ: مصدر ہے، (بمعنی حاصل مصدر بھی مستعمل ہے سفارش) شَفَعَ لاحد (ف) شَفَعًا وَشَفَاعَةً: سفارش کرنا، شَافِعِيْنَ: اسم فاعل جمع مذکر از شَفَاعَةُ (ف)۔

ترکیب كَلَّا وَالْقَمَرِ وَاللَّيْلِ اِذَا اَذْبَرَوَا الصُّبْحِ اِذَا اَسْفَرُوْا..... کلاً حرف ردع و زجر، واو جارہ و قسمیہ، القمر معطوف علیہ، واو عاطفہ اللیل معطوف علیہ معطوف، اِذَا اَذْبَرَوَا مضاف مع مضاف الیہ طرف ہے، فعل محذوف اُقْسِمُ کا، یا تقدیر عبارت و عظمت اللیل اِذَا اَذْبَرَوَا مانی جائے، اب عظمت کا طرف ہوگا۔ واو عاطفہ الصبح معطوف، تینوں معطوفات مل ملا کر مجرور، جار مجرور مل کر متعلق فعل محذوف اقسیم کے، اِذَا اَسْفَرَوَا اِذَا اَذْبَرَوَا کی طرح، فعل اپنے فاعل اور متعلق وغیرہ سے مل کر قسم، اِنَّهَا لَا تَخْدِي الْكُفْرَ..... اِنَّ حرف مشبہ بالفعل ہا ضمیر اس کا

۱۔ کسی کافر کی شفاعت کرنے کی کسی کو اجازت نہ ہوگی، اور اگر کوئی شفاعت کرے تو قبول نہیں ہوگی، خواہ سب شفاعت کرنے والے اہل کر و رگائیں، اسی آیت سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ مسلمانوں کے لئے اگرچہ وہ گناہ گار ہوں شفاعت نفع دے گی، جیسا کہ بہت سی احادیث صحیحہ میں انبیاء علیہم السلام اور اولیاء و صلحاء بلکہ عام مومنین کا دوسروں کی شفاعت کرنا اور اس کا قبول ہونا ثابت ہے۔ (معارف)

۲۔ دراصل صفت مشبہ کا صیغہ ہے یقین (س) یقنا و یقیناً: واضح اور یقینی ہونا، اور موت کا آنا چوں کہ یقینی ہے اس لئے موت کو یقین سے تعبیر کرتے ہیں۔ باب (س) سے یقین مصدر بھی ہے۔

۳۔ اس سلسلہ میں پوری تفصیل پارہ عم میں ہے، واللہ اذا عنقن کے تحت (اور جلال الدین محلی نے کلا کو اداۃ استفہام قرار دیا ہے، اعراب القرآن)

اسم، لام مزلقہ، احدى الکبر مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر خبر، حرف مشبہ بالفعل مع اسم و خبر جواب قسم۔
 نَذِيرًا لِلْبَشَرِ لِمَنْ شَاءَ مِنْكُمْ اَنْ يَتَقَدَّمَ اَوْ يَتَاخَّرَ للبشر متعلق نذیراً کے اور نذیراً حال احدى سے
 (والعامل فیہا ماتضمنتہ ای اٹھا شديده حال کونہا ذات الذاہر اور نذیراً کو مذکر لایا گیا اس لئے کہ
 احدى بمعنی العذاب ہے اور عذاب مذکر ہے، بیان القرآن) لِمَنْ شَاءَ الخ لام جارہ مَن اسم موصول شَاءَ فعل
 بفاعل منکم حال شَاءَ کی ضمیر فاعل سے، اَنْ يَتَقَدَّمَ او يَتَاخَّرَ معطوف معطوف علیہ بتاویل مصدر مفعول بہ شَاءَ کا،
 اور وہ صلہ، اسم موصول مع صلہ مجرور، جار مجرور بدل للبشر سے، الغرض انہا لاحدى الکبر جواب قسم، اور جملہ
 القسم جملہ متانفہ۔ کُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينًا اِلَّا اَصْحَابَ الْيَمِينِ..... کل نفس مبتدا بما کسبت
 متعلق رہینہ کے (بما میں ما موصول، یا مصدریہ) رہینہ خبر، الا اداءۃ استثناء) اصحاب الیمین مرکب
 اضافی مستثنیٰ متصل کل نفس سے (اور اگر کل نفس سے کافر نفس مراد ہو تو مستثنیٰ منقطع) مبتدا مع خبر جملہ متانفہ۔
 فی جنات ای ہم فی جنات، فی جنات مستقرون یا موجودون محذوف کا متعلق ہو کر خبر مبتدا محذوف ہم
 کی، يتسائلون عن المجرمین..... جملہ فعلیہ خبر ثانی (عن المجرمین متعلق يتسائلون کے۔ مبتدا اپنی دونوں
 خبروں سے مل کر جملہ متانفہ بیانیہ) کانہا جواب سوال مقدر نشأ من الاستثناء والتقدير فما شأنهم وحالهم
 ما سلكکم فی سقر..... ما اسم استفہام مبتدا سلكکم فی سقر جملہ فعلیہ خبر، مبتدا مع خبر مقولہ ای قائلین
 ما سلكکم فی سقر، اور یہ حال يتسائلون کی ضمیر فاعل سے) قالوا لم نك من المصلین..... قالوا فعل
 بفاعل، لم نك فعل ناقص، ضمیر نحن اس کا اسم، من المصلین متعلق ثابتین کے ہو کر خبر، فعل ناقص مع اسم و خبر
 جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ولم نك نُطْعِمُ الْمَسْكِينِ معطوف علیہ معطوف، (نُطْعِمُ الْمَسْكِينِ خبر فعل ناقص کی)
 وكننا نخوض مع الخائضین..... معطوف علیہ معطوف (مع الخائضین متعلق نخوض کے، اور وہ خبر) وكننا
 نكذبُ بیوم الدین معطوف، (بیوم الدین متعلق نكذب کے) حَتَّى اتانا البقین..... حتی حرف جر و غایت
 اتانا البقین جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مجرور، جار مجرور متعلق مذکورہ افعال کے (ای الغایۃ للامور الاربعۃ) تمام
 معطوفات مل ملا کر مقولہ قالو کا، اور قالوا الخ جملہ متانفہ بیانیہ، فما تنفعهم شفاعۃ الشافعین..... فا جزائیہ
 ای اذا كان هذا امرهم فما تنفعهم الخ ما نافیہ تنفع فعل ہم مفعول بہ، شفاعۃ الشافعین مرکب اضافی
 فاعل، جملہ فعلیہ جزاء۔

۱۔ نَذِيرًا کو احدى الکبر سے تیز بھی ماسکتے ہیں ای بجعلہ مصدر بمعنی الانذار کنکر بمعنی الانکار (روح، اعراب القرآن) اور بھی بہت
 سارے اس میں ترکیبی احتمالات ہیں مثلاً ایک یہ کہ یہ حال ہو اس چیز سے جس پر جملہ دلالت کر رہا ہے فی غُفَّتْ نَذِيرًا وھو قول لا بأس بہ اعراب القرآن۔

۲۔ بعض نے فی جنات کو ضمیر يتسائلون سے حال مانا ہے اور يتسائلون جملہ متانفہ۔

۳۔ ما سلكکم الخ مقولہ سے بقولون محذوف کا اور وہ جملہ متانفہ۔

فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذِكْرِ مُعْرِضِينَ ﴿٥٩﴾ كَانَهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَفِرَّةٌ ﴿٦٠﴾ فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ ﴿٦١﴾ بَلْ يُرِيدُ كُلُّ امْرِئٍ مِنْهُمْ أَنْ يُؤْتَى صُحُفًا مُّنشَرَةً ﴿٦٢﴾

تو ان کو کیا ہوا کہ اس نصیحت سے روگردانی کرتے ہیں • گویا کہ وہ وحشی گدھے ہیں • جو شیر سے

بھاگے جارہے ہیں • بلکہ ان میں ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کو کھلے ہوئے (آسمانی) نوشتے دیے جائیں •

كَلَّا بَلْ لَا يَخَافُونَ الْآخِرَةَ ﴿٦٣﴾ كَلَّا إِنَّهُ تَذَكُّرَةٌ ﴿٦٤﴾ فَمَنْ شَاءَ ذَكِّرْهُ ﴿٦٥﴾

ہرگز نہیں بلکہ یہ لوگ آخرت سے نہیں ڈرتے • ہرگز نہیں یہ قرآن نصیحت ہے • سو جس کا جی چاہے اس سے نصیحت حاصل کر لے •

وَمَا يَذْكُرُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ هُوَ أَهْلُ التَّقْوَىٰ وَأَهْلُ الْمَغْفِرَةِ ﴿٦٦﴾

اور بدون خدا کے چاہے یہ لوگ نصیحت قبول نہیں کریں گے، وہی ہے جس (کے عذاب) سے ڈرنا چاہئے، اور (وہی ہے) جو معاف کرتا ہے •

ع

تشریح

مذکورہ آیت میں کفار کے اعتراض و روگردانی پر تفریع ہے کہ جب کفر و اعراض کی بدولت ان کی یہ گت

بننے والی ہے کہ ان کے حق میں کسی کی شفاعت بھی قبول نہ ہوگی تو ان کو کیا ہوا کہ وہ اس نصیحت قرآنی سے روگردانی کرتے

ہیں کہ گویا وہ وحشی گدھے ہیں جو شیر سے بھاگے جارہے ہیں (اس تشبیہ میں کئی امر کی رعایت ہے، اول تو گدھا بے وقوفی

اور حماقت میں مشہور ہے، دوسرے اس کو وحشی اور جنگلی فرض کیا جس کو گورخر (جنگلی گدھا) کہتے ہیں کہ وہ ایسی چیزوں سے

بھی بلاوجہ ڈرتا اور بدکتا ہے جو چیزیں ڈرنے کی نہیں ہوتی، تیسرے شیر سے اس کا ڈرنا فرض کیا کہ اس صورت میں اس کا

بھاگنا انتہائی درجہ کا ہوگا۔ بَلْ يُرِيدُ كُلُّ امْرِئٍ مِنْهُمْ ان کے قرآن سے اعراض کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یہ لوگ اس

قرآن کو بزم خود جہیت میں کافی نہیں سمجھتے بلکہ ان میں ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کو کھلے ہوئے آسمانی نوشتے اور ورقے

دیئے جائیں (جیسا کہ درمنثور میں قتادہ سے مروی ہے کہ بعضے کفار نے آپ سے کہا کہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ ہم آپ کا

اتباع کریں تو خاص ہمارے نام آسمان سے ایسے نوشتے آئیں جن میں آپ کے اتباع کا حکم لکھا ہوا ہو۔) كَلَّا بَلْ

لَا يَخَافُونَ الْآخِرَةَ ان کی اس بیہودہ درخواست کا رد ہے کہ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا (کیونکہ نہ اس کی ضرورت ہے اور نہ ان

لوگوں میں اس کی لیاقت و اہلیت ہے) اور ان کی یہ بیہودہ درخواستیں کچھ اس لئے نہیں کہ اگر ایسا کر دیا جائے تو واقعی یہ

لوگ مان لیں گے بلکہ اصل سبب یہ ہے کہ یہ لوگ آخرت کے عذاب سے نہیں ڈرتے، (اس لئے حق کی طلب نہیں ہے،

اور یہ درخواستیں محض ہٹ دھرمی کی بناء پر ہیں، حتیٰ کہ اگر ان کی یہ درخواستیں پوری بھی ہو جائیں تب بھی یہ لوگ اتباع نہ

کریں گے، لقولہ تعالیٰ وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتَابًا فِی قُرْطَابٍ فَلَمَسُوهُ بِأَيْدِيهِمْ لَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنَّ هَذَا

الاسحر مبین) كَلَّا إِنَّهُ تَذَكُّرَةٌ جب اس درخواست کا بیہودہ ہونا ثابت ہو گیا تو یہ ہرگز نہیں (ہو سکتا بلکہ) یہ قرآن

نصیحت ہے یعنی نصیحت کے لئے بس یہ قرآن کافی ہے، دوسرے صحیفوں کی حاجت نہیں، سو اس حالت میں جس کا جی

چاہے اس سے نصیحت حاصل کرے، (اور جس کا جی نہ چاہے نہ کرے، جہنم میں جائے) ۔

درفیض محمد ہے وہ آئے جس کا جی چاہے نہ آئے آتش دوزخ میں جائے جس کا جی چاہے
لہذا تمہاری مرضی کے موافق مطلوبہ نوشتے صحیفے نازل کرنے کی ہمیں ضرورت نہیں۔ وَمَا يَذْكُرُونَ إِلَّا أَنْ
بِشَاءِ اللَّهِ قرآن کے تذکرہ اور ہدایت ہونے میں اس سے شبہ نہ کیا جائے کہ بعض لوگوں کو اس سے تذکرہ اور ہدایت
نہیں ہوتی، تو بات دراصل یہ ہے کہ قرآن کوئی نفسہ تذکرہ و ہدایت ہے لیکن بغیر خدا کے چاہے یہ لوگ نصیحت قبول نہیں
کریں گے، (اور اس نہ چاہنے میں بعض حکمتیں ہیں) هُوَ أَهْلُ الثَّقْوَى وَأَهْلُ الْمَغْفِرَةِ وہی ہے جس سے ڈرنا
چاہئے (یعنی اس کے عذاب سے ڈرنا چاہئے) اور وہی ہے جو بندوں کے گناہ معاف کرتا ہے، (لَقَوْلِهِ تَعَالَى إِنَّ رَبَّكَ
سَرِيعُ الْعِقَابِ وَإِنَّهُ لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ)

لغات مُعْرِضِينَ: اسم فاعل جمع مذکر، روگردانی کرنے والے، اَعْرَضَ عَنْهُ اعراضاً (الفعال) منہ پھیرنا،
گردانی کرنا، حُمُر: گدھے، حِمَارٌ کی جمع۔ مُسْتَفِرَّةٌ: وحشی، بدکنے والے، اسم فاعل واحد مؤنث، استغفر فی
الدابة استغفاراً (استفعال) چوپائے کا ڈر کر بھاگنا۔ فَرَّتْ: ماضی واحد مؤنث غائب فَرَّ (ض) فَرَّوْا وَلَفَرَّوْا:
بھاگنا دوڑنا، فَرَّ إِلَيْهِ: پناہ لینا۔ قَسُورَةٌ (۱) شیر (۲) غالب و طاقتور جمع قَسَارٌ و قَسَاوِرَةٌ: صُحُفًا: اوراق جن
میں کوئی تحریر ہو، نوشتے، صحیفے، واحد صَحِيفَةٌ. مُنْشَرَةٌ: اسم مفعول واحد مؤنث، کھلی ہوئی، نَشَرَ الْكِتَابَ تَنْشِيرًا
(تفعلیل) کتاب کو پوری طرح کھولنا، تقویٰ: اتقاء پرہیز کرنا، ڈرنا (افتعال) سے اسم مصدر بمعنی پرہیزگاری، یہاں
مصدر مجہول کی تاویل میں ہے بمعنی ڈرایا جانا، مزید تفصیل ملاحظہ ہو در سورہ شمس) المَغْفِرَةُ رُكُوعٌ (۱) میں گزر چکا۔

ترکیب فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِينَ..... فا استئنافیہ ما اسم استفہام انکاری مبتدا، لہم ثابت کے متعلق
ہو کر خبر۔ عَنِ التَّذْكِرَةِ جار مجرور متعلق مقدم مُعْرِضِينَ کے، اور مُعْرِضِينَ حال لہم کی ضمیر سے، کَانَهُمْ حُمُرٌ
مُسْتَفِرَّةٌ..... کَانَ اپنے اسم خبر سے مل کر حال از ضمیر مُعْرِضِينَ، حال متداخلہ، فَرَّتْ مِنْ قَسُورَةٍ جملہ فعلیہ
صفت ثانی ہے حُمُر کی اور مستنفرہ صفت اول تھی، (مِنْ قَسُورَةٍ متعلق فَرَّتْ کے)۔ بَلْ يُرِيدُ كُلُّ امْرِئٍ
مِنْهُمْ أَنْ يُوتِيَ صُحُفًا مُنْشَرَةً..... بَل حرف اضراب۔ یُرِيدُ فعل کل امرئ مرکب اضافی موصوف مِنْهُمْ
متعلق کائن کے ہو کر صفت، موصوف صفت فاعل، ان یوتی فعل، ضمیر نائب فاعل جو کہ مفعول بہ اول، صُحُفًا
منشَرَةٌ موصوف صفت مفعول بہ ثانی، پھر اَنْ یوتی الخ بتاویل مصدر مفعول بہ یُرید کا، اور یُرید الخ جملہ متانفہ۔
كُلًّا بَلْ لَا يَخَافُونَ الْآخِرَةَ..... کَلَّا حرف ردع و زجر، بَلْ حرف اضراب (لبیان سبب هذا التبعث)
لَا يَخَافُونَ فعل بفاعل، الْآخِرَةُ مفعول بہ، جملہ فعلیہ متانفہ، کَلَّا اِنَّه تَذْكِرَةٌ..... کَلَّا حرف ردع عن الاعراض،
اِنَّه تَذْكِرَةٌ جملہ متانفہ معطوف علیہ، فَمَنْ شَاءَ ذَكَرْهُ..... فا عاطفہ مِنْ اسم شرط مبتدا، شَاءَ فعل بفاعل، مفعول بہ
محذوف ہے اَنْ یَذْکُرْہ، شَاءَ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر شرط، ذَكَرْہ جملہ فعلیہ جواب شرط، شرط مع

۱۔ بَلْ اضراب التثانی عن محذوف هو جواب الاستفہام السابق کانه قبل فلا جواب لہم عن هذا السؤال ای لا سبب لہم فی
الاعراض بل یُرید الخ۔

جواب شرط خبر، مبتدا مع خبر معطوف علیہ معطوف، وما یدکرون الا ان یشاء اللہ۔ واو عاطفہ ما یدکرون فعل
بفاعل۔ الا حرف استثناء ان یشاء اللہ مصدر مؤول مجرور ای بان یشاء اللہ (ای بمشیۃ اللہ) جار مجرور متعلق
بیدکرون فعل کے، اور وہ معطوف، تمام معطوفات مل ملا کر جملہ متانف۔ هو اهل التقوی و اهل المغفرة..... هو
مبتدا اهل التقوی و اهل المغفرة معطوف و معطوف علیہ ہو کر خبر، مبتدا مع خبر جملہ تعلیلیہ۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سُورَةُ الْقِيَمَةِ مَكِّيَّةٌ

لَا أُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيَمَةِ ۖ وَلَا أُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ۖ أَيَحْسَبُ

میں قسم کھاتا ہوں قیامت کے دن کی • اور قسم کھاتا ہوں ایسے نفس کی جو اپنے اوپر ملامت کرے • کیا انسان خیال کرتا ہے کہ ہم

الْإِنْسَانُ أَلَّنْ نَجْمَعَهُ عِظَامَهُ ۖ بَلَىٰ قَادِرِينَ عَلَىٰ أَنْ نُسَوِّيَ بَنَانَهُ ۚ بَلْ

اس کی ہڈیاں ہرگز جمع نہ کریں گے • ہم ضرور جمع کریں گے کیونکہ ہم اس پر قادر ہیں کہ اس کی انگلیوں کی پوریوں تک درست کر دیں • بلکہ

يُرِيدُ الْإِنْسَانُ لِيَفْجُرَ أَمَامَهُ ۚ يَسْئَلُ أَيَّانَ يَوْمُ الْقِيَمَةِ ۖ

بعض آدمی یوں چاہتا ہے کہ اپنی آئندہ زندگی میں بھی فسق و فجور کرتا رہے • پوچھتا ہے کہ قیامت کا دن کب آئے گا •

رہنما سورت سابقہ میں اختصاراً احوال آخرت مذکور ہوئے، اس سورت میں احوال آخرت کی تفصیل ہے، اور تبعاً مقدمہ آخرت یعنی موت کے وقت کا حال بھی مذکور ہے، اور کچھ حال انسان کی ابتدائے پیدائش کا۔

تشریح مذکورہ آیات میں منکرین قیامت کو تنبیہ اور ان کے شکوک و شبہات کا جواب ہے۔

تفسیر ملاحظہ فرمائیں! لَا أَقْسِمُ بِیَوْمِ الْقِیَامَةِ وَلَا أَقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ. قَسَمٌ سے پہلے لَا یا تو زائد ہے، یا مخاطب کے خیال باطل کی نفی کرنے کے لئے ہے، ارشاد باری ہے کہ میں قسم کھاتا ہوں قیامت کے دن کی، اور قسم کھاتا ہوں نفس لوامہ کی یعنی ایسے نفس کی جو اپنے اوپر خوب ملامت کرے، (یعنی نیکی کر کے یہ کہے کہ میں نے یہ کیسی نیکی کی، اس میں اخلاص نہ تھا، یا اس میں فلاں خرابی رہ گئی، اور اگر گناہ ہو جائے تو بہت ہی تادم اور شرمندہ ہو اور اپنے نفس کو خوب ملامت کرے، اس معنی کے اعتبار سے نفس لوامہ، نفس مطمئنہ کو بھی شامل ہے)

۱۔ یا اِنْ یَّشَاءَ اللّٰهُ حَالٌ اَعْمَ اَحْوَالٍ سے اِی مَآذِکُمْ وَنَ فِی حَالٍ مِّنَ الْاَحْوَالِ الْاَفِی حَالٍ اَنْ یَّشَاءَ اللّٰهُ۔

۳۔ صوفیائے کرام نے بیان کیا کہ نفس کے تین لقب ہیں (۱) نفس امارہ (۲) نفس لواہم (۳) نفس مطمئنہ۔ یعنی نفس اپنی جبلت کے اعتبار سے امارۃ بالسوء ہوتا ہے یعنی انسان کو برائی کا حکم کرنے والا، مگر ایمان اور عمل صالح اور عبادت و مجاہدہ سے یہ نفس لواہم بن جاتا ہے کہ برائی اور کوتاہی پر تادم ہونے لگتا ہے مگر برائی سے بالکل انقطاع نہیں ہوتا پھر عمل صالح میں ترقی اور قرب الہی کے حصول میں کوشش کرتے کرتے اُزبُتِ بیعت اُسکی طبیعت بن جاتے تو اس نفس کا لقب مطمئنہ ہو جاتا ہے۔ (معارف)

قسم کے بعد اب یہاں جواب قسم محذوف ہے ای لَتُبْعَثُنَّ یعنی تم ضرور بالضرور مبعوث ہوں گے اور قیامت ضرور آکر رہے گی۔

قسم و جواب قسم میں مناسبت! یہاں دو قسمیں کھا کر بعث کو ثابت کیا گیا ہے اور ان دونوں قسموں کا

مناسب مقام ہونا ظاہر ہے، یوم القیامۃ کا تو اس لئے کہ وہ ظرف بعث ہے یعنی حشر و نشر کا ظرف اور وقت ہے، اور نفسِ لواۓہ کا اس لئے کہ ایسا نفس بعث و قیامت کی تصدیق کرنے والا ہوتا ہے۔ اَیَحْسَبُ الْإِنْسَانُ أَنْ لَنْ نَجْمَعَ عِظَامَهُ۔ یہاں سے منکرین بعث پر رد ہے، چنانچہ فرماتے ہیں کہ کیا انسان یہ خیال کرتا ہے کہ ہم اس کی ہڈیاں ہرگز جمع نہ کریں گے (انسان سے مراد کافر انسان ہے اور ہڈیوں کی تخصیص اس لئے کہ اصل عماد بدن یعنی جس سے سہارا لیا جائے یہی ہیں) آگے منکرین قیامت کے انکار کا جواب ہے کہ بَلَىٰ قَادِرِينَ عَلَىٰ أَنْ نَسْوِيَ بَنَانَهُ۔ کیوں نہیں، یعنی ہم ضرور جمع کریں گے، اور یہ جمع کرنا ہم کو کچھ دشوار نہیں کیونکہ ہم اس پر بھی قادر ہیں کہ اس کی انگلیوں کی پوریوں تک درست کر دیں، (پوریوں کو بطور خاص دو وجہوں سے ذکر کیا ایک تو یہ کہ یہ بدن کے اطراف اور اس کے کنارے ہیں، اور ہر شے کے بننے کی تکمیل اس کے اطراف پر ہوتی ہے لہذا پوریوں سے تمام بدن مراد ہے چنانچہ ہمارے محاورہ میں بھی ایسے موقع پر بولتے ہیں کہ میرے پور پور میں درد ہے یعنی تمام بدن میں۔ دوسرے یہ کہ پور وے اگرچہ بدن کے چھوٹے اجزاء و اعضاء ہیں مگر ان میں صنعت و کاریگری کی رعایت زیادہ ہے اور عادتاً اس کو بنانا زیادہ دشوار ہے، لہذا جو اس پر قادر ہوگا وہ آسان پر بدرجہ اولیٰ قادر ہوگا)

مگر بعض آدمی قدرتِ الہیہ میں غور نہیں کرتا اور قیامت کا قائل نہیں ہوتا بلکہ اس کا حال یہ ہے: بَلْ يُرِيدُ الْإِنْسَانُ لِيَفْجُرَ أَمَامَهُ۔ بلکہ ایسا بعض آدمی قیامت کا منکر ہو کر یوں چاہتا ہے کہ اپنی باقی ماندہ یعنی آئندہ اور سامنے کی زندگی میں بھی بے خوف و خطر ہو کر فسق و فجور کرتا رہے اس لئے بطور انکار کے پوچھتا ہے کہ یَسْأَلُ أَيَّانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قیامت کا دن کب آئے گا، (یعنی چونکہ وہ اپنی تمام عمر معاصی میں گزارنا طے کر چکا ہے اس لئے اس کو طلب حق کی نوبت ہی نہیں آتی کہ قیامت کا ہونا اس کو ثابت ہو اسلئے وہ انکار پر مصر ہے اور انکاراً ہی پوچھتا ہے کہ ہاں صاحب! وہ آپ کی قیامت کب آئے گی)

لغات القیامۃ: رکوع ۲۷ میں گذر چکا۔ اللّوامة: بہت زیادہ ملامت کرنے والا، اسم مبالغہ، لَامَ (ن) لَوَمَا: ملامت کرنا۔ عِظَامَ: ہڈیاں، عِظَمٌ کی جمع۔ نُسْوَى: مضارع جمع متکلم، سَوَى تَسْوِيَةً (تفعیل) ٹھیک کرنا، درست کرنا۔ بَنَان: انگلیوں کے پوروے، بَنَانَةُ کی جمع۔ يَفْجُرُ: مضارع واحد مذکر غائب، فَجَرَ (ن) فَجَرًا وَفَجُورًا: بے پروائی کے ساتھ گناہ میں مبتلا رہنا، بدکار ہونا۔

ترکیب لَا أَقْسِمُ بِیَوْمِ الْقِيَامَةِ وَلَا أَقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَامَةِ..... لا زائدہ۔ باقی ترکیب آسان ہے، کہ فعل

لا یا تو لا زائدہ ہے، اور فعل قسم سے پہلے عرب کے کلام میں لا کا استعمال مشہور و معروف ہے، دوسرا قول یہ ہے کہ لا زائدہ نہیں بلکہ نفی کے لئے ہے، اب نفی میں دو احتمال ہیں یا تو مثلاً مذکورہ آیت میں یوم القیامۃ اور نفسِ لواۓہ کی قسم کی نفی ہو، یا پھر مخاطب کے ذہن میں جو دعویٰ ہے اس کا رد کرنا مقصود ہو، یہی دوسری بات صحیح ہے، گویا مخاطب بعث کا انکار کر رہا ہے، تو متکلم نے کہا، لا ای لیس الامر کما ذکرتم، أَقْسِمُ بِیَوْمِ الْقِيَامَةِ فَرَاءَ اور بہت سے نوہین کا یہی قول ہے۔ (اعراب القرآن و صرفہ و بیانہ)

اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر قسم، جواب قسم محذوف ہے، اِیْ لَتُبْعَنَّ. اَیْحَسْبُ الْاِنْسَانُ اَنْ لَّنْ نَّجْمَعُ عِظَامَه..... ہمزه حرف استفہام برائے انکار و توتخ، یحسب فعل الانسان فاعل ان مخففہ من المثلہ ضمیر شان محذوف اسم، لن نجمع عظامہ فعل فاعل مفعول بہ، جملہ ہو کر اَنْ مخففہ کی خبر، پھر ان لن نجمع عظامہ بتاویل مصدر یحسب کے دو مفعولوں کے قائم مقام، اور پھر اَیْحَسْبُ الْاِنْسَانُ الخ جملہ متانفہ بیانیہ۔ بلی قادریں عَلٰی اَنْ نُّسَوِّیْ بَنَانَه..... بلی حرف جواب، (یعنی سوال منفی مذکور کے ایجاب و اثبات کے لئے) اور بلی کے بعد فعل محذوف ای نجمعہا، قادریں اسم فاعل، ضمیر ہم فاعل، علی جارہ، اَنْ نُّسَوِّیْ بَنَانَه فعل فاعل ومفعول بہ بتاویل مصدر مجرور، جار مجرور متعلق قادریں کے، اور قادریں شبہ جملہ ہو کر حال از ضمیر نجمع، اور وہ جملہ متانفہ، بَلْ یُرِیْدُ الْاِنْسَانُ لَیْفُجِّرَ اَمَامَه..... بَلْ حرف اضراب و انتقال۔ یرید الانسان فعل و فاعل، لام زائدہ، اور اس کے بعد اَنْ مقدر، یفجر فعل یفاعل، امامہ مضاف مح مضاف الیہ ظرف یرید کا، (امام ظرف مکان ہے جو یہاں زمان کے لئے مستعار لیا گیا ہے)۔ یَسْئَلُ اَیَّانَ یَوْمُ الْقِیَامَةِ..... یسئل فعل، ضمیر ہو فاعل، اَیَّان اسم استفہام ثابت کا ظرف زمان ہو کر خبر مقدم، یوم القیامہ مرکب اضافی ہو کر متبدا موخر، مبتدا مع خبر یسئل کا مفعول بہ، یسئل جملہ ہو کر حال یفجر کی ضمیر سے، اور یفجر الخ بتاویل مصدر (ای ان یفجر) یرید کا مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ متانفہ۔

فَاِذَا بَرَقَ الْبَصْرُ ۝ وَخَسَفَ الْقَمَرُ ۝ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۝

سو جس وقت آنکھیں خیرہ ہو جائیں گی • اور چاند بے نور ہو جائے گا • اور سورج اور چاند ایک حالت کے ہو جائیں گے •

یَقُولُ الْاِنْسَانُ یَوْمَئِذٍ اَیْنَ الْمَفْرُجُ ۝ کَلَّا لَا وَزَرَ ۝ اِلٰی رَبِّکَ یَوْمَئِذٍ

اس روز انسان کہے گا کہ اب کدھر بھاگوں • ہرگز نہیں کہیں پناہ کی جگہ نہیں • اس دن صرف آپ ہی کے رب کے پاس

الْمُسْتَقَرُّ ۝ یُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ یَوْمَئِذٍ بِمَا قَدَّمَ وَاٰخَرُ ۝ بَلْ الْاِنْسَانُ

ٹھکانا ہے • اس روز انسان کو اس کا سب اگلا پچھلا کیا ہوا بتلادیا جائے گا • بلکہ انسان

عَلٰی نَفْسِہٖ بِصِیْرَةٍ ۝ وَلَوْ اَلْقٰی مَعَاذِیْرَہٗ ۝

خود اپنی حالت پر خوب مطلع ہوگا • گو اپنے حیلے پیش لاوے •

تشریح ماقبل میں منکرین قیامت کا سوال مذکور تھا یعنی یسئل اَیَّانَ یوم القیامہ، اب یہاں سے قیامت کے

حالات کا بیان ہے فرماتے ہیں: فَاِذَا بَرَقَ الْبَصْرُ الخ سو جس وقت مارے حیرت کے آنکھیں خیرہ ہو جائیں گی، یعنی

۱۔ یعنی کلام اول سے اضراب کر کے یعنی کلام اول سے پھیر کر کلام ثانی کی طرف انتقال اور توجہ کرنا۔

۲۔ بعض نے کہا کہ لام تعلیلیہ ہے جو اپنے مابعد مجرور سے مل کر متعلق ہے یرید کے، ای یرید الانسان الثبات والديمومة علی ما هو علیہ من

عدم التّیّد بقید الایمان یستریل علی فجورہ۔

آنکھیں چندھیا نے لگیں گی اور نگاہ جما کر کسی چیز کو دیکھ نہ سکیں گی، (اور حیرت کی وجہ یہ ہوگی کہ وہ جن چیزوں کی تکذیب کرتا تھا وہ دفعتاً سامنے آجائیں گی) اور چاند بے نور ہو جائے گا۔ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ اور چاند ہی کی کیا تخصیص ہے بلکہ سورج اور چاند دونوں ایک ہی حالت میں جمع کر دیئے جائیں گے یعنی دونوں بے نور ہو جائیں گے (اور چاند کو الگ، شاید اس لئے بیان کیا کہ عرب کو بوجہ قمری حساب رکھنے کے اس کا حال دیکھنے کا زیادہ اہتمام تھا) يَقُولُ الْإِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ أَيْنَ الْمَفْرُ اس روز انسان کہے گا اَيْنَ الْمَفْرُ یعنی اب کہاں بھاگوں، ارشاد ہوگا کلا ہرگز نہیں، یعنی ہرگز بھاگنا ممکن نہیں، لا وَزَرَ، کہیں پناہ کی جگہ موجود نہیں، اِلٰی رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ الْمُسْتَقَرُّ اس دن صرف آپ ہی کے رب کے پاس جانے کا ٹھکانا ہے یعنی سب کو اپنے پروردگار، احکم الحاکمین کی عدالت میں حاضر ہونا ہے پھر وہ جس کے حق میں جو فیصلہ کرے خواہ جنت کا یا دوزخ کا۔ يُنْبِئُ الْإِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ بِمَا قَدَّمَ وَاَخَّرَ۔ اس روز انسان کو بتلادیا جائے گا اور بتلادیا جائے گا جو اس نے آگے بھیجا اور پیچھے چھوڑا، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ جو نیک کام اپنی موت سے پہلے کر لیا وہ گویا آگے بھیج دیا، اور جو نیک یا برا کوئی طریقہ اور رسم ایسی چھوڑی کہ لوگ اس پر اس کے مرنے کے بعد عمل کرتے رہے وہ گویا پیچھے چھوڑ دیا، اس کا ثواب یا عذاب اس کو ملتا رہے گا۔ (معارف) بَلِ الْإِنْسَانُ عَلَىٰ نَفْسِهِ بَصِيرَةٌ وَلَوْ أَلْقَىٰ مَعَاذِيرَهُ۔ اس کا تعلق یُنْبِئُ الْإِنْسَانُ سے ہے یعنی انسان کا اپنے اعمال سے آگاہ ہونا اس کو بتلانے اور بتلانے پر موقوف نہ ہوگا، بلکہ انسان خود اپنے نفس اور اپنی حالت پر خوب مطلع ہوگا، کیونکہ محشر میں اپنے تمام نیک و بد اعمال کا انکشاف اور مشاہدہ ہو جائے گا (جیسا کہ قرآن نے فرمایا وَوَجَدُوا مَا عَمِلُوا حَاضِرًا، یعنی جو عمل انہوں نے دنیا میں کیا تھا اس کو محشر میں حاضر و موجود پائیں گے) گویا قضاے طبعیت اپنے عذر اور بہانے لا ڈالے اور حیلے و حوالے پیش کرے جیسا کہ کفار کہیں گے واللہ رَبَّنَا مَا كُنَّا مِثْلَ شُرَکَّيْنِ (ولو ألقى معاذيره کا یہی مطلب ہے) لہذا انسان کو اس کے اعمال کا جتنا اس کو مطلع کرنے کے لئے نہ ہوگا بلکہ اتمام حجت و قطع جواب کے لئے ہوگا لہذا انسان کو آخرت کے لئے اچھے اعمال کا ذخیرہ جمع کرنا چاہئے، واللہ اعلم بالصواب۔

لغات

بَرَقَ: ماضی واحد مذکر غائب، بَرَقَ (س) بَرَقًا: گھبراہٹ کی وجہ سے نہ دیکھ سکتا (اسی کو حضرت تھانویؒ نے خیرہ ہونے سے تعبیر کیا ہے)۔ خَسَفَ: ماضی واحد مذکر غائب، خَسَفَ الْقَمَرَ (ض) خَسَفًا وَخُسُوفًا چاند کو گہن لگنا، بے نور ہو جانا۔ مَفْرَ: ظرف مکان، بھاگنے کی جگہ (۲) مصدر میسی، بمعنی بھاگنا، از فَرٍّ (ض) فَرًّا وَفِرَارًا وَمَفْرًا: بھاگنا، وَزَرَ: اسم، پناہ گاہ، (۲) محفوظ یا مضبوط پہاڑ۔ الْمُسْتَقَرُّ: اسم ظرف، ٹھکانہ، اِسْتَقَرَّ اِسْتِقْرَارًا (استفعال) کسی جگہ سکون سے رہنا۔ يُنْبِئُ: مضارع مجہول واحد مذکر غائب، نَبَأً تَنْبِئَةً (تفعیل) خبر دینا۔ قَدَّمَ: ماضی واحد مذکر غائب، قَدَّمَ تَقْدِيمًا: آگے بھیجنا، اَخَّرَ: ماضی واحد مذکر غائب، اَخَّرَ تَاخِيرًا: پیچھے چھوڑنا۔ بَصِيرَةٌ:

۱۔ اور حضرت قتادہؒ نے فرمایا کہ ما قدم سے مراد وہ عمل صالح ہے جو اپنی زندگی میں کر گذرا، اور ما اَخَّرَ سے مراد وہ عمل ہے جس کو کر سکتا تھا مگر نہ کیا اور فرصت و موقع ضائع کر دیا۔ (معارف)

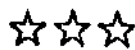
۲۔ خَسَفَ متعدد معانی میں استعمال ہوتا ہے مثلاً زمین میں دھنسانا، آنکھ کا نکل جانا وغیرہ۔

صفت مشبہ واحد مونث، واقف، بالبصیرت، بَصُرَ (ک) بَصْرًا وَبَصَارَةً: بینا ہونا، بالبصیرت ہونا۔ اَلْقَى: ماضی واحد مذکر غائب، اَلْقَاءُ (افعال) ڈالنا۔ معاذیر: مَعْدِرَةٌ کی جمع، بہانے۔ (القاموس الوحید)

ترکیب لَإِذَا بَرَقَ الْبَصَرُ وَخَسَفَ الْقَمَرُ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ..... فا استثنایہ، اذا ظرفیہ مضاف مضمّن بمعنی شرط۔ بَرَقَ الْبَصَرُ اور خَسَفَ الْقَمَرُ اور جُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ تینوں معطوف و معطوف علیہ ہو کر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر ظرف ہے اپنے جواب و جزا مابعد بقول کا۔ يَقُولُ الْإِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ أَيْنَ الْمَفْرُ..... يقول فعل الانسان فاعل يومئذ (ای یوم اذ بَرَقَ الْبَصَرُ الخ) ظرف بقول کا، این اسم استفہام ثابت محذوف کا ظرف ہو کر خبر مقدم، المَفْرُ مبتدا مؤخر، مبتدا مع خبر جملہ اسمیہ مقولہ، پھر بقول فعل اپنے فاعل اور مقولہ اور ظرف مقدم سے مل کر جملہ متانفہ، بالفاظ دیگر جواب شرط غیر جازم۔ کلا لا وَزَرَ..... کلا حرف رد و جزر (ای رد عن طلب الفرار) لا برائے نفی جنس وَزَرَ اسم، اور خبر محذوف ہے موجودہ، لا لائے نفی جنس اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ متانفہ۔ اِلَى رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ الْمُسْتَقَرُّ..... اِلَى رَبِّكَ ثابت کا متعلق ہو کر خبر مقدم، یومئذ اسی خبر یعنی ثابت کا ظرف۔ الْمُسْتَقَرُّ: مبتدا مؤخر، مبتدا مع خبر جملہ اسمیہ خبریہ تعلیلیہ۔ يَنْبِئُ الْإِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ بِمَا قَدَّمَ وَاَخَّرَ..... يَنْبِئُ الْإِنْسَانُ فعل بفاعل، یومئذ ظرف فعل مذکور کا، ہا جارہ ما اسم موصول، قَدَّمَ وَاَخَّرَ معطوف و معطوف علیہ صلہ، اسم موصول مع صلہ مجرور، جار مجرور متعلق فعل مذکور کے، فعل اپنے فاعل اور ظرف اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔ بَلِ الْإِنْسَانُ عَلَىٰ نَفْسِهِ بَصِيرَةٌ وَلَوْ اَلْقَىٰ مَعَاذِيرَهُ..... بل حرف اضراب انتقالی، الانسان مبتدا، علی نفسہ جار مجرور متعلق بصیرۃ کے اور بصیرۃ خبر، واو حالیہ، لو شرطیہ اَلْقَىٰ معاذیرہ فعل فاعل، مفعول بہ جملہ فعلیہ حال بصیرۃ کی ضمیر سے، اور جواب شرط محذوف ای ما قُبِلْتُ۔ الغرض مبتدا مع خبر جملہ اسمیہ متانفہ۔

سوال انسان مبتدا مذکر ہے اور بصیرۃ خبر مؤنث فما الجواب؟

جواب دیکھئے حاشیہ۔



- ۱۔ یومئذ کو المستقر کا ظرف نہیں بنا سکتے کیونکہ مستقر اگر مصدر ہے تو ماضی میں عمل نہیں کریگا اور اگر ظرف ہے تو اس کا عمل ہی نہیں۔
- ۲۔ نحو یوں نے مختلف جوابات دیئے ہیں ایک قول یہ ہے کہ بصیرۃ میں نا تانیث کے لئے نہیں بلکہ برائے مبالغہ ہے جیسا کہ بولا جاتا ہے، فلاں حُجَّةٌ اَوْ عَجْوَةٌ، دوسرا قول یہ ہے کہ انسان سے مراد جوارح ہیں ای جوارح بصیرۃ ای شہادۃ۔ تیسرا قول یہ ہے کہ بصیرۃ مبتدا مؤخر ہو اور علی نفسہ خبر مقدم پھر جملہ ہو کر الانسان کی خبر ہو، اس صورت میں بصیرۃ موصوف محذوف کی صفت ہوگی ای عن بصیرۃ آخر کی دونوں صورتوں میں تا برائے تانیث ہوگی۔

لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ ۖ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ ۖ

اے پیغمبر! آپ قرآن پر اپنی زبان نہ ہلایا کیجئے تاکہ آپ اس کو جلدی جلدی لیں • ہمارے ذمہ ہے اس کا جمع کر دینا، اور اس کا پڑھوادیانا •

فَإِذَا قَرَأَهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ ۖ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ ۖ

تو جب ہم اس کو پڑھنے لگا کریں تو آپ اس کے تابع ہو جایا کیجئے • پھر اس کا بیان کر ادینا ہمارے ذمہ ہے •

تشریح

گذشتہ سبق میں دو آیتیں گزری ہیں یَنْبُوْا الْاِنْسَانُ یَوْمَئِذٍ بِمَا قَدَّمَ وَاٰخَرُ اور بل الانسان علی نفسه بصيرة، ان دونوں آیتوں سے ایک ایک مضمون مستفاد ہوا اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ تمام اشیاء کے عالم اور محیط ہیں تبھی تو انسان کو اس کے اعمال نیک و بد کی خبر دے دی جائے گی جس کو یَنْبُوْا الانسان الخ میں بیان کیا، دوسرا یہ کہ حق تعالیٰ کی عادت ہے کہ جب حکمت مقتضی ہوتی ہے تو علوم غائبہ کثیرہ کو ذہن مخلوق میں حاضر کر دیتا ہے جیسا کہ قیامت میں اس کا وقوع ہوگا اور انسان کو اپنے تمام احوال کا انکشاف ہوگا، لہذا جب یہ بات ہے تو اب مذکورہ آیت لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ الخ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک خاص ہدایت دی گئی ہے۔

واقعہ

یہ ہوا کہ جب حضرت جبریل علیہ السلام قرآن کی کچھ آیتیں لے کر نازل ہوتے اور آپ کو سناتے، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم محض اس احتمال سے کہ کچھ مضمون میرے ذہن سے نکل نہ جائے حضرت جبریل علیہ السلام کے ساتھ ساتھ پڑھتے، اور جلدی جلدی زبان کو حرکت دینے لگتے کہ بار بار پڑھ کر اس کو یاد کر لیں، تو چونکہ اللہ تعالیٰ تمام اشیاء کے عالم اور محیط ہیں اور یہاں مقتضائے حکمت بھی یہی ہے وہ مضامین قرآن آپ کے ذہن میں حاضر رکھے جائیں اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ الخ اے محمد آپ بوقت نزول قرآن یہ مشقت نہ اٹھایا کریں اور جب وحی نازل ہوا کرے تو آپ قرآن پر اپنی زبان نہ ہلایا کیجئے، تاکہ آپ اس کو جاری جلدی لیں، کیونکہ ہمارے ذمہ ہے آپ کے قلب میں اس کو جمع کر دینا، اور آپ کی زبان سے اس کا پڑھوادیانا۔ فَإِذَا قَرَأَهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ جب جمع کر دینا اور پڑھوادیانا ہمارے ذمہ ہے تو جب ہم اس کو پڑھنے لگا کریں، یعنی ہمارا فرشتہ پڑھنے لگا کرے تو آپ اس کے تابع ہو جایا کریں یعنی ادھر ہی متوجہ ہو جایا کریں اور اس کو دہرانے میں مشغول نہ ہوا کریں (یہاں باتفاق ائمہ اتباع قرآن سے مراد یہ ہے کہ جب جبریل امین پڑھیں تو آپ خاموش ہو کر سنیں) ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ پھر آپ کی زبان سے لوگوں کے سامنے اس کا بیان کر ادینا بھی ہمارے ذمہ ہے (یعنی آپ کو یاد کر ادینا، اور آپ کی زبان پر جاری کر ادینا، پھر تبلیغ کے وقت بھی اس کا یاد رکھوانا اور لوگوں کے سامنے پڑھوادیانا یہ سب ہمارے ذمہ ہے، بیان القرآن ۱)

لغات

لَا تُحَرِّكْ: نہی واحد مذکر حاضر، حَرَّكَ تَحْرِيكًا: حرکت دینا۔ لِسَان: زبان، جَمْعُ السِّنِّ وَالسُّنِّ: لَتَعْجَلَ: مضارع واحد مذکر حاضر، عَجَلَ (س) عَجَلًا وَعَجَلَةً: جلدی کرنا۔ جَمْعُهُ: مصدر از جمع (ف)

۱۔ معارف القرآن میں لکھا ہے کہ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ کا مطلب ہے نازل شدہ آیات کا صحیح مفہوم اور مراد کا آپ کو بتلانا اور سمجھا دینا بھی ہمارے ذمہ ہے۔

جَمَعًا: جمع کرنا۔ قُرْآنہ: مصدر از قَرَأَ (ف) قِرَاءَةً وَقَرَأْنَا: پڑھنا (ای الہات قِرَائَتہ یعنی پڑھوانا۔ روح)
اتبع: امر واحد مذکر حاضر، اتَّبَعَ الشَّيْءُ اتِّبَاعًا (المتعال) پیروی کرنا، تابع ہونا۔ بَيَّانًا: مصدر از بَاب تَفَعُّلِ بَيْنَ
تَبَيَّنًا وَبَيَّانًا: بیان کرنا۔

ترکیب لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتُجْعَلَ بِهِ..... لَا تُحَرِّكْ فَعْلٌ، ضمیر انت فاعل، بہ جار مجرور متعلق لَا تُحَرِّكْ
کے، (والضمیر راجع الی القرآن لدلالۃ سیاق الکلام، وَخُذِ الْعِلْمَ رَاجِعًا لِشَهْرَتِهِ) لِسَانَكَ مرکب
اضافی مفعول بہ، لام برائے تعلیل تُجْعَلَ بِهِ فَعْلٌ، ضمیر انت فاعل، بہ متعلق، جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مجرور، جار
مجرور متعلق لَا تُحَرِّكْ کے، پھر فعل نہیں اپنے فاعل اور مفعول بہ اور دونوں متعلقوں سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ، (قول
محذوف کا مقولہ) إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ..... إِنَّ حَرْفَ مِشْبَعٍ بِالْفَعْلِ، عَلَيْنَا ثابت
محذوف کا متعلق ہو کر خبرِ اِنْ، جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ معطوف معطوف علیہ اسم مؤخر، حرف مِشْبَعٍ بِالْفَعْلِ مع اسم و خبر معطوف علیہ،
فا عاطفہ إِذَا ظرفیہ مضاف متضمن معنی شرط قُرْآنَاهُ جملہ فعلیہ مضاف الیہ، مضاف مع مضاف الیہ ظرف اپنے جواب
اتبع کا، فا رابطہ، اتَّبِعْ قُرْآنَهُ جملہ فعلیہ انشائیہ جواب شرط، اور وہ پھر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر
جملہ تعلیلیہ (تعلیل للنہی ای لَا تُحَرِّكْ) ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَّانًا..... ثُمَّ حَرْفٌ عَطْفٌ، إِنَّ عَلَيْنَا بَيَّانًا حسب سابق
ترکیب ہو کر معطوف ماقبل جملہ تعلیلیہ پر۔

كَلَّا بَلْ تُحِبُّونَ الْعَاجِلَةَ ۖ وَتَذَرُونَ الْآخِرَةَ ۚ ۝۱۰ وَجُودَ يَوْمِنِذٍ نَّاصِرَةٌ ۚ ۝۱۱

اے منکر! ہرگز ایسا نہیں، بلکہ تم دنیا سے محبت رکھتے ہو • اور آخرت کو چھوڑ بیٹھے ہو • بہت سے چہرے تو اس روز بادرقت ہوں گے •

إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۚ ۝۱۲ وَوَجُودَ يَوْمِنِذٍ نَّاصِرَةٌ ۚ ۝۱۳ تَظُنُّ أَنْ يُفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ ۚ ۝۱۴

اپنے پروردگار کی طرف دیکھتے ہوں گے • اور بہت سے چہرے اس روز بادرقت ہوں گے • خیال کر رہے ہوں گے کہ ان کے ساتھ کھڑے کرنے والا معاملہ کیا جائے گا •

كَلَّا إِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ ۖ وَقِيلَ مَنْ رَاقٍ ۖ ۝۱۵ وَظَنُّ أَنْهُ الْفِرَاقُ ۖ ۝۱۶

ہرگز ایسا نہیں جب جانِ منسلک تک پہنچ جاتی ہے • اور کہا جاتا ہے کہ کوئی جھاڑ نے والا ایسی ہے • اور وہ یقین کر لیتا ہے کہ یہ مفارقت کا وقت ہے •

وَالْتَقَتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ۖ إِلَىٰ رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ الْمَسَاقُ ۖ ۝۱۷ فَلَا صَدَقَ وَلَا صَلَّىٰ ۖ ۝۱۸

اور ایک پٹلی دوسری پٹلی سے لپٹ لپٹ جاتی ہے • اس روز تیرے رب کی طرف جانا ہوتا ہے • تو اس نے نہ تو تصدیق کی تھی اور نہ نماز پڑھی تھی •

وَلَكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلَّىٰ ۖ ۝۱۹ ثُمَّ ذَهَبَ إِلَىٰ أَهْلِهِ يَتَمَطَّىٰ ۖ ۝۲۰ أُولَىٰ لَكَ فَأُولَىٰ ۖ ۝۲۱

لیکن تکذیب کی تھی اور منہ موڑا تھا • پھر تازہ کرتا ہوا اپنے گھر چل دیتا تھا • تیری کبھتی پر کبھتی آنے والی ہے •

ثُمَّ أُولَىٰ لَكَ فَأُولَىٰ ۖ ۝۲۲ أَيْحَسِبُ الْإِنْسَانُ أَنْ يُتْرَكَ سُدًى ۖ ۝۲۳

پھر تیری کبھتی پر کبھتی آنے والی ہے • کیا انسان یہ خیال کرتا ہے کہ یوں ہی مہل چھوڑ دیا جائے گا •

أَلَمْ يَكْ نُطْفَةٌ مِّنْ مَّنِيٍّ يُمْنِيٍّ ۖ ثُمَّ كَانَ عِلْقَةً فَخَلَقَ فَسَوَّىٰ ۖ ﴿۱۸﴾

کیا یہ شخص ایک قطرہ منی نہ تھا جو ٹپکایا گیا تھا • پھر وہ خون کا لوتھڑا ہو گیا پھر اللہ تعالیٰ نے بنایا پھر اعضاء درست کئے •

فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْأُنثَىٰ ۖ ﴿۱۹﴾ أَلَيْسَ ذَلِكَ بِقَدِيرٍ عَلَیٰ أَنْ يُخْیِیَ الْمَوْتَىٰ ۚ ﴿۲۰﴾

پھر اس کی دو قسمیں کر دیں مرد اور عورت • کیا وہ اس بات پر قدرت نہیں رکھتا کہ مردوں کو زندہ کر دے •

تشریح ماقبل میں منکرین قیامت کو خطاب تھا، پھر درمیان میں لَانْخَرُکَ بِه لِسَانُکَ کا مضمون ماقبل کی مناسبت کی بنا پر آگیا تھا، اب پھر یہاں سے منکرین قیامت کو خطاب ہے۔

تفسیر ملاحظہ فرمائیں! کَلَّا بَلْ الْخِ اے منکرو! انسان کو اس کے اعمال متقدمہ و متاخرہ پر ضرور مطلع کیا جائے گا، اور جیسا تم سمجھ رہے ہو کہ قیامت نہ ہوگی ہرگز ایسا نہیں، اور نہ تمہارے پاس اس نفی کی کوئی دلیل ہے، بلکہ (صرف بات یہ ہے کہ) تم دنیا سے محبت رکھتے ہو اور آخرت کو چھوڑ بیٹھے ہو، سو قیامت ضرور آئے گی، اور ہر ایک کو اس کے اعمال پر مطلع کر کے اعمال کے مناسب جزا ملے گی جسکی تفصیل یہ ہے۔ وَجُودَ یَوْمَئِذٍ نَّاصِرَةٌ الْخِ بہت سے چہرے اس روز بارونق ہوں گے، یعنی ہشاش بشاش، تروتازہ ہوں گے، یہ چہرے اپنے رب کی طرف دیکھتے ہوں گے، اس سے ثابت ہوا کہ آخرت میں اہل جنت کو حق تعالیٰ کا دیدار چشم سر نصیب ہوگا، اور اس پر اہل سنت والجماعت اور سب علماء و فقہاء کا اجماع ہے، حدیث میں ہے: اِنَّکُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّکُمْ عِیَانًا تم اپنے رب کو کھلم کھلا دیکھو گے، صرف معتزلہ و خوارج ویدار خداوندی کے منکر ہیں (لیکن دیدار خداوندی کی اصل کیفیت کیا ہوگی تو اسکو بیان کرنے سے زبان و قلم عاجز ہیں) وَجُودَ یَوْمَئِذٍ نَّاصِرَةٌ الْخِ اور بہت سے چہرے اس روز بدرونق ہوں گے، اور وہ لوگ خیال کر رہے ہوں گے کہ ان کے ساتھ کمر توڑنے والا معاملہ کیا جائے گا، یعنی اُن کو عذاب شدید ہوگا، آئے حُب عاجلہ (حُب دنیا) پر زجر و تنبیہ ہے، فرمایا کَلَّا ہرگز ایسا نہیں، یعنی تم لوگ جو دنیا کو محبوب اور آخرت کو متروک ہونے کے قابل سمجھ رہے ہو ہرگز ایسا نہیں کیونکہ دنیا سے ایک روز جدا ہوگی ہونے والی ہے جس کا بیان یہ ہے: اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِیَ جب جان تر قوت یعنی گلے کی ہنسی تک پہنچ جاتی ہے یعنی موت سر پر آکھڑی ہوتی ہے اور نہایت حسرت سے اس وقت کہا جاتا ہے یعنی بیمار دار لوگ دوا و علاج سے عاجز ہو کر کہتے ہیں کہ ارے کوئی جھاڑ پھونک کرنے والا بھی ہے، جو جھاڑ پھونک کر کے اس کو مرنے سے بچالے، (عرب میں جھاڑ پھونک کا بہت بڑا چا تھا) اور اس وقت وہ بیمار یقین کر لیتا ہے کہ یہ دنیا سے مفارقت اور جدا ہوگی کا وقت ہے۔ وَالتَّغٰی السَّاقِیَ بِالْخِ اور شدت سکرات موت سے ایک پنڈلی دوسری پنڈلی سے لپٹ لپٹ جاتی ہے یعنی اس وقت آدمی اضطراب اور بے چینی سے ایک پنڈلی دوسری پنڈلی پر مارتا ہے، تو جب یہ حالت پیش آتی

۱۔ روایت سے ثابت ہے کہ بعض کو حق تعالیٰ کی زیارت ہفتہ وار جمعہ کو حاصل ہوگی، بعض کو روزانہ صبح و شام اور بعض کے لئے ہر وقت، ہر حال میں رہے گی، (مفسر) اَللّٰهُمَّ لَا تَخْرُجْنَا مِنْ هَذِهِ النِّعْمَةِ الَّتِیْ لَیْسَ فَوْقَهَا نِعْمَةٌ، البتہ کفار اس نعمت عظمیٰ سے محروم رہیں گے بوجہ دلیل قول ہاری تعالیٰ کَلَّا اَللّٰهُمَّ عَنْ زَیْنَبٍ یُّومَئِذٍ لَمَّا خَرَجَتْ مِنْ هَذِهِ النِّعْمَةِ الَّتِیْ لَیْسَ فَوْقَهَا نِعْمَةٌ۔ حسین احمد ہروداری انکروی

ہے تو اے شخص اس روز تیرے رب کی طرف جانا ہوتا ہے، لہذا مذکورہ آیات میں موت کا نقشہ کھینچ کر غافل انسان کو یہ تجربہ کی گئی کہ ایسی حالت میں جب عاجلہ و ترک آخرت کس درجہ نادانی ہے۔

آنے والی کس سے نالی جائے گی جان ٹھہری جانے والی جائے گی
روح رگ رگ سے نکالی جائے گی تجھ پہ اک دن خاک ڈالی جائے گی
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

فَلَا صَدْقَ وَلَا صَلَی الخ پھر خدا کے پاس پہنچنے کے بعد اگر وہ کافر ہے تو اس کا برا حال ہوگا، کیونکہ اس نے نہ تو خدا اور رسول کی تصدیق کی تھی اور نہ نماز پڑھی تھی، لیکن خدا اور رسول کی تکذیب کی تھی، اور احکام سے منہ موڑا تھا۔ فَمَ ذَهَبَ إِلَىٰ أَهْلِهِ الخ پھر اس پر زیادتی یہ کہ داعی حق سے منہ موڑ کر ناز اور فخر کرتا ہوا اپنے گھر چل دیتا تھا گویا کوئی بہت بڑی بہادری اور ہنرمندی کا کام کر کے آرہا ہے (مطلب یہ کہ اول تو کفر و عصیان، پھر اس پر ندامت نہیں بلکہ اور النافخ کرتا تھا کہ ہم نے اس طرح حق کو رد کیا اور باطل پر جبر ہے، اور پھر اس پر زیادتی یہ کہ طلب حق نہیں بلکہ اپنے خدم و حشم میں جا کر اور زیادہ مغرور اور غافل ہو جاتا ہے) أُولَیٰ لَکَ فَاوَلٰی اب اس کافر کی بد حالی کا بیان ہے کہ ایسے شخص سے کہا جائے گا کہ تیری کم بختی پر کم بختی آنے والی ہے، پھر مکرر سن لے کہ تیری کم بختی پر کم بختی آنے والی ہے۔ أَيَحْسَبُ الْإِنْسَانُ الخ جزائے مذکور دو چیزوں پر موقوف ہے، ایک انسان کا مکلف ہونا، دوسرے مکرر اس کا دوبارہ زندہ ہونا جس کے امکان میں ان کو کلام اور شک شبہ تھا، اسلئے آیت مذکورہ میں انہیں دونوں چیزوں کا ذکر ہے کہ کیا انسان یہ خیال کرتا ہے کہ وہ یوں ہی مہمل چھوڑ دیا جائے گا (یعنی اس سے کوئی حساب کتاب نہ ہوگا، ایسا نہیں ہے بلکہ اس کا مکلف ہونا بھی یقینی ہے اور اس پر باز پرس ہونا بھی یقینی ہے) أَلَمْ يَكُ نَفْثَۃً الخ اور یہ جو بحث کو محال سمجھتا ہے یہ بھی اس کی حماقت ہے کیا یہ شخص ابتداء میں محض ایک قطرہ مٹی نہ تھا جو عورت کے رحم میں ٹپکایا گیا تھا، پھر وہ خون کا لوتھڑا ہو گیا، پھر اللہ نے اس کو بنایا (یعنی اس کی پیدائش کے تمام مراتب پورے کر کے انسان بنایا) اور اعضاء درست کئے، پھر اس نے اس انسان کی دو قسمیں کر دیں، مرد اور عورت (یہ تفسیر یہ ہے) أَلَيْسَ ذَٰلِكَ بِقَادِرٍ الخ تو کیا وہ خدا جس نے ابتداء میں اپنی قدرت سے یہ سب کچھ کیا اس بات پر قدرت نہیں رکھتا کہ قیامت میں مردوں کو زندہ کرے (بلکہ دوبارہ پیدا کرنا پہلے پیدا کرنے کی نسبت آسان ہے) خلاصہ یہ ہے کہ جزا و سزا یقینی ہے اس لئے عقلمند پر لازم ہے کہ وہ اس وقت سے پہلے اپنی اصلاح کی فکر کرے اور ایمان اور عمل صالح کی طرف آجائے تاکہ آخرت میں نجات ملے (رسول اللہ نے فرمایا کہ جو شخص اس آیت کی تلاوت کرے تو اس کو کہنا چاہئے بلی وانا علی ذلک من الشاہدین)

مصائب کے مراجع فَإِذَا قَرَأْتَ ای القرآن بلسان جبریل و اضاف قرائۃ جبریل الی نفسہ

۱۔ أُولَیٰ لَکَ فَاوَلٰی الخ کا ایک مطلب تو ہمیں تفسیر مذکور ہو گیا دوسرا مطلب یہ ہے کہ یہاں چار موقعوں کی برہادی مراد ہے، موت کے وقت (۲) پھر قبر میں (۳) پھر حشر و نشر کے وقت (۴) پھر روزِ عروج میں دخول کے وقت۔

مجازاً، لانہ بامرہ۔ قولہ ہل تُجِبُونَ الْعَاجِلَةَ: الضمیر راجع الی الانسان المذكور سابقاً، وجمع الضمیر نظراً الی المعنی لان المراد به الجنس ای جنس الانسان۔

لغات **تُجِبُونَ**: مضارع جمع مذکر حاضر، اَحْبَ شَیْئًا: چاہنا، محبت کرنا، حَبَّ (س) حُبًا: محبوب و پسندیدہ ہونا۔ العاجلة: اسم فاعل واحد مؤنث، جلد ملنے والی (دنیا) از باب سمع، عَجَلَ عَجَلًا: جلدی آنا۔ قَدَرُونَ: مضارع جمع مذکر حاضر، رکوع ۱۰ میں گذر چکا۔ وَجُوءٌ: چہرے وجہ کی جمع۔ نَاضِرَةٌ: اسم فاعل واحد مؤنث، تروتازہ، نَضَرَ (ن) نَضُورًا وَنَضْرَةً: تروتازہ ہونا، خوشنما و بارونق ہونا۔ نَاطِرَةٌ: اسم فاعل واحد مؤنث، نَظَرَ (ن) نَظْرًا: دیکھنا۔ بِأَمِيرَةٍ: اسم فاعل واحد مؤنث، ترش رو، و بدرواق، بَسَرَ (ن) بَسْرًا: ترش رو ہونا، چہرہ پر شکن پڑنا، فَاقِرَةٌ: اسم فاعل واحد مؤنث، کمر توڑ دینے والی، فَقَرَ الرَّجُلُ (ن) فَقْرًا: ریڑھ کی ہڈی کو توڑنا۔ بَلَّغْتَ: ماضی واحد مؤنث غائب بَلَغَ (ن) بُلُوغًا: پہنچنا۔ التَّوَقَّى: تَوَقَّوْهُ کی جمع ہے، ہنسی، راقی: اسم فاعل واحد مذکر، جھاڑنے والا، دم کرنے والا، رَقَى الْمَرِيضُ (ض) رَقًى وَرَقِيَّةً: جھاڑ پھونک کرنا، دم کرنا۔ الفراق: مصدر از مفاعلة، فارق مفارقة و فراقًا: جدا ہونا۔ (بمعنی جدائیگی حاصل مصدر) تفسیر مظہری میں ہے ای سبب للفراق۔ التَّقْتُ: ماضی واحد مؤنث غائب، التَّقْتُ التَّفَافًا: (الفعال) لپٹنا، مل کھانا، لَفَّ (ن) لَفًّا: لپٹنا۔ السَّاقِ: رکوع ۴ میں گذر چکا۔ الْمَسَاقِ: مصدر میخی، سَاقَ سَوَاقًا وَمَسَاقًا: لے جانا، چلانا (یہاں مصدر مجہول ہے چلایا جانا، جس کا لازمی مفہوم ہے چلنا، جانا اس لئے ترجمہ جانا کیا گیا ہے)۔ صَدَّقَ: ماضی واحد مذکر غائب (تفعیل) تَصَدِّقًا: تصدیق کرنا، سچا ماننا، صَدَّقَ فُلَانٌ فِي الْحَدِيثِ (ن) صِدْقًا: سچ بولنا۔ صَلَّى: ماضی واحد مذکر غائب، تَصْلِيَّةٌ وَصَلُوءٌ (تفعیل) نماز پڑھنا۔ تَوَلَّى: ماضی واحد مذکر غائب، تَوَلَّى (تفعیل) پیٹھ پھیرنا، منہ موڑنا، يَتَمَطَّى: مضارع واحد مذکر غائب، تَمَطَّى تَمَطُّيًا فِي مَشْيِهِ (تفعیل) اتراتے ہوئے چلنا، اکڑ کر چلنا (الف باء سے بدلا ہوا ہے اور یاد اور اصل واو تھا) اَوَّلَى: اس کے اندر مختلف اقوال ہیں، ایک قول یہ ہے کہ اس کی اصل اَوَّلُ تَمَّى وَبَل سے مشتق ہو کر اسم تفضیل (علیت اور وزن فعل کی بنا پر غیر منصرف) معناه الویلُ لَكَ (بڑی تباہی اور کم بختی ہے تیرے لئے)، اَوَّلَى مبتدا، ما بعد خبر، دوسرا قول یہ ہے کہ یہ وَلَّى سے مشتق ہے اور اسم تفضیل ہے وَلَّى (ض، حسب) وَلِيًّا: قریب ہونا، اور اس کا غلبہ استعمال ہلاکت کے قریب ہونے میں ہے اَنِ الْهَلَاكُ لَكَ (اعراب القرآن، روح) (مزید در حاشیہ) مُذَى: اسم، نظر انداز کیا ہو، مہمل (اعراب القرآن و صرفہ و بیانہ میں لکھا ہے کہ یہ صفت مشبہ ہے اَنِ مَهِمَلَةٌ، والالف منقلبة عن باء و قبل عن واو (مع) (واحد اور جمع دونوں کے لئے مستعمل ہے) نَطْفَةٌ: (قطرہ منی) جمع نَطَفٌ مَنِيٌّ نطفہ جمع مَنِيٌّ (اصل میں بروزن فعیل صیغہ صفت ہے اور فعیل مفعول کے معنی میں لہذا مَنِيٌّ مَمْنُوٰی کے معنی

۱۔ وقال الاصمعی هو فعل ماضٍ وفاعله مضمَرٌ يَدُلُّ عَلَيْهِ السِّيَاقُ كَانَهُ قِيلَ فَاوَلَىٰ هُوَ اَي الْهَلَاكُ وَاللَّامُ مَزِيدَةٌ، وَقِيلَ هُوَ فَعْلٌ مَعْنَى فَعَلَىٰ مِنَ الْوَلَى اَيْضًا اَلَا اَنَّ الْفَاعِلَ ضَمِيرُهُ تَعَالَى وَاللَّامُ مَزِيدَةٌ اَي اَوْلَاكَ اللّٰهُ تَعَالَى مَا تَكْرَهُهُ۔

میں ہے ڈالا ہوا، ٹپکایا ہوا)۔ یُعْنٰی: مضارع مجہول واحد مذکر غائب، أُغْنٰی، إِغْنَاءُ (الفعال) ڈالنا، اتارنا، ٹپکانا۔
عَلَقَ: خون کا لٹھڑا، جمع عَلَقٍ۔ ذُکِّرَ: نر، مذکر، جمع ذُکُورٍ۔ الْأُنْثٰی: عورت، مادہ، جمع النَّثٰث۔ یُغْنٰی: مضارع واحد
 مذکر غائب، أُغْنٰی (افعال) زندہ کرنا۔ الْمَوْتٰی: مردے، میت کی جمع۔

ترکیب كَلَامًا بَلَّ تَجِبُونَ الْعَاجِلَةَ: کلاً حرف ردع، بَلَّ برائے اضراب انتہائی، تَجِبُونَ فعل، وَ او ضمیر
 فاعل، الْعَاجِلَةَ مفعول بہ، پھر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، وَ او عاطفہ، تَذَرُونَ فعل قائل، مفعول بہ جملہ فعلیہ
 معطوف معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ متانفہ۔ وَجُوءٌ يَوْمَئِذٍ مُّبْدَاً نَّاضِرَةً اِلٰی رَبِّهَا نَاضِرَةً..... وجوہ مبتدا
 (تنوین برائے تنوین ای وجوہ المومنین، او وجوہ کثیرہ، لہذا وجہ تخصیص نکرہ کا مبتدا بنانا صحیح ہو گیا) يَوْمَئِذٍ:
 ظرف ناضرہ کا، ناضرہ شبہ جملہ خبر اول، اِلٰی رَبِّهَا متعلق ناظرہ کے، ناظرہ شبہ جملہ خبر ثانی، مبتدا اپنی دونوں
 خبروں سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ۔ وَوَجُوءٌ يَوْمَئِذٍ مُّبْسِرَةً تَنْظُنُّ اَنْ يُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ..... واو
 عاطفہ وجوہ مبتدا یومئذ ظرف باسرة کا، باسرة شبہ جملہ خبر اول، تَنْظُنُّ فعل ہی ضمیر فاعل، اَنْ مصدر یہ
يُّفْعَلُ فعل مجہول، بِهَا متعلق، فَاقِرَةٌ نائب فاعل، جملہ فعلیہ بتاویل مصدر تَنْظُنُّ کے دو مفعولوں کے قائم مقام، تَنْظُنُّ
 جملہ فعلیہ خبر ثانی، مبتدا اپنی دونوں خبروں سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ
 متانفہ۔ كَلَامًا اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَّ..... کلاً حرف ردع۔ اِذَا ظرفیہ مضاف مضمین معنی شرط، بَلَغَتِ فعل، ضمیر
 ہی فاعل (و ضمیر الفاعل يعود الى النفس الدال عليه سياق الكلام وان لم يعجلها ذكر) التَّرَاقِيَّ
 مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف علیہ، وَقَبِلَ مَنْ رَاقٍ..... واو عاطفہ قبل فعل
 مجہول، مَنْ اسم استفہام مبتدا رَاقٍ خبر۔ متبدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ ہو کر نائب فاعل، جُودِرَ اصل مقولہ ہے، الْفَرَضُ
 فعل مجہول اپنے نائب فاعل سے مل کر معطوف علیہ معطوف، وَقَبِلَ اِنَّهٗ الْفِرَاقُ.... واو عاطفہ ظَنَّ فعل بفاعل۔ اِنَّهٗ
الْفِرَاقُ جملہ اسمیہ بتاویل مصدر ظَنَّ کے دو مفعولوں کے قائم مقام، پھر ظَنَّ الخ جملہ فعلیہ معطوف علیہ معطوف۔
وَالْتَفَّتِ السَّاقِ بِالسَّاقِ..... واو عاطفہ التَّفَّتِ السَّاقِ فعل بفاعل، بالساق متعلق التفت کے، فعل اپنے
 فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف، چاروں معطوفات مل ملا کر مضاف الیہ اِذَا کا، مضاف اپنے مضاف الیہ
 سے مل کر ظرف ہے اپنے جواب محذوف تَسَاقٍ اِلٰی حَكَمٍ رہا کا جس پر اِلٰی رَبِّكَ یومئذ المساق دلالت کر رہا
 ہے، لہذا اِلٰی رَبِّكَ یومئذ المساق جملہ تفسیریہ جواب اِذَا محذوف کا، (اِلٰی رَبِّكَ ثابت محذوف کا متعلق ہو کر خبر
 مقدم، یومئذ ظرف المساق کا یا ماقبل اِذَا سے بدل جس کا متعلق تساق محذوف سے ہے المساق مبتدا مؤخر،

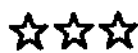
۱۔ ای رذع عن ائثار الدنيا على الآخرة۔

۲۔ راق حالت رقی میں ہے اور علامت رفع اس باء پر ضمرہ ہے جو وجہ اجتماع ساکنین حذف ہوئی اور یہ اسم مقوم ہے۔

۳۔ وسمى اليقين ظناً لان الانسان ما دامت روحه في بدنه فانه بطمع في ديمومة الحياة لشدة حبه لها وتعلقه بها۔

۴۔ یومئذ تنوین بوض مضاف الیہ ای یوم اذ بلغت الترقی وقبل الخ

مبتدا مع خبر جملہ اسمیہ خبریہ تفسیریہ (فلا صدق ولا صلی و لیکن کذب و تولی)..... فا استثنایہ (اعراب القرآن صرفہ و بیانہ) لا تانیہ صدق فعل فاعل، جملہ فعلیہ معطوف علیہ واو عاطفہ لا صلی جملہ فعلیہ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر پھر معطوف علیہ، واو عاطفہ لیکن حرف استدراک مخففہ مہملہ، کذب جملہ فعلیہ معطوف علیہ معطوف، واو عاطفہ تولی جملہ فعلیہ معطوف علیہ معطوف، ثم ذہب الی اہلہ یتعطی..... ثم حرف عطف ذہب الی اہلہ فعل فاعل متعلق، یتعطی جملہ فعلیہ حال ذہب کی ضمیر سے، ذہب الخ جملہ فعلیہ معطوف، تمام معطوفات مل ملا کر جملہ متانفہ (لا محل لہا) اُولٰٓئِیْ لَکَ فَاوَلٰی..... اُولٰٓئِیْ متبدا، لَکَ ثابت کے متعلق ہو کر خبر، مبتدا مع خبر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ، فا عاطفہ اُولٰٓئِیْ متبدا اور خبر محذوف ای لک، مبتدا مع خبر جملہ اسمیہ خبریہ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر پھر معطوف علیہ، ثم اُولٰٓئِیْ لَکَ فَاوَلٰی..... حسب سابق ترکیب ہو کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ متانفہ۔ اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ یُّتْرَکَ سُدٰی..... ہمزہ حرف استفہام برائے انکار، یَحْسَبُ الْاِنْسَانُ فعل بفاعل اَنْ ناصبہ یُتْرَکَ فعل، ضمیر نائب فاعل، سُدٰی حال یُتْرَکَ کی ضمیر سے، پھر اَنْ یُتْرَکَ بتاویل مصدر یَحْسَبُ کے دو مفعولوں کے قائم مقام، اور وہ جملہ متانفہ۔ اَلَمْ یَکْ نُطْفِئْ مِنْ مَّیْنٍ یُّمْنٰی..... ہمزہ حرف استفہام انکاری لم یَکْ فعل ناقص، ضمیر اسم، راجع انسان کی طرف (نون تخفیفاً محذوف ہو گیا) نُطْفِئْ موصوف مِنْ حرف جر، مَّیْنٍ یُّمْنٰی موصوف صفت ہو کر مجرور، جار مجرور متعلق کائنۃ کے ہو کر صفت، موصوف مع صفت خبر، فعل ناقص مع اسم و خبر معطوف علیہ، ثُمَّ کَانَ عِلْقَۃً فَخَلَقَ فَسَوٰی فَجَعَلَ مِنْہُ الْزَّوْجَیْنِ الذَّکْرَ وَالْاُنْثٰی..... ثم حرف عطف، کَانَ فعل ناقص، ضمیر اس میں اسم، راجع منی کی طرف، علقۃ خبر، فعل ناقص مع اسم و خبر معطوف علیہ معطوف، اسی طرح خلق فسوی فجعَلَ مِنْہُ الْزَّوْجَیْنِ الذَّکْرَ وَالْاُنْثٰی..... سب معطوف و معطوف الیہ (منہ متعلق جعل کے، بضمینہ معنی خلق، الزوجین مفعول بہ مبدل منہ الذکر وَالْاُنْثٰی بدل۔ تمام معطوفات مل ملا کر جملہ متانفہ، الیس ذلک بقادر علی ان یشی الموتی..... ہمزہ حرف استفہام انکاری، لیس فعل ناقص، ذلک اسم، بازائدہ، قادر اسم فاعل لفظاً مجرور، محل منصوب، علی جارہ، اَنْ یشی الموتی بتاویل مصدر مجرور، جار مجرور متعلق قادر کے، اور وہ شبہ جملہ ہو کر خبر، فعل ناقص مع اسم و خبر جملہ متانفہ۔



- ۱۔ جب کمرہ دعا پادشاہ کے لئے ہو تو مبتدا مانج ہوتا ہے۔
- ۲۔ اس طرح ترکیب کریں الہلاک اُولٰٓئِیْ لَکَ، الہلاک مبتدا اُولٰٓئِیْ لَکَ خبر، لَکَ متعلق اُولٰٓئِیْ ہو اُولٰٓئِیْ متبدا و خبر۔
- ۳۔ واکھر منہ متعلق ہو کر مفعول پہلانی ما الزوجین مفعول بہ اول۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُورَةُ الدَّهْرِ مَكِّيَّةٌ

هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ حِينٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُورًا ۝۱ اِنَّا

بیشک انسان پر زمانہ میں ایک ایسا وقت بھی آپکا ہے جس میں وہ کوئی چیز قابل تذکرہ نہ تھا • ہم نے اس کو

خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ أَمْشَاجٍ ۝۲ نَّبْتَلِيهِ فَجَعَلْنَاهُ سَمِيعًا بَصِيرًا ۝۳

مخلوط نطفہ سے پیدا کیا، اس طور پر کہ ہم اس کو مکلف بنائیں تو ہم نے اس کو سنتا دیکھتا بنایا •

اِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّ اِمَّا كَفُورًا ۝۴

ہم نے اس کو رستہ بتلایا، یا تو وہ شکر گزار ہو گیا یا ناشکر ہو گیا •

ربط سورت سابقہ میں زیادہ تر مضمون جزا و سزا کا اثبات اور اس کی تفصیل تھی، اس سورت میں زیادہ تر جزا و سزا کی تفصیل ہے، اور ساتھ ساتھ انسان کے مکلف ہونے کا بھی ذکر ہے، اور چونکہ کفار کے انکار جزا و سزا سے آپ کو حزن ہوتا تھا اس لئے درمیان میں اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا سے آپ کو تسلی دینا بھی مقصود ہے۔

تشریح سورۃ دھر کا نام سورۃ انسان اور سورۃ الابرار بھی ہے (روح) اس میں تخلیق انسانی کی ابتداء و انتہاء اور اعمال پر جزا و سزا، نیز جنت و جہنم کا بیان موثر انداز میں مذکور ہے۔

تفسیر ملاحظہ فرمائیں! هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ حِينٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُورًا الخ بعض حضرات نے فرمایا کہ اس جگہ هل بمعنی قَدْ ہے جو تحقیق واقع کے لئے ہے، مطلب یہ ہے کہ بے شک انسان پر زمانہ میں ایک ایسا وقت بھی آپکا ہے جس میں وہ کوئی ایسی چیز نہ تھا جو قابل تذکرہ ہو (یعنی انسان نہ تھا بلکہ نطفہ تھا، ظاہر ہے کہ رحم مادر میں قرار حمل کے بعد سے پیدائش تک کا وقت جو عادتہ نو مہینے ہوتے ہیں اس میں اگرچہ انسان کا وجود ایک طرح قائم ہو چکا ہے مگر یہ کوئی نہیں جانتا کہ وہ لڑکا ہے یا لڑکی، نہ اس کا کوئی نام ہے نہ کسی کو اس کی شکل و صورت معلوم ہے اس لئے کہیں اس کا ذکر و تذکرہ تک نہیں ہے) اِنَّا خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ أَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيهِ ہم نے انسان کو مخلوط نطفہ سے پیدا کیا، یعنی مرد و عورت دونوں کے نطفہ سے، (کیونکہ عورت کی منی بھی اندر رہی اندر عورت کے رحم میں گرتی ہے، پھر کبھی رحم کے منہ سے خارج ہو کر ضائع ہو جاتی ہے اور کبھی اندر رہ جاتی ہے) نَّبْتَلِيهِ فَجَعَلْنَاهُ سَمِيعًا بَصِيرًا اس طور پر کہ ہم اس کو مکلف بنائیں یعنی اس کا امتحان و آزمائش کریں کہ یہی اس کو پیدا کرنے کا مقصد ہے، تو اسی واسطے ہم نے

اس کو ستاد دیکھتا، (سمجھتا) بنایا، اور چونکہ محاورہ میں سمجھ اور بصیر استعمالاً مخصوص ہیں عاقل کے ساتھ اور عقل پر ہی مکلف ہونے کا مدار ہے، اس لئے یہاں اگرچہ عاقل ہونے کی صراحت نہیں فرمائی مگر مراد وہ بھی ہے، مطلب یہ ہے کہ ہم نے انسان کو ایسی ہیئت و صفات کے ساتھ پیدا کیا کہ اس میں احکام شرعیہ کا مکلف بننے کی قابلیت ہو۔ اِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ اِمَّا شَاكِرًا وَاِمَّا كَفُورًا..... اور اس کے بعد جب مکلف ہونے کا وقت آگیا تو ہم نے اس کو بھلائی، برائی پر مطلع کر کے راستہ بتلایا، یعنی احکام کا مخاطب بنایا پھر یا تو وہ شکر گزار (اور مومن) ہو گیا یا ناشکرا (اور کافر) ہو گیا، یعنی جس راستہ پر چلنے کو کہا تھا جو اس پر چلا وہ مومن ہو گیا اور جو نہیں چلا وہ کافر ہو گیا، اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا سُبُلَ الْغَيِّ۔

سوال

بعض نے یہ سوال کیا کہ شاکراً کے مقابلہ میں کافراً لانا قرین قیاس ہے، تو کفوراً کیوں لایا گیا؟

جواب

یہ ہے کہ ہر شکر گزار کا کل شکر گزار نہیں ہوتا، کچھ نہ کچھ کمی اور ناشکری ضرور ہو جاتی ہے اس لئے اس کے مقابل کفوراً (بڑا ناشکرا) ہی زیادہ مناسب تھا۔

لغات

حِينَ: متعدد معانی کے لئے آتا ہے یہاں مراد ہے مطلق وقت، جمع **اَحْيَان**۔ **دَهْر**: زمانہ دراز۔ جمع **فُجُور**۔ **مَذْكُورًا**: اسم مفعول واحد مذکر، قابل تذکرہ، **ذَكَرَ** (ن) **ذَكَرًا**: یاد کرنا، ذکر کرنا۔ **اَمْشَاج مَشْجٍ** یا **مَشِيجٍ** یا **مَشْجٍ** یا **مَشِيجٍ** کی جمع ہے سب کے معنی ہیں دوہلی ہوئی چیزیں، مخلوط۔ **نَبْتَلِيْهِ**: مضارع جمع متکلم، ابتلی ابتلاء آزمانا (مراد چوں کہ آزمائش سے مکلف بنانا ہے، اس لئے مرادی ترجمہ ”مکلف بنائیں“ کیا گیا ہے) **سَمِيعًا**: صفت مشہ واحد مذکر، سننے والا (س)۔ **بَصِير**: اسم مبالغہ، بہت دیکھنے والا، **بَصُرَ** (ک) **بَصْرًا** و **بَصَارَةً**: دیکھنا۔ **هَدَيْنَا**: ماضی جمع متکلم، ہدیٰ فلانا الطريق ولہ والیہ (ض) **هُدًى** و **هَدَايَةً**: کسی کو راستہ بتانا۔ **شَاكِرًا**: اسم فاعل واحد مذکر، شکر گزار، **شَكَرَ** فلاناً ولہ الشیء: وعلیہ (ن) **شَكَرًا** و **شُكْرًا**: شکر یہ ادا کرنا، **كُفُورًا** صفت مشہ واحد مذکر، ناشکرا، (۲) **كَفَرَ** نِعْمَةَ اللّٰهِ (ن) **كُفُورًا** و **كُفْرًا**: ناشکری کرنا **كَفَرَ الرَّجُلُ** کفر کرنا۔

ترکیب

هَلْ اَتَى عَلَى الْاِنْسَانِ حِينٌ مِّنَ الدَّهْرِ..... **هَلْ** بمعنی **قَدْ اَتَى** **فَعَلَ عَلَى الْاِنْسَانِ** جار مجرور متعلق **اَتَى** کے، **حِينَ** موصوف **مِنَ الدَّهْرِ** متعلق کائن کے ہو کر صفت اول، **لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُورًا** جملہ فعلیہ صفت ثانی (عائد محذوف ہے ای لم یکن فیہ شئیًا مذکوراً اور مذکوراً صفت شئیًا کی اور وہ خبر فعل ناقص کی) موصوف اپنی دونوں صفتوں سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ ابتدائی۔ **اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ** **مِنْ نُّطْقَةٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيْهِ.....** **اِنَّا** حرف مشبہ بالفعل مع اسم، **خَلَقْنَا** فعل بفاعل، **الانسان** مفعول بہ **مِنْ** جارہ **نُّطْقَةٍ اَمْشَاجٍ** موصوف صفت مجرور، جار مجرور متعلق **خَلَقْنَا** کے، **نَّبْتَلِيْهِ** فعل، ضمیر نحن فاعل، **هَآ** ضمیر مفعول بہ،

۱۔ دہر کے اصل معنی تو ہیں دنیوی زندگی کا پورا زمانہ مگر اس سے ہر بڑی مدت مراد لے لی جاتی ہے، اور زمانہ کا اطلاق تھوڑی اور بہت دونوں مدتوں پر ہوتا ہے۔

۲۔ بصیر بمعنی فاعل بھی ہوتا ہے۔ (بمعنی دیکھنے والا)

۳۔ یا اہل برائے استعمال تقریری۔

۴۔ لم یکن الیع کو الانسان سے حال بھی بنا سکتے ہیں۔

جملہ فعلیہ حال از ضمیر خلقنا۔ الغرض خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ الخ جملہ فعلیہ معطوف علیہ، فَجَعَلْنَاهُ سَمِيعًا بَصِيرًا..... فَا عَاطِفٌ جَعَلْنَا فَعْلٌ بِفَاعِلٍ، هَا ضَمِيرٌ مَفْعُولٌ بِهِ اَوَّلٌ، سَمِيعًا بَصِيرًا موصوف صفت مفعول بہ ثانی، فَعْلٌ اپنے فاعل اور مفعول سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر خبر حرف مشبہ بالفعل کی، حرف مشبہ بالفعل مع اسم و خبر جملہ اسمیہ خبریہ متانفہ۔ اِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ اِمَّا شَاكِرًا وَاِمَّا كَفُورًا..... اِنَّا حرف مشبہ بالفعل مع اسم، هَدَيْنَاهُ فَعْلٌ فاعِلٌ، مَفْعُولٌ بِهِ، السَّبِيلَ مفعول بہ ثانی، اِمَّا حرف شرط و تفصیل۔ شَاكِرًا اور كَفُورًا دونوں حال هَدَيْنَاهُ کی ضمیر مفعول سے، پھر هَدَيْنَاهُ الخ خبر، حرف مشبہ بالفعل مع اسم و خبر جملہ اسمیہ خبریہ متانفہ۔

البلاغۃ قولہ شاکراً و کفوراً: ایسے بندے کم ہیں جو صفت شکر سے متصف ہوں اس لئے اس کو اسم فاعل سے تعبیر کیا اس کے قلت پر دلالت کرنے کی وجہ سے اور کفوراً کو مبالغہ کے صیغہ سے تعبیر کیا ایک تورعایت فواصل کی بناء پر، دوسرے یہ کہ ایسے لوگ کثیر ہیں جو صفت ناشکری سے متصف ہوتے ہیں، اور اس صفت کا وقوع انسان سے بکثرت ہوتا ہے اس لئے اس کو مبالغہ کے صیغہ سے تعبیر کیا۔

سوال قولہ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ، نطفۃ واحد ہے اور اَمْشَاج جمع، تو موصوف صفت میں مطابقت کیوں نہیں؟

جواب نطفہ سے مراد مرد و عورت دونوں کا نطفہ ہے اس لئے وہ بوجہ مافوق الواحد جمع کے معنی میں ہے، دوسرا جواب یہ ہے کہ نطفہ اجزاء کثیرہ کو مضمّن ہوتا ہے، اس لئے نطفہ کا ہر جز مستقل نطفہ ہے لہذا اسی بات کا اعتبار کر کے صفت کو جمع لایا گیا، موصوف صفت میں بظاہر عدم مطابقت اور پھر اس کے جواب کی مزید مثالیں ملاحظہ فرمانے کا اگر شوق ہو تو مشکل ترکیبوں کا حل ملاحظہ فرمائیں۔

اِنَّا اَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ سَلْسِلًا وَاَغْلَالًا ۝۲۱ سَعِيرًا ۝۲۲ اِنَّ الْاَبْرَارَ يَشْرَبُونَ مِنْ
ہم نے کافروں کے لئے زنجیریں اور طوق اور آتش سوزاں تیار کر رکھی ہیں • جو نیک ہیں وہ ایسے جام شراب سے پیوں گے
كَأْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُورًا ۝۲۳ عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللَّهِ يُفَجِّرُونَهَا
جس میں کافور کی آمیزش ہوگی • یعنی ایسے چشمے سے جس سے خدا کے خاص بندے پئیں گے، جس کو وہ (جہاں چاہیں گے) بہا کر
تَفْجِيرًا ۝۲۴ يُوفُونَ بِالْاَنْذَرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا ۝۲۵ كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا ۝۲۶
لے جائیں گے • وہ لوگ واجبات کو پورا کرتے ہیں اور ایسے دن سے ڈرتے ہیں جس کی سختی عام ہوگی •

۱۔ نبتیہ کو انسان سے بھی حال بنا سکتے ہیں، یا پھر جملہ متانفہ۔

۲۔ قولہ سَمِيعًا بَصِيرًا: اعراب القرآن میں ہے کہ دونوں کلموں کو کلمہ واحدہ کے درجہ میں اتار لیا گیا ہے کیونکہ وہ دونوں تمیز اور فہم سے کتنا یہ ہے۔

۳۔ اِمَّا حرف شرط و تفصیل کے پانچ معانی ہیں (۱) شک جیسے جاءنی اِمَّا حسن وَاِمَّا حَسِين، جب کہ آپ یہ نہ جانیں کہ دونوں میں سے کون آیا۔

(۲) بہا جیسے قرآن میں ہے وَاٰخَرُونَ مَرْحُومُونَ لَمْ يَلْمِزْهُمْ اَمْثَلٌ عَلَيْهِمْ وَاَمَّا يَنْتَوِبُ عَلَيْهِمْ (۳) تَخْمِير، كَقَوْلِهِ تَعَالَى اِمَّا اِنْ تُلْقَى وَاَمَّا اِنْ

تُكُونُ اَوَّلَ مَنْ اَلْقَى (۴) اباحت جیسے جالس اِمَّا الحسن وَاَمَّا ابن سیرین (۵) تفصیل كَقَوْلِهِ تَعَالَى اِمَّا شَاكِرًا وَاَمَّا كَفُورًا

وَيُطْعَمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا ۝ إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ

اور وہ لوگ خدا کی محبت سے غریب اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھاتے ہیں • ہم تم کو محض خدا کی رضامندی کے لئے

لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنْكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكْرًا ۝ إِنَّا نَخَافُ مِنْ رَبَّنَا

کھانا کھاتے ہیں، نہ ہم تم سے بدلہ چاہیں اور نہ شکریہ • ہم اپنے رب کی طرف سے ایک سخت اور تلخ دن

يَوْمًا عَبُوسًا قَمْطَرِيرًا ۝ فَوَقَّهُمُ اللَّهُ شَرَّ ذَلِكَ الْيَوْمِ وَلَقَّاهُمْ نَصْرَهُ

کا اندیشہ رکھتے ہیں • سو اللہ تعالیٰ ان کو اس دن کی سختی سے محفوظ رکھے گا اور ان کو تازگی اور خوشی

وَسُرُورًا ۝ وَجَزَاهُمْ بِمَا صَبَرُوا جَنَّةً وَحَرِيرًا ۝ مُتَكِينِينَ فِيهَا عَلَى الْأَرَائِكِ

عطا فرمادے گا • اور ان کی پختگی کے بدلہ میں ان کو جنت اور ریشمی لباس دیگا • اس حالت میں کہ وہ وہاں مسہریوں پر تکیہ لگائے ہوں گے

لَا يَرَوْنَ فِيهَا شَمْسًا وَلَا زَمْهَرِيرًا ۝ وَذَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلُّهَا وَذُلَّتْ قُطُوفُهَا تَذِيلًا ۝

نہ وہاں تپش پاویں گے اور نہ جاڑا • اور یہ حالت ہوگی کہ درختوں کے سائے ان پر جھکے ہوں گے اور ان کے میوے انکے اختیار میں ہوں گے •

تشریح

ما قبل میں اِمَّا شَاكِرًا وَاِمَّا كَفُورًا میں مومن و کافر کا ذکر تھا، اب یہاں سے جزائے فریقین کا ذکر ہے۔

اِنَّا اَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ الْخ ہم نے کافروں کے لئے زنجیریں، اور طوق اور آتش سوزاں تیار کر رکھی ہیں۔ اِنَّ الْاَبْرَارَ

يَشْرَبُونَ مِنْ كَأْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُورًا..... بے شک نیک لوگ ایسے جام شراب سے پیوں گے جس میں کافور کی

آمیزش ہوگی، یعنی اس شراب میں لذت و کیف بڑھانے کے لئے تھوڑا سا کافور ملا یا جائے گا، اور یہ کافور دنیا کا نہیں کہ

کھانے پینے کے قابل نہ ہو، بلکہ جنت کا ہوگا۔ سفیدی اور خنکی اور تفریح و تقویت دل و دماغ میں اس کا مشارک ہے۔

عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللَّهِ..... عینا ترکیب میں کاس سے بدل ہے محل کے اعتبار سے لہذا مطلب یہ ہے کہ وہ

ایسے چشمے سے پیئیں گے جس سے خدا کے مقرب بندے پیئیں گے، ظاہر ہے کہ جب اس سے خدا کے مخصوص اور مقرب

بندے پیتے ہیں تو وہ بہت اعلیٰ درجہ کا ہوگا۔ عِبَادُ اللَّهِ سے مراد اہل جنت کی کوئی مخصوص جماعت ہے جو ابرار سے

اونچے درجہ کی ہوگی۔ وَيُفَجِّرُونَهَا تَفْجِيرًا..... اور اس چشمہ کو وہ خاص بندے جہاں چاہیں گے بہا کر لے

۱۔ بعض مفسرین کے قول کے مطابق کافور جنت کا ایک خاص چشمہ ہے جس کو عینا يَشْرَبُ الْخ سے بیان کیا کہ وہ ایک چشمہ ہے جس سے خدا کے

خاص بندے پیئیں گے، (اس تفسیر کے مطابق عینا، کافوراً سے بدل بنے گا، اس صورت میں یہ متعین ہو جاتا ہے کہ آیت مذکورہ میں کافور سے مراد چشمہ

جنت ہے اور عباد اللہ سے مراد وہی اللہ کے نیک بندے ہیں جن کا ذکر پہلے ابرار کے عنوان سے کیا گیا ہے اب جب کہ ابرار اور عباد اللہ دونوں کا مصداق

ایک ہے تو دو جگہ بیان کرنے سے مقصود بھی جدا جدا ہے، ایک جگہ اس کی آمیزش بتلاتا ہے دوسری جگہ اس کا کثیر اور مسخر ہونا کہ اسباب عیش کی کثرت اور اس کا

تابع طبیعت ہونا لذت عیش کو بڑھاتا ہے۔

جائیں گے (اور یہ بہشتیوں کی ایک کرامت ہوگی کہ جنت کی نہریں ان کے تابع ہوں گی، درمنثور میں ہے کہ جنتیوں کے ہاتھ میں سونے کی چھڑیاں ہوں گی، وہ ان چھڑیوں سے جس طرف اشارہ کر دیں گے، نہریں اسی طرف چلنے لگیں گی۔

آگے ان ابرار کی صفات مذکور ہیں۔ يُؤْفُونَ بِالنَّذْرِ وہ لوگ نذر یعنی منت کو پورا کرتے ہیں (نذر یعنی اپنے اوپر کوئی کام واجب کرنا جو من جانب اللہ واجب نہ تھا) اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ جب یہ لوگ اپنی لازم کی ہوئی چیز کو پورا کرتے ہیں تو جو واجبات و فرائض اللہ کی طرف سے ان پر لازم کئے گئے ہیں ان کو بدرجہ اولیٰ پورا کرتے ہوں گے۔ (حضرت تھانویؒ نے ترجمہ کیا ہے ”وہ لوگ واجبات کو پورا کرتے ہیں“)

تذکرہ اگر نذر، نذر معصیت ہو تو اس کو پورا نہ کرے بلکہ تڑو دے۔ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَتْ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا اور وہ ایسے دن سے ڈرتے ہیں جس کی سختی عام ہوگی، یعنی کم و بیش سب پر اس کی سختی کا اثر ہوگا، مراد قیامت کا دن ہے۔ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى وَيُطْعَمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا..... وہ لوگ عبادت مالہ میں بھی جس میں عموماً اخلاص کم ہوتا ہے کمال درجہ کا اخلاص رکھتے ہیں چنانچہ وہ لوگ محض خدا کی محبت سے غریب اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں (یتیم اور مسکین کو کھانا کھلانے کا ثواب ہونا تو ظاہر ہی ہے اور قیدی کے بارے میں تفصیل یہ ہے کہ قیدی اگر مظلوم ہے تب تو اس کی اعانت کا مستحق ہونا ظاہر ہے، اور اگر ظالم ہے تو بوقت شدت حاجت اس کا اطعام بھی مستحق ہے، نیز قیدی عام ہے مسلم ہو یا غیر مسلم) إِنَّمَا نَطْعِمُكُمْ لَوَجْهِ اللَّهِ الْخ..... وہ لوگ کھانا کھلا کر زبان یا دل سے یوں کہتے ہیں کہ ہم تم کو محض خدا کی رضامندی کے لئے کھانا کھلاتے ہیں، نہ ہم تم سے اس کا عملی بدلہ چاہیں، اور نہ اس کا قولی شکر یہ۔ إِنَّا نَخَافُ مِنْ رَبِّنَا الْخ..... ہم خدا کی رضامندی کے لئے اس واسطے تم کو کھانا کھلاتے ہیں کہ ہم اپنے رب کی طرف سے ایک سخت اور تلخ دن کا اندیشہ رکھتے ہیں (عسوس بمعنی سخت، قُمْطَرِيرًا: تلخ، تکلیف دہ) (خوف آخرت سے کوئی کام کرنا اخلاص اور ابتغاء موعدة اللہ کے منافی نہیں ہے) فَوْقَهُمُ اللَّهُ الْخ سوائے اللہ تعالیٰ ان کو (اس اخلاص و اطاعت کی برکت سے) اس دن کی سختی سے محفوظ رکھے گا۔ (مستقبل کو ماضی سے ذکر کیا گیا اس کے وقوع کے یقینی ہونے کی وجہ سے، مظہری) اور ان کو تازگی اور خوشی عطا فرمایگا۔ (یعنی چہروں پر رونق اور تازگی اور قلوب میں خوشی) وَجَزَاهُمْ بِمَا صَبَرُوا الْخ..... اور اللہ تعالیٰ ان کو ان کے صبر یعنی استقامت فی الدین کے بدلہ میں جنت، اور ریشمی لباس دے گا، اس حالت میں کہ وہ جنت کے اندر مسہریوں پر تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے، نہ وہاں تپش اور گرمی پائیں گے اور نہ جاڑا۔ (بلکہ فرحت بخش اور معتدل موسم ہوگا) وَذَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلَالُهَا..... اور یہ حالت ہوگی کہ جنت کے

۱۔ قیدی کو کھانا کھانا اگرچہ حکومت اسلامی کی ذمہ داری ہے مگر جو شخص اس کو کھانا کھلاتا ہے گویا وہ حکومت اور بیت المال کی اعانت کرتا ہے، اور ابتداءً اسلام میں تو کھانا کھلانے اور حفاظت کی ذمہ داری عام مسلمانوں میں تقسیم کر دی جاتی تھی جیسے غزوہ بدر کے قیدیوں کے ساتھ معاملہ کیا گیا، دوسری بات یہ ہے کہ مذکورہ تفسیر کی صورت میں علیٰ حبہ کی ضمیر مجرور اللہ کی طرف راجع ہے، اور دوسرا احتمال یہ ہے کہ علیٰ بمعنی مع ہوا اور حبہ کی ضمیر طعام کی طرف راجع ہو مطلب یہ ہوگا کہ یہ لوگ ایسی حالت میں بھی غریبوں کو کھانا کھلاتے ہیں جبکہ وہ کھانا خود ان کو محبوب اور پسند ہے، یہ نہیں کہ بچا کچا کھانا غریبوں کو دیدیتے ہیں۔

لَسْنَا لَهَا الْبِرَ حَتَّىٰ نَنْفِقُوا ہر چہ داری صرف کن در راہ او

درختوں کے سائے ان بہشتیوں پر جھکے ہوں گے، یعنی ان سے قریب ہوں گے اور سایہ راحت و آرام کے اسباب میں سے ہے، اب سوال یہ ہے کہ جنت میں آفتاب نہیں تو پھر سایہ کا کیا مطلب ہے؟ جواب یہ ہے کہ آفتاب تو واقعی جنت میں نہ ہوگا مگر ہو سکتا ہے کہ وہ سایہ دوسرے اجسام نورانیہ سے حاصل ہو۔ (اور سایہ کا فائدہ غالباً یہ ہے کہ حالات بدلتے رہیں کیونکہ ایک حالت خواہ کتنی ہی آرام دہ ہو آخر اس سے طبیعت اکتا جاتی ہے) وَذَلَّلْتُ فَطُوفُهَا تَذَلُّلاً..... اور انکے میوے ان کے تابع کر دیئے جائیں گے یعنی ان کے اختیار میں ہوں گے کہ ہر وقت ہر طرح بلا مشقت لے سکیں گے۔

ضمائر کے مراجع قوله كَانَ مِزَاجُهَا: ہا ضمیر کا مرجع کانس ہے حقیقتہً جب کہ وہ مشروب کے معنی میں ہو، یا مجازاً کانس مرجع ہے جب کہ ظرف بول کر مظروف مراد ہونے کی قبیل سے ہو یعنی جام (پیالہ) بول کر شربت مراد ہو۔ (مظہری) قوله علی حبہ ضمیر کا مرجع بضم تشریح و حاشیہ تحریر کر دیا گیا۔

لغات اعتدنا: رکوع ۱ میں گذر چکا۔ سلسلہ: سلسلہ کی جمع، زنجیریں وَمُنْعٍ مِنَ التَّنْوِينِ لِأَنَّهُ جُمِعَ عَلَى صِغَةِ مُنْتَهَى الْجُمُوعِ وَقَرِئَ بِالصَّرْفِ لِلتَّنَاسُبِ مَعَ أَغْلَاةٍ: غُلٌّ کی جمع، طوق۔ سَعِيرًا: رکوع ۱ میں گذر چکا۔ ابراداً: بُرٌّ کی جمع، نیک لوگ بُرٌّ (ض، س) بُرًّا: نیک ہونا۔ یَشْرَبُونَ: مضارع جمع مذکر غَائِبِ شَرَبَ (س) شَرَبًا: پینا۔ کانس: جام شراب جمع اُكُوس و كُوسٌ (وقد تطلق على الخمر مجازاً لعلاقة المجاورة (روح) وقال الراغب يُسَمَّى كل واحد منهما بانفراده كأساً مِزَاجُهَا: (آمیزش) مصدر از مَازَجَ مُمَازَجَةً وَمِزَاجًا (مفاعلة) ملانا (آمزش حاصل مصدر) کافور: ایک خوشبودار گھاس سے سفید رنگ کا شفاف مادہ نکالا جاتا ہے۔ اس کو کافور کہتے ہیں، بطور دوا اس کا استعمال کیا جاتا ہے جمع کَوَافِرُ (القاموس الوحید) (آیت میں سر دلطف شفاف پانی مراد ہے) (لغات القرآن) عَيْنٌ: چشمہ جمع عُيُونٌ وَأَعْيُنٌ. يُفَجِّرُونَهَا مضارع جمع مذکر غَائِبِ، فَجَّرَ الْمَاءَ تَفْجِيرًا: (باب تفعیل) پانی بہانا۔ يُؤْفُونَ: مضارع جمع مذکر غَائِبِ، أَوْفَى النَّذْرَ وَبِهِ إِيْفَاءٌ: (باب افعال) نذر پوری کرنا۔ النَّذْرُ: نذر، منت جمع نَذُورٌ. شَرُّهُ: رکوع ۱ میں دیکھئے۔ مُسْتَطِيرًا: اسم فاعل واحد مذکر، عام، پھیلا ہوا، اسْتَطَارَ الشَّيْءُ (استفعال) منتشر ہونا، پھیلنا۔ حُبٌّ: مصدر، حَبٌّ (س) حُبًّا: محبت کرنا، پسند کرنا، یَتِمًّا: صیغہ صفت، وہ نابالغ بچہ جس کا باپ مر گیا ہو، جمع یَتَامَى: يَتَمُّ (ك) يَتَمًّا: یتیم ہونا۔ اَسِيرًا: صفت مشبہ، قیدی جمع اُسَرَاءُ وَأَسَارَى، اُسْرَةٌ (ض) اُسْرًا و اَسَارًا: قید کرنا۔ وَجْهٌ: چہرہ، ذات، خوشنودی، پہلے معنی میں حقیقت ہے بقیہ معانی میں مجاز، یہاں آخری معنی مراد ہیں۔ جَزَاءٌ: مصدر، جَزَى (ض) جَزَاءً بدلہ دینا اصلہ جَزَى (بمعنی بدلہ حاصل مصدر ہے)۔ شُكْرًا: مصدر از (ن) شُكْرِيہ ادا کرنا (حاصل مصدر شکر یہ) عَبُوسًا: صفت مشبہ، سخت، عَبَسَ الْيَوْمُ (ض) عَبَسًا وَغَبُوسًا: سخت ہونا، ترش رو ہونا (یوم کی

طرف اس کی نسبت مجازاً ہے)۔ قَمَطَرِيْرًا: اسم، بہت زیادہ سخت، تکلیف دہ، تلخ۔ وَقَهْمٌ: ماضی واحد مذکر غائب، وَقَى الشَّيْءَ (ض) وَقِيًا وَوَقَايَةً: حفاظت کرنا، بچانا۔ لَقَهْمٌ: ماضی واحد مذکر غائب، لَقَاهُ الشَّيْءُ تَلْقِيَةً (تفعیل) کسی کے سامنے کوئی چیز ڈالنا تاکہ وہ لے لے (اسی کو حضرت تھانویؒ نے عطا فرمانے سے تعبیر کیا ہے) نَضْرَةٌ: مصدر، بمعنی تازگی حاصل مصدر ہے، از نَضَرَ (ن) نَضْرًا وَنُضُورًا وَنَضِرَ (س) نَضْرًا وَنَضِرَ (ك) نَضَارَةً: تروتازہ ہونا، سُرُورًا: مصدر از سَرَّ (ن) سُرُورًا وَمَسَرَّةً: خوش کرنا سُرَّ سُرُورًا، خوش ہونا (بمعنی خوشی حاصل مصدر یعنی اسم) صَبْرًا: ماضی جمع مذکر غائب، صَبَرَ (ض) صَبْرًا، ہمت سے کام لینا، نہ گھبراتا (مراد الاستقامۃ علی الایمان والطاعة والاحتراز عن المعاصی) (مزید تفصیل در سورۃ بلد حاشیہ ۲) حَرِيْرًا: اسم، ریشم۔ مُتَكَيِّنٌ: اسم فاعل جمع مذکر (تکلیہ لگائے ہوئے، اَتَكَا عَنِ الشَّيْءِ اِتِّكَاءً) (افتعال) تکلیہ لگانا۔ الارائك: (مسہریاں، تخت) أَرِيْكَةً کی جمع۔ زَمْهَرِيْرًا: اسم، سخت سردی۔ دَانِيَةً: رکوع ۵ میں ملاحظہ ہو، ظِلُّ: (سائے) ظِلُّ کی جمع۔ ذَلَّلْتُ: ماضی مجہول واحد مؤنث غائب۔ ذُلِّلَ الْكُرْمُ تَذْلِيلًا (تفعیل) انگور کے خوشے لٹکا دینا۔ (یہاں مراد تابع کر دینا) قَطُوفٌ: رکوع ۵ میں گذر چکا۔

ترکیب اِنَّا اَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ سَلَاسِلًا وَّ اَغْلَالًا وَّ سَعِيرًا ترکیب ظاہر ہے۔ لِلْكَافِرِينَ متعلق اعتدنا کے، سلاسل و اغلال و سعیراً باہم معطوف و معطوف علیہ ہو کر مفعول بہ، پھر جملہ اسمیہ خبریہ متانفہ۔ اِنَّ الْاَبْرَارَ يَشْرَبُونَ مِنْ كَأْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُورًا اِنَّ حرف مشبہ بالفعل الابرار اسم اِنَّ، یشرَبون فعل بفاعل، مِنْ حرف جر، کاس موصوف کان مزاجها کافوراً جملہ فعلیہ صفت، موصوف مع صفت مجرور، جار مجرور متعلق یشرَبون کے، اور وہ خبر اِنَّ، حرف مشبہ بالفعل مع اسم و خبر جملہ اسمیہ خبریہ متانفہ۔ عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللَّهِ يُفَجِّرُونَهَا تَفْجِيرًا عیناً موصوف یشرَب بها عباد اللہ جملہ فعلیہ صفت، یفجرونها تفجیراً جملہ فعلیہ حال از فاعل یشرَب، الغرض عیناً یشرَب الخ موصوف صفت ہو کر بدل ہے، ما قبل آیت میں کاس سے باعتبار محل کے اور اسکا محل نصب ہے۔ یُوفُونَ بِالْاَنْذَرِ وَیَخَافُونَ یَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِیْرًا یُوفُونَ بِالْاَنْذَرِ جملہ فعلیہ معطوف علیہ (بالنذر متعلق یوفون کے) و او عاطفہ یَخَافُونَ فعل بفاعل، یوماً موصوف کان شَرُّهُ مُسْتَطِیْرًا جملہ فعلیہ صفت، موصوف مع صفت مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف،

۱۔ اصل محاورہ ہے قعطرۃ الناقة یہ اس وقت بولا جاتا ہے جب اونٹنی دم اٹھا کر ناک چڑھا کر منہ بنا کر مکروہ و ناپسندیدہ شکل اختیار کر لے۔ (مصباح اللغات) پھر اسی معنی کی مناسبت سے ہر مکروہ، برے، رنج وہ دن کے لئے استعمال ہونے لگا۔

۲۔ سرور وہ خوشی ہے جو اندر چھپ رہی ہو، اور جس کا اثر ظاہر میں دکھائی دے اس کو خجور کہتے ہیں۔

۳۔ عینا بشرب کو کافوراً سے بھی بدل بنا سکتے ہیں نیز مفعول بہ بھی مان سکتے ہیں بشرہوں کا ای بشرہوں عینا من کاس، نیز نصب ہوجہ اختصاص بھی مان سکتے ہیں، نیز بشرہوں مقدر کا مفعول بہ بھی مان سکتے ہیں، نیز فعل مضمر یغظون کی بناء پر بھی منصوب پڑھ سکتے ہیں، نیز مزاجہا کی ضمیر سے حال بھی بنا سکتے ہیں۔

معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ متانفہ بیانہ (کانه قیل بم استحقوا هذا النعیم، فقیل یوفون الخ) وَيُطْعَمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا..... واو عاطفہ، يُطْعَمُونَ فعل بفاعل الطعام مفعول بہ اول، علی حبہ حال از ضمیر يُطْعَمُونَ ای کائنیں علی حب اللہ (روح المعانی) مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا تینوں معطوفات مل ملا کر مفعول بہ ثانی، پھر مکمل جملہ فعلیہ معطوف ماقبل یوفون بالذکر و یخافون الخ پر۔ إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنْكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكْرًا..... إِنَّمَا کافہ و مکفوفہ، نُطْعِمُكُمْ فعل فاعل، مفعول بہ، لِوَجْهِ اللَّهِ متعلق ہو کر نُطْعِمُ کے فاعل سے حال، یا نُطْعِمُ کے متعلق۔ لَا نُرِيدُ مِنْكُمْ الخ حال از ضمیر نُطْعِمُ (منکم) متعلق نرید کے، جَزَاءً وَشُكْرًا معطوف و معطوف علیہ ہو کر مفعول بہ، لا زائدہ برائے تاکید نفی (الغرض إِنَّمَا نُطْعِمُ الخ قائلین مقدر کا مقولہ اور وہ حال ماقبل يُطْعَمُونَ کی ضمیر سے۔ إِنَّا نَخَافُ مِنْ رَبَّنَا يَوْمًا غَیْبًا قَمَطًا..... ترکیب ظاہر ہے جملہ تعلیلیہ ای تغلیل لقولہ إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ (من ربنا متعلق نخاف کے، یومًا موصوف اپنی دونوں صفتوں سے مل کر مفعول بہ نخاف کا) فَوَقَّهُمُ اللَّهُ هَٰذَا يَوْمَ الَّذِي لَقَّيْهِمْ نَصْرَهُ وَسُرُورًا..... فا عاطفہ وقی فعل هُمْ مفعول بہ اول اللَّهُ فاعل شَرَّ ذَلِكَ الْيَوْمِ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول بہ ثانی، پھر جملہ فعلیہ معطوف علیہ واو عاطفہ لقی فعل بفاعل هُمْ مفعول بہ اول، نَصْرَهُ وَسُرُورًا معطوف و معطوف علیہ ہو کر مفعول بہ ثانی، پھر جملہ فعلیہ معطوف علیہ معطوف۔ وَجَزَاهُمْ بِمَا صَبَرُوا جَنَّةً وَحَرِيرًا..... واو عاطفہ جزای فعل، ضمیر ہو مستر فاعل راجع اللہ کی طرف، هُمْ مفعول بہ اول، با جارہ ما مصدریہ، صَبَرُوا فعل بفاعل، پھر بتاویل مصدر مجرور، جار مجرور متعلق جزای کے، جَنَّةً وَحَرِيرًا معطوف و معطوف علیہ ہو کر جزای کا مفعول بہ ثانی، پھر جملہ فعلیہ معطوف، تمام معطوفات مل ملا کر معطوف ماقبل يُوفُونَ پر (اعراب القرآن و صرفہ و بیانہ) مَتَكِينِينَ فِيهَا عَلَى الْأَرَائِكِ..... متکینین صیغہ اسم فاعل، ضمیر ذوالحال، فِيهَا متعلق کائنیں محذوف کے ہو کر حال متکینین کی ضمیر سے، ذوالحال اپنے حال سے مل کر متکینین کا فاعل، عَلَى الْأَرَائِكِ متعلق متکینین کے، اور متکینین حال ہے۔ جَزَاهُمْ کی ضمیر مفعول سے، لَا يَرَوْنَ فِيهَا شَمْسًا وَلَا زَمْهَرِيرًا..... جملہ فعلیہ حال جَزَاهُمْ کی ضمیر مفعول سے، یا متکینین کی ضمیر سے، (فہا متعلق لا یرون کے)، شَمْسًا وَزَمْهَرِيرًا مفعول بہ، دوسرا لا زائدہ برائے تاکید نفی) وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلَالُهَا وَذُلَّتْ أَقْطُوفُهَا تَذِيلًا..... واو عاطفہ دَانِيَةً اسم فاعل، عَلَيْهِمْ اس کے متعلق ظِلَالُهَا مرکب اضافی دَانِيَةً کا فاعل، پھر شبہ جملہ ہو کر معطوف متکینین شبہ جملہ پر، واو عاطفہ، ذُلَّتْ فعل مجہول، أَقْطُوفُهَا مرکب اضافی نائب فاعل، تَذِيلًا مفعول مطلق فعل اپنے نائب فاعل اور مفعول مطلق سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف دَانِيَةً پر۔

۱۔ یہ جب ہے جب کہ علی حبہ کی ضمیر اللہ کی طرف راجع ہو، اور اگر طعام کی طرف راجع ہو تو عبارت ہوگی کائنیں علی حب الطعام ای محبین لہ۔

۲۔ یا جملہ تعلیلیہ ای تغلیل لیان الاطعام

وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ بِانِيَةٍ مِنْ فِضَّةٍ وَأَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيرًا ۝١٥ قَوَارِيرًا

اور انکے پاس چاندی کے برتن لائے جائیں گے اور آنخورے جو شیشے کے ہوں گے • وہ شیشے

مِنْ فِضَّةٍ قَدَرُوهَا تَقْدِيرًا ۝١٦ وَيُسْقَوْنَ فِيهَا كَأْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِيلًا ۝١٧

چاندی کے ہونگے جن کو بھرنے والوں نے مناسب انداز سے بھرا ہوگا • اور وہاں ان کو ایسا جام شراب پلایا جاوے گا جس میں سونٹھ کی آمیزش ہوگی •

عَيْنًا فِيهَا تُسَمَّى سَلْسَبِيلًا ۝١٨ وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُخَلَّدُونَ ۝١٩

یعنی ایسے سرچشے سے جو وہاں ہوگا، جس کا نام سلسبیل ہوگا • اور ان کے پاس ایسے لڑکے آمدورفت کریں گے، جو ہمیشہ لڑکے ہی رہیں گے۔

إِذَا رَأَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَنثورًا ۝٢٠ وَإِذَا رَأَيْتَ ثَمَّ رَأَيْتَ نَعِيمًا وَمُلْكًا كَبِيرًا ۝٢١

اے مخاطب! اگر تو ان کو دیکھے تو یوں سمجھے کہ موتی ہیں جو پھرنے لگے ہیں • اور اے مخاطب! اگر تو اس جگہ کو دیکھے تو تجھ کو بڑی نعمت اور بڑی سلطنت دکھائی دے گی •

عَلَيْهِمْ ثِيَابٌ سُنْدُسٌ خُضْرٌ وَإِسْتَبْرَقٌ وَحُلُوعٌ آسَافٌ مِنْ فِضَّةٍ وَسَقَمُ

ان جنتیوں پر باریک ریشم کے سبز کپڑے ہونگے اور دبیز ریشم کے کپڑے بھی۔ اور ان کو چاندی کے کفن پہنائے جائیں گے، اور ان کا رب ان کو

رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُورًا ۝٢٢ إِنَّ هَذَا كَانَ لَكُمْ جَزَاءً وَكَانَ سَعْيُكُمْ مَشْكُورًا ۝٢٣

پاکیزہ شراب پینے کو دے گا • یہ تمہارا صلہ ہے اور تمہاری کوشش مقبول ہوگی •

تشریح

ما قبل سے جنت کی نعمتوں کا ذکر چلا آ رہا ہے، لہذا تفسیر ملاحظہ فرمائیں! وَيُطَافُ عَلَيْهِمُ الْخ اور کھانے

پینے کی چیزیں پہنچانے کے لئے ان کے پاس چاندی کے برتن لائے جائیں گے اور آنخورے جو شیشے کے ہوں گے اور

وہ شیشے چاندی کے ہوں گے جن کو بھرنے والوں نے مناسب انداز سے بھرا ہوگا (یعنی اس میں مشروب ایسے انداز سے

بھرا ہوگا کہ نہ اس وقت کی خواہش میں کمی رہے اور نہ اس سے بچے کہ دونوں میں بے لطفی ہوتی ہے، اور آنخورے چاندی

کے بنے ہوئے ہوں گے، نہایت سفید، لیکن صاف شفاف اور چمکدار ہونے میں شیشے کی طرح معلوم ہوں گے، اور ایک

خوبی ان میں یہ ہوگی کہ ان کے اندر کی چیز باہر سے صاف نظر آئے گی، جب کہ دنیا کی چاندی میں آر پار نظر نہیں آتا، اور

شیشے میں یہاں ایسی سفیدی بھی نہیں ہوتی اور جو کانچ سے تیار کیا جاتا ہے اس میں اگرچہ آر پار نظر آتا ہے مگر وہ چاندی کا

نہیں ہوتا، پس وہ ایک عجیب چیز ہوگی۔ وَيُسْقَوْنَ فِيهَا كَأْسًا الْخ اور وہاں ان کو (علاوہ مذکورہ جام شراب کے جس

میں کافور کی آمیزش تھی، اور بھی) ایسا جام شراب پلایا جائے گا جس میں زنجبیل یعنی سونٹھ کی آمیزش ہوگی (سونٹھ کی تاثیر گرم

ہے اور اہل عرب منہ کا مزہ بدلنے کے لئے اس کو شراب میں ملا تے تھے، اور اس کو بہت پسند کرتے تھے، اس لئے اس کو

جنت میں بھی اختیار کیا گیا، مگر جنت کی سونٹھ نہایت عمدہ قسم کی ہوگی، واضح رہے کہ جنت کی نعمتوں اور دنیا کی نعمتوں میں

صرف نام میں شرکت ہے، وہاں کی زنجبیل اور دوسری نعمتوں کو دنیا پر قیاس نہیں کیا جاسکتا)

عَيْنًا فِيهَا تُسْمَىٰ مُسْلَبًا: عینا ترکیب میں کاسا سے بدل ہے، یعنی ایسے چشمے سے ان کو پلایا جائیگا جو وہاں ہوگا جس کا نام سلسبیل ہوگا۔ وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ وَلِذَاكَ مُخْلَدُونَ الخ اور ان کے پاس یہ چیزیں لے کر ایسے لڑکے آمد و رفت کریں گے جو ہمیشہ لڑکے ہی رہیں گے۔ اور وہ اس قدر حسین ہیں کہ اے مخاطب اگر تو ان کو چلتے پھرتے دیکھے تو یوں سمجھے کہ موتی ہیں جو بکھر گئے ہیں (موتی سے تشبیہ تو صفائی، چمک دمک اور آب و تاب میں ہے اور بکھرے ہوئے کا وصف ان کے چلنے پھرنے کے لحاظ سے ہے جیسے یہ بکھرے ہوئے موتی ہوں کہ منتشر ہو کر کوئی ادھر جا رہا ہے، کوئی ادھر جا رہا ہے، اور یہ اعلیٰ درجہ کی تشبیہ ہے)

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ سب سے کم درجہ کے جنتی کی خدمت میں ایک ہزار خدام ہوں گے، حضرت انسؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی نقل کرتے ہیں کہ سب سے کم درجہ کے جنتی کے سر کے پیچھے دس ہزار خادم بغرض خدمت کھڑے ہوں گے۔

وَإِذَا رَأَيْتَ ثَمَّ رَأَيْتَ نَعِيمًا وَمُلْكًا كَبِيرًا: مذکورہ اسباب راحت میں انحصار نہیں بلکہ اے مخاطب اگر تو اس جگہ کو دیکھے تو تجھ کو بڑی نعمت اور بڑی سلطنت دکھائی دے۔ عَلَيْهِمْ ثِيَابٌ سُنْدُسٌ خُضْرٌ وَامْتَبَرَقٌ: ان جنتیوں پر باریک ریشم کے سبز کپڑے ہوں گے، اور دبیز ریشم کے کپڑے ہوں گے (یعنی باریک اور دبیز دونوں قسم کے، کیونکہ ہر لباس میں جدا لطف ہے) وَخُلُوعًا مَّسَورًا مِنْ لِبَاسَةٍ: اور ان کو چاندی کے نگن پہنائے جائیں گے۔

سوال کوئی اشکال کرے کہ مردوں کو نگن وغیرہ پہننا عیب سمجھا جاتا ہے۔ **جواب** یہ ہے کہ یہاں عیب ہونا وہاں عیب ہونے کو مستلزم نہیں، ظاہر ہے کہ ہر جگہ کا طور طریق الگ الگ ہوتا ہے، اور اس کا مشاہدہ دنیا میں بھی خوب ہے، دنیا میں ملوک کسرئی ہاتھوں میں نگن اور تاج میں زیورات استعمال کرتے تھے اور یہ انکا خاص امتیاز و اعزاز سمجھا جاتا تھا، ملک کسرئی فتح ہونے کے بعد جو خزان کسرئی مسلمانوں کے ہاتھ آئے ان میں کسرئی کے نگن بھی تھے) وَنَسْفُهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُورًا: اور ان کا رب ان کو پاکیزہ شراب پینے کو دے گا۔ (یعنی جنتیوں کو جو شراب ملے گی جس کا ذکر اوپر آیا یعنی بشریوں من کاس اور يُسْفُونَ فِيهَا كَاسًا، میں، اس میں نہ نجاست ہوگی اور نہ کدورت و آلودگی۔ إِنَّ هَذَا كَانَ لَكُمْ جَزَاءً وَكَانَ سَعْيُكُمْ مَشْكُورًا: مذکورہ تمام نعمتوں کو دے کر مسرت روحانی بڑھانے کے لئے اہل جنت سے ان کے جنت میں داخل ہونے کے بعد بطور مبارک باد کہا جائے گا کہ یہ تمہارا صلہ ہے یعنی تمہارے اعمال کا بدلہ ہے، اور تمہاری کوشش (جو دنیا میں کیا کرتے تھے) مقبول ہوئی۔

- ۱۔ دنیا کے لڑکوں کی طرح نہیں کہ چند دنوں کے بعد چہرہ کی رونق اور حسن و جمال بڑھاپا آنے اور عمر ڈھلنے سے پھیکا پڑ جاتا ہے۔
- ۲۔ دوسری آیات میں سونے کے زیورات کا ذکر ہے مگر دونوں میں تعارض نہیں کیونکہ دونوں طرح کا سامان ہوگا اور حکمت اس کی وہی تفسیر اور تفسیر ہے کہ بعض دفعہ ایک سامان کو استعمال کرتے کرتے طبیعت اکٹا جاتی ہے۔
- ۳۔ اور نہیں جگہ جو سورت میں شراب کا ذکر آیا ہے ہر جگہ فرض ہوا ہے جیسا کہ ترجمہ و تفسیر سے ظاہر ہے، نیز پہلی جگہ بشریوں ہے، دوسری جگہ یُسْفُونَ جو زیادتیاں اکرام و اعزاز پر دلالت کرتا ہے اور تیسری جگہ مفہوم دہم میں نہایت ہی تشریف و تکریم ہے، پس تکرار کا شائبہ نہ ہوا۔

ضمان کے مراجع

قَدَرُوا، مرجع الطائیفین جس پر يُطَافُ عَلَيْهِمْ سے دلالت ہو رہی ہے (بیان القرآن) وَإِذَا رَأَيْتَ ثَمَّ اِی فی الجنة. قوله عَالِيَهُمْ مرجع مُلْكًا كَبِيرًا حذف مضاف کے ساتھ اِی اهل ملك كبير. یا مرجع اَبْرار، یا مَطُوفٌ عَلَيْهِمْ جس پر ويطوف عليهم دال ہے، (جلالین) قوله اِنَّ هَذَا اِی النعیم.

لغات

يُطَافُ: مضارع مجہول واحد مذکر، اطاف بہ او علیہ: کسی کے پاس آنا (با کی وجہ سے متعدی ہے، لایا جانا) آتیۃ: برتن واحد اِناء، فِضَّة: چاندی، جمع فِضَض. اَکْوَاب: آنخورے یعنی پیالے، واحد کُوب. قَوَارِير: شیشے کے برتن، واحد قَارُورَة. يُسْقَوْنَ: مضارع مجہول جمع مذکر غائب، سَقَى (ض) سَقِيًا: پلانا۔ زَنْجَبِيلًا: سونٹھ، ادرك، (امام سیوطی نے اتقان میں لکھا ہے کہ یہ فارسی لفظ ہے) سَلْسَبِيلًا: آسانی سے حلق میں اترنے والا مشروب (۲) جنت کے ایک چشمہ کا نام، جمع سَلَسِبٌ وَسَلَسِيبٌ۔ يَطُوفُ: مضارع واحد مذکر غائب، طاف حوله وبہ وعلیہ: (ن) طَوُفًا وَطَوَافًا: چکر لگانا، ارد گرد گھومنا۔ وَلَدَان: لڑکے، واحد وَلِيد. مُخَلَّدُونَ: اسم مفعول جمع مذکر (ہمیشہ رکھے ہوئے) خَلَّدَهُ تَخْلِيدًا: ہمیشہ رکھنا۔ حَسِبْتُهُمْ: ماضی واحد مذکر حاضر، حَسِبَ (س، ح) حَسَبَانًا: گمان کرنا۔ لَوُلُّوْا: موتی، جمع لَالِي. مَنثورًا: اسم مفعول واحد مذکر (بکھرے ہوئے) نَفَرَ الشَّيْءُ نَفْرًا وَنِثَارًا، بکھیرنا۔ ثَمَّ: ظرف مکان برائے بعید (وہاں) (دیکھئے مشکل ترکیبوں کا حل) نَعِيمًا: رکوۃ ۴ میں گذر چکا۔ مُلْكٌ رکوۃ (۱) میں گذر چکا۔ کَبِيرًا: رکوۃ ۱ میں گذر چکا۔ عَلِيَهُمْ: یا تو اسم فاعل از علا (ن) عَلُوًّا: بلند ہونا، یا ظرف بروزن اسم فاعل جیسے دَاخِلُ الشَّيْءِ وَخَارِجُ الشَّيْءِ، بمعنی فوقہم۔ ثِيَاب: رکوۃ ۵ میں دیکھئے۔ سُنْدُس: ایک باریک ریشمی کپڑا۔ خَضِر: سبز، ہرے، واحد أَخْضَر، خَضِرَاء، خَضِرَ (س) خَضِرًا وَخَضِرَةً: سبز ہونا۔ اسْتَبْرَق: موٹا ریشمی کپڑا۔ حُلُوًّا: ماضی مجہول جمع مذکر غائب حَلَّى الجارية: زیور پہنانا (در اصل حُلِيُوا تھا بوجہ ثقل یاء کا ضمہ ماقبل لام کو دے دیا، اور پھر یا کو بوجہ اجتماع ساکنین حذف کر دیا) اَسَاوَر: کنگن: پہنچیاں، واحد سِوَار. سَقَا: ماضی واحد مذکر غائب، سَقَى (ض) سَقِيًا: پلانا (اصلہ سَقَى) شَرَابًا: بمعنی مشروب، پینے کی چیز، شراب، شربت وغیرہ۔ طَهُورًا: صیغہ صفت یعنی اسم مبالغہ، بہت پاکیزہ، صاف ستھرا جس میں گدلا پن نہ ہو، طَهُرَ (ك) طَهَّرًا وَطَهَارَةً: پاک صاف ہونا۔ سَعِيْكُمْ: باب فتح کا مصدر، سعی بمعنی مَسَاعِي ہے (کوششیں): یہاں مصدر مضاف عموم کا فائدہ دے رہا ہے۔ مَشْكُورًا: اسم مفعول واحد مذکر (قابل شکر، مقبول) شَكَرَ (ن) شُكْرًا: شکر ادا کرنا۔

ترکیب وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ بِأَنِيَّةٍ مِنْ فِضَّةٍ وَأَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيرًا..... واو عاطفہ يُطَافُ فعل مجہول،

۱۔ اعراب القرآن وپانہ و صرف میں ہے کہ یہ صفت مشبہ ہے بامبالغہ زیادہ کیا گیا۔ المراد الماء الذی ہو فی غایۃ السلاصۃ، یعنی صاف بہتا ہوا پانی بعض نے کہا کہ یہ بھی لفظ ہے۔

۲۔ طاهر (پاک) کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جس کی طہارت متعدی نہ ہو جیسے کپڑے کی طہارت کہ خود تو پاک ہے مگر دوسری شئی کو اس کے ذریعہ پاک نہیں کیا جاسکتا، دوسرا وہ کہ جس کی طہارت متعدی ہو یعنی جو دوسری چیزوں کو بھی پاک کر سکے، جیسے پانی وغیرہ۔

علیہم جار مجرور متعلق یطاف کے، با حرف جر آذیۃ موصوف من فیضۃ کائنۃ کے متعلق ہو کر صفت، موصوف مع صفت معطوف علیہ، واو حرف عطف اکواب موصوف، کانت فعل ناقص ضمیر ہی اس کا اسم راجع اکواب کی طرف، قواریرا خبر، فعل ناقص مع اسم و خبر صفت اکواب کی، موصوف مع صفت معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مجرور، جار مجرور نائب فاعل یطاف کا، فعل اپنے نائب فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف علیہ معطوف (اس کا معطوف علیہ جزا ہم ہے)۔ قواریرا من فیضۃ قذروھا تقدیراً..... قواریرا موصوف، من فیضۃ متعلق کائنۃ محذوف کے ہو کر صفت اول، قذروھا تقدیراً جملہ فعلیہ صفت ثانی، موصوف اپنی دونوں صفتوں سے مل کر بدل قواریرا سے۔ ویسقون فیہا کاسا کان مزاجہا زنجیلاً..... واو عاطفہ یسقون فعل مع نائب فاعل، فیہا متعلق یسقون کے۔ کاسا موصوف کان مزاجہا زنجیلاً جملہ فعلیہ صفت، موصوف مع صفت مفعول بہ ثانی یسقون کا، فعل اپنے نائب فاعل اور متعلق اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف علیہ معطوف، (اس کا عطف یتکاف الخ پر ہے) عینا فیہا تسمى سلسیلاً..... عینا موصوف فیہا متعلق کائنۃ محذوف کے متعلق ہو کر صفت اول، تسمى سلسیلاً جملہ فعلیہ صفت ثانی (سلسیلاً مفعول بہ ثانی، اور مفعول بہ اول تسمى کی ضمیر نائب فاعل ہے) موصوف اپنی دونوں صفتوں سے مل کر ماقبل کاسا سے بدل، ویطوف علیہم ولذان مخلدون اذا رایتہم حسبتہم لؤلؤا منشورا..... واو عاطفہ یطوف فعل علیہم متعلق یطوف کے ولذان موصوف، مخلدون اسم مفعول اپنے نائب فاعل ہم ضمیر سے مل کر صفت اول، اذا ظرفیہ مضاف متضمن بمعنی شرط رایتہم جملہ ہو کر مضاف الیہ، مضاف مع مضاف الیہ ظرف ہے اپنے جواب و جزا حسبت کا، حسبت فعل ضمیر انت فاعل ہم مفعول بہ اول، لؤلؤا منشورا موصوف، صفت مل کر مفعول بہ ثانی، فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے مل کر جواب شرط، پھر شرط و جزا۔ ولذان کی صفت ثانی، موصوف اپنی دونوں صفتوں سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف ماقبل یسقون پر۔ واذا رایت ثم رایت نعیمنا وملکا کبیراً..... واو استثنائیہ (اعراب القرآن و صرفہ و بیانہ) اذا ظرفیہ مضاف متضمن معنی شرط، رایت فعل بفاعل، ثم ظرف مکان مفعول فیہ رایت کا، ای فی الجنة، جملہ فعلیہ مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر ظرف ہے اپنے جواب و جزا رایت موخر کا، رایت فعل بفاعل، نعیمنا معطوف علیہ واو حرف عطف ملکا کبیراً مرکب تو صغی معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور ظرف مقدم سے مل کر جملہ متانفہ۔ عالیہم ثیاب سندس خضر و استبرق..... عالیہم مضاف مضاف الیہ بمعنی فوقہم ثابتہ محذوف کا ظرف ہو کر خبر مقدم۔

۱۔ یا یسقون کی ضمیر سے حال ای موجود ہیں فیہا۔

۲۔ بالفاظ دیگر حسبت فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں اور ظرف مقدم سے مل کر صفت ثانی۔

۳۔ عالیہم کی دوسری ترکیب یہ ہے کہ یہ حال ہو ماقبل علیہم کی ضمیر سے یا حسبتہم کے مفعول بہ سے یا نعیمنا سے متحد ہر مضاف ای اہل نعیم، اس صورت میں ثیاب سندس الخ عالی اسم فاعل کا قائل بنے گا، اور عالی کو بایں وجہ نہت نہیں لایا گیا کہ ثیاب سندس کی تانیہ غیر حقیقی ہے۔

ثابت سندس مرکب اضافی موصوف خضر صفت، موصوف مع، صفت معطوف علیہ واو عاطفہ استہرق معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مبتدا موخر، مبتدا مع خبر جملہ اسمیہ خبریہ معطوف علیہ۔ وَحُلُّوا اساورَ من فضةً..... واو عاطفہ حُلُّوا فعل مجہول، واو ضمیر نائب فاعل، اساور موصوف، من فضة کائنۃ محذوف کا متعلق ہو کر صفت، موصوف مع صفت مفعول بہ، فعل اپنے نائب فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ معطوف، وَمَسْقَاهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُورًا..... جملہ فعلیہ معطوف، تمام معطوفات مل ملا کر جملہ مستانفہ۔ (شرابا طهوراً مرکب تو صیغی مفعول بہ ثانی) اِنَّ هَذَا كَانَ لَكُمْ جَزَاءً وَكَانَ سَعْيُكُمْ مَشْكُورًا..... اِنَّ حرف مشبہ بالفعل هَذَا اس کا اسم (ای النعیم) كَانَ فعل ناقص، ضمیر اس کا اسم لَكُمْ ثابتاً محذوف کا متعلق ہو کر جزاء سے حال، جزاء خبر كَانَ، فعل ناقص مع اسم و خبر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، كَانَ سَعْيُكُمْ مشکوراً جملہ فعلیہ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر حرف مشبہ بالفعل کی خبر، حرف مشبہ بالفعل مع اسم و خبر جملہ اسمیہ خبریہ مقولہ بقال فعل محذوف کا ای بقال لاهل الجنة۔

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَیْكَ الْقُرْآنَ تَنْزِیْلًا ۝۳۱	ہم نے آپ پر قرآن تموزاً تموزاً کر کے اتارا ہے۔ سو آپ اپنے پروردگار کے حکم پر مستعمل رہنے اور ان میں سے کسی
مِنْهُمْ اِلَیْمًا اَوْ كُفُورًا ۝۳۲	فاسق یا کافر کے کہنے میں نہ آئے۔ اور اپنے پروردگار کا صبح و شام نام لیا کیجئے۔ اور کسی قدر رات کے حصہ میں بھی
لَا تُسْجُدْ لَهُ وَتَسْبُحْهُ لَیْلًا طَوِیْلًا ۝۳۳	اس کو سجدہ کیا کیجئے اور رات کے بڑے حصہ میں اس کی تسبیح کیا کیجئے۔ یہ لوگ دنیا سے محبت رکھتے ہیں اور اپنے آگے ایک بھاری دن کو چھوڑ بیٹھے ہیں
وَرَأَتْهُمْ یَوْمًا ثَقِیْلًا ۝۳۴	ہم ہی نے ان کو پیدا کیا۔ اور ہم ہی نے ان کے جوڑ بند مضبوط کئے، اور جب ہم چاہیں
بَدَّلْنَا اَمْثَالَهُمْ تَبْدِیْلًا ۝۳۵	ان ہی جیسے لوگ ان کی جگہ بدل دیں۔ یہ نصیحت ہے، سو جو شخص چاہے اپنے رب کی طرف رستہ اختیار کر لے۔
وَمَا تَشَاءُوْنَ اِلَّا اَنْ یُّشَاءَ اللّٰهُ ۝۳۶	اور بدون خدا کے چاہے تم لوگ کوئی بات چاہ نہیں سکتے، خدا تعالیٰ بڑا علم والا اور حکمت والا ہے۔
یُدْخِلُ مَنْ یُّشَاءُ فِی رَحْمَتِہٖ وَالتَّظْلِیْمِیْنَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ۝۳۷	وہ جس کو چاہے اپنی رحمت میں داخل کر لیتا ہے اور ظالموں کے لئے اس نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

تفسیر

ما قبل میں جزائے فریقین کو ذکر کرنے کے بعد اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دینے کا بیان ہے یعنی آپ ان کی مخالفت سے غم نہ کیجئے اور طاعت و عبادت اور دعوت و اصلاح کے کام میں لگے رہئے، اور بیان اس طاعت کا یہ ہے کہ: إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا ہم نے آپ پر قرآن تھوڑا تھوڑا کر کے اتارا ہے، تاکہ تھوڑا تھوڑا لوگوں کو پہنچاتے رہیں اور ان کو اس سے فائدہ اٹھانے میں آسانی ہو۔ فَأَصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ الخ سو آپ اپنے رب کے حکم پر (کہ اس میں تبلیغ بھی داخل ہے) مستقل رہئے، اور ان میں سے کسی فاسق یا کافر کے کہنے میں نہ آئیے، یعنی جو دعوت و تبلیغ سے منع کرے اس کی موافقت نہ کیجئے جیسے عتبہ بن ربیعہ، ولید بن مغیرہ اور دیگر کفار قریش آپ کو اس فرض منصبی سے رد کرنا چاہتے تھے، لہذا اللہ تعالیٰ شانہ نے آپ کو متنبہ فرمادیا، اور مقصود اس سے اظہار اہتمام شان ہے، ورنہ آنحضرت ﷺ سے ان کی موافقت کرنے کا کوئی احتمال ہی نہیں تھا۔ وَإِذْ تَكَوِّسُ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَأَصِيلًا الخ عبادت متعدیہ یعنی جس کا نفع دوسروں کو بھی پہنچے اس کو ذکر کرنے کے بعد، اب عبادت لازمہ کا ذکر ہے، یعنی جس کا نفع اپنے تک محدود ہو، فرمایا کہ اور آپ اپنے پروردگار کا صبح و شام نام لیا کیجئے، اور کسی قدر رات کے حصہ میں بھی اس کو سجدہ کیا کیجئے، یعنی نماز فرض پڑھا کیجئے۔ وَمَسْبُحُهُ لَيْلًا نَّيْلًا طَوِيلًا اور رات کے بڑے حصہ میں اس کی تسبیح و تقدیس کیا کیجئے، مراد اس سے تہجد ہے علاوہ فرائض کے، آگے کفار کی مذمت اور ان کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخالفت کی وجہ بیان فرماتے ہیں کہ إِنَّ هَؤُلَاءِ يُحِبُّونَ الْعَاجِلَةَ وَيَذَرُونَ وَرَائَهُمْ يَوْمًا ثَقِيلًا۔ یہ لوگ دنیا سے محبت رکھتے ہیں اور اپنے آگے (آنے والے) ایک بھاری دن کو چھوڑ بیٹھے ہیں (یعنی یہ لوگ جو آپ کی نصیحت قبول نہیں کرتے بلکہ مخالفت کرتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ حُب دنیا نے ان کو اندھا کر رکھا ہے اس لئے یہ لوگ عاجلہ یعنی جلد ہاتھ آنے والی چیز (دنیا) سے محبت رکھتے ہیں اور قیامت کے بھاری دن سے غفلت میں ہیں) نَحْنُ خَلَقْنَاهُمْ وَشَدَدْنَا أَسْرَهُمُ الخ یوم ثقیل کا ذکر سن کر یہ احتمال تھا کہ کفار اس کا انکار کریں لہذا اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کو بیان کر کے اس احتمال کو دفع فرماتے ہیں کہ ہم ہی نے ان کو پیدا کیا، اور ہم ہی نے ان کے جوڑ، بند مضبوط کئے اور جب ہم چاہیں ان ہی جیسے لوگ ان کی جگہ بدل دیں (ظاہر ہے کہ انسان کے جوڑ بند بظاہر نرم و نازک معلوم ہوتے ہیں مگر کیا شان قدرت ہے اس خلاق کریم کی کہ یہ جوڑ بند سالہا سال گزرنے کے بعد اور شب و روز ان کو استعمال اور حرکت میں لانے کے بعد بھی نہ گھٹتے ہیں اور نہ ٹوٹتے ہیں، جب کہ لوہے کے اسپرنگ بھی سال دو سال میں گھس کر ٹوٹ جاتے ہیں لہذا جب اللہ تعالیٰ شانہ کی اتنی بڑی قدرت ہے تو پھر مردوں کو دوبارہ زندہ کرنے میں کوئی دشواری کی بات ہے) إِنَّ هَذِهِ تَذْكِرَةٌ الخ مضامین سابقہ پر بطور تفریع کے فرماتے ہیں کہ یہ تو نصیحت ہے، سو جو شخص چاہے اپنے رب کی طرف راستہ اختیار کر لے (یعنی زور زبردستی منوادینا آپ کا کام نہیں، قرآن ایک نصیحت ہے بس آپ نصیحت کر دیجئے آگے ہر ایک کو اختیار ہے جس کا جی چاہے اپنے رب کی خوشنودی تک پہنچنے کا راستہ اختیار کر لے) وَمَا تَشَاوُنَ الخ قرآن کے تذکرہ و نصیحت ہونے میں اس سے شبہ نہ کیا جائے کہ بعض کو تو اس سے ہدایت نہیں ہوتی، تو بات یہ ہے کہ قرآن فی نفسہ تذکرہ اور ہدایت ہے لیکن فرمایا: وَمَا تَشَاوُنَ الخ بغیر خدا کے

چاہے تم لوگ کوئی بات نہیں چاہ سکتے، اور بعض لوگوں کے خدا کے نہ چاہنے میں بعض حکمتیں ہوتی ہیں کیونکہ خدا تعالیٰ بڑا علم والا، بڑی حکمت والا ہے، وہ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل کر لیتا ہے (اور جس کو چاہتا ہے کفر و ظلم میں مبتلا رکھتا ہے) وَالظَّالِمِينَ أَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا۔ اور ظالموں کے لئے اس نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

الاعمال حکم: رکوع ۶ میں دیکھئے۔ لَا تَطِيعُ: فعل نہی واحد مذکر حاضر، اطاعَ اطاعاً: فرمانبرداری کرنا۔ اَلِيمًا: اسم فاعل واحد مذکر (گناہ گار، فاسق) اَلِيمٌ (س) اَلِيمًا: گناہ کرنا، کفوراً: تحقیق گذر چکی۔ بُكْرَةً: دن کا اول حصہ، صبح سویرے، اَصْبَلًا: وقت شام، عصر و مغرب کے درمیان کا وقت، جمع اَصَال۔ العاجِلَةُ رکوع ۷ میں ملاحظہ ہو۔ يَذْرُونُ: مضارع جمع مذکر غائب، وذر (س) وذرأً چھوڑنا (اس کا صرف مضارع اور امر و نہی مستعمل ہیں) هَدَدْنَا: ماضی جمع متکلم شَدَّ الشَّيْءُ (ض، ن) شَدًّا: مضبوط کرنا۔ اَسْرَهُمْ: (ای مفاصلہم) (قاموس) جوڑ، بند۔ بَدَّلْنَا: ماضی جمع متکلم، بَدَّلَ تبدیلاً (تفعیل) بدلنا۔ امثال: مانند، واحد مَثَل اور مِثْل۔ رَحْمَتِهِ: مصدر، رَجِمَ (س) رَحْمَةً وَرَحْمًا، وَمَرْحَمَةً: مہربان ہونا (بمعنی مہربان حاصل مصدر، یہاں مراد ہے جنت)۔ الظَّالِمِينَ: اسم فاعل جمع مذکر۔ ظَلَمَ (ض) ظَلَمًا: ظلم کرنا۔ اَعَدَّ: ماضی واحد مذکر غائب، اعداداً (افعال) تیار کرنا۔

ترکیب اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ تَنْزِيلًا..... اِنَّ حرف مشبہ بالفعل نا ضمیر اسم نحن ضمیر فصل، یا تا کیہ برائے اسم اِن۔ نَزَّلْنَا: فعل بفاعل، عَلَيْكَ متعلق نَزَّلْنَا کے، الْقُرْآنَ مفعول بہ، تَنْزِيلًا: مفعول مطلق، فعل اپنے فاعل وغیرہ سے مل کر خبر، حرف مشبہ بالفعل مع اسم و خبر جملہ اسمیہ خبریہ متانفہ۔ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَطِيعُ مِنْهُمْ اَلِيمًا اَوْ كُفُورًا..... فا نصیحا اور شرط مقدر ہے اِنی اِنْ عَرَفْتَ هَذَا فَاصْبِرِ الْخِ اصْبِرْ فعل بفاعل، لحکم ربک متعلق اصبر کا، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ انشائیہ ہو کر معطوف علیہ، واو عاطفہ لا تطیع فعل نہی، ضمیر انت فاعل، منهم کائنات کا متعلق ہو کر حال اَلِيمًا ہے، اَلِيمًا اور کُفُورًا معطوف و معطوف علیہ ہو کر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور متعلق اور مفعول بہ سے مل کر جملہ انشائیہ ہو کر معطوف علیہ معطوف۔ وَاذْكُرْ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَاَصْبِلًا..... جملہ انشائیہ معطوف (اسم ربک مفعول بہ، بُكْرَةً وَاَصْبِلًا معطوف و معطوف علیہ ہو کر مفعول فیہ) تمام معطوفات مل ملا کر جزا، شرط و جزا مل کر جملہ شرطیہ جزائیہ۔ وَمِنَ اللَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهُ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيلًا..... واو عاطفہ من اللیل متعلق مقدم اسجد کا، فا رابطہ شرط مقدر کے جواب میں، ای مہما حَصَلَ فَاسْجُدْ الْخِ، اسجد فعل بفاعل، له متعلق اسجد کا، پھر جملہ انشائیہ معطوف علیہ، واو عاطفہ سَبِّحْ فعل بفاعل، ها ضمیر مفعول بہ، لیلًا طویلًا مرکب توصلی مفعول فیہ، پھر یہ جملہ انشائیہ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جزا، شرط مع جزا معطوف باقبل شرط پر یعنی اِنْ عَرَفْتَ هَذَا فَاصْبِرِ الْخِ پر۔ اِنْ هُوَ لَا يُجِيبُونَ الْعَاجِلَةَ وَيَذْرَوْنَ وَرَأَتْهُمْ يَوْمَ لَقَائِهِ..... اِنَّ حرف مشبہ بالفعل هُوَ لَا اسْم، يُجِيبُونَ الْعَاجِلَةَ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر

معطوف علیہ، واو حرف عطف یدورن فعل بفاعل، ورائہم ثابتا محذوف کا ظرف ہو کر حال یوماً ثقیلاً ہے۔
 یوماً ثقیلاً مرکب تو صیغی مفعول بہ، پھر یہ جملہ فعلیہ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر خبر، حرف مشبہ بالفعل
 مع اسم و خبر جملہ اسمیہ خبریہ متانفہ۔ نَحْنُ خَلَقْنَاهُمْ وَشَدَدْنَا أَسْرَهُمْ وَإِذَا شِئْنَا بَدَّلْنَا أَمْثَلَهُمْ تَبْدِيلًا..... نحن
 مبتدا، خلقناہم فعل فاعل مفعول بہ، جملہ فعلیہ معطوف علیہ، شددنا اسرہم فعل فاعل اور اسرہم مرکب اضافی
 مفعول بہ سے مل کر معطوف علیہ معطوف، واو عاطفہ اذا ظرفیہ مضاف متضمن معنی شرط شِئْنَا فعل بفاعل، جملہ فعلیہ
 مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر ظرف اپنے جواب و جزا بَدَّلْنَا کا، بَدَّلْنَا فعل بفاعل، اَمْثَلَهُمْ مرکب
 اضافی مفعول بہ، تَبْدِيلًا مفعول مطلق، فعل اپنے فاعل وغیرہ سے مل کر معطوف، تمام معطوفات مل ملا کر خبر، مبتدا مع خبر
 جملہ اسمیہ خبریہ۔ اِنَّ هَذِهِ تَذْکِرَةٌ لِّمَنْ شَاءَ اتَّخَذَ اِلٰی رَبِّهِ سَبِيلًا..... اِنَّ حرف مشبہ بالفعل ہذہ اسم (ای ہذہ
 السورۃ او ہذہ الآیات) تَذْکِرَةٌ خبر، حرف مشبہ بالفعل مع اسم و خبر جملہ اسمیہ خبریہ معطوف علیہ، فا عاطفہ من اسم
 شرط جازم مبتدا، شاء فعل شرط، (مفعول بہ محذوف ای الخیر لنفسہ وحسن العاقبۃ) اتَّخَذَ فعل بفاعل، الی
 ربہ متعلق کائنات کے ہو کر مفعول بہ ثانی سَبِيلًا مفعول بہ اول، فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے مل کر جزا، شرط
 مع جزا خبر، مبتدا مع خبر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ متانفہ۔ وَمَا تَشَاوُنَ اِلَّا اَنْ يَّشَاءَ
 اللّٰہ..... واو عاطفہ مانافیہ تَشَاوُنَ فعل بفاعل، مفعول بہ محذوف ای الطاعۃ، الا اداعہ صر، ان یشاء اللّٰہ جملہ
 فعلیہ بتاویل مصدر ظرف زمان ہے محل نصب میں، مضاف کی تقدیر کے ساتھ ای وقت ان یشاء اللّٰہ، ما تَشَاوُنَ
 فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ محذوف اور ظرف زمان یعنی مفعول فیہ سے مل کر معطوف من شاء پر۔ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ
 عَلَیْمًا حَکِیْمًا جملہ تعلیلیہ (حکیم خبر ثانی) یُدْخِلُ مَنْ یَّشَاءُ فِی رَحْمَتِہ..... یُدْخِلُ فعل بفاعل مَنْ یَّشَاءُ
 اسم موصول مع صلہ مفعول بہ، فی رَحْمَتِہ متعلق یُدْخِلُ کے، جملہ فعلیہ معطوف علیہ۔ وَالظَّالِمِیْنَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا
 اَلِیْمًا..... واو عاطفہ الظالمین فعل محذوف کا مفعول بہ از قبیل اشتغال ای یُعَذِّبُ الظالمین، فعل اپنے فاعل
 اور مفعول بہ سے مل کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ متانفہ بیانیہ۔ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا.....
 جملہ تفسیریہ یُعَذِّبُ الظالمین کا (لہم متعلق اَعَدَّ کے، عذابا الیما موصوف مع صفت مفعول بہ)

☆☆☆

- ۱۔ وراء بمعنى قدام.
- ۲۔ اذا شئنا الخ یعنی شرط و جزا کا عطف شددنا پر ہے۔ (مظہری) بعض نے کہا کہ بَدَّلْنَا معنی جعلنا ہے لہذا مفعول بہ ثانی محذوف ہے ای بدلنا
 ضہم.
- ۳۔ الا کو برائے استثناء بھی مان سکتے ہیں، اور ان یشاء اللّٰہ مستثنیٰ من اعم الاحوال ای وما تَشَاوُنَ الطاعۃ فی کل حال الا فی حال
 مشی اللّٰہ.
- ۴۔ بعض نے اَوْعَدَ محذوف نکالا ہے ای اَوْعَدَ الظالمِیْنَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا.

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُورَةُ الْمُرْسَلَاتِ مَكِّيَّةٌ

وَالْمُرْسَلَاتِ ۝ عُرْفًا ۝ ۱ ۝ فَالْعَصْفِ ۝ عَصْفًا ۝ ۲ ۝ وَالنَّشْرِ ۝ نَشْرًا ۝ ۳

قسم ہے ان ہواؤں کی جو طبع پہنچانے کیلئے بھیجی جاتی ہیں • پھر ان ہواؤں کی جو تندی سے چلتی ہیں • اور ان ہواؤں کی جو بادلوں کو پھیلاتی ہیں •

فَالْفَرْقَتِ ۝ فَرَقًا ۝ ۴ ۝ فَالْمُلْقِيَةِ ۝ ذِكْرًا ۝ ۵ ۝ غُذْرًا ۝ ۶ ۝ اِنَّمَا تُوعَدُونَ لَوَاقِعَ ۝ ۷

پھر ان ہواؤں کی جو بادلوں کو متفرق کر دیتی ہیں • پھر ان ہواؤں کی جو اللہ کی یاد • یعنی توبہ کا یاڈرانے کا القا کرتی ہیں • کہ جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ ضرور ہونے والی ہے •

سورت سابقہ میں وقوع قیامت اور جزا و سزا کے اسباب اور اس کی تفصیل مذکور تھی، اس سورت میں بھی مضمون ہے، بس اتنا فرق ہے کہ وہاں ترغیب کا مضمون زیادہ تھا، اور یہاں ترہیب اور ڈرانے کا مضمون زیادہ ہے۔

تشریح: مذکورہ آیات میں حق تعالیٰ نے چند چیزوں کی قسم کھا کر قیامت کے یقینی طور پر آنے کا ذکر فرمایا ہے، اور ان چند چیزوں کا نام قرآن میں بیان نہیں کیا البتہ ان کی اس جگہ پانچ صفات بیان فرمائی ہیں، مُرْسَلَات، عَاصِفَات، نَاشِرَات، فَارِقَات، مُلْقِيَات الذُّكُر۔ بعض حضرات نے ان کا موصوف ہواؤں کو قرار دیا ہے۔

لہذا تفسیر ملاحظہ فرمائیں! وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا۔ قسم ہیں اُن ہواؤں کی جو نفع پہنچانے کے لئے بھیجی جاتی ہیں (یعنی وہ ہوائیں جو بارش لے کر آتی ہیں، اور ان کی نفع رسانی ظاہر ہے) فَالْعَاصِفَاتِ عَصْفًا۔ پھر ان ہواؤں کی جو سختی سے چلتی ہیں (یعنی وہ تیز ہوائیں اور آندھیاں جن سے خطرات کا احتمال ہوتا ہے) وَالنَّشِرَاتِ نَشْرًا۔ اور ان ہواؤں کی جو بادلوں کو پھیلاتی ہیں (جس کے بعد بارش ہونے لگتی ہے) فَالْفَرْقَاتِ فَرَقًا۔ پھر ان ہواؤں کی جو بادلوں کو متفرق کر دیتی ہیں (جیسا کہ بارش کے بعد ہوتا ہے کہ ہوا چلنے سے بادل چھٹ جاتے ہیں) فَالْمُلْقِيَةِ ذِكْرًا غُذْرًا اَوْ نَذْرًا پھر ان ہواؤں کی جو (دل میں) اللہ کی یاد یعنی توبہ یا ڈرانے کا القا کرتی ہیں (یعنی مذکورہ ہوائیں اللہ کی یاد اور اس کی طرف متوجہ ہونے کا سبب ہو جاتی ہیں، اور وہ توجہ دو طور سے ہوتی ہے ایک نذر یعنی خوف سے جب کہ ان ہواؤں سے خوف کے آثار نمایاں ہوں، اور دوسرے عذر یعنی توبہ و معذرت سے اور توبہ و معذرت خوف و امید دونوں صورتوں میں ہو سکتی ہے، یعنی اگر ہوائیں نفع بخش ہوں تب تو لوگ خدا کی نعمتوں کو یاد کر کے اس کا شکر اور اپنی تقصیرات سے عذر کرتے ہیں، اور اگر وہ ہوائیں خوفناک ہوں تو لوگ خدا کے عذاب سے ڈر کر اپنے معاصی سے توبہ کرتے ہیں۔

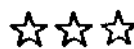
۱۔ بعض نے ان پانچوں صفات کا موصوف فرشتوں کو قرار دیا ہے، ابن کثیر نے فرمایا کہ پہلی تین صفات ہواؤں کی ہیں اور آخری دو فرشتوں کی۔

آگے جواب قسم ہے یعنی إِنَّمَا تُوعَدُونَ لَوَاقِعٌ کہ جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ ضرور ہونے والی ہے۔ (مراد قیامت ہے)

قسم و جواب قسم میں مناسبت جواب قسم میں وقوع قیامت کا ذکر ہے اور قسم میں ہواؤں کا اور یہ سب قسمیں قیامت کے نہایت مناسب ہیں کیونکہ نوحہ اولیٰ کے بعد تمام عالم کا فنا ہو جانا تیز آندھیوں کے مشابہ ہے اور نوحہ ثانیہ کے بعد مردوں کا زندہ ہونا وغیرہ ہوائے نافع کے مشابہ ہے کہ جس سے بارش ہوتی ہے۔

لغات المرسلات: اسم مفعول جمع مؤنث، بھیجی جانے والی، اَرْسَلْ، اِرْسَالًا (افعال) بھیجنا۔ عُرْفًا: احسان، نیکی، بخشش (۲) پے بہ پے، عرف کا استعمال دو معنوں میں ہوتا ہے اور آیت کریمہ میں دونوں معنی کئے گئے ہیں (۱) عرف بمعنی معروف و احسان، روح المعانی میں ہے ای المرسلات لِلْإِحْسَانِ وَالْمَعْرُوفِ (اس صورت میں عرفا مفعول نہ بنے گا) (۲) عرف بمعنی تتابع یعنی پے در پے بھیجی ہوئی۔ عاصِفات: اسم فاعل جمع مؤنث، تیز و تند چلنے والی ہوائیں، آندھیاں، عَصَفَ (ض) عَصْفًا وَغُصُوفًا: ہوا کا تیز و تند چلنا۔ نَاشِرَات: اسم فاعل جمع مؤنث، پھیلانے والی، نَشَرَ (ن، ض) نَشْرًا: پھیلانا۔ فَارِقَات: اسم فاعل جمع مؤنث، منتشر کرنے والی، فَرَّقَ (ن، ض) فَرَقًا: پھاڑنا، جدا کرنا مُلْقِيَات: اسم فاعل جمع مؤنث، القاء کرنے والی، القَاءَ (افعال) اِثْنًا، القاء کرنا۔ عُذْرًا: مصدر، عَذَرَ (ض) عُذْرًا، عذر قبول کرنا، معاف کرنا (بمعنی معافی و توبہ حاصل مصدر ہے) جمع اَعْذَار. نَذْرًا: مصدر ہے خلاف قیاس بمعنی اِنذار (افعال) اِذَارًا۔ تَوَعْدُونَ: مضارع مجہول جمع مذکر حاضر، وَعَدَ (ض) وَعْدًا وَعِدَّةً وعدہ کرنا۔

ترکیب والمرسلات عُرْفًا..... واو حرف جر و قسم، المرسلات اسم مفعول جمع مؤنث، ضمیر هُنَّ نائب فاعل، عُرْفًا مفعول لہ، اور المرسلات کا موصوف محذوف ہے، ای الريح المرسلات، پھر المرسلات عرفا معطوف علیہ، فَالْعَاصِفَاتِ عَصْفًا وَالنَّاشِرَاتِ نَشْرًا فَالْفَارِقَاتِ فَرَقًا فَالْمُلْقِيَاتِ ذِكْرًا عُذْرًا أَوْ نَذْرًا..... تمام آیتیں باہم معطوف و معطوف علیہ (ذکر ا مفعول بہ الملکیات کا، عُذْرًا أَوْ نَذْرًا بدل ذکر ا سے) تمام معطوفات مل ملا کر مجرور، جار مجرور متعلق اقسام محذوف کے ہو کر قسم۔ إِنَّمَا تُوعَدُونَ لَوَاقِعٌ..... اِنْ حرف مشبہ بالفعل ما اسم موصول تو وعدون جملہ فعلیہ صلہ، (عائد محذوف ہے ای تُوعَدُونَهُ) اسم موصول مع صلہ اسم اِنْ، لام مزحلقة، واقعہ شبہ جملہ ہو کر خبر، حرف مشبہ بالفعل مع اسم و خبر جملہ اسمیہ جواب قسم، (وجملۃ القسم ابتدائیۃ لامحل لہا)



- ۱۔ عرف کے منصوب ہونے کی چار وجہیں ہو سکتی ہیں (۱) مفعول لہ کی بنا پر ای اَرْسَلْتُ لِلْإِحْسَانِ وَالْمَعْرُوفِ (۲) منصوب بوزع الفاعل ای المرسلات بالعرف، ان دونوں صورتوں میں عرف نیکی اور خوبی کے معنی میں ہوگا۔ (۳) حال ہونے کی بنا پر منصوب ہو یعنی عرف بمعنی تھم (۴) یا مفعول مطلق ہو یعنی عرف مصدر اِرْسَالًا کے معنی میں، ای المرسلات اِرْسَالًا۔
- ۲۔ قولہ عرفا: اس کو متابعت کے معنی میں المرسلات کی ضمیر سے حال بھی بنا سکتے ہیں۔

فَإِذَا النُّجُومُ طُمِسَتْ ۝۸ وَإِذَا السَّمَاءُ فُرِجَتْ ۝۹ وَإِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ ۝۱۰

سو جب ستارے بے نور ہو جائیں گے • اور جب آسمان پھٹ جاوے گا • اور جب پہاڑ اڑتے پھریں گے •

وَإِذَا الرُّسُلُ أَقْتَتْ ۝۱۱ لِأَيِّ يَوْمٍ أُجِّلَتْ ۝۱۲ لِيَوْمِ الْفَصْلِ ۝۱۳

اور جب سب پیغمبر وقت معین پر جمع کئے جاویں گے • کس دن کے لئے پیغمبروں کا معاملہ ملتوی رکھا گیا ہے • فیصلہ کے دن کے لئے •

وَمَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمُ الْفَصْلِ ۝۱۴ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ۝۱۵ أَلَمْ نُهْلِكِ الْأَوَّلِينَ ۝۱۶

آپ کو معلوم ہے کہ وہ فیصلہ کا دن کیسا کچھ ہے • اس روز جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی • کیا ہم اگلے لوگوں کو ہلاک نہیں کر چکے •

ثُمَّ نُنَبِّئُهمُ الْآخِرِينَ ۝۱۷ كَذَلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِينَ ۝۱۸ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ۝۱۹

پھر پچھلوں کو بھی انہی کے ساتھ ساتھ کر دیں گے • ہم مجرموں کے ساتھ ایسا ہی کیا کرتے ہیں • اس روز جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی •

تشریح مابل آیت یعنی اِنَّمَا تُوعَدُونَ لَوَاقِعٍ میں وقوع قیامت کا ذکر تھا، اب قیامت کے واقع ہونے کے وقت کے چند حالات کا ذکر ہے۔

تفسیر ملاحظہ فرمائیں! فَإِذَا النُّجُومُ طُمِسَتْ الخ سو جب ستارے بے نور ہو جائیں گے، اور جب آسمان

پھٹ جائے گا اور جب پہاڑ اڑتے پھریں گے (یعنی روئی کی طرح ہوا میں اڑتے پھریں گے)۔ وَإِذَا الرُّسُلُ

أَقْتَتْ۔ اور جب سب پیغمبر وقت معین پر جمع کئے جائیں گے (اس وقت سب کا فیصلہ ہوگا) آگے اس یوم کی ہولناکی کا

بیان ہے کہ لای یوم أُجِّلَتْ کس دن کے لئے پیغمبروں کا معاملہ ملتوی رکھا گیا، آگے جواب ہے۔ لِيَوْمِ الْفَصْلِ

فیصلہ کے دن کے لئے، (یعنی فیصلہ کے دن کے لئے پیغمبروں کے معاملہ کو ملتوی رکھا گیا، مطلب اس سوال و جواب کا یہ

ہے کہ کفار جو رسولوں کی تکذیب کرتے آئے ہیں اور اب بھی اس امت کے کفار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب

کر رہے ہیں تو یہ تکذیب فی نفسہ اس بات کو مقتضی ہے کہ یہ جو رسولوں کا معاملہ کفار سے پیش آرہا ہے اس کا فیصلہ ابھی

ہو جائے اور مکذبین و منکرین پر عذابِ سماوی ٹوٹ پڑے، پس آیت مذکورہ میں اس استعجال کا جواب ہے کہ حق تعالیٰ نے

بعض حکمتوں سے اس کو مؤخر کر رکھا ہے لیکن وہ واقع ضرور ہوگا اور اس دن ہر بات کا بالکل آخری اور دو ٹوک فیصلہ ہوگا۔

وَمَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمُ الْفَصْلِ اس آیت میں اس یوم الفصل کی ہولناکی کو بیان کر رہے ہیں کہ اور آپ کو معلوم ہے کہ وہ

فیصلہ کا دن کیسا کچھ ہے، (یعنی بہت سخت ہے) وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ۔ اور جو لوگ اس امر حق یعنی وقوع قیامت کو

جھٹلا رہے ہیں تو وہ سمجھ لیں کہ اس روز حق کو جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی، گویا انہیں سخت تباہی اور مصیبت کا سامنا

ہوگا۔ آگے أَلَمْ نُهْلِكِ الْأَوَّلِينَ سے پچھلی امتوں کی نظیر پیش کر کے موجودہ لوگوں کو ڈرا رہے ہیں کہ کیا ہم پہلے لوگوں کو

ہلاک نہیں کر چکے، (قوم عاد و ثمود، قوم لوط، اور فرعون وغیرہ کی طرف اشارہ ہے)۔ ثُمَّ نُنَبِّئُهمُ الْآخِرِينَ۔ پھر پچھلوں

کو بھی (عذاب میں) ان پہلوں کے ساتھ کر دیں گے، (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے کفار پر بھی ہلاکت نازل

کریں گے جیسا کہ غزوہ بدر وغیرہ میں مسلمانوں کے ہاتھوں ان پر عذاب نازل ہوا) کَذَلِكَ نَفْعِلُ بِالْمُجْرِمِينَ ہم مجرموں کے ساتھ ایسا ہی کیا کرتے ہیں (یعنی کفر پر سزا دیتے ہیں، خواہ دارین میں خواہ دار آخرت میں) ظاہر ہے کہ وہ ہستی جس نے ام سابقہ کے مجرموں کو ان کے جرم کی پاداش میں مار کھپا یا وہ اس پر بھی قادر ہے کہ موجودہ کفار کو پہلوں کے پیچھے پیچھے چلتا کر دے۔

تیرا اک جھونکا نسیم لطف کا دم کے دم میں کر دے ان سب کو فنا

وَيَلْ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ اور جو اس امر حق یعنی کفر پر مستحق عذاب ہونے کو جھٹلا رہے ہیں وہ سمجھ لیں کہ اس روز حق کے جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی۔

لغات

النُّجُومُ: واحد نَجْم، ستارہ۔ **طُمِسَتْ:** ماضی مجہول واحد مَوْنَتْ غَائِب، طُمَسَ (ن، ض) طُمَسَاو طُمُوسًا: بے نور ہونا، مٹنا، مٹانا (لازم و متعدی دونوں مستعمل ہے)۔ **السَّمَاءُ:** آسمان، جمع سَمَوَات. **فُرِجَتْ:** ماضی مجہول واحد مَوْنَتْ غَائِب، فُرَجَ (ض) فُرُجًا: کشادہ کرنا، کھولنا (یہاں کشادگی سے مراد ہے پھٹنا)۔ **الْجِبَالُ:** پہاڑ، واحد جَبَل. **نُسِفَتْ:** ماضی مجہول واحد مَوْنَتْ غَائِب، نَسَفَ الْجَبَلَ (ض) نَسَفًا: پہاڑ کو گرا دینا، اڑا دینا۔ **الرُّسُلُ:** واحد رسول، پیغمبر (رسول ایسے مقدس انسان کو کہتے ہیں جس کو اللہ نے بندوں تک اپنے احکام پہنچانے کے لئے منتخب فرمایا ہو)۔ **أُقْتِتْ:** ماضی مجہول واحد مَوْنَتْ غَائِب، (تفعیل) وقت مقرر کرنا، أُقْتِتُ اصل میں وَقَّتْتُ تھا واد کو ہمزہ سے بدل دیا۔ **أُجِلَّتْ:** ماضی مجہول واحد مَوْنَتْ غَائِب، تاجیلاً (تفعیل) مہلت دینا، ملتوی کرنا، يوم الفصل: فیصلے کا دن یعنی قیامت کا دن، فَصَلَ (ض) فَصَلًا جھگڑوں کا فیصلہ کرنا۔

ترکیب

فَإِذَا النُّجُومُ طُمِسَتْ: فا استئنافیہ إذا ظرفیہ مضاف متضمن معنی شرط، النُّجُومُ فعل محذوف کا نائب فاعل جس کی تفسیر مابعد لعل کر رہا ہے ای طُمِسَتْ النُّجُومُ طُمِسَتْ، پھر إذا طُمِسَتْ النُّجُومُ ظرف ہے، اپنے جواب و ہذا محذوف کا ای فَصِلَ بَيْنَ الْجَبَلِ لَاقِيَ. طُمِسَتْ جملہ تفسیریہ، اور إذا السَّمَاءُ فُرِجَتْ، وإذا الجبال نُسِفَتْ وإذا الرُّسُلُ أُقْتِتْ..... معطوف ہیں إذا النجوم طُمِسَتْ پر، لَآئِ يَوْمٍ أُجِلَّتْ، لام حرف جر آئی يوم مرکب اضافی مجرور، جار مجرور متعلق مقدم أُجِلَّتْ کا (صدر کلام کا تقاضا کرنے کی وجہ سے لای يوم کو

۱۔ بس فرق یہ ہے کہ پچھلی امتوں پر دنیا ہی میں آسمانی عذاب آیا کرتا تھا، مگر امت محمدیہ کا بوجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ خاص اکرام ہے کہ ان کے کافروں پر دنیا میں آسمانی عذاب نہیں آتا مثلاً صورتوں کا مسخ ہو جانا، زمین میں دھنس جانا، آسمان سے تیز آندھی اور پتھروں کی بارش ہونا وغیرہ بلکہ ان کا عذاب مسلمانوں کی تلوار براں کے ذریعہ آتا ہے۔

۲۔ علامہ زکریا فرماتے ہیں کبھی اس کے معنی کسی مقررہ وقت پر پہنچ جانے کے بھی آتے ہیں اور آیت کے معنی یہ ہوں گے کہ انبیاء و رسل کے لئے جو وقت مقرر کیا گیا تھا کہ اس میں اپنی اپنی امتوں کے مقابلہ میں شہادت کے لئے حاضر ہوں، وہ اس وقت مقررہ کو پہنچ گئے، اور وہ وقت آگیا، مجرور میں باب ضرب سے انہیں معانی میں مستعمل ہے۔

۳۔ بعض نے کہا جواب یہ ہے آئی وَقَعَ مَا تُوْعَدُونَ لدلالة قوله إِنَّمَا تُوْعَدُونَ لَوَاقِع، ایک قول یہ ہے کہ جواب لای يوم أُجِلَّتْ ہے، بتقدیر فعل ای يُقَالُ لَآئِ يَوْمٍ الْخِ يَابَانِ الْأَمْرُ ہے۔

مقدم کیا گیا) اور یہ یعنی اُجَلَّتْ لای یوم جملہ مستانفہ یا مقترضہ۔ (اُجَلَّتْ کی ضمیر الرسل کی طرف راجع ہے) لِیَوْمِ الْفَصْلِ..... ماقبل لای یوم سے بدل اور اس کا بیان، باعادہ جار، یا متعلق ہے فعل محذوف اُجَلَّتْ کے، وَمَا اَذْرٰکَ مَا یَوْمِ الْفَصْلِ..... واو استنافیہ، بقیہ ترکیب ماادراک ماالحاقہ کی طرح ہے۔ وَبَلْ یَوْمَئِذٍ لِلْمُکَذِّبِیْنَ..... وبل مبتدأ۔ یَوْمَئِذٍ: کانن کا ظرف ہو کر ویل کی صفت، یا ویل مصدر کا ظرف، للمکذبین ثابت شبہ فعل محذوف کا متعلق اور وہ خبر، مبتدأ مع خبر جملہ مستانفہ، اَلَمْ نُهْلِکَ الْاَوَّلِیْنَ ثُمَّ نَتَّبِعُهُمُ الْاٰخَرِیْنَ..... حمزہ حرف استفہام تقریری۔ لَمْ حرف نفی و جزم، نُهْلِکَ الْاَوَّلِیْنَ فعل فاعل اور مفعول بہ جملہ فعلیہ مستانفہ۔ ثُمَّ نَتَّبِعُهُمُ الْاٰخَرِیْنَ..... نتبع فعل مضارع مرفوع، ضمیر نحن فاعل، ہم مفعول بہ اول، الْاٰخَرِیْنَ مفعول بہ ثانی، فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ مستانفہ (روح المعانی) یا ماقبل اَلَمْ نُهْلِکَ الْاٰخَرِیْنَ کے مضمون پر عطف ای اهلکنا الاولین ثُمَّ نَتَّبِعُهُمُ الْاٰخَرِیْنَ (مظہری) (الآخرین سے مراد امت محمدیہ کے کفار ہیں اور اگر نھلک پر عطف کریں تو پھر نَتَّبِعْ کو مجزوم پڑھنا ہوگا جیسا کہ یہ بھی ایک قرأت ہے، اب الْاٰخَرِیْنَ سے مراد امم سابقہ ہی کے متاخرین ہوں گے نہ کہ امت محمدیہ کے کفار) کَذٰلِکَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِیْنَ..... کَذٰلِکَ مصدر محذوف کی صفت ہو کر مفعول مطلق نَفْعَلُ کا، ای نَفْعَلُ فَعْلًا مِثْلَ ذٰلِکَ الْفَعْلِ، نَفْعَلُ فعل بفاعل، بالمجرمین متعلق نفعْل کے، پھر فعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ وَبَلْ یَوْمَئِذٍ لِلْمُکَذِّبِیْنَ ترکیب گذر چکی۔

البلاغۃ اس سورت میں وَبَلْ یَوْمَئِذٍ لِلْمُکَذِّبِیْنَ دس مرتبہ استعمال ہوا اس کی وجہ زیادت ترہیب یعنی ڈرانا اور خوف دلانا ہے، والتکرار فی مقام الترغیب والترہیب حسن۔

اَلَمْ نَخْلُقْکُمْ مِّنْ مَّاءٍ مَّهِیْنٍ ۚ ۲۰ فَجَلَلْنٰہُ فِیْ قَرَارٍ مَّکِیْنٍ ۚ ۲۱ اِلٰی قَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ۚ ۲۲
کیا ہم نے تم کو ایک بے قدر پانی سے نہیں بنایا • پھر ہم نے اس کو ایک وقت مقرر تک ایک محفوظ جگہ میں رکھا • غرض ہم نے ایک ایک اندازہ ٹھہرایا •
فَقَدَرْنَا ۚ ۲۳ فَنِعْمَ الْقَدِرُوْنَ ۚ ۲۴ وَبَلْ یَوْمَئِذٍ لِلْمُکَذِّبِیْنَ ۚ ۲۵ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ
سو ہم کیسے اچھے اندازہ ٹھہرانے والے ہیں • اس روز جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی • کیا ہم نے زمین کو
کِفَاتًا ۚ ۲۶ اَحْیَاءٌ وَّ اَمْوَاتًا ۚ ۲۷ وَجَعَلْنَا فِیْہَا رَوَاسِیَ شَمِخٰتٍ وَّ اَسْقِیْکُمْ مَّاءً فُرَاتًا ۚ ۲۸
زندوں اور مردوں کی سیٹھنے والی نہیں بنایا • اور ہم نے اس میں اونچے اونچے پہاڑ بنائے اور ہم نے تم کو میٹھا پانی پلایا •
وَبَلْ یَوْمَئِذٍ لِلْمُکَذِّبِیْنَ ۚ ۲۹
اس روز جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی •

۱۔ ایک ترکیب یہ ہے کہ اُجَلَّتْ لای یوم کو فعل محذوف يقال کا مقولہ بنایا جائے اور يقال حال ہوا ضمیر اُفَّتْ، و الاستفہام للتعظیم والتہویل۔

۲۔ جب مبتدأ و عایا بدعا کے لئے ہو تو اس کا کمرہ ہونا درست ہے۔ (اعراب القرآن)

۳۔ دراصل استفہام انکاری ہے مگر چونکہ وہ نفی پر داخل ہے اور نفی کی نفی اثبات ہوتا ہے جس کو استفہام تقریری سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

تشریح اَلَمْ نَخْلُقْكُمْ اَلْبَح سے قدرت علی البعث کو ثابت کر رہے ہیں، چنانچہ تفسیر ملاحظہ فرمائیں، کیا ہم نے تم کو ایک بے قدر پانی یعنی نطفہ سے نہیں بنایا (یعنی ابتداء میں تم نطفہ تھے) فَجَعَلْنَاهُ فِیْ قَوَادِ مَكِیْنٍ۔ پھر ہم نے اس نطفہ کو ایک وقت مقررہ تک (جس کی مدت عموماً نو مہینے ہے) ایک محفوظ جگہ یعنی عورت کے رحم میں رکھا (جس کو ہمارے عرف میں بچہ دانی کہتے ہیں) فَقَدَرْنَا فَنِعْمَ الْقَادِرُوْنَ۔ غرض ہم نے ان سب تصرفات کا ایک اندازہ ٹھہرایا، سو ہم کیسا اچھا اندازہ ٹھہرانے والے ہیں (کہ اس مدت متعینہ میں بتدریج انسان کی تخلیق ہو جاتی ہے اور کوئی ضروری چیز وہ نہیں جاتی، اور کوئی زائد و بیکار چیز پیدا نہیں ہوتی) دیکھئے اس تخلیق انسانی سے قدرت علی البعث یعنی مردہ کو دوبارہ زندہ کرنے پر قدرت ثابت ہوئی یعنی جب ہم ابتداء پیدا کرنے پر بھی قادر ہیں تو اعادہ پر بھی قادر ہیں۔ وَیَلِّیْ یَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ پھر جو لوگ اس امر حق یعنی قدرت علی البعث کو جھٹلا رہے ہیں وہ سمجھ لیں کہ اس روز حق کے جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی۔ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ کِفَاتًا اب اللہ تعالیٰ ایسی بعض نعمتیں جن سے ایمان و اطاعت کی طرف ترغیب ہو ذکر فرما رہے ہیں، فرماتے ہیں کہ کیا ہم نے زمین کو زندوں اور مردوں کو سمیٹنے والی نہیں بنایا، (کہ زندگی اسی پر بسر ہوتی ہے، اور مرنے کے بعد آدمی اسی زمین کے اندر رکھ پ جاتا ہے، اور اس حالت بعد الموت کا نعمت ہونا اس طرح ہے کہ اگر مردے خاک نہ ہو جایا کرتے تو زندہ لوگ پریشان ہو کر مردوں سے بدتر ہو جاتے کہ انکو اپنے بسنے بلکہ چلنے پھرنے کی جگہ نہ ملتی) وَجَعَلْنَا فِیْهَا رَوَاسِیَ شَامِخَاتٍ۔ اور ہم نے اس میں اونچے اونچے پہاڑ بنائے (جن سے بہت سے منافع متعلق ہیں، مثلاً یہ زمین کے لئے بمنزلہ میخ کے ہیں) وَاسْقٰیْنَا کُمْ مَّاءً قَوَّاتًا۔ اور ہم نے تم کو میٹھا پانی پلایا، یعنی زمین سے بذریعہ نل، ٹنکی جو پانی نکلتا ہے وہ نہایت خوشگوار اور عمدہ مزہ والا ہوتا ہے، کڑوا نہیں ہوتا، اس نعمت کو خواہ مستقل نعمت کہا جائے یا زمین ہی کے متعلق کہا جائے کیونکہ پانی کا مرکز زمین ہی ہے، اور ان نعمتوں کا مقتضا و جوہر توحید ہے۔ وَیَلِّیْ یَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ۔ پس جو لوگ اس امر حق یعنی وجوب توحید کو جھٹلا رہے ہیں وہ سمجھ رکھیں کہ اس روز حق کے جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی۔

لغات وَیَلِّیْ: اسم بمعنی خرابی، ہلاکت، وَیَلِّیْ فَلَانَا (تفعیل) کسی کو بار بار ویل لک و یل لک کہنا، بار بار ہلاکت کی بدو عادیثا۔ نُهِّلَک: (افعال) ہلاک کرنا، فنا کرنا، مجرد میں (ض، ف، س) سے هَلَکَا وَهَلُوْکَا: فنا ہونا، اَوَّلِیْنِ: اگلے لوگ یعنی پہلے لوگ، واحد اَوَّل۔ تَتَّبِعْ: اتباعاً (افعال) لاحق کرنا، پیچھے بھیجنا، مجرد میں سمع سے ہے، لاحق ہونا، نشان قدم پر چلنا، پیروی کرنا۔ اٰخِرِیْنِ: دوسرے لوگ، واحد اٰخِر۔ بحالت نصب، مُعْجِرِ مِیْنِ: کافر، گناہگار لوگ، اسم فاعل جمع مذکر، اٰجُرْمَ (افعال) اِجْرَا مَ: گناہ کرنا مجرد میں باب ضرب سے، معنی ہیں گناہ کرنا۔ ماء: اسم جنس، پانی جمع

۱۔ اس کے بہت سے معانی ہیں: شر اور بدی میں داخل ہونا، درو مند ہونا، مصیبت زدہ بنانا ان معانی میں یہ مصدر ہے، اور مندرجہ ذیل معانی میں بطور اسم مستعمل ہے افسوس، غمی، ہلکہ عذاب، ہلکہ حسرت و ندامت، جہنم کی ایک وادی کا نام، جہنم کے ایک کنوئیں کا نام، جہنم کے ایک دروازہ کا نام۔ ویل ابتداء کی بناء پر مرفوع ہے ورنہ ہمیشہ اس پر نصب ہی آتا ہے بشرطیکہ یائے شکلم کی طرف اضافت نہ ہو، اور منصوب ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ویل فعل محذوف کا مفعول مطلق ہوتا ہے اور اگر حرف نہ آہو تو منادی ہونے کی بنا پر۔

میاہ۔ مہین: اسم مفعول دراصل مہیون تھا، بمعنی حقیر، بے قدر ہان (ن) ہونا: حقیر و ذلیل ہونا (افعال و تفعیل سے متعدی ہے) یا صفت مشبہ از مہن (ک) مہانۃ حقیر و ذلیل ہونا۔ قرار: مصدر بمعنی ظرف ہے ٹھہرنے کی جگہ، مراد رحم، قر: (ض) قُوا وَ قَرَارًا: قرار پانا، قیام کرنا، مکین: صفت مشبہ، محفوظ، ٹھون مصدر (ن) واقع ہونا، پایا جانا (لغات القرآن) یا مادہ مکن از مکن (ک) مکانۃ: بلند مرتبہ ہونا۔ قدر: اسم بمعنی مقدار، وقت (۲) مصدر قدر (ض) قدرًا: اندازہ لگانا۔ اسی سے ہے فقدرنا فنعلم القادرون۔ کفائتا مصدر (ض) سمینا، ملانا، یہاں مصدر بمعنی اسم فاعل ہے سیننے والی۔ اخیاء: زندہ لوگ، واحد حی۔ امواتا: مردے، واحد میت۔ روایسی: واحد راسیہ، پہاڑ، رسا الشئی (ن) رسوا و رسوا: جم جانا، مضبوطی سے قائم رہنا۔ شمیخت: اسم فاعل جمع مؤنث، واحد شامخۃ، بلند، شمع (ف) شمعنا: بلند ہونا۔ اسقینا: (افعال) سیراب کرنا، پلانا۔ قراتا: بہت شیریں پانی (۲) عراق کا ایک دریا، مگر قرآن شریف میں پہلا معنی مراد ہے۔

ترکیب اَلَمْ نَخْلُقْکُمْ مِنْ مَّاءٍ مَّهِینٍ..... ہمزہ برائے استفہام تقریری۔ لم نخلقکم فعل فاعل مفعول بہ، مِنْ حرف جر ماء مہین موصوف مع صفت مجرور، جار مجرور متعلق فعل مذکور کے، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور متعلق سے ل کر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف علیہ۔ فجعلنہ فی قرار مکین الی قدر معلوم: فا عطفہ، جعلنا فعل بفاعل ہا ضمیر مفعول بہ، فی قرار مکین متعلق جعلنا کے جو وضعنا کے معنی کو متضمن ہے۔ الی قدر معلوم ظرف مستقر ہو کر حال جعلناہ کی ہا ضمیر منصوب سے (ای مؤخرًا الی قدر معلوم) الغرض جعلناہ الخ جملہ فعلیہ معطوف علیہ معطوف، فا عطفہ، قدرنا جملہ فعلیہ معطوف علیہ معطوف فا عطفہ نعم القادرون..... نعم فعل مدح، القادرون فاعل، مخصوص بالمدح محذوف ای نحن، جملہ فعلیہ معطوف، تمام معطوفات مل ملا کر جملہ متانفہ، ویل یومئذ للمکذبین..... ترکیب حسب سابق۔ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ کَفَاتًا اَحْیَاءَ وَاَمْواتًا..... ہمزہ برائے استفہام تقریری، لم نجعل، فعل بفاعل، الارض مفعول بہ اول، کفائتا مصدر بمعنی کافئتا مفعول بہ ثانی، اخیاء وَاَمْواتًا معطوف و معطوف علیہ مفعول بہ کفائتا مصدر کا جو بمعنی کافئتا ہے۔ الغرض لم نجعل الخ جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و جعلنا فیہا روایسی شامخات..... جملہ فعلیہ معطوف علیہ معطوف، (فیہا متعلق جعلنا کے اگر بمعنی خلقنا ہو اور اگر بمعنی صیرنا ہو تو بمنزلہ مفعول بہ ثانی، روایسی شامخات موصوف صفت مفعول بہ جعلنا کا) وَاَسْقینَاکُمْ مَاءً قُرَاتًا جملہ فعلیہ معطوف (ماء قراتا مرکب توصیفی مفعول بہ ثانی) تمام معطوفات مل ملا کر جملہ متانفہ۔ ویل یومئذ للمکذبین..... تقدّم اعرابہا۔

- ۱۔ یا کفائتا، کافئتا اسم فاعل کی جمع ہے، کفائتا کے ایک معنی ہے وہ جگہ جہاں کوئی چیز اکٹھی کی جائے۔
- ۲۔ اعراب القرآن مجی الدین الدردیش میں لکھا ہے کہ فی قراب مکین، جعلنا کے مفعول بہ ثانی کے درجہ میں ہے۔
- ۳۔ لا محفل مقدر ہے انی نکلیت اخیاء وَاَمْواتًا۔

إِنطَلِقُوا إِلَى مَا كُنتُمْ بِهِ تُكَذِّبُونَ ﴿۲۹﴾ إِنطَلِقُوا إِلَى ظِلِّ ذِي ثُلُثِ

تم اس عذاب کی طرف چلو جس کو جھٹایا کرتے تھے • ایک سائبان کی طرف چلو جس کی تین شاخیں ہیں جس میں نہ سایہ

شُعَبٍ ﴿۳۰﴾ لَا ظِلِيلٌ وَلَا يُغْنِي مِنَ اللَّهَبِ ﴿۳۱﴾ إِنَّهَا تَرْمِي بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ ﴿۳۲﴾

ہے • اور نہ وہ گرمی سے بچاتا ہے • وہ انگارے برساتے گا جیسے بڑے بڑے محل •

كَانَهُ جَمَلَتْ صُفْرٌ ﴿۳۳﴾ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ﴿۳۴﴾ هَذَا يَوْمٌ لَا يَنْطِقُونَ ﴿۳۵﴾

جیسے کالے کالے اونٹ • اس روز جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی • یہ وہ دن ہوگا جس میں وہ لوگ نہ بول سکیں گے •

وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُونَ ﴿۳۶﴾ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ﴿۳۷﴾ هَذَا يَوْمُ الْفُصْلِ ﴿۳۸﴾

اور ان کو اجازت ہوگی سو عذر بھی نہ کر سکیں گے • اس روز جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی • یہ ہے فیصلہ کا دن

جَمَعْنَكُمْ وَالْأَوَّلِينَ ﴿۳۹﴾ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ كَيْدٌ فَكِيدُونِ ﴿۴۰﴾ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ

ہم نے تم کو اور اگلوں کو جمع کر لیا • سو اگر تمہارے پاس کوئی تدبیر ہو تو مجھ پر تدبیر چلاؤ • اس روز حق کے

لِلْمُكَذِّبِينَ ﴿۴۱﴾

جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی •

تشریح ماقبل میں بعض نعمتوں کا بیان تھا، اب یہاں سے قیامت کی بعض سزاؤں کا بیان۔

تفسیر ملاحظہ فرمائیں: إِنطَلِقُوا إِلَى مَا كُنتُمْ بِهِ تُكَذِّبُونَ۔ یعنی قیامت کے دن کفار سے کہا جائے گا کہ اس عذاب کی طرف چلو جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے، جس میں کی ایک سزایہ ہے کہ۔ إِنطَلِقُوا إِلَى ظِلِّ الْخ کہ ایک سائبان کی طرف چلو جس کی تین شاخیں ہیں جس میں نہ (ٹھنڈا) سایہ ہے، اور نہ وہ گرمی سے بچاتا ہے (یعنی محض برائے نام سایہ ہوگا، گہری چھاؤ نہیں ہوگی کہ گرمی سے نجات ملے، اور مراد اس سائبان سے وہ دھواں ہے جو جہنم سے نکلے گا اور چونکہ وہ سایہ کثرت سے ہوگا اس لئے بلند ہو کر پھٹ کر تین ٹکڑے ہو جائے گا، اور حساب سے فارغ ہونے تک کفار اسی دھوئیں کے احاطہ میں رہیں گے، جیسا کہ ایماندار نیک کردار عرش کے سایہ میں ہوں گے) آگے اس دھوئیں کا اور حال مذکور ہے۔ إِنَّهَا تَرْمِي بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ وہ سایہ انگارے برساتے گا جیسے بڑے بڑے محل، گویا وہ کالے کالے اونٹ ہیں (بیان القرآن) (قاعدہ یہ ہے کہ جب چنگاریاں آگ سے جھڑتی ہیں تو بڑی ہوتی ہے پھر بہت سے چھوٹے ٹکڑے ہو کر زمین پر گرتی ہے لہذا اس چنگاری کی ابتدائی حالت کا القصر ہوگی اور انتہائی حالت کا نہ جملت صفر۔ اور صفر کے معنی ہے ”زرد“ اور اوپر صفر کا ترجمہ سیاہ کیا ہے کیونکہ زرد اونٹ کی زردی سیاہی مائل ہوتی ہے۔ وَيْلٌ

۱۔ اور عرب کالے اونٹوں کو صفر اس لئے کہتے ہیں کہ وہ عموماً زردی مائل ہوتے ہیں۔

يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ: پھر جو لوگ اس امر حق یعنی اس واقعہ کو جھٹلا رہے ہیں وہ سمجھ رکھیں کہ اس روز حق کے جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی۔ آگے کفار کے متعلق اور واقعہ ہے یعنی۔ هَذَا يَوْمٌ لَا يَنْطِقُونَ وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُونَ۔ یہ وہ دن ہوگا جس میں وہ لوگ نہ بول سکیں گے اور نہ ان کو (عذر پیش کرنے کی) اجازت ہوگی سو وہ عذر بھی نہ کر سکیں گے (کیونکہ واقع میں کوئی معقول عذر ہوگا بھی نہیں، اور دوسری آیات قرآن میں جو کفار کا بولنا اور عذر پیش کرنا مذکور ہے وہ اس کے منافی نہیں کیونکہ محشر میں مختلف مقامات اور مواقف آئیں گے کسی مقام میں کلام اور عذر پیش کرنا ممنوع ہوگا، اور کسی میں اجازت ہوگی (روح)) وَيَلْ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ۔ اور جو لوگ اس واقعہ حق کو جھٹلا رہے ہیں وہ سمجھ رکھیں کہ اس روز حق کے جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوں گی، آگے بھی اسی یوم کا بیان ہے کہ ان لوگوں سے کہا جائے گا کہ۔ هَذَا يَوْمُ الْفَصْلِ جَمَعْنَكُمْ وَالْأُولَئِينَ۔ یہ ہے فیصلہ کا دن (جس کی تم تکذیب کیا کرتے تھے) ہم نے تم کو اور انگوں کو (آج فیصلہ کے لئے) جمع کر لیا۔ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ كَيْدٌ فَكِيدُوا سَوَاءٌ لَّكُمْ تَهَارٌ (آج کے فیصلہ سے بچنے کی) کوئی تدبیر ہو تو تم مجھ پر تدبیر چلاؤ، اور یہ کفار اس واقعہ حق کی بھی تکذیب کرتے ہیں سو وہ سمجھ رکھیں کہ۔ ویل یومئذ الخ اس روز (حق کے) جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی۔

لغات انطلقوا: امر جمع مذکر حاضر، تم چلو (انفعال) جانا، چھوڑ کر چل کھڑا ہونا، طَلَّ: سایہ، آرام، جمع اظلال وظلال، طَلَّ ہر اس مقام کو بھی کہا جاتا ہے جہاں دھوپ نہیں پہنچتی، طَلَّ بمعنی طَلَّة، سائبان (سایہ دار) جمع طَلَل۔ شَعَبٌ: واحد شُعْبَةٌ، شاخ، ظَلِيلٌ: گھنا سایہ، شُعْدَى چھاؤ، مفت مشہ ہے، طَلَّ (ض) طَلَّةً کسی چیز کا سایہ دار ہونا۔ اللهب: آج، گرمی، آگ کا شعلہ، آگ کی بھڑک، مصدر لَهَبَ (س) لَهَبًا: شعلہ بھڑکنا۔ قَوِیٌّ: وہ برسا یا، دَمِی (ض) پھینکنا، شَرَرٌ: چنگاریاں، واحد شَرَرَةٌ، چنگاری، قَصْرٌ: محل، بلند مکان، جمع قُصُور۔ جَمَالَةٌ: اونٹ، واحد جَمَلٌ، صُفْرٌ: زرد، مفت مشہ کا صیغہ جمع، واحد مذکر أَصْفَرٌ، واحد مؤنث صَفْرَاءٌ۔ يَنْطِقُونَ: مضارع جمع مذکر غائب، نَطَقَ (ض) نَطَقًا: بولنا، بات کرنا۔ لَا يُؤْذَنُ: نہ ان کو اجازت ہوگی، مضارع منفی مجہول، اِذْنٌ: (س) اِذْنًا: اجازت دینا۔ يَعْتَذِرُونَ: نہ وہ عذر کر سکیں گے، اِعْتِذَارٌ (انفعال) عذر بیان کرنا، مجرد میں غَلَرًا (ض) عذر قبول کرنا۔ كَيْدٌ: مصدر، کاد (ض) کَيْدًا: تدبیر کرنا (بمعنی تدبیر، فریب، حاصل مصدر ہے)

ترکیب انطلقوا الی ما کُنتُمْ بہ تُکَذِّبُونَ..... انطلقوا فعل امر، واو ضمیر فاعل، الی حرف جر، ما اسم موصول، کُنتُمْ: فعل ناقص مع اسم، بہ متعلق مقدم تُکَذِّبُونَ کے، اور وہ خبر، فعل ناقص جملہ ہو کر صلہ، اسم موصول مع صلہ مجرد، جار مجرور متعلق انطلقوا کے، اور وہ پھر یُقَال فعل مقدر کا مقولہ۔ انطلقوا الی طَلَّ ذی فَلَاحٍ شَعْبٌ لَا ظَلِيلٌ وَلَا يَهْنِي مِنَ اللَّهَبِ..... انطلقوا فعل بفاعل، الی حرف جر، طَلَّ موصوف ذی مضاف ثلث شَعْبٍ مضاف در مضاف ہو کر طَلَّ کی صفت اول، لا نافیہ ظلیل مفت مشہ معطوف علیہ واو عاطفہ، لا یهنی من اللهب مضاف در مضاف ہو کر طَلَّ کی صفت اول، لا نافیہ ظلیل مفت مشہ معطوف علیہ واو عاطفہ، لا یهنی من اللهب صفرہ سے شق ہے جس کے معنی ہے زردی، چھل کہ زردی سیاہی کے قریب ہوتی ہے اس لئے صفرہ سے سوادی یعنی سیاہی کی تعبیر کر لیتے ہیں۔

جملہ فعلیہ منفیہ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر صفت ثانی، موصوف اپنے دونوں صفتوں سے مل کر مجرور، جار مجرور متعلق انطلقوا کے اور وہ جملہ انشائیہ ماقبل انطلقوا جملہ انشائیہ سے بدل، انھا ترمی بشرہ کالقصر ان حرف مشبہ بالفعل ہا ضمیر اس کا اسم، (راجع شعب کی طرف، روح المعانی) ترمی فعل، ضمیر ہی فاعل، با حرف جر، شرہ موصوف کالقصر متعلق کائن کے ہو کر صفت اول شرہ کی، کائنہ جملت صفر جملہ اسیہ صفت ثانی شرہ کی، موصوف اپنی دونوں صفتوں سے مل کر مجرور، جار مجرور متعلق ترمی کے، اور وہ خبر، حرف مشبہ بالفعل مع اسم خبر جملہ مستانہ بیانیہ۔ وَلَّيْلُ يَوْمِنَا لِلْمُكَذِّبِينَ ترکیب گذر چکی۔ هَذَا يَوْمٌ لَا يَنْطِقُونَ وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُونَ هَذَا مبتدا، يَوْمٌ مضاف مابعد تینوں جملے معطوف و معطوف علیہ ہو کر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر خبر، مبتدا مع خبر جملہ مستانہ (یوذن کا نائب فاعل ہو ضمیر، دوسرا احتمال یہ ہے کہ لَهُمْ نائب فاعل ہے۔ اعراب القرآن و صرف و بیان) وَلَّيْلُ يَوْمِنَا لِلْمُكَذِّبِينَ ترکیب گذر چکی۔ هَذَا يَوْمُ الْفَصْلِ هَذَا مبتدا يَوْمُ الْفَصْلِ خبر، مبتدا مع خبر جملہ مستانہ۔ جَمَعْنَاكُمْ وَالْأَوَّلِينَ جَمَعْنَا فعل بفاعل، كَمْ ضمیر معطوف علیہ، واو عاطفہ الاولین معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مفعول بہ، پھر یہ جملہ فعلیہ حال يَوْمُ الْفَصْلِ سے اور حال میں عائد و رابطہ مقدم۔ یا پھر جملہ مستانہ بیانیہ، فَإِنْ كَانَ لَكُمْ كَيْدٌ فَكِيدُون فَا عاطفہ کان فعل ناقص لکم ظرف مستقر ہو کر خبر مقدم کید اسم موخر، فعل ناقص مع اسم و خبر شرط، فَا جزائیہ کیدوا فعل امر بفاعل، نُون وقایہ، یا ضمیر متکلم محذوف مفعول بہ، پھر جملہ فعلیہ جزاء، شرط اپنی جزا سے مل کر ماقبل هَذَا يَوْمُ الْفَصْلِ پر معطوف، وَلَّيْلُ يَوْمِنَا لِلْمُكَذِّبِينَ ترکیب گذر چکی۔

إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي ظِلِّ وَعُيُونٍ ۝ ۳۱ ۝ وَفَوَاحِشٍ مِمَّا يَشْتَهُونَ ۝ ۳۲ ۝ كَلُوا وَاشْرَبُوا
پرہیزگار لوگ سایوں میں اور چشموں • اور مرغوب میوؤں میں ہوں گے • اپنے اعمال
هَيِّئْنَا لِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ ۳۳ ۝ إِنَّا كَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ۝ ۳۴ ۝ وَلَّيْلُ يَوْمِنَا لِلْمُكَذِّبِينَ ۝ ۳۵ ۝
کے صلہ میں خوب مزے سے کھا دیو • ہم نیک لوگوں کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں • اس روز جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی •
كُلُوا وَتَمَتُّعُوا قَلِيلًا إِنَّكُمْ مُّجْرِمُونَ ۝ ۳۶ ۝ وَلَّيْلُ يَوْمِنَا لِلْمُكَذِّبِينَ ۝ ۳۷ ۝ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ
تم تموڑے دن اور کھالو برت لو تم بے شک مجرم ہو • اس روز جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی • اور جب ان سے کہا جاتا ہے
ارْكَعُوا لَا يَرْكَعُونَ ۝ ۳۸ ۝ وَلَّيْلُ يَوْمِنَا لِلْمُكَذِّبِينَ ۝ ۳۹ ۝ فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ ۝ ۴۰ ۝
کہ جھکو تو نہیں جھکتے • اس روز جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی • تو پھر اس کے بعد اور کونسی بات پر ایمان لائیں گے •

۱۔ ضمیر منہری میں ہے کہ اس کا مرجع ظل ہے معنی کے اعتبار سے یعنی جس سے مراد نارا ہوا کہ وہ نارا نارا کے برائے کی اس یا پھر ضمیر راجع ہے غیر مذکور کی طرف جس پر کلام دلالت کر رہا ہے یعنی جہنم۔ ۲۔ اعراب القرآن کی الدین میں لکھا ہے الجملة بمثابة التعليل لعدم غناء الظل غير الظليل۔ ۳۔ والاعمال فيه الاشارة، والرباط مقدراى فيه۔

تفسیر ماقبل میں کفار پر عذاب کا ذکر تھا، اب اہل ایمان کے ثواب کا بیان ہے تفسیر ملاحظہ فرمائیں!

إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي ظِلَالٍ وَعُيُونٍ الْخَبِئَةِ پر ہیزگار لوگ سایوں میں اور چشموں میں اور مرغوب میووں میں ہوں گے (یعنی ان حضرات کو ہر طرح کی سہولت ہوگی یہاں تک کہ چشمے اور نہریں ان جنتیوں کے تابع فرمان کر دی جائیں گی کما فی قولہ تعالیٰ یفجرونها تفجیراً) کَلُوا وَاشْرَبُوا الْخَبِئَةِ ان سے کہا جائے گا کہ اپنے ان اعمال (نیک اعمال) کے صلہ میں خوب مزے سے کھاؤ پو، ہم نیک لوگوں کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں۔ وَنِیلٌ یُّؤْمِنِذٌ لِلْمُكَذِّبِينَ اور کفار جنت کی نعمتوں کی بھی تکذیب کرتے ہیں سو سمجھ رکھیں کہ اس روز (حق کے) جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی، آگے پھر کفار کو تنبیہ ہے کہ کَلُوا وَتَمَتَّعُوا قَلِيلًا إِنَّكُمْ مُعْجِرُونَ۔ اے کافرو! تم (دنیا میں) تھوڑے دن اور کھاپی لو، اور آرام برت لو (عنقریب عذاب ہونے والا ہے) کیونکہ تم بے شک مجرم ہو (یہ مکذبین کو خطاب ہے، دنیا میں انبیاء کے ذریعہ ان کو کہا گیا ہے کہ یہ تمہارا عیش و آرام چند روزہ ہے تھوڑے دن اور کھاپی لو اور آرام اٹھاؤ عنقریب تمہاری کم بختی آنے والی ہے) وَنِیلٌ یُّؤْمِنِذٌ لِلْمُكَذِّبِينَ۔ جو لوگ سزائے جرم کو جھٹلاتے ہیں وہ سمجھ رکھیں کہ اس روز (حق کے) جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی۔ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ ارْكَعُوا لَا یُرْكَعُونَ اور ان کافروں کی سرکشی کی یہ حالت ہے کہ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ خدا کی طرف جھکو یعنی ایمان و عبدیت اختیار کرو، تو وہ نہیں جھکتے، (یہاں رکوع سے مراد اس کے لغوی معنی ہے یعنی جھکنا اور اطاعت و ایمان اختیار کرنا، بعض نے رکوع کے اصطلاحی معنی مراد لئے ہیں یعنی مطلب یہ ہے کہ جب ان کو نماز کی طرف بلایا جاتا تھا تو یہ نماز نہ پڑھتے تھے، گویا رکوع بول کر پوری نماز مراد لی گئی ہے۔) (روح) وَنِیلٌ یُّؤْمِنِذٌ الْخَبِئَةِ دیکھئے اس سے بڑا جرم کیا ہوگا کہ وہ لوگ اطاعت نہیں کرتے، اور یہ لوگ اس کے جرم ہونے کو بھی جھٹلاتے ہیں یعنی یہ کہتے ہیں کہ اطاعت و ایمان اختیار نہ کرنا کوئی جرم نہیں، سو سمجھ رکھیں کہ اس روز (حق) جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی۔ فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ یُؤْمِنُونَ۔ مذکورہ آیات قرآنی جن میں ڈرایا گیا ہے ان کا تقاضا یہ تھا کہ سنتے ہی ڈر کر ایمان لے آتے مگر جب اس پر بھی وہ ایمان نہیں لائے تو پھر اس عجیب و غریب اور حکمت و دلائل سے بھرے ہوئے قرآن کے بعد اور کونسی بات پر وہ ایمان لائیں گے۔ (اس میں کفار پر تو بخ اور ان کے ایمان سے آپ کو مایوس کرنا ہے)

حدیث حدیث میں ہے کہ جب تلاوت کرنے والا اس آیت پر پہنچے تو اس کو کہنا چاہئے آمَنَّا بِاللّٰهِ یعنی ہم اللہ پر ایمان لے آئے مگر فرشتے اور سنن میں اس زیادتی سے احتراز کرنا روایات حدیث سے ثابت ہے، اس لئے اس میں نہ کہا جائے واللہ اعلم۔

لغات متقین: پرہیزگار، اسم فاعل جمع مذکر، (افعال) پرہیز کرنا، وَفِیْ مَاوَدَ، مجرد باب میں ضرب سے بمعنی حفاظت کرنا، عیون: واحد عین چشمہ۔ فواکہ: واحد فاکھہ، پھل، (وہ میوہ جو بطور لذت کے کھانے کے بعد کھایا جاتا ہے) فَبِکَ فَکْهَ وَفَکْهَ (س) خوش طبع ہونا، ہنس مکھ ہونا، میوہ بھی خوش طبعی کا سبب ہے اسی مناسبت سے اس کو فاکھہ کہا جاتا ہے، یعنی خوش طبع کرنے والا۔ یَسْتَهْیُونَ: وہ خواہش کریں گے، مضارع جمع مذکر غائب (افعال) چاہتا، خواہش کرنا، مجرد میں (ن، س) دونوں سے اسی معنی کے لئے آتا ہے۔ هَنِینًا: صفت مشبہ، هَنِیْ الطَّعَامِ (س)

هَنَّا وَهَنَّا، کھانے سے مزہ اٹھانا۔ (مزہ لینا) حال ہونے کی بنا پر منصوب ہے چوں کہ فعل کا وزن واحد جمع دونوں کے لئے آتا ہے تو اس کا دونوں سے حال ہونا درست ہے یہاں پر فاعل کی ضمیر سے حال ہے، تَمَتُّوْا: تم فائدہ اٹھاؤ، امر جمع مذکر حاضر (تفعل) فائدہ اٹھانا، اَرْکَعُوْا: امر جمع مذکر حاضر۔ لَا یُرْکَعُوْنَ: مضارع منفی جمع مذکر غائب رُکِعَ (ف) رُکِعُوْا: جھکنا۔

ترکیب اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ ظِلَالٍ وَّعِيُوْنَ وَاَوَاكِيْةٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ..... اِنَّ حرف مشبہ بالفعل المتقين اسم ان، فی حرف جر، ظلال وَّعِيُوْنَ وَاَوَاكِيْة الخ تینوں معطوف و معطوف علیہ ہو کر مجرور (مما یشتہون من حرف جر ما اسم موصول یشتہون جملہ فعلیہ صلہ، اسم موصول مع صلہ مجرور، جار مجرور متعلق کائنة محذوف کے ہو کر فواکہ کی صفت) جار مجرور متعلق مستقرون شبہ فعل کے اور وہ خبر حرف مشبہ بالفعل کی، کَلُوا وَاَشْرَبُوا هِنًا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ..... کَلُوا وَاَشْرَبُوا معطوف و معطوف علیہ، هِنًا بمعنی متہینین، حال کَلُوا وَاَشْرَبُوا کی ضمیر سے بما کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ متعلق هِنًا کے (بما میں ما اسم موصول) پھر کَلُوا وَاَشْرَبُوا الخ مقولہ فعل مقدر یقال کا، اور یقال الخ حال ہے ماقبل خبر یعنی مستقرون کی ضمیر سے جس کا مرجع المتقين ہے، اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ترکیب ظاہر ہے، تعلیل للامر بالا کل والشرب (کذالك مصدر محذوف کی صفت ہو کر مفعول مطلق ای انا نجزی المحسنين جزاء مثل ذلك الجزاء) وَاِنَّ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِيْنَ تَقْدِمَ اَعْرَابُهَا، کَلُوا وَتَمَتُّوْا قَلِيْلًا جملہ متانفہ بیانہ۔ (قَلِيْلًا ای زمانا قَلِيْلًا مفعول وی) اِنَّكُمْ مُّجْرِمُوْنَ جملہ تعلیلیہ، وَاِنَّ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِيْنَ تَقْدِمَ اَعْرَابُهَا، وَاِذَا قِيلَ لَهُمْ اَرْکَعُوْا لَا یُرْکَعُوْنَ..... واو استثنائیہ (اعراب القرآن و صرفہ و بیانہ) اِذَا ظرفیہ مضاف مضمّن معنی شرط، قیل فعل مجہول ضمیر نائب فاعل، لَهُمْ متعلق قیل کا، اَرْکَعُوا جملہ فعلیہ انشائیہ مقولہ، پھر قیل لَهُمْ الخ مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر ظرف ہے اپنے جواب و جزا لا یرکعون کا، لَا یرْکَعُوْنَ فعل اپنے فاعل اور ظرف مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ، بِالْفَاظِ دِیْکَرِ جَوَابِ شَرْطٍ۔ فَبَآئِیْ حَدِیْثٍ بَعْدَهُ یَوْمُنُوْنَ..... فَا فِصیہ اِیْ اِنَّ لَمْ یَرْمُوا بِالْقُرْآنِ فَبَآئِیْ الخ با حرف جر اِیْ مضاف، حَدِیْثٍ موصوف، بعدہ ثابت محذوف کا ظرف مستقر ہو کر صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور، جار مجرور متعلق مقدم یومنون کا، یومنون فعل اپنے فاعل اور متعلق مقدم سے مل کر جواب شرط، شرط مع جواب جملہ شرطیہ جزائیہ۔

(اللہ کے فضل و کرم سے پارہ تبارک الذی کی تفسیر، لغات، ترکیب وغیرہ پوری ہوگئی، فَلِلّٰهِ الْمِثْنَةُ وَالْاِحْسَانُ)

حسین احمد قاسمی ہر دواری (مدرس دارالعلوم دیوبند)